۵
مکتبہ
سعدی کے قلم سے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

رنگ و نور

سعدی کے قلم سے

جلد چہارم

ناشر:

مکتبہ عرفان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

واعف عنا

واغفرلنا

وارحمنا

رنگ و نور

یہ نقش سیاہی کے جو کاغذ پہ ہیں نم سے

بارانِ رنگ و نور ہے سعدی کے قلم سے

رنگ و نور

کیا خوب ہے جہاد و تصوف کا امتزاج

دریائے رنگ و نور کے سنگم خوش آمدید

فہرست

فہرست

فہرست

فہرست

واپس آجا

اللہ تعالیٰ نے خود اپنی مبارک کتاب میں...... ایمان والوں کو ’’خیانت‘‘ سے روکا ہے...... اور حرام مال کھانے اور جمع کرنے سے منع فرمایا ہے...... تو پھر یہ کیا بات ہے کہ مسلمان بھی چوری اور خیانت کرتے ہیں...... اور اجتماعی اموال میں بے احتیاطی کرتے ہیں...... اور حرام مال کھاتے اور جمع کرتے ہیں...... آخر مسلمانوں کو کیا ہو گیا ہے؟...... کیا اللہ تعالیٰ پر ایمان نہیں رہا...... پیارے رب نے تو اپنی کتاب میں پکّا وعدہ فرمایا ہے کہ تمہیں روزی میں دوں گا...... اور ہر آدمی کی مقرر روزی اُس تک پہنچ کر رہتی ہے...... کیا مسلمان کو اللہ تعالیٰ پر یقین نہیں؟...... کیا وہ اللہ تعالیٰ کو رزّاق نہیں مانتا...... پیارے رب نے کتنے پیار سے اپنی کتاب میں وعدہ فرمایا کہ ہر جاندار کا رزق ہمارے ذمّہ ہے...... پھر ایک شخص مسلمان ہو کر کیوں حرام کماتا ہے؟ کیوں خیانت کرتا ہے؟...... کیوں چوری کرتا ہے؟...... اور کیوں دنیا کے چند ٹکوں کی خاطر اپنا ایمان برباد کرتا ہے؟...... اور اپنے جہاد کو ضائع کرتا ہے؟...... ہمارے پیارے آقا ﷺ اپنے صحابہ کرام کو بلوا کر مسجد نبوی میں جمع کر لیتے تھے...... پھر منبر پر تشریف لے جاتے اور کھڑے ہو کر اجتماعی اموال میں احتیاط کی ترغیب دیتے...... اپنے پیارے صحابہ کو خیانت سے ڈراتے اور پھر آخر میں جوش کے ساتھ اپنا ہاتھ مبارک بلند کر کے فرماتے...... یا اللہ میں نے آپ کا پیغام آپ کے بندوں تک پہنچا دیا ہے...... آخر اتنی تاکید کیوں تھی؟...... دراصل ’’مال‘‘ ہی اس اُمت کا امتحان ہے...... جو مال کے معاملات ٹھیک نہیں کرتا...... اُس کا تقویٰ اور اُس کا جہاد سب کچھ مشکوک ہو جاتا ہے......

مسلمان مال کے معاملے میں ٹھیک ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ کے ہاں بہت قیمتی ہوتا ہے...... مگر جب وہ خیانت کرنے لگتا ہے تو...... بالکل ذلیل وخوار اور بے عزت ہو جاتا ہے...... تب نہ اُس کی نصرت کی جاتی ہے...... اور نہ اُس کی دعاء قبول کی جاتی ہے...... گزشتہ پچیس سالوں میں ''مجاہدین اسلام'' نے کتنی قربانی دی؟...... اللہ پاک کی قسم اتنی بڑی قربانی سے تو اب تک زمین کے اکثر حصّے پر خلافت قائم ہو جاتی...... افغانستان کے شہداء کرام کی تعداد بیس لاکھ سے زائد ہے...... اللہ اکبر! بیس لاکھ شہداء...... آج تو دنیا میں بعض ممالک کی کل آبادی بیس لاکھ ہے...... فلسطین کے شہداء کرام کی تعداد کئی لاکھ ہے...... جبکہ کشمیر کے شہداء کرام کی تعداد بھی ایک لاکھ سے تجاوز کر چکی ہے...... غزوہ بدر میں صرف تیرہ شہداء کرام کا خون گرا...... اور زمین کا ایک پورا حصّہ پاک کر گیا...... اُحد اور بیر معونہ کے ستّر ستّر شہداء کرام نے زمین کی تاریخ ہی بدل ڈالی...... اور یرموک اور قادسیہ کے شہداء کا خون...... دنیا کی پرانی کافرانہ تہذیبوں کو ملیا میٹ کر گیا...... مگر آج کیا ہوا؟...... کیا شہداء کرام کے خون میں وہ تاثیر نہیں رہی؟...... نہیں رب کعبہ کی قسم نہیں...... شہداء کرام کے خون کی تاثیر آج بھی وہی ہے...... بلکہ آج کا شہید بھی بہت نرالا بہت بہادر اور بہت البیلا ہے...... اگر آپ کو حال کے بعض شہداء کرام کے واقعات سناؤں تو آپ کے آنسو اس اخبار کو گیلا کر دیں گے...... افغانستان، کشمیر اور فلسطین کے شہداء...... بہت عجیب ہیں...... دنیا پرست جانوروں کو تو اُن کی سمجھ تک نہیں آرہی...... خود اپنی گاڑی میں اپنے ہاتھوں سے بارود بھرنا...... خود گاڑی چلا کر دشمنان اسلام کی تلاش میں نکلنا...... اپنی شہادت سے چند گھنٹے پہلے مسکرا مسکرا کر باتیں کرنا...... مزے لیکر اور شکر ادا کر کے چائے پینا...... محبت کے ساتھ وضو تازہ کر کے دو رکعت ''نماز عشق'' ادا کرنا...... اپنے ساتھیوں کا خود حوصلہ بڑھانا...... آخری لمحات میں خوب زور سے تکبیر کہہ کر کلمہ طیبّہ پڑھنا...... اور پھر ایک بٹن دبا کر دینِ حق کی خاطر ریزہ ریزہ ہو جانا...... اللہ اکبر کبیرا...... یہ سب کچھ کہنا آسان ہے...... پھانسی پانے والے ملزم کو رات بھر نیند نہیں آتی......

اور دل دھڑک کر گلے میں آجاتا ہے...... جبکہ یہ فدائی شہداء اپنی کارروائی سے چند گھنٹے پہلے اطمینان سے سو جاتے ہیں...... ہاں بے شک ایمان اسی کو کہتے ہیں...... آخرت کی زندگی کا یقین اسی کو کہتے ہیں...... اللہ تعالیٰ اور رسول کریم ﷺ کے وعدوں پر یقین اسی کو کہتے ہیں...... پھر کیا وجہ ہے کہ...... ایسے شہداء کرام کے پاکیزہ خون سے بھی حالات تیزی سے نہیں بدل رہے...... بات بالکل واضح ہے...... ہم مسلمان اپنے اعمال کی وجہ سے ''خلافت'' اور ''اسلامی نظام'' کے ابھی تک مستحق نہیں بنے...... صرف مال کا مسئلہ ہی لے لیں...... اور دنیاداروں کو چھوڑیں صرف دین داروں کو ہی دیکھ لیں...... کہ ہم لوگوں میں کتنی دنیا پرستی آگئی ہے...... انا للہ وانا الیہ راجعون......

کہاں گئی امانت؟...... ہاں وہ پیاری امانت جو اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں سکھائی...... وہ پیاری امانت جو رسول پاک ﷺ نے مکمل تاکید کے ساتھ سکھائی...... کہاں گئی وہ امانت؟...... جس کے آتے ہی انسان کا دل ایمان سے بھر جاتا ہے...... اور دنیا کا کوئی شخص ایسے انسان کو خرید نہیں سکتا...... کہاں گئی وہ امانت؟...... جو فقیری میں بادشاہی کا مزہ دیتی ہے اور انسان کو ہر طرح کی غلامی سے بچاتی ہے...... ہاں مسلمانو! ڈھونڈو اُس امانت کو جو سورۃ انفال میں سکھائی گئی...... اور اُس پر عمل کر کے اُس زمانے کے مسلمان روم و فارس کے خزانوں کے مالک بن گئے......

اے امانت! واپس آجا...... مسلمانوں میں واپس آجا...... مجاہدین میں واپس آجا...... اے ہماری عزت، اے ہماری آبرو! واپس آجا......

رب کعبہ کی قسم آج اگر مجاہدین میں اجتماعیت اور امانت واپس آجائے تو...... چند دن بعد زمین کا نقشہ ہی بدل جائے...... مگر جو لوگ چند لاکھ اور چند کروڑ روپے میں امانت کا خیال نہیں رکھتے اُن کو زمین کے خزانوں کا مالک کیسے بنا دیا جائے؟...... مجھے یہ خبر ملتی ہے کہ امریکی بحری بیڑہ مجاہدین پر حملے کے لئے روانہ ہو چکا ہے تو میرا دل نہیں ڈوبتا...... بلکہ یہی یقین ہوتا ہے کہ یہ بیڑہ غرق ہو گا...... مجھے انڈیا کی سازشوں کی خبر ملتی ہے تو دل میں کوئی پریشانی نہیں ہوتی...... بلکہ دل کہتا ہے

حسبنا اللہ ونعم الوکیل ......لیکن جب یہ خبر ملتی ہے کہ کسی مجاہد نے اجتماعی مال میں خیانت کی ہے تو دل ڈوبنے لگتا ہے......اور آنکھوں کے سامنے مایوسی کا اندھیرا چھانے لگتا ہے......مجاہد اور خیانت؟......مسلمان اور خیانت؟...... یہ کیسے ہو گیا؟......اور اب اس کا نتیجہ کتنا بھیانک نکلے گا......اور اس سے کفر کو کتنی طاقت ملے گی......دینی جماعتوں، اسلامی مدارس اور جہادی تنظیموں کا فرض ہے کہ وہ اپنا مالیاتی نظام شریعت کے مطابق بنائیں......اور اس میں جتنی محنت کر سکتے ہوں کریں......کیونکہ اس کے بغیر کسی بھی دینی کام میں برکت اور قبولیت کے اثرات ظاہر نہیں ہوں گے......الحمدللہ ایسا بھی نہیں کہ سب ہی بگڑ گئے ہیں......میں ایسے افراد کو جانتا ہوں جن کے نزدیک مال کی قیمت غلاظت کے برابر بھی نہیں......شکر الحمدللہ مجھے ایسے افراد کی زیارت نصیب ہوئی ہے جو مال سے نفرت رکھتے ہیں......اور حرام کا تو اُن کے نزدیک کوئی تصور بھی نہیں ہے......ہاں میرے کاغذات میں ایسے خطوط ہیں کہ کچھ خوش نصیب لوگوں نے اپنا تمام مال جہاد کے لئے وقف کرنے......اور خود کو شہادت کے لئے پیش کرنے کی درخواست کی ہے......میں ایسے افراد کو جانتا ہوں جن کے تھیلوں میں کروڑوں روپے اجتماعی مال کے موجود ہوتے ہیں...... مگر وہ اپنے گھر کے بجلی کے بل کو دیکھ کر پریشانی سے اپنی پیشانی کا پسینہ پونچھ رہے ہوتے ہیں......جی ہاں وہ بل اُن پر بھاری پڑتا ہے کیونکہ اُن کے ذہن میں اس کا وہم تک نہیں آتا کہ وہ اجتماعی مال میں خیانت کریں......ہاں اب بھی ایسے لوگ ہیں جو روزانہ لاکھوں روپے اجتماعی مال کے تقسیم کرتے ہیں......اور پھر دال روٹی پر خوشی سے گزارہ کرتے ہیں......الحمدللہ امانتدار موجود ہیں......مگر ''امانت'' کی زوردار آواز لگانے کی ضرورت برقرار ہے......دشمنان اسلام نے زندگی کو مہنگا کر دیا تاکہ مسلمان مال کے پیچھے دوڑ کر اپنے رب کو بھول جائے......اللہ تعالیٰ کے لئے اس سازش کو سمجھیں......اور اپنی زندگیوں کو سادہ بنائیں......قرضے لینا بند کر دیں......مہنگی شادیوں سے مکمل توبہ کر لیں......اور مغربی اسٹائل پر لعنت بھیجیں......اپنے محبوب آقا ﷺ کی زندگی اور سیرت کو پڑھیں......اور قرآن وسنت سے اجتماعی اموال کے احکامات کو یاد کریں...... اِس وقت

کفراوراسلام کی جنگ اپنے آخری اور فیصلہ کن مرحلے میں داخل ہو چکی ہے...... کافروں کے پاس اگر ایٹم بم، بمبار طیارے اور میزائل ہیں تو مجاہدین اُن کے مقابلے میں...... اجتماعیت، امانت اور فدا کاری کو کھڑا کر دیں...... یہ تین ہتھیار کافروں کو زمین کی آخری گہرائی میں دفن کر دیں گے...... مجاہدین کا پلّہ آج بھی بھاری ہے لیکن اگر اُن کی جنگ میں یہ تین بڑے ہتھیار پوری چمک دمک اور قوت کے ساتھ آ گئے تو آپ دیکھ لیں گے کہ انشاء اللہ...... جنگ کتنی تیزی سے دشمنوں کے علاقوں میں گھستی ہے...... اس وقت تو بدقسمتی سے خود ہمارے علاقے میدان جنگ بنے ہوئے ہیں...... حالانکہ حضور پاک ﷺ نے دس سال کی مدنی زندگی میں...... ایک دن بھی جنگ کو مدینہ منورہ میں نہیں گھسنے دیا...... غزوہ خندق کے موقع پر بھی سات دن کی محنت کر کے جنگ کو مدینہ منورہ کے دروازوں پر روک دیا...... کبھی بدر، کبھی اُحد، کبھی خیبر اور پھر فتح مکہ...... مدینہ منورہ کے مضافات میں جنگ ہوئی...... مگر یہودیوں کی بستیوں میں اور وہ بھی اس تدبیر سے کہ لڑائی زیادہ نہ ہو...... مگر آج تو پوری دنیا میں صرف مسلمانوں کے علاقے ''میدان جنگ'' بنے ہوئے ہیں...... ہمیں اس وقت پوری طاقت اس بات پر لگانی چاہئے کہ یہ جنگ دشمنان اسلام کے علاقوں میں منتقل ہو جائے...... اور ایسا بہت جلد ہو سکتا ہے...... بشرطیکہ ہم مال سے اپنی گردن آزاد کرا لیں...... مال کی فکر سے اپنے دل کو پاک کر لیں...... اور اپنی روزی کا معاملہ مکمل یقین کے ساتھ اپنے ربّ رزّاق جلّ شانہ کے سپرد کر دیں...... ہم اجتماعی اموال میں اتنی احتیاط کریں کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں ''امین'' اور ''امانتدار'' لکھ لئے جائیں...... ہم خود کو حرام مال کے دھوئیں اور چھینٹوں تک سے بچائیں...... ہم آج ہی فضائل جہاد یا حدیث شریف کی کسی کتاب میں اُن وعیدوں کو پڑھیں جو خیانت کے بارے میں وارد ہوئی ہیں...... اور پھر ایک پختہ عزم اور عہد کے ساتھ آگے بڑھیں...... جی ہاں اونچی منزلیں، خوبصورت جنت...... اور اچھا انجام تو ایمان والوں ہی کے لئے ہے......

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقه سیدنا محمد واله وصحبه وسلم تسلیماً کثیراً کثیراً

خطبہ

اللہ تعالیٰ کا نظام پہلے کی طرح ٹھیک ٹھاک چل رہا ہے......سورج اب بھی اپنے مقرّرہ وقت پر نکلتا ہے اور غروب ہوتا ہے......چاند بھی اپنے وقت پر ظاہر ہوتا ہے اور چھپتا ہے......اب بھی ہوائیں چلتی ہیں...... بادل اُڑتے ہیں اور گرجتے ہیں...... بارش برستی ہے...... پرندوں کو دیکھ لیں...... کتنے مزے سے ہوا میں اُڑتے اور تیرتے ہیں......مگر انسان کو کیا ہوا کہ پریشان ہے...... بدحال ہے...... ہر طرف خون ہے اور خوف ہے...... جب انسان اللہ تعالیٰ کے قانون اور نظام کے مطابق رہتا تھا تو بہت خوش تھا......امن اور سکون کی حالت میں تھا......سورج اور چاند سے بھی زیادہ اونچا تھا......ہواؤں سے زیادہ پرسکون اور بادلوں سے زیادہ نفع مند تھا......مگر اب تو بہت بُری حالت ہے...... مالدار اپنے مال کے عذاب میں جل رہا ہے......اور غریب اپنی غربت کی آگ میں سسک رہا ہے......حکمران حفاظتی حصاروں کی قید میں ہیں......جبکہ عوام کو کچھ پتہ نہیں کہ وہ کس طرف جائیں......حکومت والے بھی روز مر رہے ہیں......حکومت سے لڑنے والے بھی مر رہے ہیں......اور وہ جنہوں نے حکومت سے نہ لڑنے کا عزم ظاہر کیا وہ بھی خون میں لت پت ہو کر قبروں میں دفن ہو رہے ہیں......صوفی محمد صاحب کی تنظیم نے موجودہ جنگ سے خود کو الگ رکھنے کی کوشش کی......مگر حکومت والے اُن کے رہنماؤں کو بھی مسجد سے باہر گھسیٹ لائے......اور پھر بتایا گیا کہ وہ دونوں رہنما بم دھماکوں میں مارے گئے ہیں......حکومت پر حاوی کچھ طبقے یہی چاہتے ہیں کہ...... پاکستان میں اندرونی جنگ خوب پھیلے......تاکہ پاکستان بھی افغانستان جیسا ہو جائے......اور پھر اقوام متحدہ کے جھنڈے تلے غیر ملکی فوجیں پاکستان میں

داخل ہو جائیں......اور پھر ''کرزئی'' یا ''نوری مالکی'' کو پاکستان کا حکمران بنا دیا جائے......اور یوں اسلامی دنیا کا پہلا ایٹمی ملک ختم ہو جائے، بکھر جائے......ٹھیک ہے جیسے اللہ پاک کی مرضی......ہمیں کیا ضرورت ہے زیادہ خون جلانے اور پریشان ہونے کی......حکومت اپنے مکمل جنون پر اُتر آئی ہے...... وہ اب ہر مسجد، ہر مدرسے اور ہر دینی جماعت پر ہاتھ ڈالنا چاہتی ہے......پنجاب حکومت نے بھی ''شرافت'' کی نقلی کھال اُتار دی ہے......اور شریف برادران اپنی پرانی اصلیت پر اُتر آئے ہیں...... وہاں بھی ہر داڑھی والے کو پکڑا اور ستایا جا رہا ہے......اور اہل حق کے میناروں پر تھوکنے کی ناپاک کوشش کی جا رہی ہے......کوئی ہے جو حکومت کو سمجھائے......یا کم از کم اُس سے اتنا پوچھ لے کہ...... مٹھی بھر حکومت عوام کے سمندر سے آخر کیسے لڑ سکے گی؟......پاکستان کی پوری فوج اور پولیس سب مل کر اس ملک کے ایک ضلع کی آبادی کے برابر نہیں ہیں......عوام کی بدقسمتی ہے کہ اس کو کوئی قیادت میسّر نہیں ہے......بس ہر طرف چھوٹے چھوٹے ٹولے ہیں......اس لئے حکومت جب اور جس کو چاہتی ہے مارتی ہے......لیکن اگر عوام میں تھوڑا سا بھی اتحاد ہو گیا تو مٹھی بھر حکومت کہاں جائے گی؟...... بڑے حکمران تو ملک سے بھاگ جائیں گے جبکہ باقی سارا ملک افغانستان بن جائے گا...... ہاں دشمنانِ اسلام یہی چاہتے ہیں......اور حکومت جان بوجھ کر یا نادانستہ اس جال کا شکار ہو رہی ہے...... امریکہ خوش ہے کہ عنقریب پاکستان ختم ہو جائے گا......اور باقاعدہ امریکی کالونی بن جائے گا......انڈیا خوش ہے کہ پاکستان کا قصہ بس چند روز میں ختم......اور اسرائیل خوش ہے کہ مسلمانوں کا ایٹمی ملک چند دنوں میں اُس کی چراگاہ بن جائے گا......لیکن یہ تینوں پاگل بہت بڑی غلط فہمی میں ہیں......

پاکستان اگر ختم ہوا تو اس کے ہر پتھر کے نیچے سے ''جہادی دستے'' نکلیں گے......اور محاذ جنگ بخارا سمرقند......اور چیچنیا تک پھیل جائے گا......تب انڈیا کا ہر شہر لرز اٹھے گا......اور افغانستان کی طرح پاکستان کی سرزمین بھی ملا محمد عمر اور جلال الدین حقانی جیسے مجاہد جنے گی...... دشمنانِ اسلام پاکستان کو ختم کر کے پوری دنیا کو جنگل بنانا چاہتے ہیں...... بہت شوق سے بنائیں......مسلمان تو

صحراؤں، پہاڑوں اور جنگلوں میں مضبوط ہوتے ہیں...... مسلمان فطرت کے عاشق اور سختیوں کے بیٹے ہیں...... ان کو تو برگر، پیپسی، گاڑی، کوٹھی نے برباد کر رکھا ہے...... غلام بنا رکھا ہے...... سوویت یونین نے افغانستان کو کھنڈر اور جنگل بنایا...... اس جنگل اور کھنڈر سے لاکھوں سچے جانباز مجاہد پیدا ہوئے...... امریکہ نے عراق کو کھنڈر بنایا...... تب شراب خانوں اور نائٹ کلبوں والا عراق راتوں رات ''صلاح الدین ایوبی'' والا عراق بن کر جہادی آیات سے گونجنے لگا...... عراق کی سرزمین نے دیکھتے ہی دیکھتے لاکھوں مجاہدین...... دشمنوں کے سامنے کھڑے کر دیئے...... اور بالآخر امریکہ اور برطانیہ کو وہاں اپنی شکست تسلیم کرنی پڑی...... آصف زرداری...... اور شہباز شریف اگر پاکستان کو افغانستان اور عراق بنانا چاہتے ہیں تو شوق سے بنائیں...... سورج تب بھی اپنے وقت پر نکلے گا اور غروب ہوگا...... اللہ تعالیٰ کا مقرر فرمودہ نظام پہلے بھی ٹھیک ٹھاک چل رہا تھا اور اب بھی ٹھیک ٹھاک چل رہا ہے...... اب ہر انسان کی قسمت کہ وہ کہاں جاتا ہے...... جنت بھی مہک رہی ہے...... اور جہنّم بھی بھڑک رہی ہے......

اے ایمان والو...... اللہ تعالیٰ کے دشمنوں کو اپنا دوست نہ بناؤ...... اے ایمان والو! یہود و نصاریٰ کو اپنا دوست نہ بناؤ...... یہ اللہ تعالیٰ کا حکم اور اُس کا قانون ہے...... اور اللہ تعالیٰ کی رِٹ اور قانون کو چیلنج کرنے والے...... کبھی کامیاب نہیں ہو سکتے...... کبھی نہیں، کبھی نہیں......

خُطبہ یا خِطبہ

''خُطبہ'' عربی زبان میں تقریر یا خطاب کو کہتے ہیں...... جبکہ خِطبہ کہتے ہیں ''پیغامِ نکاح'' کو...... جس دن سے خطیب شعلہ بیان جناب اُبامہ علیہ ما علیہ نے قاہرہ میں مسلمانوں کے لئے ایک خصوصی تقریر کی ہے...... اُس دن سے ہم سوچ رہے ہیں کہ...... یہ تقریر خُطبہ تھی یا خِطبہ...... اُبامہ خود تو مسلمان نہیں ہے...... مگر ایک مسلمان کا بیٹا ہے...... اس حیثیت سے اُسے تھوڑا بہت تو ذہین ہونا چاہئے...... مگر اس تقریر سے معلوم ہوتا ہے کہ اُسے دنیا کے مسائل کی سمجھ ہی نہیں ہے...... یہ بات تو بچہ بھی جانتا ہے کہ صلح اُس کے ساتھ کی جاتی ہے جس سے جنگ ہو...... جو پہلے

سے آپ کے قدموں میں پڑا ہوا اُس سے کیا صلح؟...... اس وقت مسلمانوں سے کچھ لوگ امریکہ سے لڑ رہے ہیں...... جبکہ کچھ مسلمان کہلانے والے لوگ امریکہ کے غلام بن کر اُس کی خاطر لڑ رہے ہیں...... تو اُبامہ کا خطاب کن سے تھا؟...... وہ کہہ رہے تھے کہ مسلمان امریکہ کو اپنا دشمن نہ سمجھیں...... کون سے مسلمان؟...... وہ جن پر بم برس رہے ہیں...... یا وہ جن پر ڈالر برس رہے ہیں؟...... ارے اُبامہ جی! مصر کے حسنی مبارک، کویت اور امارات کے شیخ...... افغانستان کے کرزئی اور پاکستان کے حکمران تو کبھی بھی امریکہ کو اپنا دشمن نہیں سمجھتے...... بلکہ اُن کے نزدیک امریکہ سے دشمنی رکھنا کفر سے بھی بڑا گناہ ہے...... یہ حضرات تو امریکہ کے دورے کو حج اور عمرے سے زیادہ افضل اور امریکہ کی خوشنودی کو...... اپنی زندگی کا اصل مقصد سمجھتے ہیں...... اگر آپ کا خطاب ان کے لئے تھا تو پھر وہ بے کار چلا گیا...... اور اگر آپ اُن مسلمانوں سے خطاب کر رہے تھے جو گوانتانا موبے میں قید ہیں...... جو بگرام ائربیس میں دن رات امریکی مظالم میں پستے ہیں...... جو قندھار اور ہلمند میں امریکی بمباری سے قیمہ بنتے ہیں...... جو ابوغریب جیل میں امریکی اخلاقیات کو اپنی آنکھوں سے دیکھ چکے ہیں...... اور جو غزّہ کی پٹی میں امریکہ کے پالتو اسرائیل کے مظالم کا نشانہ بنتے ہیں...... تو سچ بتایئے آپ نے اپنے اس خطاب میں اُن کو کیا دیا؟...... آپ کی ایف بی آئی...... اور سی آئی اے کا سب سے بڑا ایجنڈہ مسلمانوں کا خاتمہ ہے...... آپ نے عرب ممالک کو برائلر چوزے بنا کر اسرائیلی خونخوار کتّے کے سامنے رکھ چھوڑا ہے...... کیا آپ کی ایک تقریر سے یہ تمام مسلمان امریکہ کو اپنا دشمن ماننا چھوڑ دیں گے؟...... پھر تو آپ اپنے میزائلوں اور بموں پر مسلمانوں سے دوستی کا پیغام لکھ دیا کریں...... تا کہ اُن تک جلد یہ پیغام پہنچ جایا کرے...... ویسے ہمارا اندازہ یہی ہے کہ اُبامہ کی یہ تقریر ''خُطبہ'' نہیں بلکہ ''خِطبہ'' ہے...... اور اس کا مقصد بہت سے مسلمانوں کو ''پیغام نکاح'' دینا ہے...... دراصل امریکہ اب یہ چاہتا ہے کہ مسلمانوں کو خود مسلمان ہی ماریں...... اور اس کام کے لئے امریکی فوجیوں کو نہ مروانا پڑے...... چنانچہ ''ابامہ'' نے مسلمانوں میں سے زیادہ سے زیادہ اپنے وفادار خریدنے کے

لئے ...... یہ مفصل تقریر جھاڑی ہے ...... یا اللہ ہم مسلمانوں کو صرف اپنا غلام اور بندہ بنا...... اور ہر ظالم، کافر کی غلامی سے بچا...... مگر کچھ بدنصیب اس ’’پیغام نکاح‘‘ پر اپنے ایمان کو قربان کر دیں گے...... اور کافروں کے سپاہی بن کر مسلمانوں کو قتل کریں گے...... تب بھی کوئی پرواہ نہیں...... اللہ تعالیٰ کا نظام ٹھیک ٹھاک چلتا رہے گا...... سورج اپنے وقت پر نکلے گا اور اپنے وقت پر غروب ہو گا...... بارش کے قطرے پہاڑوں پر سبز چادریں بچھاتے رہیں گے...... اور پرندے ہواؤں میں تیرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کرتے رہیں گے...... ہاں یہ نظام چلتا رہے گا...... مگر جب اللہ تعالیٰ اس نظام کے خاتمے کا فیصلہ فرمائیں گے تو پھر...... سب کچھ بدل جائے گا...... آسمان زمین چاند سورج...... اور بڑے بڑے پہاڑ تنکوں کی طرح بے قدر ہو جائیں گے...... اور پھر ایک نیا اور مستقل نظام قائم فرما دیا جائے گا...... ضرورت اس بات کی ہے کہ اُس نظام میں اچھی جگہ کے لئے ہم سب کوشش کریں......

ذلک الیوم الحق...... فمن شاء اتخذالی ربّہ مآبا......

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ سیدنا محمد والہ وصحبہ وسلم تسلیماً کثیرا کثیرا کثیرا

کس جرم میں؟؟؟......

اللہ تعالیٰ درجات بلند فرمائے...... حضرت مولانا محمد امین صاحب اورکزئی بھی ''شہید'' ہو گئے...... جمعرات کا دن تھا اور وہ روزے سے تھے...... پاکستان ائیرفورس کے جنگی طیّاروں نے اُن کے مدرسہ اور مسجد پر بمباری کی......اس بمباری سے ''جامعہ یوسفیہ'' اُس کی مسجد اور اُس کے بانی سب اکٹھے شہید ہو گئے......اہلِ علم فرماتے ہیں کہ جو شخص کثرت سے سورۂ یوسف کی تلاوت کرتا ہے اُسے شہادت کی نعمت نصیب ہوتی ہے...... حضرت مولانا نے تو اپنے مدرسہ کا نام ہی ''جامعہ یوسفیہ'' رکھا ہوا تھا...... ''یوسف'' کے لفظ میں خوبصورتی بھی ہے اور اچھا انجام بھی...... حضرت مولانا پہلے کراچی میں رہتے تھے...... وہ حضرت مولانا محمد یوسف بنوری کے خاص شاگرد تھے...... حضرت بنوری نے اُن کی صلاحیتوں کو دیکھتے ہوئے جامعہ کے ''دارالتصنیف'' میں اُن کی تشکیل کر دی تھی...... اس دارالتصنیف کے دوسرے رکن حضرت مولانا حبیب اللہ مختار تھے......کئی کتابوں کے مصنف اور ترمذی کے شارح، وہ بھی کراچی میں دہشت گردوں کی فائرنگ سے شہید ہوئے...... اور اب اس ہفتے ''بنوری دارالتصنیف'' کے دوسرے ستون کو بھی خاک وخون میں نہلا دیا گیا...... کراچی کا موسم حضرت مولانا کو راس نہ آیا تو اپنے علاقے ''ہنگو'' میں آ بیٹھے اور یہاں مدرسہ قائم فرمایا...... ماشاء اللہ بلند پایہ محدّث تھے...... حدیث شریف کی مشہور و معتمد کتاب ''طحاوی شریف'' کی عربی میں شرح لکھی...... اور پوری زندگی درس و تدریس میں گزار دی...... صاحب علم و قلم ہونے کے ساتھ ساتھ اپنے نفس کی اصلاح

کے لئے بہت فکر مند رہتے تھے..... اللہ تعالیٰ یہ فکر ہر طالبعلم اور ہر عالم کو نصیب فرمادے......

حضرت مولانا رحمہ اللہ کا قلبی رجحان حضرت مولانا ولی احمد سنڈاکئی باباجی رحمہ اللہ کے قادری سلسلے کی طرف تھا..... اس سلسلے کا نور اگرچہ دور دور تک پھیلا مگر اس کا مرکز سوات اور دیر کے علاقے ہی رہے.....سوات کے علاقے ''جورا'' میں حضرت سنڈاکئی باباجی رحمہ اللہ کے ایک قوی النسبت خلیفہ حضرت مولانا محمد قمر صاحب رحمہ اللہ تھے..... حضرت مولانا محمد قمر رحمہ اللہ سے سوات کے معروف عالم دین حضرت مولانا فضل محمد صاحب رحمہ اللہ نے فیض حاصل کیا اور خلافت پائی.....حضرت مولانا محمد امین شہید رحمہ اللہ حضرت مولانا فضل محمد رحمہ اللہ کے مرید اور خلیفہ تھے..... اُن کے علاوہ وہ کافی عرصہ تک ایک اور بزرگ حضرت مولانا محمد اکرم صاحب جنگی خیل باباجی رحمہ اللہ کے پیچھے بھی پھرتے رہے..... جب انسان کو اپنے نفس کی پاکی مقصود ہو تو وہ بہت محنت کرتا ہے.....اور سخت مشقت اٹھاتا ہے.....مولانا محمد اکرم باباجی رحمہ اللہ بہت جلالی، اویسی اور تارک الدنیا بزرگ تھے.....اُن کے ہاں مروّجہ پیروں والی چمک دمک اور دنیا داری نہیں تھی..... وہ اپنے دامن میں عشق کے وہ انگارے لئے پھرتے تھے جو حبّ دنیا کو جلا کر راکھ کر دیتے ہیں.....انہوں نے بہت کم لوگوں کو بیعت کیا اور بہت مشقت کی زندگی گزاری..... اُن کے نزدیک ''ریاکاری'' بہت بڑا جرم تھا..... ساری زندگی اس جرم سے بچنے کے لئے اپنے اوپر پردے ڈالتے رہے..... حضرت مولانا محمد امین صاحب رحمہ اللہ نے اُن سے فیض تو حاصل کیا مگر بیعت کرنے میں کامیاب نہ ہو سکے.....اور پھر حضرت سنڈاکئی باباجی رحمہ اللہ کے خلیفہ حضرت صندل باباجی سے بھی کثرت سے ملتے جلتے رہے.....جی ہاں اصلاح نفس ایک ایسا عمل ہے جس کی ضرورت ہر انسان کو مرتے دم تک رہتی ہے..... اصلاح نفس اور تصحیح نیت یہ وہ چیزیں ہیں جن کی ضرورت مسلمان کو ہر عمل میں پڑتی ہے.....نماز میں بھی اور جہاد میں بھی..... تصحیح نیت کے بغیر نہ نماز قبول ہے اور نہ جہاد مقبول ہے..... کچھ لوگوں نے جہاد اور مجاہدہ نفس کو چھوٹا بڑا بھائی بنادیا ہے..... حالانکہ دونوں الگ الگ چیزیں ہیں اور دونوں میں دور دور تک کوئی ٹکراؤ نہیں ہے..... جہاد کے احکامات الگ ہیں اور

مجاہدہ نفس کے احکامات الگ ہیں...... جہاد کی فرضیت الگ مسئلہ ہے اور مجاہدہ نفس کا لازم ہونا ایک الگ مسئلہ ہے...... حضرت مولانا محمد امین شہید رحمہ اللہ جہاد اور مجاہدین کے بہت قدر دان تھے...... بندہ کو بھی اُن سے ملاقات کا شرف نصیب ہوا...... اور بعد میں سلام و پیام کا سلسلہ بھی جاری رہا...... اُن کی شہادت کی خبر آئی تو دل مجروح اور دماغ ماؤف ہوگیا...... بار بار قرآن پاک کے یہ الفاظ ذہن میں آرہے تھے

بایِّ ذنب قتلت

کہ قیامت کے دن زندہ درگور کی جانے والی بچیوں سے پوچھا جائے گا کہ...... انہیں کس جرم میں قتل کیا گیا تھا...... میرا دل بھی بار بار پوچھ رہا تھا کہ آخر حضرت مولانا رحمہ اللہ کو کس جرم میں قتل کیا گیا؟...... ایک ساتھی سے پوچھا کہ آخر حکومت کے پاس کہنے کی حد تک تو کوئی بناوٹی بہانہ ہو گا؟...... انہوں نے جواب دیا کہ کوئی ظاہری بہانہ بھی نظر نہیں آرہا...... حضرت مولانا رحمہ اللہ نہ تو روپوش تھے اور نہ حکومت سے چھپ کر کہیں بیٹھے تھے...... وہ نہ تو مقامی عسکریت پسند تھے اور نہ کسی گروپ کے مزاحمت کار...... وہ ایک مسجد کو آباد کئے بیٹھے تھے اور قرآن وحدیث کا ایک مدرسہ چلا رہے تھے...... وہ کھلم کھلا سفر کرتے تھے اور بیرون ملک بھی تشریف لے جاتے تھے...... تو پھر آخر کیوں اُن کو اور اُن کی مسجد و مدرسہ کو شہید کیا گیا؟...... شاید اب نئے حکومتی قانون کے مطابق...... اچھا مسلمان ہونا، عالم دین ہونا، مسجد آباد کرنا...... مدرسہ چلانا اور داڑھی رکھنا وہ جرائم ہیں جن کی سزا ایف سولہ کی بمباری ہے...... کچھ سمجھ نہیں آرہا...... کچھ پتہ نہیں چل رہا...... ہر طرف نمرود کی آگ ہے...... فرعون کے مظالم ہیں ابوجہل جیسی ضد اور جہالت ہے...... اور قارون جیسے خزانوں کا شوق ہے...... کراچی میں ظالموں نے ایک ہفتے میں پچاس افراد قتل کردیئے...... مگر ملک کا کوئی ٹینک، کوئی طیارہ وہاں بمباری کے لئے نہیں گیا...... جبکہ ہنگو کے ایک مسجد اور مدرسہ کو مسمار کرنے کے لئے ایف سولہ طیارے پہنچ گئے...... پورے ملک میں دینی طبقے کو ستایا جارہا ہے، مارا جارہا ہے...... اور ہر طرف سے گھیرا جارہا ہے...... حکمران کانوں سے بہرے ہوچکے ہیں...... اُن

کو امریکہ کے سوا کسی کی آواز سنائی نہیں دے رہی...... کاش یہ لوگ سوچتے کہ...... آج نہ نمرود ہے ، نہ فرعون اور نہ قارون...... آج نہ ابو جہل ہے نہ اُبی بن خلف...... آج نہ خندقوں والا قاتل موجود ہے اور نہ تاتاری درندے...... آج نہ بش کی طاقت ہے اور نہ پرویز مشرف کی میں میں...... جبکہ سیدنا ابراہیم ؑ ہر ''التحیات'' میں موجود ہیں...... حضرت موسیٰ ؑ کا نام بچے بچے کی زبان پر ہے...... اور خندقوں والے مقتولوں کی تعریف قرآن پاک کا حصّہ ہے...... پرویز مشرف نے ظلم کی آندھی چلائی مگر ملک کے دینی طبقے کو ختم نہ کر سکا...... وہ آج کل لندن میں اپنے حرام مال سے خریدے ہوئے ایک فلیٹ میں...... شطرنج کھیلتا ہے...... شراب کے ناپاک گلاس میں اپنا کالا منہ دیکھتا ہے...... اور اپنے ایک ایک بال سے حسرت کی آہیں بھرتا ہے...... وہ بھی خود کو ملک کا محافظ سمجھتا تھا...... مگر پھر ملک کو چھوڑ کر بھاگ گیا...... اور اب موجودہ حکمرانوں کے منہ پر ایک ہی رٹ ہے کہ وہ ملک کے محافظ ہیں...... کیا حفاظت اسی طرح کی جاتی ہے...... یقین کیجئے پاکستانی فوج اور پولیس بھی ان حکمرانوں سے تنگ آچکے ہیں...... یہ اپنے محلّات میں رات گئے تک ناچتے ہیں ، گاتے ہیں اور خرمستیاں کرتے ہیں...... جبکہ پاکستان کا دینی طبقہ اور یہاں کی فوج اور پولیس ان کی عیاشیوں پر قربان ہو رہی ہے...... آج اگر فوج اور پولیس کو اختیار دے دیا جائے تو وہ امن معاہدے شروع کر دے گی...... یہ سچ ہے کہ کئی بڑے افسر اپنی بد دینی ، فرقہ پرستی اور امریکی غلامی کی وجہ سے اس لڑائی میں ذاتی دلچسپی رکھتے ہیں...... پنجاب کے وزیر اعلیٰ سمیت کئی مسلم لیگی بھی اپنے چہرے سے دینی رجحانات کے دھبے دھونے کے لئے مسلمانوں کا خون استعمال کرنے لگے ہیں...... مگر فوج ، پولیس اور عوام کی اکثریت اس موجودہ اندھی جنگ کے حق میں نہیں ہے...... یہ خالص امریکی اور صلیبی جنگ ہے جس میں دونوں طرف سے مسلمانوں کو مارا جا رہا ہے...... حضرت مولانا محمد امین صاحب ؒ بھی اس جنگ کا نشانہ بن گئے...... وہ خود کچھ عرصہ سے ''ملاقات'' کی تیاری اور شوق میں تھے...... جی ہاں اللہ تعالیٰ سے ملاقات کی تیاری میں تھے...... انہوں نے چند دن پہلے اپنے صاحبزادے کو اپنے کفن دفن کی وصیت بھی فرما دی تھی......

اور محبوب حقیقی سے ملاقات کے شوق میں سخت گرمی کے روزے بھی رکھ رہے تھے...... اللہ تعالیٰ اُن کی شہادت قبول فرمائے...... اور ہم سب کو بھی بہترین ایمان والا، شہادت والا، رحمت والا...... اور بخشش والا خاتمہ نصیب فرمائے...... ہماری زندگی کا بہترین دن اُس دن کو بنائے جس دن ہم نے اپنے محبوب رب تعالیٰ جلّ شانہ سے ملنا ہو...... آمین یا ارحم الراحمین

مہنگائی کا نیا طوفان

حکومت نے نیا بجٹ پیش کر دیا ہے...... افغانستان پر امریکی حملے کے وقت کہا گیا تھا کہ...... ہم امریکہ کا ساتھ دیں گے تو مالا مال ہو جائیں گے...... ہم مالا مال تو نہ ہو سکے خونا خون ضرور ہو گئے...... اس سال بھی خسارے کا بجٹ پیش ہوا...... حکومت نے ایک بے پردہ خاتون سے بجٹ تقریر کروائی تاکہ مہنگائی کی کڑواہٹ کو گلیمر کی مٹھاس سے دبایا جا سکے...... ملٹی نیشنل کمپنیاں اسی طرح کرتی ہیں...... گویا کہ ہمارا ملک بھی اب کسی ملٹی نیشنل کمپنی کے ہاتھوں گروی رکھا جا چکا ہے...... غریب لوگوں کے لئے عزت کے ساتھ جینا بہت مشکل ہو چکا ہے...... ہم سب غریبوں کو چاہئے کہ استغفار، درود شریف اور سبحان اللہ کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کا سہارا پکڑیں...... استغفار کرنے سے گناہ معاف ہوں گے اور رزق میں وسعت ہوگی...... درود شریف سے رحمتیں نازل ہوں گی جو ہر مسئلے کا حل ہیں...... اور سبحان اللہ تو اس دنیا میں رہنے کا ''ویزہ'' ہے...... جو مسلمان مالی تنگی کا شکار ہیں وہ ہر نماز کے بعد پوری توجہ اور درست الفاظ کے ساتھ ایک سو بار ''سبحان اللہ'' پڑھیں...... انشاء اللہ چند دن میں حالات ٹھیک ہو جائیں گے...... اور جو مسلمان ان چار تسبیحات کا روزانہ اہتمام کرے گا وہ انشاء اللہ رزق کی تنگی میں مبتلا نہیں ہوگا

پہلا کلمہ...... ایک سو بار　　درود شریف...... ایک سو بار

استغفار...... ایک سو بار　　تیسرا کلمہ...... ایک سو بار

مگر اس میں چند شرطیں ہیں...... (۱) یہ عمل رزق کی نیت سے نہ کریں بلکہ اللہ تعالیٰ کی رضا کی نیت سے کریں (۲) مکمل توجہ سے کریں کہ ہر بار پڑھنا آپ کو یاد ہو...... آٹو میٹک مشین کی طرح

نہ ہو کہ تسبیح شروع ہوئی اور پھر جب انگلی محراب سے ٹکرائی تو پتہ چلا کہ تسبیح پوری ہو گئی ہے......لوگ فلمیں دیکھتے ہیں اور اس میں اُن کا دل، دماغ، آنکھیں......اور تمام اعضاء پوری طرح سے متوجہ ہوتے ہیں...... یہاں تک کہ کئی لوگوں کے بال بھی بعض اوقات کھڑے ہو جاتے ہیں......ایک ناجائز کام میں اتنی توجہ......اور نماز، تلاوت اور ذکر میں اس قدر بے توجّہی؟......اللہ تعالیٰ ہم سب کی اصلاح فرمائے اور ہمیں مکمل اخلاص اور توجّہ اور شوق کے ساتھ نماز، جہاد، تلاوت اور ذکر وغیرہ تمام نیک اعمال کی توفیق عطاء فرمائے......اور ہمارے ایمان اور اعمال کو قبول فرمائے......
آمین یاارحم الراحمین

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ سیدنا محمد والہ وصحبہ وسلم تسلیماً کثیرا کثیرا کثیرا

اچھے حالات

اللہ تعالیٰ کا شکر ہے حالات بہت اچھے ہیں...... اسلام اور مسلمانوں کو مٹانے کی ہر کوشش بُری طرح سے ناکام ہورہی ہے...... مسلمان مردوں اور عورتوں میں دینداری کا جذبہ بڑھ رہا ہے...... سوا چودہ سو سال گزرنے کے باوجود قرآن پاک محفوظ ہے...... دین اسلام محفوظ ہے...... اور مکمل دین پر عمل کرنے والے مسلمان آج بھی موجود ہیں...... اسی لئے تو کہہ رہا ہوں کہ الحمدللہ حالات بہت اچھے جارہے ہیں...... آپ سب میرے ساتھ مل کر ایک کلمہ پڑھیں......

لا الہ الااللہ محمد رسول اللہ

پڑھ لیا آپ نے؟...... ایک بار اور دل کی گہرائی سے پڑھیں......

لا الہ الااللہ محمد رسول اللہ

کتنا مزہ آیا...... دل چاہتا ہے کہ ابھی جان نکل جائے اور ہم اس کلمے کی جنت اور وسعت میں گم ہوجائیں...... تھوڑا سا آنکھوں میں آنسو بھر کر پڑھیں......

لا الہ الااللہ محمد رسول اللہ

کتنا عظیم کلمہ ہے...... یہ کلمہ زمین اور آسمانوں سے بھی بڑا ہے......

بے چارہ اُبامہ اس کلمے سے محروم...... برطانیہ اور یورپ کے تمام حکمران اس سے محروم...... ہم کس طرح سے اپنے رب کا شکر ادا کریں کہ...... اُس نے ہمیں یہ عظیم کلمہ نصیب فرمایا...... اس کلمے کے بغیر تو انسان کتّے اور خنزیر سے بھی بدتر ہوجاتا ہے...... اے میرے بھائیو...... اے میری بہنو!...... ابھی جسم میں جان ہے اور زبان کام کررہی ہے خوب دل کے یقین کے ساتھ پڑھو......

لا الہ الااللہ محمد رسول اللہ

بے شک جس کو یہ کلمہ نصیب ہوگیا اُس کے حالات اچھے ہیں......
رہنے کے لئے کوٹھی ضروری نہیں......زندگی کے چند دن ہیں جو کسی غار اور جھونپڑی میں بھی گزر جاتے ہیں......تنکوں کی جھونپڑی میں رہنا اور

لا الہ الااللہ محمد رسول اللہ

کا اقرار کرنا کامیابی ہے......جبکہ وہائٹ ہاؤس کا مالک بن کر اس کلمے کا انکار کرنا ذلّت ہے، ناکامی ہے، رسوائی ہے......اور شرمندگی ہے......
طرح طرح کے کھانے ضروری نہیں ہیں...... انسان کی بھوک سوکھی روٹی اور اُبلے ہوئے چاولوں سے بھی دور ہو جاتی ہے......اور دین کی خاطر روزہ رکھنے اور فاقہ کاٹنے میں جو مزہ ہے......اس کو وہی جانتے ہیں جو

لا الہ الااللہ محمد رسول اللہ

کا یقین رکھتے ہیں......طرح طرح کے معاشی پیکج دنیا کا دھوکہ ہیں......گاڑیوں کے اشتہارات اور ہاؤسنگ اسکیموں کے چکّر سب فضول کی باتیں ہیں......دنیا میں سب سے بڑی حقیقت ایک ہی کلمہ ہے......اور وہ ہے

لا الہ الااللہ محمد رسول اللہ

اس کلمے کا اقرار کر کے......ہمیں سب کچھ مل جاتا ہے......اس کلمے کے اقرار کے بعد کوئی پرواہ نہیں کہ ہم گولی سے مریں یا بم سے......مرنے کے وقت ہماری لاش سلامت رہے یا ٹکڑوں میں بکھر جائے......لاش کو دفن کیا جائے یا اس کو جانور اور کیڑے کھالیں...... جب

لا الہ الااللہ محمد رسول اللہ

موجود ہے تو پھر کیا فکر اور کیا غم......بس آنکھ بند ہوئی اور مہمان نوازی شروع ہوگئی......مہمان نوازی بھی اُس مہربان رب کی طرف سے جو بہت بخشنے والا ''غفور'' ہے......ارے زمین کے تمام

خزانے اور آسمان کے تمام ستارے مل کر بھی

لا الہ الااللہ محمد رسول اللہ

کی قیمت کو نہیں پہنچتے ...... اسی لئے تو ''عقلمند'' لوگ اس کلمے کی خاطر اپنا سب کچھ لُٹا دیتے ہیں ...... تب اُنہیں اس کلمے کا مالک سب کچھ لوٹا دیتا ہے ...... جسم کے بدلے بہترین جسم جو کبھی خراب اور بیمار نہیں ہوگا ...... دل کے بدلے بہترین دل جو ہمیشہ خوش رہے گا ...... اور آنکھوں کے بدلے ...... وہ آنکھیں جن میں اللہ تعالیٰ کے دیدار کی طاقت ہو گی ...... اور جو آنکھیں رسول اللہ ﷺ کے روئے انور کے بوسے لے سکیں گی ...... ارے بھائیو! اری بہنو! دیر نہ کرو ...... خوب توجہ سے پڑھو ...... بار بار پڑھو ...... جھوم جھوم کر پڑھو

لا الہ الااللہ محمد رسول اللہ

لا الہ الااللہ محمد رسول اللہ

دنیا میں لڑائیاں ہوتی رہتی ہیں ...... بمباریاں بھی کافی عرصے سے چل رہی ہیں ...... قتل و غارت کا سلسلہ بھی قابیل نے شروع کیا ...... اپنے بھائی ہابیل کو شہید کر کے ...... خود ناکام ہو گیا ...... بھائی کو کامیاب کر گیا ...... بڑے بڑے بادشاہ بھی مر گئے ...... نامور پہلوان بھی مر گئے ...... دنیا کے عام حالات تو بس اسی طرح رہتے ہیں ...... کسی کو رہنے کے لئے محلات مل جاتے ہیں ...... مگر دل کا سکون نہیں ملتا ...... کسی کو مال بہت مل جاتا ہے مگر ساتھ بیماریاں بھی بارش کی طرح برستی ہیں ...... کسی کو صحت اچھی ملتی ہے مگر ساتھ گھریلو پریشانیاں لگ جاتی ہیں ...... پاگل ہیں وہ لوگ جو اس دنیا میں ہر خوشی اور کامیابی چاہتے ہیں ...... یہاں کسی کو بھی اُس کی ہر خواہش نہیں مل سکتی ...... ایک عورت نے ایک شخص کو دیکھا کہ خوب صحت مند اور بہت مالدار ہے ...... ظاہری طور پر ہر نعمت اُس کے پاس ہے اُس نے دعا کی یا اللہ ...... میرے بیٹے کو اس جیسا بنا دے ...... اُس شخص نے یہ دعا سنی تو تڑپ اٹھا اور کہنے لگا ...... بہن جی! ایسی غلط دعاء نہ کرو میری اصل حالت تمہیں پتا چلے تو اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگو گی ...... میں تو سخت اذیت اور تکلیف کی زندگی گزار رہا ہوں ......

ہاں اے مسلمانو! کلمہ طیّبہ کی قدر کرلو...... اللہ کیلئے قدر کرلو...... اس کلمے کی شاخیں آسمانوں کے اوپر اور اس کی جڑیں زمین کے نیچے تک ہیں...... عزت کی چابی یہی کلمہ ہے...... عزت مال میں نہیں...... اس کلمے کے بغیر مال صرف وبال ہے...... عزت کوٹھی، کار، بنگلے اور باڈی گارڈوں میں نہیں...... عزت کا معیار ایک ہی ہے...... اور وہ ہے

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

کرکٹ ٹیم نے ورلڈ کپ جیتا...... طبعی طور پر تو سب کو خوشی ہوئی...... مگر کسی نے عقل سے سوچا کہ مسلمانوں کو اس سے کیا ملا؟...... اور اگر یہ ہار جاتے جیسا کہ ہارتے رہے ہیں تو مسلمانوں کا کیا نقصان؟...... ہارون الرشید کے دربار میں ایک شخص آیا کہ میرے پاس ایک بڑا کمال ہے...... میں ایک سوئی زمین میں گاڑ دیتا ہوں اور دوسری سوئی دور سے پھینک کر اُس کے ناکے سے گزار لیتا ہوں...... بادشاہ نے کہا اس کو دس درہم انعام دو اور دس کوڑے لگاؤ...... انعام تو اس کی محنت کا اور کوڑے اس بات کے کہ اس نے اپنی صلاحیت کو ایک فضول کام میں خرچ کیا...... ابھی تو پاکستانی ٹیم کے لئے صرف انعامات کا اعلان ہو رہا ہے...... نہ کسی بھوکے کو کھانا ملا...... نہ کسی دربدر انسان کو چھت ملی...... نہ کسی بے گھر بہن کے سر پر دوپٹہ پڑا...... اور ملکی خزانے کے کروڑوں روپے چند کھلنڈرے لڑکوں میں بانٹ دیئے گئے...... افسوس کہ مسلمانوں کے دل میں ایک گندے سے ''کپ'' کی تو قدر ہے...... جبکہ اُس عظیم کلمے کی سب نے قدر نہیں کی جواُن کے لئے ہر کامیابی کی پکی ضمانت ہے...... ہر طرف کرکٹ کا شور ہے...... بے حیا تصویریں ہیں...... انعامات کے اعلانات ہیں...... سرکاری دعوتیں اور اعزازات ہیں...... چھوڑیں ان فضول چیزوں کو آئیں کسی مسجد کے کونے یا گھر کے کسی گوشے میں بیٹھ کر...... غور کرتے ہیں کہ

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

کے تقاضے کیا ہیں...... یہ کلمہ ہم سے کیا مانگتا ہے...... اور ہمیں کیا کچھ عطاء فرماتا ہے...... شکر

الحمدللہ کہ آج بھی پورے عالم میں اس کلمے کی گونج ہے...... نفس پرستوں نے ''توراۃ'' کو بدل ڈالا...... گناہ پرستوں نے انجیل کو کیا سے کیا بنا دیا...... غفلت شعاروں نے زبور کو بُھلا دیا...... مگر وہ دیکھو اس کلمے والا قرآن پاک ہر جگہ اُسی طرح موجود ہے...... جس طرح نازل ہوا تھا...... افغانستان سے لیکر عراق تک...... کشمیر سے لیکر فلسطین تک مشرق سے لیکر مغرب تک...... ایک ہی کلمہ گونج رہا ہے، ایک ہی اذان بلند ہو رہی ہے...... اور ایک ہی قرآن پڑھا جا رہا ہے...... آؤ ہم بھی پڑھتے ہیں......

لا الہ الااللہ محمد رسول اللہ

آج اخبار میں حج کی درخواستیں جمع کرانے کا اعلان پڑھا تو مجھے پھر ''فتح'' کا احساس ہوا...... میں اپنی درخواست تو جمع نہیں کرا سکوں گا...... مگر میرے کتنے کلمہ گو بھائی تو یہ درخواست جمع کرائیں گے...... اور پھر انشاء اللہ حج پر جائیں گے...... تاریخ اٹھا کر دیکھیں کہ حج کے خلاف کتنی سازشیں ہوئی...... نعوذ باللہ کعبہ شریف اور مسجد نبوی پر حملوں کے منصوبے بنے...... انہیں سازشوں اور منصوبوں میں لاکھوں موذی کافر مر گئے، کھپ گئے...... مگر کعبہ شریف سینہ تان کر کھڑا مسکرا رہا ہے...... میری آنکھوں کے سامنے اس وقت بھی حجر اسود کا پرنور نظّارہ ہے...... مسجد نبوی شریف اور اس کے ساتھ میرے آقا مدنی ﷺ کا روضہ...... رشکِ جنت بنا ہر وقت نور برسا رہا ہے...... میں کیوں نہ کہوں کہ الحمدللہ حالات اچھے جا رہے ہیں...... اور ہم کلمہ طیّبہ کے جتنے قریب ہوتے جائیں گے حالات اسی قدر اچھے ہوتے جائیں گے......

لا الہ الااللہ محمد رسول اللہ

اللہ تعالیٰ نے زمین والوں پر احسان فرمایا...... اپنے سب سے محبوب اور آخری نبی حضرت محمد ﷺ کو بھیجا...... آپ ﷺ ہدایت اور دین حق لے کر آئے...... آپ ﷺ کے تشریف لے جانے کے کچھ عرصہ بعد...... شیطان اور کافروں کی کوشش سے ''فرقہ پرستی'' کا فتنہ شروع ہوا...... کئی باطل فرقے وجود میں آئے...... تب اہل حق نے اسلام کی نظریاتی سرحدوں کی حفاظت کا

کام شروع فرمایا...... اہل حق اُس زمانے سے ’’اہل سنت والجماعۃ‘‘ کہلاتے ہیں...... یہ نام آقا مدنی ﷺ کی ایک حدیث مبارکہ سے لیا گیا ہے...... برصغیر پاک و ہند میں اہل سنت والجماعۃ...... یعنی اہل حق نے ایک دینی مرکز بنایا...... یہ مرکز صوبہ یوپی کے ضلع سہارنپور کے ایک قصبے ’’دیوبند‘‘ میں قائم ہوا...... تب سے اہل سنت والجماعۃ کو دیوبندی بھی کہا جانے لگا...... ’’دیوبندی‘‘ کوئی نیا فرقہ نہیں ہے...... اور نہ یہ کوئی رجسٹر تنظیم ہے...... اگر یہ کوئی نیا فرقہ یا رجسٹر تنظیم ہوتی تو پھر...... دیوبند مدرسے سے اس کے رکنیت فارم جاری ہوتے...... وہاں کے ذمہ دار جس کو رکنیت دیتے وہ رکن ہوتا...... اور جس کو نکال دیتے وہ خارج ہو جاتا...... ’’دیوبند‘‘ تو اہلسنت والجماعت والوں کی ایک علمی نسبت ہے...... افغانستان میں دیوبند کی اسی علمی نسبت کے فیض یافتہ ایک ’’مجدّد‘‘ حضرت امیر المؤمنین ملا محمد عمر مجاہد حفظہ اللہ تعالیٰ نے...... صدیوں بعد اسلامی امارت قائم فرمائی...... افغانستان کے طالبان اور تھے اور پاکستان کے طالبان اور ہیں...... افغانستان کے طالبان کی عظمت و شرافت کا تو مسلمانوں کے علاوہ کافروں نے بھی اعتراف کیا......

الحمدللہ دارالعلوم دیوبند نے

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

کے فیض کو پورے برصغیر اور امریکہ اور یورپ تک پھیلایا...... حوادث زمانہ سے خود دارالعلوم دیوبند...... کئی سال پہلے انتظامی انتشار کا شکار ہوا...... بڑے اداروں میں ایسا ہوتا رہتا ہے...... تب کچھ حضرات نے دارالعلوم دیوبند (وقف) کے نام سے ایک اور ادارہ بنالیا...... اب دیوبند میں دو دارالعلوم دیوبند ہیں...... ایک وہی پُرانا اور دوسرا وقف...... ابھی سنا ہے کہ وقف دارالعلوم سے...... دیوبندی ہونے اور نہ ہونے کے فتوے جاری ہو رہے ہیں...... آج کل اخبارات میں اس کا بڑا شور ہے...... حالانکہ پریشانی کی کوئی بات نہیں...... یہ دنیا ہے اس میں ایسی فضول حرکتیں کچھ لوگ کرتے رہتے ہیں...... ہمارے سامنے تو شاملی کا میدان ہے...... اس میدان میں بانی دارالعلوم دیوبند حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی ؒ کی تلوار بجلی کی طرح چل رہی ہے...... امیر

المجاہدین حضرت حاجی امداد اللہ مکی ؒ کی آنکھوں سے جہادی نور کے شعلے برس رہے ہیں...... حضرت حافظ ضامن شہید ؒ کی مسکراتی لاش پڑی ہوئی ہے......اور حضرت گنگوہی ؒ مردانہ وار مقابلہ کررہے ہیں......دیوبند کے یہ عظیم حضرات پوری امت کے محسن ہیں......وہ ہمیں کوئی نیا فرقہ نہیں دے گئے...... بلکہ اہلسنت والجماعت سے جوڑ گئے......آیئے ہم سب وہی کلمہ پڑھیں...... جس کلمے کی سربلندی کے لئے ان حضرات نے علم وجہاد کا پرچم بلند کیا......

آیئے خوب یقین کے ساتھ پڑھتے ہیں

لا الہ الااللہ محمد رسول اللہ

لا الہ الااللہ محمد رسول اللہ

لا الہ الااللہ محمد رسول اللہ

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ سیدنا محمد والہ وصحبہ وسلم تسلیماً کثیرا کثیرا کثیرا

ایک نمونہ ایک دعاء

اللہ تعالیٰ ہمیں کافروں کے لئے فتنہ نہ بنائے...... موجودہ حالات میں ہمارے لئے ضروری ہے کہ ہم ایک ''نمونہ'' اور ''طریقہ'' اختیار کریں اور ایک دعاء کا بہت اہتمام کریں......

نمونہ اور طریقہ تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ہے اور دعاء بھی وہی دعاء جو حضرت ابراہیم علیہ السلام اور اُن کے رفقاء نے مانگی تھی...... یہ دعاء بہت مؤثر، بہت پرنور اور بہت طاقتور ہے...... بلکہ یوں سمجھ لیں کہ حفاظت کا قلعہ ہے۔ قرآن پاک کے اٹھائیسویں پارے کی سورۃ الممتحنہ کی آیت ۵،۶،۷ میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ہم کافروں سے تعلق کے بارے میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے طریقے اور نمونے کو اپنائیں...... اور انہی آیات میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں وہ دعاء بھی سکھا دی ہے جو کفر کے طوفانوں سے مقابلے کیلئے محفوظ کشتی اور سفینے کا کام دیتی ہے۔

ملاحظہ فرمائیے ان تین مبارک آیات کا خلاصہ...... اور اُن کے مضامین کی کچھ تفصیل......

خلاصہ

اہل ایمان کے لئے لازمی تاکید اور دستور عمل کہ وہ کفار و مشرکین سے تعلق کے بارے میں حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کے رفقاء کا طرز عمل اختیار کریں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کے رفقاء نے علی الاعلان کفار سے دشمنی، بغض اور براءت کا اعلان کیا تھا۔ اور فرمایا تھا کہ جب تک تم ایمان نہیں لاؤ گے ہمارا تم سے کوئی تعلق نہیں اور نہ ہم تمہیں کوئی حیثیت دیتے ہیں۔ (اصل چیز دین اور عقیدہ ہے باقی سب کچھ اس کے بعد ہے) اور حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کے رفقاء نے اللہ تعالیٰ

سے دعا مانگی کہ یا اللہ! ہم نے تمام کفار سے قطع تعلق کر کے صرف آپ کی ذات پر بھروسہ کیا ہے اور آپ کی طرف رجوع کرتے ہیں اور آخر آپ ہی کی طرف لوٹ کر آنا ہے۔اے ہمارے پروردگار کفار کو ہم پر غالب نہ کیجئے کہ اس کی وجہ سے وہ فتنے میں پڑ جائیں اور خود کو برحق سمجھنے لگیں۔اور ہمارے گناہ بخش دیجئے۔

ایمان والوں کو پھر تاکید کی جاتی ہے کہ اگر وہ اللہ تعالیٰ کو مانتے ہیں اور آخرت کا یقین رکھتے ہیں تو وہ کفار سے تعلق کے بارے میں ابراہیمی طرز عمل اختیار کریں اور یاد رکھو اگر تم ایسا نہیں کرو گے تو اللہ تعالیٰ کو بھی تمہاری پرواہ نہیں وہ غنی ہے اور خوبیوں والا ہے۔تمہاری عبادت اور وفاداری کا محتاج نہیں۔

بہترین نمونہ، بہترین مثال

حضرت ابراہیم ؑ اور آپ کے رفقاء، کفار کے مقابلے میں بہت کم تعداد اور کمزور تھے۔شروع میں تو یہ کل تین افراد تھے۔حضرت ابراہیم علیہ السلام، آپ کی اہلیہ محترمہ اور آپ کے بھتیجے حضرت لوط علیہ السلام۔جبکہ ان کے مدمقابل کفار و مشرکین بہت طاقتور تھے۔ملک کا بادشاہ بھی مشرک تھا اور حضرت ابراہیم ؑ کی قوم کے لوگ بھی مشرک تھے۔اتنی کمزوری کے باوجود حضرت ابراہیم ؑ نے ان تمام کافروں سے کھلی دشمنی اور براءت کا اعلان فرمایا۔اور ان سب کو بے حیثیت قرار دیا (کفرنابکم) بے شک کافر و مشرک بے حیثیت ہی ہوتا ہے۔جس نے اپنے خالق و مالک اور معبود کو نہ مانا نہ پہچانا اس کی کیا حیثیت؟ جس نے بتوں کو اور مخلوق کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھہرایا اس کی کیا حیثیت؟

دین اور عقیدے کے زور پر حضرت ابراہیم ؑ نے ساری قوم سے قطع تعلق، اور بیزاری کا اعلان فرمایا۔اور صاف کہہ دیا کہ جب تک اللہ تعالیٰ وحدہ لاشریک لہ پر ایمان نہیں لاؤ گے اس وقت تک تم سے ہمارے تعلقات بحال نہیں ہو سکتے۔

حضرت ابراہیم ؑ کا یہ طرز عمل ظاہری طور پر جنون نظر آتا ہے آخر دو چار افراد اتنی بڑی قوم کے

مقابلے میں کر ہی کیا سکتے ہیں؟ اس میں تو سوائے اپنی ہلاکت کے اور کوئی نتیجہ نظر نہیں آتا۔ مگر اللہ تعالیٰ کو یہی طرز عمل پسند آیا۔ اور قرآن پاک بتا رہا ہے کہ یہ جنون نہیں ''توکل علی اللہ'' تھا۔ اور اسی طرح کے طرز عمل سے دنیا میں بڑی تبدیلیاں آتی ہیں۔ اگر ایمان والے ہی ایمان کو کچھ نہ سمجھیں اور کافروں کے سامنے دبے رہیں۔ اور کافروں کی ظاہری ترقی سے مرعوب ہو کر ان کو معزز عالمی برادری تسلیم کر لیں۔ اور اپنی کامیابی ان کی برادری کا حصہ بننے میں سمجھتے رہیں تو پھر ان کی قدر کو کون تسلیم کرے گا۔ (واللہ اعلم بالصواب)

یہ جوانمردی قادر مطلق کے بھروسے پر تھی

''نینویٰ اور بابل کے بادشاہ اور انکی قوم اور سردار بت پرست تھے، صرف ابراہیم ﷤ اور ان کے بھتیجے لوط ﷤ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بیوی ایمان لائی تھی، اس وقت اس قوم کے مقابلے میں جو ہر طرح سے قابو یافتہ (یعنی غالب) تھی اس بے کسی کی حالت میں یہ کہہ دینا کوئی آسان بات نہ تھی، یہ جوانمردی محض اس قادر مطلق کے بھروسے پر تھی، (اللہ تعالیٰ) مسلمانوں سے فرماتا ہے کہ تم کو بھی ابراہیم ﷤ کی پیروی کرنی چاہیے، مشرکین تمہارا کیا کر سکتے ہیں؟ کس لئے ان سے محبت رکھتے ہو؟ برادری اور دوستی خدا کے دشمنوں سے کیسی؟ مسلمان کے سچے ایمان اور اللہ تعالیٰ کی پوری محبت کا یہ مقتضیٰ ہے کہ اس کے دشمنوں، بددینوں، ملحدوں سے قطع تعلق کر دے، ان سے محبت اور یکانگت اور دلی اخلاص ایمان کے ساتھ ایک دل میں جمع نہیں ہو سکتا'' (حقانی)

دنیا خواہ متعصب کہے

''یعنی تم مسلمانوں کو یا بالفاظ دیگر ان لوگوں کو جو اللہ تعالیٰ سے ملنے اور آخرت کے قائم ہونے کے امیدوار ہیں، ابراہیم ﷤ اور ان کے رفقاء کی چال اختیار کرنی چاہیے، دنیا خواہ تم کو کتنا ہی متعصب اور سنگدل کہے، تم اس راستہ سے منہ نہ موڑو، جو دنیا کے موحد اعظم نے اپنے طرز عمل سے قائم کر دیا، مستقبل کی ابدی کامیابی اسی راستہ پر چلنے سے حاصل ہو سکتی ہے۔ اگر اس کیخلاف

چلو گے اور اللہ تعالیٰ کے دشمنوں سے دوستانہ گانٹھو گے تو خود نقصان اٹھاؤ گے، اللہ تعالیٰ کو کسی کی دوستی یا دشمنی کی کیا پرواہ ہے وہ تو بذات خود تمام کمالات اور ہر قسم کی خوبیوں کا مالک ہے، اس کو کچھ بھی ضرر نہیں پہنچ سکتا (عثمانی)

کافروں کے سامنے جھکنا ایمان کیخلاف ہے

''ایمان اور کفر کی ہمیشہ سے لڑائی رہی ہے، حضرت ابراہیم خلیل اللہ ﷺ کے جو اپنی قوم سے اور اپنے باپ سے مباحثے ہوئے جگہ جگہ قرآن پاک میں مذکور ہیں۔ان باتوں میں سے ایک بات یہ بھی ہے کہ ابراہیم ﷺ اور ان کے ساتھیوں نے بغیر کسی مداہنت کے اپنی قوم کے سامنے اعلان کر دیا کہ ہم تم سے اور تم اللہ تعالیٰ کے سوا جس کی بھی عبادت کرتے ہو اس سے بیزار ہیں، اس اعلان کے ساتھ یہ بھی کہ ہم تمہارے منکر ہیں، ہم تمہارے دین کو نہیں مانتے اور ہمارے تمہارے درمیان بغض ہے اور دشمنی ہے اور یہ دشمنی ہمیشہ رہے گی۔ جب تک تم اللہ وحدہ لاشریک لہ پر ایمان نہ لاؤ۔اہل ایمان کو اس طرح کھلے طور پر اپنے ایمان کا اعلان کرنا چاہئے، کافروں کے سامنے جھکنا اور ان سے ایسی ملاقات کرنا جس سے ظاہر ہوتا ہو کہ ان سے دوستی ہے یا یہ کہ وہ بھی دین حق پر ہیں یا یہ کہ ہمارا دین کمزور ہے۔(العیاذ باللہ) یہ سب باتیں ایمان کیخلاف ہیں ڈنکے کی چوٹ اعلان کر دیں کہ ہم تم سے نہیں اور تم ہم میں سے نہیں، کافروں سے کسی قسم کی موالات اور مداہنت کا معاملہ نہ کریں گے'' (انوار البیان)

ایک مؤثر اور جامع دعاء

طاقتور کافروں کے درمیان رہتے ہوئے ان سے کھلی دشمنی اور براءت کا اعلان آسان کام نہیں ہے۔حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کے رفقاء نے یہ سخت مشکل کام اللہ تعالیٰ کے بھروسے پر کیا اور اس موقع پر انہوں نے جس دعاء کے ذریعے اللہ تعالیٰ سے مدد مانگی۔وہ دعاء قرآن پاک میں پوری امت مسلمہ کو بھی سکھا دی گئی ہے۔

رَبَّنَا عَلَیۡکَ تَوَکَّلۡنَا وَاِلَیۡکَ اَنَبۡنَا وَاِلَیۡکَ الۡمَصِیۡرُ رَبَّنَا لَاتَجۡعَلۡنَا فِتۡنَۃً لِّلَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا وَاغۡفِرۡلَنَا رَبَّنَا اِنَّکَ اَنۡتَ الۡعَزِیۡزُ الۡحَکِیۡمُ

’’یعنی اے ہمارے رب ہم نے سب کو چھوڑ کر آپ پر بھروسہ کیا اور سب سے ٹوٹ کر آپ کی طرف رجوع ہوئے اور ہمیں یقین ہے کہ ہم سب کو آپ ہی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ اے ہمارے رب ہمیں کافروں کیلئے محل آزمائش اور تختہ مشق نہ بنا اور ایسے حال میں مت رکھ جس کو دیکھ کر کافر خوش ہوں اور وہ اسلام اور مسلمانوں پر آوازیں کسیں اور ہمارے مقابلے میں خود کو حق پر سمجھنے لگیں۔ اے ہمارے رب ہمارے گناہ معاف فرما کہ اگر ان گناہوں کی سزا میں ہم پر برے حالات آئے تب بھی کافر یہ سمجھیں گے کہ وہ حق پر ہیں اور ہم غلط راستے پر ہیں۔ اے ہمارے رب آپ غالب ہیں، حکمت والے ہیں آپکی زبردست قوت وحکمت سے یہی توقع ہے کہ اپنے وفاداروں کو دشمنوں کے مقابلہ میں مغلوب ومقہور نہ ہونے دیں گے (مفہوم عثمانی، مظہری وغیرہ)

ہم کو کافروں کیلئے فتنہ نہ بنا

مسلمان جب غالب ہو تو وہ کفار کے لئے ہدایت اور رحمت کا ذریعہ بن جاتا ہے کہ کافر اس کی حالت دیکھ کر ایمان کی طرف راغب ہوتے ہیں لیکن اگر مسلمان مغلوب اور غلام ہو تو اس کی یہ حالت کافروں کے لئے فتنہ بن جاتی ہے۔ وہ جب اس کی کمزوری اور ظاہری ذلت دیکھتے ہیں تو انہیں اپنے کفر کی حقانیت کا یقین ہونے لگتا ہے۔ چنانچہ وہ اپنے غلط عقیدے اور مذہب پر اور زیادہ پختہ ہو جاتے ہیں۔ جس طرح آج کل کے اکثر کفار کی حالت ہے کہ وہ کہتے ہیں ’’ہم بہت اچھے ہیں اس لئے کہ ہم مسلمان نہیں‘‘ (نعوذ باللہ)

اس مبارک دعاءِ ابراہیمی میں اللہ تعالیٰ سے یہی مانگا گیا کہ اے ہمارے رب ہمیں کفار کے لئے فتنہ نہ بنا‘‘

حضرات مفسرین نے اس کے تین مطلب بیان فرمائے ہیں۔

(۱)　یا اللہ ہمیں کفار کے ہاتھوں سے عذاب نہ دے اور نہ اپنی طرف سے عذاب میں مبتلا فرما

ورنہ یہ کفار کہیں گے کہ اگر مسلمان حق پر ہوتے تو ان کی یہ حالت نہ ہوتی۔

قال مجاھد: لاتعذبنا بایدیھم ولا بعذاب من عندک فیقولوا: لوکان ھؤلاء علی حق ما اصابھم ھذا وکذاقال الضحاک

(۲) یااللہ ان کافروں کو ہم پر غالب نہ فرما اگر یہ غالب ہوگئے تو وہ اس فتنے میں پڑ جائیں گے کہ وہ برحق ہیں اس لئے غالب ہیں۔

(۳) یااللہ انہیں ہم پر غالب نہ فرما ورنہ یہ ہمیں بہت تکلیفیں پہنچائیں گے۔(اورستا ستا کر کافر بننے پر مجبور کریں گے)

عن ابن عباس لاتسلطھم علینا فیفتنونا. (تفسیر ابن کثیر)

گناہوں کی شامت سے بچا

وَاغْفِرْلَنَارَبَّنَا

اے ہمارے رب ہمیں بخش دے۔

تفسیر مظہری میں ہے:۔

کبھی اپنے گناہوں کی وجہ سے مومن مبتلائے عذاب ہوجاتے ہیں اور کفار کا ان پر غلبہ ہوجاتا ہے اس لئے درخواستِ مغفرت کا ذکر کیا گیا۔(مظہری)

سوچ کا فرق

ایک سوچ یہ ہے کہ:۔

’’ہم مسلمان ہیں، کمزور ہیں کفار بہت طاقتور ہیں وہ ہمیں بہت نقصان پہنچا سکتے ہیں اس لئے ہم ان سے دوستی کرلیں،ان کے ساتھ تعاون کریں آخر ہم نے دنیا میں تو رہنا ہے‘‘

گویا کہ کافروں کے شر سے صرف کافروں کی دوستی ہی ہمیں بچا سکتی ہے (نعوذ باللہ)

دوسری سوچ یہ ہے کہ

ہم مسلمان ہیں، اللہ تعالیٰ کے وفادار بندے ہیں، جو بھی اللہ تعالیٰ کا دشمن کافر ہوگا ہم اس کے

دشمن ہیں۔ہم ساری دنیا کے کفار کو اسلام کی دعوت دیتے ہیں ہم کمزور ہیں، کفار طاقتور ہیں تو وہ ہمیں نقصان پہنچا سکتے ہیں اس لئے ہم اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کریں۔صرف وہی ہمیں ہر نقصان سے بچا سکتا ہے۔اور ہم نے ہمیشہ دنیا میں تو نہیں رہنا اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹنا ہے اس لئے دنیا کے عارضی مفاد کی خاطر ہم کافروں سے دوستی کر کے اللہ تعالیٰ کو ناراض نہ کریں۔

سخت تاکیدی حکم

امام نسفی ؒ لکھتے ہیں:۔

تاکید کا کوئی طریقہ ایسا نہیں جو ان آیات میں اختیار نہ کیا گیا ہو یعنی قسم کے ذریعہ، ترغیب کے ذریعہ، وعید کے ذریعہ الغرض ہر طریقے سے تاکید فرمائی کہ کافروں سے تعلق کے بارے میں صرف اور صرف حضرت ابراہیم ؑ کے طریقے کو اختیار کرو۔ **فلم یترک نوعا من التاکید الاجاء به۔(المدارک)**

مجاہدین کے لئے اہم سبق

اکثر مفسرین فرماتے ہیں کہ ان آیات میں جو دعاء آئی ہے وہ حضرت ابراہیم ؑ اور ان کے رفقاء کی دعاء ہے۔جبکہ بعض مفسرین فرماتے ہیں کہ اس دعاء سے پہلے ’’قولوا‘‘ کا لفظ مقدّر ہے۔کہ اے مسلمانو! تم یہ دعاء مانگو۔

الغرض یہ دعاء حضرت ابراہیم ؑ کا ’’اسوۃ‘‘ ہو۔تب بھی مجاہدین کو اسے اپنا معمول بنانا چاہئے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ’’اسوۃ‘‘ اختیار کرنے کا اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا ہے۔اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے زمانے کے کافروں سے کھلی دشمنی کا اعلان فرمایا اور یہ دعاء مانگتے رہے تو اللہ تعالیٰ نے ان کو کامیابی ،غلبہ اور اپنی خصوصی رحمت عطاء فرمائی۔ان کا کام بھی جاری رہا اور ان کا نام بھی آج تک مبارک ہے۔

اور دوسرے قول کے مطابق اگر ایمان والوں کو اس دعاء کے مانگنے کا حکم دیا گیا ہے تو بھی اسے معمول بنانا ضروری ہوا اور اس صورت میں ربط واضح ہے کہ مسلمانوں کو حضرت ابراہیم ؑ کا اسوۃ

اختیار کرنے کا حکم دیا گیا جو کہ کافی مشکل کام ہے تو اس میں آسانی کے لئے یہ دعاء سکھائی گئی کہ مسلمان یہ دعاء مانگیں اور اس دعاء کے تقاضوں پر عمل کریں (واللہ اعلم بالصواب)

رَبَّنَا عَلَيْکَ تَوَكَّلْنَا متصل بما قبل الاستثناء وهو من جملة الاسوة الحسنة وقيل معناه قولوا ربنا فهو ابتداء امر من الله للمومنين بان يقولوه (المدارک)

رَبَّنَاعَلَيْکَ تَوَكَّلْنَا وَاِلَيْکَ اَنَبْنَا وَاِلَيْکَ الْمَصِيْرُ

رَبَّنَا لَاتَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَاغْفِرْلَنَا رَبَّنَااِنَّکَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ

(آمين ياارحم الراحمين)

وصلى الله تعالیٰ على خير خلقه سيدنا محمد واله وصحبه وسلم تسليما كثيرا كثيرا كثيرا

معطر مجالس

اللہ تعالیٰ کے محبوب اور آخری نبی حضرت محمد ﷺ ...... قیامت تک آنے والے تمام انسانوں کے نبی، رسول اور ہادی ہیں ...... اس لئے آپ ﷺ نے جو کچھ ارشاد فرمایا وہ ہم سب کے لئے ارشاد فرمایا...... چنانچہ جب بھی کوئی حدیث شریف پڑھا کریں تو...... یہی خیال رکھیں کہ آقا مدنی ﷺ مجھ سے ارشاد فرما رہے ہیں...... لیجئے محبت اور احترام کے ساتھ بخاری شریف سے اپنے آقا حضرت محمد ﷺ کی چند احادیث مبارکہ پڑھتے ہیں......

(۱) رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جہنم

جس نے ہم پر (یعنی مسلمانوں پر) اسلحہ اٹھایا وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ (بخاری)

برصغیر پر جب انگریز کا قبضہ تھا تو اُس وقت...... حضرات علماء کرام نے مسلمانوں کے لئے انگریزی فوج میں بھرتی ہونے کو حرام قرار دیا تھا...... اور وجہ یہ بتائی تھی کہ ''برٹش آرمی'' کئی جگہوں پر مسلمانوں کے خلاف لڑ رہی ہے...... حالانکہ مسلمان کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ دوسرے مسلمانوں کے خلاف اسلحہ اٹھائے...... حضرت شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی ؒ نے اپنے موقف کے حق میں تیس سے زیادہ احادیث پیش فرمائی تھیں کہ...... مسلمانوں کے لئے مسلمانوں کے خلاف لڑنا جائز نہیں ہے...... کراچی کے خالقدینا ہال کا مقدمہ بہت مشہور ہے...... باقی تفصیلات اُس مقدّمے کے ساتھ حضرت مدنی ؒ کی کسی سوانح حیات میں پڑھ لیجئے...... اس وقت مسلمانوں کے ہاتھوں جس طرح سے دوسرے مسلمانوں کا خون بہہ رہا ہے...... وہ بہت افسوسناک اور دردناک ہے...... مسلمانوں کو چاہیئے کہ اُن قرآنی احکامات...... اور احادیث کا

آپس میں مذاکرہ کریں جو مسلمانوں کے قتل ناحق سے منع فرماتی ہیں...... ممکن ہے زیادہ مذاکرہ کرنے سے کوئی خوش قسمت مسلمان اس موذی اور مہلک گناہ سے بچ جائے......

(۲) رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مؤمن اپنے دین کی طرف سے ہمیشہ کشادگی میں رہتا ہے جب تک وہ کسی کو ناحق قتل نہ کردے۔ (بخاری)

یعنی جب کوئی ناحق قتل کرے تو وہ تنگی میں پڑ جاتا ہے...... آج اہلِ پاکستان پر جو ہر طرح کی تنگی مسلّط ہے اُس کا بڑا سبب ''خون ناحق'' ہے...... اور جو کوئی بھی ناحق خون سے اپنا دامن آلودہ کرتا ہے...... اُس پر دنیا کی زندگی بھی تنگ ہو جاتی ہے...... جبکہ آخرت کے بارے میں تو قرآن پاک کا واضح فیصلہ ہے کہ:

جو شخص کسی مؤمن کو جان بوجھ کر قتل کرے گا اُس کی سزا جہنّم ہے...... (ترجمۂ آیت)

پاکستان میں جیسے جیسے ناحق خون بڑھتا جا رہا ہے...... اُسی طرح تنگی اور مصیبت بڑھتی جا رہی ہے...... حکمران خوفزدہ ہیں، بیمار ہیں اور پریشان ہیں...... جبکہ عوام کے پاس نہ روٹی ہے نہ بجلی ہے اور نہ دوا...... ہر طرف تنگی ہی تنگی ہے...... اور گھٹن ہی گھٹن......

(۳) نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

(اے مسلمانو!) میرے بعد کافر نہ بن جانا کہ تم میں سے بعض دوسرے بعض کی گردنیں مارنے لگیں...... (بخاری)

یعنی مسلمانوں کا یہ کام نہیں کہ وہ ایک دوسرے کو قتل کریں...... یہ تو کافروں کا طریقہ اور کام ہے...... اور مسلمانوں کو قتل کرنا کفر کی طرح بہت بڑا جرم اور گناہ ہے...... اللہ تعالیٰ رحم فرمائے کہ آج تو مسلمانوں کے خون کے پرنالے بہہ رہے ہیں...... شاید تاتاریوں نے اتنے مسلمانوں کو قتل نہ کیا ہو جتنا آج خود مسلمان کہلوانے والے افراد کر رہے ہیں...... کوئی ہے جو ان کو رسول اللہ ﷺ کے مبارک ارشادات سنائے اور سمجھائے......

(۴) رسول نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مسلمان کو گالی دینا فسق ہے اور اس کو قتل کرنا کفر ہے۔ (بخاری)

اور آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

جب تم میں سے کوئی ہماری (یعنی ہم مسلمانوں کی) مسجد یا بازار سے گزرے اور اُس کے ہاتھ میں تیر ہوں تو اسے چاہئے کہ اُن تیروں کی نوک کا خیال رکھے (یا ارشاد فرمایا) اپنے ہاتھ سے اُن تیروں کی نوک کو تھامے رکھے تاکہ کسی مسلمان کو اُن سے کوئی تکلیف نہ پہنچے...... (بخاری)

اور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

قیامت سے پہلے ایسے دن آئیں گے جن میں علم اٹھالیا جائے گا اور جہالت اُتر پڑے گی اور ہَرْج کی کثرت ہوگی......اور ہرج کہتے ہیں قتل کو...... (یعنی قتل بہت زیادہ ہوں گے) (بخاری)

صرف ایک اخبار پڑھ لیں......صرف آدھا گھنٹہ خبریں سن لیں......آپ کو کم از کم سوڈیڑھ سو مسلمانوں کی لاشیں ضرور مل جائیں گی......اخبارات میں ایک طرف دلوں میں لالچ اور حرص پیدا کرنے والے اشتہار اور دوسری طرف قتل و غارت کی خبریں......

حضرت آقا مدنی ﷺ نے ارشاد فرمایا:

زمانہ قریب ہوتا جائے گا، اور عمل کم ہوتا چلا جائے گا اور لالچ (یعنی حرص) دلوں میں ڈال دیا جائے گا اور فتنے چھا جائیں گے اور ہرج بہت زیادہ ہو جائے گا......

صحابہ کرام ؓ نے عرض کیا...... یارسول اللہ! یہ ’’ہرج‘‘ کیا چیز ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا قتل، قتل...... (بخاری)

یہ حدیث مبارکہ تو مکمل طور پر آج کل کے حالات پر صادق نظر آتی ہے...... زمانہ بہت تیزی سے گزر رہا ہے...... پتہ ہی نہیں چلتا اور مہینے گزر جاتے ہیں اور سال بیت جاتے ہیں......اور عمل

اتنا کم ہوگیا کہ مسجدیں نمازیوں سے نہیں بھرتیں......اور جمعہ کی اذان تک سے بازاروں کی رونق میں کوئی فرق نہیں رہتا......تلاوت اور ذکر اللہ بھاری معلوم ہوتے ہیں......اور صداقت و دیانت تو بس کچھ لوگوں کے پاس رہ گئی ہے......اور حرص اور لالچ نے دلوں پر قبضہ کر رکھا ہے...... ہر طرف قتل و غارت ہے جبکہ کچھ لوگوں کی بس یہی فکر ہے کہ اُن کو زیادہ سے زیادہ ڈالر مل جائیں...... غیر ملکی بینکوں میں پیسہ پڑا پڑا گل سڑ جاتا ہے......مگر لوگوں کی حرص ہے کہ کم نہیں ہوتی......کوئی پیسے کے پیچھے امریکہ بھاگ رہا ہے تو کسی کا رُخ یورپ کی طرف ہے......اور کئی لوگ دن رات سعودیہ یا دبئی جا کر بسنے کے خواب دیکھتے ہیں...... پیسہ پیسہ اور پیسہ......معدہ خراب کرنے والے چٹ پٹے کھانے اور زیادہ سے زیادہ عیش و عشرت کا سامان...... ہر طرف لاشیں اور ہر طرف حرص اور لالچ...... جانور بھی اپنے ہم جنس جانوروں کی لاش دیکھ کر کچھ دیر کے لئے کھانا پینا بھول جاتے ہیں......مگر یہ انسان جو اشرف المخلوقات ہے......اور پھر مسلمان جو کائنات کا مخدوم ہے...... وہ کس طرح سے اتنی لاشیں دیکھ کر بھی نہیں سدھرتا......اللہ تعالیٰ ہم سب کو ایمانِ کامل نصیب فرمائے......

(۵) رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

> جب اللہ تعالیٰ کسی قوم پر عذاب نازل فرماتا ہے تو وہ عذاب قوم کے سب لوگوں پر پہنچتا ہے......لیکن وہ لوگ قیامت کے دن اپنے اپنے اعمال پر اٹھائے جائیں گے......(بخاری)

حدیث مبارکہ میں بڑی تسلّی ہے......اگر ہم اپنا عقیدہ اور نظریہ درست رکھیں......اور اپنے عمل کو ٹھیک رکھیں تو پھر...... پریشانی کی کوئی بات نہیں ہے......اسی لئے نہ تو حالات کے ساتھ چلنے کی ضرورت ہے......اور نہ حالات سے بھاگ جانے کی ضرورت ہے...... بلکہ ہمیں چاہئے کہ ایمان پر قائم رہیں، جماعت کے ساتھ جڑے رہیں......اور اپنے فرض کام کو شریعت کے مطابق کرتے رہیں......اس حالت میں اگر ہم کسی کے ہاتھوں ناحق قتل بھی ہوگئے......تو انشاء اللہ اپنے عمل پر

اٹھائے جائیں گے...... ہمیں اپنے گناہوں کے علاوہ کسی اور چیز سے گھبرانے کی ضرورت نہیں ہے...... اور گناہوں کے شر سے بچنے کا طریقہ یہ ہے کہ ہم گناہ چھوڑ دیں...... سچے دل سے استغفار کریں...... اور ہمیشہ اچھی صحبت میں رہیں...... اور اس بات کو دل میں بٹھالیں کہ...... آخری فتح اسلام اور مسلمانوں کی ہونی ہے...... الحمدللہ سوویت یونین کے خلاف جہاد ہوا...... اُس وقت بھی طرح طرح کے فتنے آئے...... مگر آخری فتح مسلمانوں کی ہوئی...... اب دنیا کے نقشے میں سوویت یونین موجود ہی نہیں ہے...... ہیلری کلنٹن کہتی ہیں کہ ہم نے...... سوویت یونین کو شکست دی...... حالانکہ یہ جھوٹ ہے...... امریکہ والے تو ویت نام میں مار کھا گئے...... عراق میں بری طرح ہار گئے...... اور اب افغانستان میں پہاڑوں سے سر ٹکرا رہے ہیں...... امریکہ میں اتنی طاقت ہوتی کہ وہ سوویت یونین کو توڑ سکتا تو پھر آج دنیا میں امریکہ کو کسی جگہ شکست نہ ہوتی...... سوویت یونین کو تو شہداء کرام کے خون نے...... اللہ تعالیٰ کی نصرت سے شکست دی ہے...... اور اب امریکہ دیکھ لے گا کہ...... کچھ عرصہ بعد اُسے جرمن، جاپان، کورین...... اور فرنچ قوموں کے شدید چیلنج کا سامنا ہوگا...... تب دنیا کے نقشے میں جو خون نظر آئے گا وہ مسلمانوں کا نہیں ہوگا...... آج ہم مسلمانوں کے حالات کچھ خراب ہیں مگر ہمارے دشمنوں کے حالات ہم سے بہت زیادہ خراب ہیں...... اسرائیل ہو یا انڈیا...... امریکہ ہو یا یورپ سب کو اپنی بقاء کے لالے پڑے ہوئے ہیں...... ہمارے ملک کے وزیر داخلہ صاحب کو کون سمجھائے کہ کافروں پر اتنا بھروسہ نہ کریں...... مگر وہ تو سنبھل ہی نہیں رہے...... جب بولنے پر آتے ہیں تو گناہوں میں جوانی گزارنے والی بوڑھی عورتوں کی طرح بولتے چلے جاتے ہیں...... یوں لگتا ہے کہ جناب نے پاکستان کو دو چار لاکھ روپے میں خرید رکھا ہے...... اور اب وہ اس ملک کو دین سے اور دینداروں سے پاک کردیں گے...... یہی زبان ان سے پہلے کئی وزراء داخلہ بولتے بولتے تاریخ کا گمنام کُوڑا بن گئے...... معلوم نہیں ملک صاحب کافروں کے بھروسے پر اتنے بڑے دعوے کس منہ اور زبان سے کرتے ہیں...... وہ خود تو دن رات کافروں سے بھیک مانگنے جاتے ہیں جبکہ...... جیش

محمد (ﷺ) جیسی پاکباز جماعت پر غیر ملکی امداد کے الزامات لگاتے ہیں...... آج ملک صاحب پر بہت کچھ لکھنے کا ارادہ تھا...... مگر مضمون شروع کرنے سے پہلے میری نظر صحیح بخاری شریف پر پڑی تو...... میں اپنے آقا مدنی ﷺ کی پرنور اور معطّر مجالس میں کھو گیا...... اللہ تعالیٰ ہمیں اور ہمارے حکمرانوں کو ''ایمانِ کامل'' عطاء فرمائے۔ آمین یا ارحم الراحمین

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقه سیدنا محمد واله وصحبه وسلم تسلیماً کثیرا کثیرا

ایک پیارے ساتھی کی شہادت

رنگ ونور لکھ کر روانہ ہی کیا تھا کہ...... ڈیرہ اسماعیل خان سے محترم قاری امان اللہ صاحب کی شہادت کی خبر آ گئی...... انا للہ وانا الیہ راجعون...... وہ ہمارے مخلص اور دیرینہ ساتھی تھے...... ہماری جماعت کے ڈویژنل منتظم، عملی مجاہد اور بہادر مسلمان...... وہ تو شہادت کے طلب گار تھے مگر ہمارے دل رو رہے ہیں...... وہ آج کا مضمون پڑھتے تو معلوم نہیں کتنے لوگوں کو سناتے...... جی ہاں وہ جہاد اور جماعت کے داعی تھے...... ان کے آٹھ (۸) بچے شہید کی اولاد بن گئے...... مجھے لگتا ہے کہ جس لمحے بندہ مسلمانوں کے خون کی حفاظت کے لئے مضمون لکھ رہا تھا اسی وقت انسانیت کے دشمن میرے پیارے ساتھی پر بولٹ کھینچ رہے تھے...... مسلمانو! آج نہیں تو کل ضرور جیش محمد ﷺ کی اسلام اور مسلمانوں کے ساتھ وفاؤں کو یاد کرو گے...... اور اے بدنصیب قاتلو! تم اللہ پاک کے غضب سے نہیں بچ سکو گے...... تم کتے کی موت مرو گے اور حسرت کی آہیں بھرو گے...... تمہاری ان حرکتوں سے مسلمانوں کی شرعی جماعت کمزور ہو جائے گی؟ اگر تم ایسا سوچتے ہو تو تم بڑی بھول میں ہو...... شہداء کے خون کو قیمتی بنانے والے رب کی قسم! اہل ایمان کو تم نہیں جھکا سکتے...... نہیں دبا سکتے...... یا اللہ تیرے کمزور بندوں کی جماعت کا ہر فرد ہاتھ اٹھا کر، دامن پھیلا کر آپ سے قاری امان اللہ صاحب کے لئے مغفرت، جنت اور اونچے درجات کا سوال کر رہا ہے...... یا اللہ ان کی قبر کو نور سے اور سرور سے بھر دے اور ان کے قاتلوں کو ان کے برے انجام تک پہنچا دے...... آمین یارب العلمین

اللھم صلی علی سیدنا محمد فی العلمین

بہت روشنی

اللہ تعالیٰ نے دنیا کا نظام اس طرح بنایا ہے کہ...... یہاں حالات ایک جیسے نہیں رہتے...... جی ہاں! دنیا میں حالات بدلتے رہتے ہیں...... اور آج کل تو یہ تبدیلی بہت تیز ہو گئی ہے...... ابھی کچھ عرصہ پہلے آصف زرداری صاحب جیل میں تھے...... پھر اچانک وہ ملک کے صدر بن گئے...... کتنی دیر لگی؟...... اور آگے جو حالات تبدیل ہوں گے ان میں بھی زیادہ دیر نہیں لگے گی...... پرویز مشرف نے جناب یوسف رضا گیلانی کو سات سال کی قید سنوا کر جیل میں ڈال دیا تھا...... وہاں انہوں نے غیر قانونی طور پر موبائل بھی رکھا ہوا تھا اور ایک کتاب بھی لکھتے رہے...... اب وہ ملک کے وزیر اعظم ہیں...... تین سال پہلے تک پرویز مشرف پاکستان کے طاقتور ترین کمانڈو صدر تھے...... پھر اچانک زوال آیا اور اُن کو اٹھا کر لندن لے گیا...... اب واپسی کے دروازے بظاہر بند معلوم ہوتے ہیں...... اور خاک وہاں پہنچ گئی ہے جہاں کا خمیر تھا...... دیکھا آپ نے حالات کتنی تیزی سے بدل رہے ہیں...... ایک ڈیڑھ سال پہلے تک جارج بش دنیا کا طاقتور ترین جانور تھا...... مگر آج وہ بے چارہ ایک عبرتناک کارٹون ہے...... دیکھا آپ نے کہ حالات کتنی تیزی سے تبدیل ہو رہے ہیں...... آپ پانچ چھ سال پرانا ایک اخبار اٹھا کر پڑھیں...... اور پھر آج کا اخبار پڑھیں تو آپ کو حالات میں زمین و آسمان جتنی تبدیلی نظر آئے گی...... تین چار سال پہلے سوات کی طرف جانے والی درگئی کی پہاڑی پر ٹریفک جام ہو جاتی تھی...... گرمی کے ستائے ہوئے اور گناہوں کے بھوکے ہر طرح کے انسان سوات کی ٹھنڈک لینے جا رہے ہوتے تھے...... مگر اس سال اہل سوات کو اپنا ٹھنڈا علاقہ چھوڑ کر صوابی، مردان، پشاور اور

پنجاب کے تندوری موسم میں جھلسنا پڑا...... چھ سات سال پہلے کی بات ہے......فوج کے ایک بڑے افسر سے اچانک ملاقات ہوگئی...... میں نے اُن سے کہا کہ حکومت کی پالیسی ٹھیک نہیں جارہی......اگر یہی پالیسی رہی تو فوج اور پولیس کا امن ختم ہوجائے گا......آج کل تو دوران سفر فوجی اپنے ٹرکوں میں سوئے رہتے ہیں......اور پولیس والوں کو بھی جہاں ٹکنے کی جگہ ملے وہاں امن اور آرام سے سو جاتے ہیں......لیکن اگر حکومت اسی طرح دینی طبقے اور جہاد پر مظالم کرتی رہی تو دیکھ لینا......یہی فوجی اور پولیس والے انڈین آرمی کی طرح خوف کی حالت میں......مکمل الرٹ ہو کر سفر کیا کریں گے......آج آپ دیکھ لیں کہ فوج اور پولیس پر کیسا خوف سوار ہے...... اسی خوف کی وجہ سے وہ اب بے گناہوں پر بھی حملہ کر دیتے ہیں......جی ہاں حالات ایک جیسے نہیں رہتے......ایک صاحب ہمیشہ اپنے ساتھیوں سے کہا کرتے تھے کہ دوستو! حالات ایک جیسے نہیں رہتے......ایک بار وہ شدید مالی بحران میں گھر گئے......اُن کے دوست افسوس کرنے گئے کہ...... اب تو اس بحران سے نکلنے کی کوئی صورت ہی نہیں......دوستوں نے جا کر غم اور افسوس کا اظہار کیا تو وہ صاحب کہنے لگے......کوئی فکر نہیں حالات ایک جیسے نہیں رہتے......اور واقعی ایسا ہی ہوا...... چند دن بعد اُن کے حالات بدل گئے......اور وہ پہلے سے زیادہ مالدار ہو گئے......اب اُن کے رفقاء اُن کو مبارکباد دینے گئے تو انہوں نے کہا......خوشی کی کوئی بات نہیں حالات ایک جیسے نہیں رہتے......اور واقعی ایسا ہوا چند دن بعد وہ بیمار ہو گئے......ایسے بیمار کہ مال کا ہونا نہ ہونا ایک برابر ہو گیا......اُن کے رفقاء پھر عیادت کے لئے گئے تو انہوں نے کہا...... پریشانی کی کوئی بات نہیں حالات ایک جیسے نہیں رہتے...... چنانچہ ایسا ہی ہوا......اور چند دن بعد اُن کا انتقال ہو گیا......تمام بیماریاں اور جھگڑے ختم...... اُن کے رفقاء نے اُن کی قبر پر آ کر کہا...... جناب اب تو حالات تبدیل نہیں ہوں گے......اُنہیں محسوس ہوا کہ قبر سے آواز آرہی ہے......دوستو! حالات ایک جیسے نہیں رہتے...... چنانچہ ایسا ہی ہوا...... پانی کا سیلاب آیا اور اُن کی قبر کو اپنے ساتھ بہا کر لے گیا...... مجھے حیرانی ہوتی ہے اُن لوگوں پر جو حالات کے سامنے سر جھکا دیتے ہیں...... کچھ اپنا

دین بدل لیتے ہیں...... کچھ اپنے نظریات سے ہاتھ دھو لیتے ہیں...... اور کچھ حالات کی خرابی دیکھ کر ٹھنڈی لکڑیاں بن جاتے ہیں...... حالانکہ دنیا میں کوئی بیماری ایسی نہیں جس کی دواء اللہ تعالیٰ نے پیدا نہ کی ہو...... سورج اپنی گرمی برسا رہا ہوتا ہے کہ اچانک بادل آ کر اُس کو ٹھنڈا کر دیتے ہیں...... رات زور شور سے اندھیرے گرا رہی ہوتی ہے کہ صبح صادق کا نور آ کر اُس کو شرمندہ کر دیتا ہے...... تعجب ہے اُن لوگوں پر جو اچھے حالات کو اپنا کمال سمجھتے ہیں...... میں نے اپنی مختصر سی زندگی میں...... حالات کو اس طرح سے بدلتے دیکھا کہ...... بظاہر وہ سب کچھ ناممکن نظر آتا ہے...... اور دل میں اس بات کا یقین بٹھا دیتا ہے کہ...... سب کچھ اللہ پاک کی طرف سے ہوتا ہے...... ۱۹۹۶ء کا وہ دن بھی میں نے دیکھا کہ جب ہم دس پندرہ ساتھی زخمی حالت میں کوٹ بھلوال جیل کے ایک دفتر میں پڑے تھے...... کسی کے منہ سے خون بہہ رہا تھا تو کسی کے سر سے...... مشرکین نے وہ سرنگ پکڑ لی تھی جو جیل سے فرار ہونے کے لئے مجاہدین نے بنائی تھی...... کمانڈر سجاد افغانی شہید رحمہ اللہ، کمانڈر نصر اللہ منصور...... اور ہم سب لاٹھیاں، ڈنڈے، آنسو گیس کے گولے...... اور لوہے کی ضربوں سے نیم جان پڑے تھے...... شاید مشرکین کو بھی احساس ہو چکا تھا کہ اب ان قیدیوں میں مزید تشدد برداشت کرنے کی طاقت نہیں رہی...... مگر پھر بھی اچانک کمرہ کھلتا اور کوئی مشرک سیدھا میرے پاس آ کر ڈنڈے برسانا شروع کر دیتا...... ایک بار ایک بے وردی شخص مارنے کے لئے بڑھا تو ہمارے اوپر متعین سنتری نے اُس کو منع کیا...... تب ایک اور سنتری نے کہا یار اس کو دو چار ڈنڈے مارنے دو یہ ایس پی صاحب کا باڈی گارڈ ہے...... ایس پی صاحب نے سفارش کی ہے کہ اس کو مارنے کی اجازت دی جائے...... یعنی اُس دن ہماری پٹائی کرنا ایک ''اعزاز'' تھا جس کو حاصل کرنے کے لئے انڈین سپاہی اپنے آفیسروں سے سفارش کرا رہے تھے...... پھر حالات بدل گئے ۱۹۹۹ء میں پاکستان آ گیا...... تو جس جگہ بھی جاتا لوگ مصافحے کے لئے ٹوٹ پڑتے...... کراچی میں ایک صاحب کو میرے ساتھی آگے نہیں بڑھنے دے رہے تھے تو وہ حضرت مفتی نظام الدین شامزئی شہید رحمہ اللہ کی سفارش لیکر آ گیا کہ...... اس

آدمی سے ضرور مصافحہ اور ملاقات کی جائے...... **سبحان اللہ و بحمدہ سبحان اللہ العظیم**...... ڈنڈے مارنے کے لئے جمّوں کے ایس پی کی سفارش...... اور مصافحہ کے لئے حضرت مفتی نظام الدین شامزئی شہیدؒ کی سفارش...... جی ہاں میں سچ کہہ رہا ہوں کہ حالات ایک جیسے نہیں رہتے...... اور حالات کے اچھا ہونے میں انسان کا کوئی ذاتی کمال نہیں ہوتا کہ فخر کرنے لگے...... اور نہ حالات کے بُرا ہونے میں کوئی ایسا عذاب ہوتا ہے کہ انسان مایوس اور بددل ہو جائے...... مجھے وہ رکشہ بھی یاد ہے جس میں کمانڈر سجاد شہیدؒ اور میں نہایت بے بسی کے ساتھ گرفتار ہوئے...... وہ رات ہم نے انڈین آرمی کے آفیسروں کا تشدد سہتے ہوئے گزاری...... وہ شراب پی کر آتے اور طرح طرح کی فخریہ تقریریں کرتے ہوئے ہمیں مارتے تھے...... اور پھر مجھے وہ جہاز بھی یاد ہے جس میں انڈیا کا وزیر خارجہ جسونت سنگھ سر جھکائے بیٹھا تھا...... اور میں مسکراتے ہوئے اُس کے پاس سے گزر کر طالبان کی مہمان نوازی میں آ گیا...... وہ رات بھی ہم نے جاگتے ہوئے گزاری...... مگر سوائے اکرام اور محبت کے کچھ نظر نہیں آ رہا تھا...... طالبان طرح طرح کے کھانے کھلا رہے تھے...... بڑے اہل علم اور اہل جہاد ملنے آ رہے تھے...... پاکستان سے محبت بھرے ٹیلیفون موصول ہو رہے تھے...... دونوں راتیں گزر گئیں...... رکشے والی بھی اور جہاز والی بھی...... اسی لئے تو عرض کر رہا ہوں کہ حالات ایک جیسے نہیں رہتے...... پھر مجھے کیوں اپنے اردگرد مایوسی کا ایک طوفان نظر آ رہا ہے...... میں نے اپنی اس مختصر سی زندگی میں حکمرانوں کو شیروں کی طرح گرجتے...... اور پھر چند دن بعد نمک کی طرح پگھلتے دیکھا ہے...... مجاہدین کے خلاف آپریشن کا آغاز معین الدین حیدر سابق وزیر داخلہ نے کیا تھا...... آج اُس کی ملک میں کیا حیثیت ہے؟...... کیا کوئی ایک آدمی بھی اُس کے حکم پر کچھ کرنے کو تیار ہے؟...... مجاہدین آج بھی الحمدللہ اپنا ایک مقام رکھتے ہیں...... اُن کے پاس اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے قوت بھی ہے اور طاقت بھی...... مگر حکمران تو برف کی طرح پانی بن کر مٹی میں مل گئے ہیں...... آج کے وزیر داخلہ صاحب کا مستقبل تو ویسے ہی کافی خراب نظر آ رہا ہے...... موجودہ حکمرانوں کو

چاہئے کہ وہ اپنی توجّہ کھانے پینے اور پیسہ بنانے کی طرف رکھیں......اور زیادہ نظریاتی باتیں نہ کیا کریں......ان کی باتیں سن کر تو بچوں کو بھی ہنسی آجاتی ہے......زرداری صاحب اور اخلاقی نظریات؟......ملک صاحب اور قانون کی پاسداری؟......آپ حضرات اپنے ماضی کو دیکھیں اور اسلام اور مسلمانوں کی باتیں نہ کیا کریں...... یہ باتیں اُن لوگوں کو زیب دیتی ہیں جن کا اسلام اور مسلمانوں سے کچھ تعلق ہو......انتخابات سے پہلے یہ تمام حضرات خود مُلک توڑنے کی دھمکیاں دے رہے تھے......اور جب حکومت مل گئی تو اب اچانک ملک کے محافظ بن گئے...... پہلے آدھا ملک ان لوگوں نے توڑا...... ملک کے اربوں روپے باہر ملکوں کے بینکوں میں جا کر دفن کر دیئے......دنیا کا ہر جرم انہوں نے اپنا حق سمجھ کر کیا......اور اب یہ علماء اور مجاہدین کو اخلاق اور حبّ الوطنی کا سبق پڑھا رہے ہیں...... ان لوگوں کو بھی یاد رکھنا چاہئے کہ حالات ایک جیسے نہیں رہتے......اور دن رات کی تبدیلی میں عقل والوں کے لئے بہت سی نشانیاں ہیں......مکہ مکرمہ کی دعوت...... مدینہ منورہ کا جہاد...... مکہ مکرمہ کے پتھر اور مظلومیت...... طائف کے دردناک مظالم......ہجرت کی خوفناک راتیں......اور پھر بدر کا روشن دن......اور فتح مکہ کے دن حضرات صحابہ کرامؓ کے الگ الگ شاندار لشکر...... ان تمام باتوں میں اہل ایمان کے لئے بہت روشنی ہے......بہت روشنی......

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقه سیدنا محمد واله وصحبه وسلم تسلیماً کثیرا کثیرا کثیرا

☆......☆......☆

مسلمان اور خلافت

اللہ تعالیٰ کی رحمت اور مدد ساتھ ہو تو ہر منزل آسان ہو جاتی ہے...... حجاج بن یوسف کتنا بڑا ظالم تھا...... ایک ضدی، پاگل اور قاتل شخص...... اُس نے اپنے دور حکومت میں ہزاروں مسلمانوں کو شہید کیا اور ہزاروں مسلمانوں کو قید کی مشقت میں ڈالا...... اُس کے ظلم اور شر سے بچنے کے لئے بڑے بڑے ائمہ، علماء اور اولیاء روپوش ہو گئے تھے...... مثلاً

(۱) حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ

(۲) حضرت ابوعمرو بن العلاء رحمہ اللہ

(۳) حضرت حسن بصری رحمہ اللہ

(۴) حضرت ابراہیم النخعی رحمہ اللہ

یقیناً آپ نے ان حضرات کا نام سنا ہو گا...... حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ کو تو تابعین کا سردار کہا جاتا ہے...... وہ اپنے وقت میں روئے زمین کے سب سے بڑے عالم کہلاتے تھے...... اور اُن کے سینے میں حضرات صحابہ کرام کے علوم اور معارف محفوظ تھے...... باقی تینوں حضرات بھی بہت اونچے درجے کے محدّث، فقیہ اور امام تھے...... لیکن جب حکومت کی کرسی پر ایک بد دماغ انسان آبیٹھا...... تو ان حضرات کو چھپنا اور روپوش ہونا پڑا...... حضرت سیدنا سعید بن جبیر رحمہ اللہ تو دس سال تک روپوش رہنے کے بعد گرفتار کر لئے گئے...... اور بد بخت حجاج نے اُن کو شہید کر دیا...... اُن کی شہادت کا واقعہ بہت معروف ہے...... وہ آخری وقت میں بھی مسکرا رہے تھے اور قرآن پاک کی آیات پڑھ رہے تھے...... اُن کی شہادت کے بعد حجاج سخت بیمار پڑ گیا...... وہ بے ہوش ہو جاتا تھا اور پھر چیخ مار کر ہوش میں آجاتا...... اور کہتا کہ سعید بن جبیر رحمہ اللہ میرے سامنے آتے ہیں اور کہتے

ہیں کہ اے ظالم تو نے مجھے کس جرم میں قتل کیا ہے؟......اسی عذاب اوراذیت کی حالت میں حجّاج مرگیااور مسلمانوں کی جان چھوٹ گئی...... حضرت حسن بصری ؒ نے روپوشی کی حالت میں حجاج کے مرنے کی خبرسنی......تو فوراً سجدے میں گر گئے اوراللہ تعالیٰ کاشکرادا کیا......

ہائے حجاج کی بدنصیبی کہ جس کے مرنے پرمسلمانوں نے شکر کےسجدے ادا کیئے......حضرت ابو عمرو بن العلاء ؒ بھی حجّاج سے چھپ کر یمن جا پہنچے اوروہاں روپوش رہے......دن کوتو گھر میں بند رہتے تھے البتہ رات کواُس مکان کی چھت پر آبیٹھتے اور ٹھنڈی ہوا کے جھونکے لیتے......ایک دن کسی شخص نے اعلان کیا کہ حجاج مر گیا ہے تو بہت خوش ہوئے......کہا اب آزادی کے ساتھ دین کی خدمت کا موقع ملے گا...... حجّاج بھی مرگیا اور یہ تمام حضرات بھی دنیا سے رخصت ہو گئے......آج مشرق ومغرب کے مسلمان حضرت سعید بن جبیر ؒ، حضرت حسن ؒ اورحضرت ابراہیم النخعی ؒ کے علوم سے فائدہ مندہو رہے ہیں......روزانہ لاکھوں مسلمان ان بزرگوں کے لئے رحمت کی دعائیں کرتے ہیں......اوردین کے معاملے میں اُن کی باتوں سے رہنمائی لیتے ہیں......جبکہ حجاج کا نام آج بھی ظلم اورنفرت کا استعارہ ہے......اوراصل فیصلہ تو قیامت کے دن ہوگا جس میں ظالم کواُس کے ظلم کااور مظلوم کواُسکی مظلومیت کا بدلہ دیا جائے گا......

حضرت ابراہیم النخعی ؒ کے بارے میں آتا ہے کہ وہ بھی حجاج کے شر سے روپوش تھے......جب انہیں حجاج کے مرنے کی خبرملی تو خوشی سے رونے لگے......جی ہاں بعض خوشیاں اتنی بڑی اور بھاری ہوتی ہیں کہ انسان کو رُلا دیتی ہیں......اللہ تعالیٰ اُمتِ مسلمہ کواب اپنی رحمت سے ایسی ہی خوشیاں عطاءفرمائے......حجاج کا فتنہ بہت بڑا تھااور بہت طویل تھا......اس فتنے نے مسلمانوں کو ہلا کر رکھ دیا تھا مگر......آج پھر اُمتِ مسلمہ طرح طرح کے فتنوں کی زد میں ہے......ایک طرف کفار کے حملے ہیں تو دوسری طرف ظالم حکمرانوں کا راج ہے......اسلامی دنیا کے حکمرانوں میں سے ایک بھی ایسانہیں جومسلمانوں سے محبت رکھتا ہو...... ہاں ترکی کے موجودہ حکمران کچھ غنیمت ہیں......اُن کی غلطیاں اپنی جگہ لیکن میں سلام پیش کرتا ہوں ترکی کے صدرعبداللہ گل اور وزیر

اعظم رجب طیب اردگان کو...... ان دونوں نے چین کے مظلوم مسلمانوں کے لئے آواز اٹھائی ہے...... ہم اُن کی آواز میں اپنی آواز شامل کرنا اپنی اسلامی ذمہ داری سمجھتے ہیں...... چین کے حکمرانوں نے چین کے مسلمانوں پر ظلم کر کے کروڑوں مسلمانوں کے دلوں کو زخمی کیا ہے...... ہماری تو یہ خواہش ہے کہ چین، جاپان، کوریا اور جرمن قومیں مسلمانوں کے ساتھ اتحاد کر کے ظالم مغربی استعمار کا مقابلہ کریں...... لیکن کیمونزم کے منحوس اثرات کا نتیجہ ہے کہ چین نے سنکیانگ کے مسلمانوں کو مستقل تختہ مشق بنایا ہوا ہے...... اور چونکہ چین کی اکثر اسلامی ملکوں سے دوستی ہے تو اس لئے چینی مسلمان بے چارے...... بے بسی اور بے کسی کے ساتھ مارے جا رہے ہیں اور کوئی اُن کے حق میں آواز تک نہیں اٹھاتا...... اور پاکستان میں تو ایک اور لطیفہ بھی ہے...... وہ یہ کہ اگر آپ پاکستان میں چین کے مظلوم مسلمانوں کے حق میں آواز اٹھائیں تو یہاں کے حکمران اور خفیہ ایجنسیاں فوراً...... یہ اعلان کر دیتی ہیں کہ آپ کے امریکہ کے ساتھ تعلقات ہیں اور آپ امریکہ کے اشارے پر یہ بات کہہ رہے ہیں...... **لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم** ...... ہمارے حکمران جو خود دن رات امریکہ کی پوجا پاٹ میں لگے رہتے ہیں...... وہ جب کسی پر امریکہ نوازی کا الزام لگاتے ہیں تو بہت حیرت ہوتی ہے...... ہمارا موقف اس بارے میں بالکل واضح اور دوٹوک ہے کہ...... ساری دنیا کے مسلمان آپس میں بھائی ہیں...... اور مسلمانوں پر جو بھی ظلم کرے گا وہ ضرور دوسرے مسلمانوں کی آنکھوں میں نفرت کا نشان بن جائے گا...... نہ امریکہ کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ مسلمانوں پر ظلم کرے اور نہ اسرائیل کو...... نہ بھارت کو اس کا حق پہنچتا ہے اور نہ چائنا کو...... چین کو چاہئے کہ وہ اسلامی ملکوں کے ساتھ اپنے تعلقات کی لاج رکھتے ہوئے سنکیانگ کے مسلمانوں کو عزت اور آزادی کے ساتھ جینے کا حق دے...... اور اُن کے بنیادی حقوق غصب نہ کرے...... اور نہ ہی انہیں تشدّد اور ظلم کا نشانہ بنائے...... اور اس بات کو یاد رکھے کہ جس ملک نے بھی مسلمانوں پر ظلم کیا ہے اُس ملک میں امن قائم نہیں رہ سکا...... ترکی کے موجودہ حکمرانوں نے چینی مسلمانوں کے حق میں آواز اٹھائی ہے ہم انہیں خراج تحسین پیش کرتے

ہیں......انشاء اللہ کبھی تو مسلمانوں کو خلافت نصیب ہو جائے گی......خلافت مسلمانوں کے لئے اسی طرح ہوتی ہے جس طرح مرغی اپنے چوزوں کے لئے......تمام چوزے مرغی کے پروں میں پناہ لیکر بڑے ہوتے ہیں...... اسی طرح مسلمان خلافت کی آغوش میں طاقتور ہوتے ہیں......مسلمانوں کا خلیفہ ہر مسلمان کے لئے فکر مند رہتا ہے اور وہ مسلمانوں کے مسائل کو حل کرنا اپنی ذمہ داری سمجھتا ہے......افغانستان میں جب امارتِ اسلامیہ قائم ہوئی تو کتنے بے سہارا مسلمانوں کو امن نصیب ہوا......حضرت امیر المؤمنین نے روس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر چیچنیا کو بطور ملک تسلیم کیا......اور چیچن مسلمانوں کو باقاعدہ سفارت خانہ کھولنے کی اجازت دی......امارتِ اسلامیہ چند سال ہی قائم رہی......لیکن شیر کی ایک روزہ زندگی گیدڑ کی ہزار سالہ زندگی سے بہتر ہوتی ہے......امارتِ اسلامیہ بھی تھوڑے دن قائم رہی مگر پوری شان کے ساتھ مسلمانوں کو خلافت کا جلوہ دکھا گئی......اللہ والے فرماتے ہیں کہ استغفار وہ چابی ہے جس سے ہر تالا کھولا جا سکتا ہے......اس وقت مسلمانوں کی قسمت پر اُن کے گناہوں کا جو تالا لگ گیا ہے وہ بھی استغفار سے کھل سکتا ہے......مسلمان امارتِ اسلامیہ کے اہل نہیں تھے تو اللہ تعالیٰ نے وہ نعمت واپس چھین لی......اب ہمیں چاہئے کہ سچے دل سے استغفار کریں......تمام گناہ چھوڑ دیں، گناہوں سے نفرت کریں اور آئندہ گناہ نہ کرنے کا عزم کریں تو انشاء اللہ ہر رکاوٹ دور ہو جائے گی......کیونکہ......

اللہ تعالیٰ کی رحمت اور مدد ساتھ ہو تو ہر منزل آسان ہو جاتی ہے......

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقه سیدنا محمد واله وصحبه وسلم تسلیماً کثیرا کثیرا کثیرا

☆......☆......☆

ایمان کا راستہ

اللہ تعالیٰ بہت کریم ہے...... وہ ناقص اور نااہل بندوں پر بھی اپنا فضل فرماتا ہے...... میرے بالکل قریب چار جلدوں پر مشتمل ایک کتاب رکھی ہے...... فتح الجوّاد فی معارف آیات الجہاد...... الحمدللہ رب العالمین، الحمد للہ رب العالمین ...... کتاب کو دیکھتا ہوں تو خوشی سے آنکھیں بھیگ جاتی ہیں...... اور یوں لگتا ہے کہ کوئی خوبصورت اور حسین خواب دیکھ رہا ہوں...... الحمدللہ رب العالمین ...... اپنی حالت دیکھتے ہوئے مجھے کبھی اس بات کا پورا یقین نہیں آتا تھا کہ...... یہ کتاب میری زندگی میں مکمل ہوگی...... مگر اللہ تعالیٰ بہت کریم ہے، بہت وھّاب ہے اور بہت رحیم ہے...... الحمدللہ رب العالمین ...... میرے دماغ میں کئی پرانے مناظر تازہ ہو رہے ہیں...... اور مجھے یقین دلا رہے ہیں کہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہوتا ہے...... انسان اگر کسی کام کو اپنا کمال سمجھے تو یہ اُس کی غلطی ہے، بے وقوفی ہے...... آیئے ماضی کے کچھ مناظر کو یاد کر کے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہیں...... بے شک یہ شکر ادا کرنے کا موقع ہے......

حیرت انگیز نعمت

ہماری گاڑی خراب ہوگئی...... جمعہ کا دن تھا اور بندہ نے جمعہ کا خطبہ دینا تھا...... ہم نے وقت پر پہنچنے کے لئے ایک موٹر رکشہ پکڑ لیا...... تھوڑی دیر بعد ہمارا رکشہ آرمی کے گھیرے میں آگیا...... ہمارا مسلّح ساتھی تو بھاگنے میں کامیاب ہوگیا...... مگر ہم دو ساتھی پکڑے گئے...... زندگی کا ایک نیا دور شروع ہوا، بے بسی اور بے کسی کا دور...... ہم سے سب کچھ چھن گیا...... دن کا تشدد اور راتوں کا خوف ہمارا مقدّر ٹھہرا...... ہم دیکھتے ہی دیکھتے تماشہ بن گئے...... کوئی مارتا، کوئی گالیاں دیتا، کوئی فخر بگھارتا اور کوئی طنز کرتا...... پہلے ایک فوجی کیمپ اور پھر وہاں سے لاد کر دوسرے کیمپ اور پھر

وہاں سے باندھ کر تیسرے کیمپ میں ڈال دیا گیا..... تیسرے کیمپ میں انہوں نے خوب بھڑاس نکالی..... پھر ہم زخمی حالت میں ایک تنگ سے سیل میں ڈال دیئے گئے..... فوجی بوٹوں کی آواز جب بھی قریب سے سنائی دیتی دل دھڑکنے لگتا..... پھر ایک دن اچانک زوردار بوٹوں کی آواز آئی..... میں کسی نئی آفت کے لئے خود کو تیار کرنے لگا کہ..... اللہ تعالیٰ کا فضل بارش کی طرح برسا..... ایک فوجی کے ہاتھ میں قرآن پاک تھا جو اُس نے سلاخوں سے گزار کر مجھے دے دیا..... میں وضو سے تھا، قرآن پاک کو دیکھ کر عجیب حالت ہوگئی..... کبھی اُسے چومتا، کبھی چہرے پر ملتا اور کبھی سینے سے لگا لیتا..... جسم کا درد اور روح کے سارے زخم بھول گئے..... وقت کی تلخی تلاوت کی مٹھاس سے بھر گئی..... مجھے میرے محبوب اور کریم مالک نے بہت سکون دہ ساتھی عطاء فرمایا..... گرفتاری سے پہلے زندگی بہت مصروف تھی..... صبح اسلام آباد تو شام کراچی..... دن کو لاہور تو رات کو پشاور..... ایک دن جدّہ تو اگلے دن دبئی..... آج حرمین تو کل کہیں اور..... صبح بہاولپور تو رات افغانستان..... بس سفر ہی سفر تھے اور خوب بھاگ دوڑ..... الحمدللہ قرآن پاک کے نسخے ہر طرف موجود تھے مگر تلاوت کی طرف توجہ کم تھی..... اللہ تعالیٰ بہت معاف فرمائے..... بہت معاف فرمائے..... مجھے لگا کہ قرآن پاک کا یہ نسخہ جو مجھے ٹارچر سیل میں ملا مجھ سے شکوہ کر رہا ہے..... اور میں رو رو کر اُسے منا رہا ہوں..... اور پھر الحمدللہ وہ مان گیا..... اور اب ہم دونوں ساتھ ساتھ رہتے تھے..... میں اُسے پڑھتا تھا اور وہ مجھے سنبھالتا تھا..... میں اُسے دیکھتا تھا اور وہ مجھے قوت دیتا تھا..... بس اسی یاری کے دوران آیات جہاد اُبھر اُبھر کر سامنے آنے لگیں..... کبھی چند ساتھی مل بیٹھتے تو مذاکرہ بھی ہو جاتا..... مگر نہ کاغذ تھا نہ قلم..... نہ بھیجنے کی سہولت تھی نہ چھپوانے کی..... مگر ایک دلربا نعمت یعنی قرآن پاک کا نسخہ میرے پاس تھا میرے ساتھ تھا..... **الحمدللہ رب العالمین**..... دینی خدمات میں مصروف مسلمانوں سے بھی عرض ہے کہ تلاوت کلام پاک کا بہت اہتمام کیا کریں.....

عجیب وغریب نعمت

ہمیں بتایا گیا کہ اس ٹارچر سیل میں تمہیں اس وقت تک رکھا جائے گا جب تک...... کشمیر میں تحریک جہاد جاری ہے...... وہ تو اسے تحریک جہاد نہیں کہتے تھے بلکہ دہشت گردی پکارتے تھے...... جی ہاں کئی مسلمانوں کی طرح...... مگر ہمارے لئے وہ کل بھی تحریک جہاد تھی...... اور آج بھی تحریک جہاد ہے...... اُس ٹارچر سیل میں بہت سختی تھی...... ہمیں کہا جاتا تھا کہ یہیں مرجاؤ گے یا بوڑھے ہو کر نکلو گے...... مگر اللہ تعالیٰ تو بہت کریم ہے...... اُس نے چند ماہ میں ہی ہمیں وہاں سے نکال کر ایک جیل میں پہنچا دیا...... اس جیل میں کافی آزادی تھی اور ڈیڑھ ہزار کے قریب قیدی مجاہدین تھے...... تب وہاں قرآن پاک کی آیاتِ جہاد گونجنے لگیں...... یہ ایک عجیب و غریب نعمت تھی...... دشمن کی جیل، دارالحرب، سخت پہرے اور ان کے درمیان بھرپور درسِ قرآن پاک...... یہ قرآن پاک کا اعجاز تھا...... درس شروع ہوا تو بارک بھر گئی اور پھر مجمع بڑھتا ہی چلا گیا...... آواز الحمدللہ بلند تھی وہ بھی کام آئی اور سینکڑوں افراد درس میں شریک ہونے لگے...... قرآن پاک کو جتنا بیان کیا جائے یہ اُتنا ہی کُھلتا جاتا ہے...... آیاتِ جہاد یہاں خوب کُھلیں...... ہم قید کے دوران بھی اتنے مصروف ہوگئے کہ کھانے کا وقت مشکل سے ملتا...... مگر لکھنے اور بھجوانے کی سہولت یہاں بھی نہ تھی...... الحمدللہ کوٹ بھلوال کی اس جیل میں سورۃ انفال کا درس مکمل تفصیل سے ہوا...... آج جب یہ سطریں لکھ رہا ہوں پاکستان میں آٹھ جگہ...... الحمدللہ آیات جہاد کا دورہ پڑھایا جا رہا ہے...... بہاولپور، کراچی، مردان، فیصل آباد، لکی مروت، سکھر، مانسہرہ، ٹنڈوالہ یار میں ایک ہزار سے زائد طلبہ یہ مبارک و منور دورہ پڑھ رہے ہیں...... اور پچھلے ہفتے گوجرانوالہ، کوئٹہ اور پشاور میں یہ دورہ ہو چکا ہے...... اور اگلے ہفتے مظفرآباد میں انشاءاللہ ہونے والا ہے...... **الحمدللہ رب العالمین**...... کوٹ بھلوال جیل میں پورا دورہ تو نہ ہو سکا تھا البتہ...... ابتدائی دو پارے اور سورۃ انفال کا درس ہو گیا...... **الحمدللہ رب العالمین**...... اور پھر کچھ عرصہ کے لئے ہم پر آزمائش اور سختی کا ایک اور دور شروع ہو گیا...... اس دور میں پڑھنا پڑھانا تو ناممکن تھا مگر سمجھنے کے لئے بہت کچھ موجود تھا...... **والحمدللہ رب العالمین علیٰ کل حال**......

عظیم الشان نعمت

آزمائش کے اس دور میں ہمیں بتایا گیا کہ...... اب تمہیں دہلی کی تہاڑ جیل میں بھیجا جائے گا...... وہاں جیل کا عملہ اور کریمنل قیدی تمہاری چمڑی اتار دیں گے...... مگر جب ہم تہاڑ جیل میں پہنچے تو اللہ تعالیٰ کا فضل ہم سے پہلے وہاں پہنچ چکا تھا...... بے شک اللہ تعالیٰ بہت کریم ہے...... وہاں کے نامور مجرم قیدیوں پر تو اللہ تعالیٰ نے ایسا رعب ڈالا کہ وہ...... دونوں ہاتھ جوڑ کر آداب کرتے تھے...... اور جیل حکام نے بھی خوف کی وجہ سے تشدّد سے گریز کیا...... کچھ عرصہ ہم وہاں الگ الگ رہے...... سات ماہ بعد اکٹھے ہوئے تو قرآن پاک نے ہمیں جوڑ لیا...... کچھ ساتھی تجوید اور ناظرہ ٹھیک کرنے لگے تو کئی ساتھیوں نے ترجمہ یاد کرنا شروع کیا...... ترجمے کا سبق شروع ہوا تو آیاتِ جہاد پھر اپنی طرف بلانے لگیں...... یہاں قرآن پاک کے نسخے بھی زیادہ تھے اور دو ترجمے بھی موجود تھے...... حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ کا ترجمہ اور حضرت تھانوی رحمہ اللہ کا ترجمہ...... بندہ نے اللہ تعالیٰ کے بھروسے پر آیاتِ جہاد کو جمع کرنا شروع کر دیا...... کام شروع ہوا تو قرآن پاک نے اپنی طرف کھینچ لیا...... نہ دن رات میں کوئی فرق رہا اور نہ کسی اور کام میں کوئی دلچسپی...... آٹھ دس دن میں چار سو سولہ آیات جمع ہوگئیں، اُن کا آسان ترجمہ اور مختصر تشریح بھی ہوگئی...... اور اُن کو پاکستان بھی بھجوا دیا گیا...... اور یوں ۱۹۹۶ء میں آیاتِ جہاد کا یہ پہلا کام کراچی میں مکتبۃ الخیر نے ''تعلیم الجہاد حصہ چہارم'' کے نام سے شائع کر دیا...... والحمدللہ رب العالمین......

ناقابل یقین نعمت

اللہ تعالیٰ نے آزادی دی تو کتابیں بھی خوب ہاتھ آئیں...... الحمدللہ گھر میں ایک بڑا کمرہ کتابوں سے بھرا پڑا ہے...... اس مکتبے میں درجنوں تفاسیر ہیں اور ہر دینی عنوان کی کتابیں...... مگر تہاڑ جیل کے ادھورے کام کو پورا کرنے کا موقع نہ مل سکا...... اللہ تعالیٰ نے دورہ تفسیر آیات الجہاد

کی توفیق عطاء فرمائی...... مگر لکھنے کے لئے کچھ فرصت چاہئے تھی اور کچھ تنہائی...... حکمرانوں نے بہت ستایا تو گھر سے نکلنا پڑا...... عجیب بات ہے کہ جن لوگوں پر سو سو مقدّمات ہیں وہ حکومت کر رہے ہیں...... اور وہ شخص جس پر ایک ایف آئی آر بھی نہیں وہ ہجرت پر مجبور ہے...... مگر اللہ تعالیٰ بہت کریم ہے...... وہ ناقص اور نااہل لوگوں پر بھی اپنا فضل فرما دیتا ہے...... کچھ دن کے دھکوّں کے بعد اللہ تعالیٰ نے پھر قرآن پاک کے ساتھ جوڑ کر بٹھا دیا...... کام شروع ہوا تو معلوم پڑا کہ کافی مشکل ہے...... ابتداء میں سورۃ بقرہ نے ہی وہ رنگ دکھایا کہ...... دل کے ساتھ جسم بھی کانپنے لگا...... اُس وقت بس یہی تمنا تھی کہ سورۃ بقرہ ہو جائے...... اس طرح ایک طرز متعین ہو جائے گی تو...... اہل علم میں سے کوئی باہمت شخص باقی کام کرلے گا...... مگر اللہ تعالیٰ بہت کریم ہے...... کام بڑھتا گیا تو آسان بھی ہوتا گیا...... تب پہلی جلد آ گئی...... اس جلد کے بعد آنکھوں کے سامنے پھر اندھیرا چھا گیا...... حضرت استاذ مفتی محمد جمیل خان شہید ؒ سے خواب میں ملاقات ہوئی...... خواب میں محسوس ہوا کہ وہ کوہاٹ میں جلد اوّل کی افتتاحی تقریب میں خطاب فرما رہے ہیں...... بندہ نے اُن کے سامنے اپنی کمزوری اور مجبوری کا ذکر کیا کہ باقی کام مشکل ہے...... انہوں نے فرمایا کہ پھر کسی اور کو سکھا دو...... اُس وقت دل میں خیال آیا کہ نہیں انشاء اللہ خود کوشش کروں گا...... تب دوسری اور پھر تیسری جلد بھی آ گئی...... اور اب یقین نہیں آرہا کہ الحمدللہ چوتھی جلد بھی آچکی ہے...... اور اُس کی افتتاحی مجلسِ شکر بھی ہو چکی ہے......

ہاں بے شک اللہ تعالیٰ بہت کریم ہے...... اور اُس کی رحمت اور اُس کا فضل بہت وسیع ہے......

الحمدللہ رب العالمین

کارنامہ نہیں

یہ کتاب کوئی ''کارنامہ'' نہیں...... قرآن پاک کی ایک ادنیٰ سی خدمت ہے...... اور انشاء اللہ اب اس موضوع پر کام کے مزید دروازے کُھل جائیں گے...... ہم تو ہنگامی حالت میں جی رہے ہیں...... اس لئے امت تک جلد از جلد یہ امانت پہنچانے کے لئے بہت سی باتوں اور چیزوں کو

چھوڑ دیا گیا......الحمدللہ آٹھ سو پینسٹھ (۸۶۵) آیات کے جہادی مضامین اور اشارات اس میں آ گئے ہیں......کتاب کی مختلف فہرستیں بن جاتیں تو کافی فائدہ ہوتا مگر وہ نہ بن سکیں......انشاءاللہ آئندہ چل کر بن جائیں گی......اسی طرح ایک مفصّل مقدّمہ بھی زیر غور رہا جس میں اہم جہادی مباحث آ جائیں......مگر وہ بھی نہ ہوسکا......اور میرے خیال میں یہ سب کچھ ٹھیک ہوا......اس طرح خالص قرآن پاک کی دعوتِ جہاد اُمت کے سامنے آ گئی......جس میں کوئی بات بھی ہماری اپنی نہیں ہے......قرآن پاک ہم سے کیا فرما رہا ہے؟......کتاب اللہ میں جہاد کو کس طرح سے بیان کیا گیا ہے؟......اللہ رب العالمین نے اپنے مبارک کلام میں جہاد پر کیا فرمایا ہے؟......فتح الجوّاد بس ان ہی سوالات کا جواب ہے......اے مسلمانو! اے اللہ تعالیٰ کے بندو!......بے شک کسی کی بات نہ سنو! مگر اللہ تعالیٰ کا فرمان تو سنو......آقا مدنی ﷺ کا ارشاد تو سنو......''فتح الجوّاد'' کو اللہ پاک کی رضاء کے لئے ایک بار ضرور پڑھ لو......انشاءاللہ بہت سے اندھیرے چھٹ جائیں گے......اور ایمان کا راستہ آسان ہو جائے گا......یا اللہ اس کتاب کو قبول فرما......نجات کا ذریعہ بنا......آمین یاارحم الراحمین......

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقه سیدنا محمد واله وصحبه وسلم تسلیماً کثیرا کثیرا کثیرا

ترقی کا راز

اللہ تعالیٰ کا ذِکر اور اللہ تعالیٰ کی یاد بہت بڑی چیز ہے۔

’’ولذکر الله اکبر‘‘(القرآن)

دعاء کریں اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ سب کو یہ بہت بڑی چیز......اور بہت بڑی نعمت نصیب فرما دے۔

یہ ہماری اہم ترین ضرورت ہے

اللہ تعالیٰ کو ہمارے ذِکر کی ضرورت نہیں ہے...... وہ تو غنی، بادشاہ بے نیاز ہے...... ہماری تو حیثیت ہی نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ذِکر کر سکیں...... یہ تو اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ وہ ہمیں اپنے ذکر کی توفیق عطاء فرماتا ہے...... یاد رکھو مسلمانو! ہم سب ’’ذکر اللہ‘‘ کے بہت محتاج ہیں...... اگر ہم ذکر نہیں کریں گے تو تباہ ہو جائیں گے، ہلاک ہو جائیں گے اور گناہوں میں ڈوب جائیں گے...... یاد رکھو ’’ذکر اللہ‘‘ میں زندگی ہے اور ترقی ہے اور کامیابی ہے...... شیطان جب کسی پر غالب آجاتا ہے تو سب سے پہلے اُسے ’’ذکر اللہ‘‘ سے غافل کرتا ہے...... ’’ذکر اللہ‘‘ کرنے والے مجاہد ہمیشہ کامیاب ہوتے ہیں......اور جو مجاہد ’’ذکر اللہ‘‘ نہیں کرتے وہ بالآخر جہاد سے بھی محروم ہو جاتے ہیں...... کیونکہ شیطان اُن پر غالب آجاتا ہے اور اُن کے دلوں کو سخت کر دیتا ہے۔

شیطان کے غالب ہونے کا مطلب

قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے منافقین کے بارے میں فرمایا:

اِسۡتَحۡوَذَ عَلَیۡهِمُ الشَّیۡطَانُ فَاَنۡسٰهُمۡ ذِکۡرَ اللّٰهِ، اُولٰٓئِکَ حِزۡبُ الشَّیۡطٰنِ اَ

اَلَا اِنَّ حِزْبَ الشَّیْطٰنِ ھُمُ الْخَاسِرُوْنَ۔(المجادلة ۱۹)

ترجمہ: ان (منافقین) پر شیطان نے غلبہ پا لیا ہے، پس اُس نے انہیں اللہ تعالیٰ کا ذکر بھلا دیا ہے، یہی شیطان کا گروہ ہے، بے شک شیطان کا گروہ ہی نقصان اٹھانے والا ہے......

تھوڑا سا سوچیں کہ ہمارا بدترین دشمن شیطان سب سے پہلا کام یہی کرتا ہے کہ......جس پر غلبہ پاتا ہے اُسے اللہ تعالیٰ کے ذِکر سے غافل کر دیتا ہے......معلوم ہوا کہ ذکر سے غفلت کتنی نقصان دہ چیز ہے۔مفسرین نے لکھا ہے کہ شیطان کے کسی انسان پر غالب آجانے کی یہ علامات ہیں۔

(۱) شیطان اُسے کھانے، پینے، پہننے اور اپنا ظاہر سنوارنے میں مشغول کر دے۔

(۲) اُس کے دل کو اللہ تعالیٰ کی نعمتیں یاد کرنے اور اُن کا شکر ادا کرنے سے غافل کر دے۔

(۳) اُس کی زبان کو جھوٹ، غیبت اور بہتان میں لگا کر اللہ تعالیٰ کے ذکر سے ہٹا دے۔

(۴) اُس کی تمام سوچ اور فکر کو دنیا بنانے اور دنیا جمع کرنے میں مشغول کر دے۔

(تفسیر المدارک)

تھوڑا سا غور فرمائیں

شیطان ''منافقین'' پر غالب آجاتا ہے۔شیطان کے غالب آنے کی چار علامات ہم نے پڑھ لیں......اب ہم دوسروں کو نہیں بلکہ خود کو دیکھیں کہ......کہیں یہ علامات ہمارے اندر تو پیدا نہیں ہوگئیں۔ویسے ''ذکر اللہ'' سے غفلت تو بہت عام ہو چکی ہے...... مجھے جو ڈاک آتی ہے اس میں اکثر خطوط میں یہی لکھا ہوتا ہے کہ......معمولات پورے نہیں ہوتے، تلاوت رہ جاتی ہے، وغیرہ وغیرہ......اللہ کے بندو! تلاوت کے بغیر کیا زندگی ہے؟ اور ذکر اللہ کے بغیر کیا مزہ ہے......

زندگی کا جو دن تلاوت اور ذکر کے بغیر گزر گیا وہ تو ہمارا دشمن بن گیا......طرح طرح کے ہوٹل، طرح طرح کے کھانے......خود کو خوبصورت بنانے کی بے وقوفانہ فکر اور اس کیلئے گھنٹوں کی

محنت...... ہر وقت گپ شپ اور بک بک......اور دنیا کمانے اور بنانے کی فکر...... یا اللہ حفاظت فرما...... یہ سب منافقین کی علامات ہیں...... ہماری اور ہمارے مسلمان بھائیوں اور بہنوں کی اِس سے حفاظت فرما......

یہ کون لوگ ہیں؟

یہ کون لوگ ہیں؟...... صبح اُٹھ کر پہلی فکر ''شیو'' بنانے کی...... نبی پاک ﷺ کی سنت کو ذبح کرنے کی......انا للہ وانا الیہ راجعون......

پھر سر کے بالوں کا سٹائل...... بالکل انگریزوں جیسا، کافروں جیسا...... پھر لباس کی تراش خراش...... جیب میں موسیقی بجاتے موبائل فون......اذان کی آواز آئی مگر مسجد کا رُخ نہ کیا......جو عورت نظر آئی اُس کو خوب دیکھا اور دکھایا...... نام پوچھو تو کوئی محمد، کوئی عبداللہ...... اور کوئی عبدالرحمٰن...... جی ہاں خوبصورت اسلامی نام......مگر اسلام سے کیا تعلق......دن اور رات کے کئی گھنٹے فلمیں دیکھنے، گانے سننے اور کرکٹ کی کمنٹری میں برباد......اور باقی وقت کھانے، پینے، سونے، شاپنگ کرنے، دنیا کمانے اور عشق معشوقی میں ختم......نہ دل محفوظ نہ آنکھیں...... نہ کوئی جذبہ نہ کوئی امنگ......بس ''لائف اسٹائل'' کو جدید بنانا ہے اور ہر گناہ کو کمانا ہے......

یا اللہ ہمیں اور ہماری اولادوں کو اپنا فضل فرما کر ایسا بننے سے بچا......ان لوگوں سے تو جانوروں کی زندگی بہتر ہے......وہ اپنی ترتیب سے اللہ تعالیٰ کا ذکر تو کرتے ہیں...... جب کہ ان لوگوں کی زندگیوں میں سے...... ''اللہ تعالیٰ'' نکل چکا ہے......نہ اللہ تعالیٰ کا نام......نہ اللہ تعالیٰ کی یاد...... نہ اللہ تعالیٰ کی محبت...... نہ اللہ تعالیٰ کا خوف......اور نہ اللہ تعالیٰ کے کسی حکم کی پرواہ......جی ہاں شیطان غالب آجائے تو انسان کو ایسا ہی ''مُردار'' بنا دیتا ہے......کسی نوجوان کو میوزک کی دُھن میں مست گاڑی چلاتا دیکھیں...... دل شرم اور خوف سے کانپ جاتا ہے......او! بیوٹی پارلروں میں جا کر خوبصورت بننے کی کوشش کرنے والو...... اللہ تعالیٰ کے ذکر اور اللہ تعالیٰ کے راستے کے جہاد کو اختیار کرو......تب اللہ تعالیٰ تمہیں وہ ''حسن'' عطاء فرمائے گا جس کا کوئی مقابلہ بھی نہیں

کر سکے گا......

گدھوں کی منڈی

چند دن پہلے بی بی سی پر خبر سنی کہ امریکہ اور نیٹو نے ’’اعتدال پسند طالبان‘‘ ڈھونڈنے اور اُن سے مذاکرات کرنے کا فیصلہ کیا ہے...... میری زبان سے بے ساختہ نکلا کہ ایک اور منڈی لگ گئی......اب بہت سے نام نہاد مجاہدین خود کو بیچنے کے لئے ایک دوسرے سے بڑھ کر سبقت کریں گے...... ہائے مسلمان تجھے کیا ہوگیا......اللہ تعالیٰ کا ذکر چھوٹا تو دل سخت ہو گئے......اور دنیا کے حقیر مال کے پجاری بن گئے......ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ جو مجاہدین تلاوت، تقوٰے، نماز اور ذکر کا اہتمام کرتے تھے وہ بہت کامیاب رہے......مگر جن کا جہاد ’’سیاسی‘‘ تھا یا صرف ’’جذباتی‘‘ وہ زیادہ دیر استقامت نہ دکھا سکے......کہاں ہے......استاد سیاف؟ کہاں گئے برہان الدین ربانی......اور کہاں گئے پیر صبغت اللہ مجددی...... یہ سب مجاہدین کے بڑے تھے مگر آج امریکہ کی گود میں جا گرے ہیں......صرف دنیا کی خاطر، صرف عزت کی خاطر، صرف حفاظت کی خاطر......حالانکہ یہ سب کچھ امریکہ کے ہاتھ میں نہیں ہے...... جہاد کشمیر کے کئی نامور مجاہد آج دہلی میں بیٹھ کر ہندو مشرک کی غلامی کرتے ہیں......مسلمان اگر دل سے کلمہ پڑھے تو وہ کبھی نہیں بِک سکتا مگر جب دل ہی مسلمان نہ ہوا ہو تو صرف داڑھی پگڑی سے کیا بنتا ہے......طالبان کے سابق وزیر خارجہ وکیل احمد متوکل صبح شام کرزئی اور امریکہ کی انگلیوں پر ناچتے ہیں......اور اب مزید گدھے خریدنے کیلئے ایک نئی منڈی کا اعلان ہوا ہے......اللہ تعالیٰ سب مجاہدین کے ایمان کی حفاظت فرمائے......کافروں کے ہاتھوں فروخت ہونے کی بجائے موت آجائے تو وہ بہت بڑی نعمت ہے۔

نظامِ ذکر فرض ہے

ہمارے ایک اللہ والے بزرگ فرماتے تھے...... ہر چیز محبت سے وجود میں آتی ہے اور ذکر سے

ترقی کرتی ہے اور بڑی ہوتی ہے...... مجاہد بھی جہادی جماعت اللہ تعالیٰ کی محبت میں بناتے ہیں...... اسی طرح مدرسے والے مدرسہ اور دینی اداروں والے اپنے ادارے اللہ تعالیٰ کی محبت میں بناتے ہیں...... اب اگر ان میں ''ذکر اللہ'' کا نظام قائم ہو تو یہ جماعتیں، مدرسے اور ادارے ترقی کرتے ہیں اور فلاح پاتے ہیں...... لیکن اگر ان میں ذکر اللہ کا نظام نہ ہو تو سب دنیاداری کے اڈے بن جاتے ہیں...... نماز کا اہتمام، تلاوت کا اہتمام، ذکر و تسبیح کا اہتمام، درود شریف اور استغفار کا اہتمام...... اور ہر کام میں سنت کا اہتمام...... مسنون دعاؤں کا اہتمام اور اللہ تعالیٰ کے احکامات کی پیروی کا اہتمام...... یہ سب ''ذکر اللہ'' کے نظام میں داخل ہے...... اور اصل چیز اللہ تعالیٰ کی وہ محبت ہے جو اخلاص اور احسان کے مقام تک پہنچی ہوئی ہو...... نماز اللہ تعالیٰ کے لئے...... جہاد اللہ تعالیٰ کے لئے...... اور آپس کی دوستی اور دشمنی سب اللہ تعالیٰ کے لئے ہو تو پھر دین کا ہر کام قبول ہوتا ہے اور ترقی کرتا ہے......

عجیب محرومی

ہمارے آقا مدنی ﷺ نے جو دعائیں سکھائی ہیں ان میں بہت بڑی خیر اور برکت پوشیدہ ہے...... مگر کئی مسلمان ان دعاؤں کا اہتمام نہیں کرتے...... **انا للہ وانا الیہ راجعون**...... وجہ پوچھو تو کہتے ہیں کہ ٹائم نہیں ملتا یا یاد نہیں رہتی...... اللہ کے بندو! تمہیں کتنی دوائیوں کے نام یاد ہیں...... کتنے لوگوں کے نام یاد ہیں...... اور تو اور سری لنکا کے کالے کھلاڑیوں کے مشکل نام تک یاد ہیں...... پھر مبارک دعائیں یاد کیوں نہیں ہوتی؟...... کیا تمہاری زندگی رسولِ پاک ﷺ کی زندگی سے زیادہ ''مصروف'' ہے...... اس کائنات میں سب سے زیادہ ''مصروف'' زندگی آقا مدنی ﷺ نے گزاری...... جب آپ ﷺ نے اتنی مصروف زندگی کے باوجود اِن دعاؤں کا اہتمام فرمایا تو پھر کسی اور کے لئے کیا عذر رہ جاتا ہے...... اللہ کے بندو اور اللہ کی بندیو! ان دعاؤں کی برکت سے انسان کے وقت اور عمر میں برکت ہو جاتی ہے...... اور زندگی نور سے بھر جاتی ہے...... اس لئے ان نعمتوں سے ہم سب خوب فائدہ اٹھائیں......

دل اور روح کا حق

’’ذکراللہ‘‘ انسان کے دل اور روح کی خوراک اور روزی ہے...... ہم اپنے جسم کے لئے کتنی محنت کرتے ہیں تو کیا ہم پر ہماری روح اور دل کا کوئی حق نہیں ہے؟...... یاد رکھو دل مُردہ ہوگیا تو نہ گناہ سے باز آئے گا اور نہ کفر سے...... بلکہ سیدھا جہنم کی طرف لے جائے گا...... اور روح مُردہ ہوگئی تو اسے بھی جہنم میں جانا پڑے گا...... اللہ کے بندو، اللہ کی بندیو...... تھوڑی دیر خالص اللہ پاک کی رضا کے لئے تنہائی میں تلاوت تو کر کے دیکھو...... دل اور روح کو کتنا سکون ملتا ہے؟...... تھوڑی دیر تنہائی میں اللہ پاک کی خالص رضا کے لئے اللہ اللہ کر کے دیکھو...... سبحان اللہ، والحمدللہ، اللہ اکبر، پڑھ کر دیکھو...... یوں لگے گا کہ دل کے زخم مندمل ہو رہے ہیں...... کبھی ایک نماز تو خالص اللہ پاک کی رضا کیلئے اور اُس کی یاد میں مشغول رہ کر ادا کرو...... دل آسمانوں سے اوپر پہنچ جائے گا...... یاد رکھو ذکر میں فائدے ہی فائدے ہیں...... اور ’’ذکراللہ‘‘ سے غفلت میں نقصان ہی نقصان ہے...... علامہ ابن قیم رحمہ اللہ نے قرآن پاک کی آیات اور احادیث مبارکہ کو سامنے رکھ کر ’’ذکراللہ‘‘ کے سو فائدے لکھے ہیں...... جس کو شوق ہو اُن کی کتاب ’’الوابل الصیّب‘‘ میں دیکھ لے...... اُن سو فائدوں میں سے چند ایک یہ ہیں......

(۱) ذکراللہ تعالیٰ کی رضا کا ذریعہ ہے۔

(۲) ذکر شیطان کو دفع کرتا ہے اور اُس کی قوت کو توڑتا ہے۔

(۳) ’’ذکراللہ‘‘ دل سے فکر وغم کو دور کرتا ہے۔

(۴) ’’ذکراللہ‘‘ بدن اور دل کو طاقت بخشتا ہے۔

(۵) ’’ذکراللہ‘‘ چہرے اور دل کو منور کرتا ہے۔

(۶) ’’ذکراللہ‘‘ رزق میں برکت کا ذریعہ ہے۔

(۷) ’’ذکراللہ‘‘ اللہ تعالیٰ کے قرب اور اُس کی معرفت کا ذریعہ ہے۔

(۸) ’’ذکراللہ‘‘ کرنے والے کا ذکر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ہوتا ہے۔

(۹) ''ذکراللہ'' دل اور روح کی روزی ہے۔

(۱۰) ''ذکراللہ'' آدمی کی ہر ترقی کا ذریعہ ہے۔

آج سے نیت کرلیں

اب تک جو غفلت ہوگئی اُس پر استغفار کرلیا جائے...... حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب ؒ کی کتاب ''فضائل ذکر'' کا ایک بار مطالعہ کرلیا جائے...... پختہ نیت کرلی جائے کہ نماز میں کوئی غفلت، سستی نہیں ہوگی......اور نماز باجماعت توجہ سے ادا کریں گے......اور نماز میں دل اور جسم کو اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ رکھیں گے...... نہ ہاتھوں کو بار بار ہلائیں گے اور نہ کپڑوں سے کھیلیں گے...... تلاوت کے ناغے کا تصور بھی نہیں کریں گے (عورتیں مجبوری کے ایام میں تلاوت کے وقت کسی اور ذکر کا اہتمام کرلیا کریں)......اور اپنے تمام معمولات اور اذکار کو سب سے زیادہ ترجیح دے کر پورا کریں گے...... یاد رکھو مسلمانو! اگر میری اور آپ کی زندگی میں ''ذکراللہ'' آگیا تو پھر ہم ہر چیز کے مالک بن جائیں گے...... کیونکہ ذکراللہ بہت بڑی چیز ہے۔

ولذکر اللہ اکبر

دعاء کریں...... اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے یہ بڑی چیز اور بڑی نعمت مجھے اور آپ کو نصیب فرمادے۔

اللہ، اللہ اللہ

آمین برحمتک یا ارحم الراحمین

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ سیدنا محمد والہ وصحبہ وسلم تسلیما کثیرا کثیرا کثیرا

☆......☆......☆

دو کمزوریاں

اللّٰھم بارک لنا فی رجب و شعبان وبلّغنا رمضان......

یہ بہت قیمتی اور مبارک دعاء ہے...... شعبان کے جتنے دن باقی ہیں ان میں کثرت کے ساتھ اس دعاء کا اہتمام کیا جائے...... ہم سب اللہ تعالیٰ کی رحمتوں اور برکتوں کے محتاج ہیں...... اور رمضان المبارک کا مہینہ بالکل قریب ہے...... اُس کو ایمان کے ساتھ پانے کے لئے جس قوت اور طاقت کی ضرورت ہے...... وہ بھی اس دعاء کی برکت سے نصیب ہو سکتی ہے...... دشمنانِ اسلام اللہ تعالیٰ کے انتقام کے گھیرے میں ہیں...... انڈیا میں اس سال بارشیں کم ہونے کی وجہ سے چاول کی فصل تباہ ہو گئی ہے...... من موہن سنگھ نے سخت مایوسی اور پریشانی کا اظہار کیا ہے...... اور دوسری طرف امریکہ اور نیٹو کے بعض ممالک کے درمیان اختلافات شدید ہوتے جا رہے ہیں...... ایسے حالات میں ہمیں اللہ تعالیٰ کی رحمت اور برکت کی بے حد ضرورت ہے......

اللّٰھم بارک لنا فی رجب و شعبان وبلّغنا رمضان

دو کمزوریاں

ہم مسلمانوں میں کمزوریاں تو بہت سی پیدا ہو گئی ہیں...... مگر دو کمزوریاں ایسی ہیں جنہوں نے تقریباً ہر مسلمان کو جکڑ رکھا ہے...... حضور اقدس ﷺ کی لختِ جگر حضرت فاطمۃ الزہراءؓ کے گھر میں ایک دن مکمل فاقہ تھا...... حضرت علیؓ اور حضرت فاطمہؓ نے بھوک کی حالت میں رات گزاری...... صبح حضرت علیؓ ایک معمولی سی چادر لپیٹ کر خود کو سردی سے بچاتے ہوئے ایک یہودی کے باغ میں گئے...... وہاں آپؓ نے پانی کے بڑے بڑے ڈول کھینچنے کی مزدوری کی...... یہودی نے اُن کو ہر ڈول کے بدلے ایک کھجور دی...... اس مزدوری کی وجہ سے حضرت علی

کے ہاتھ سوج گئے...... واپس تشریف لا کر کچھ کھجوریں حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں پیش کر دیں...... اور باقی کھجوروں سے کائنات کے خوش قسمت جوڑے نے اپنی بھوک کو ٹھنڈا کیا...... یہ سب کچھ ہو گیا مگر نہ آہ نکلی نہ کوئی شکوہ...... وہ بھوک پیاس کی حالت میں بھی اللہ تعالیٰ سے راضی اور خوش تھے...... اور خود کو سعادت مند محسوس کر رہے تھے...... وجہ یہ تھی کہ وہ نعمتوں کی قدر اور قیمت پہچانتے تھے...... ایمان کی نعمت، رسول اللہ ﷺ کے خاندان سے ہونے کی نعمت...... ہجرت کی نعمت...... دینداری کی نعمت...... یہ وہ نعمتیں ہیں جن کی قیمت کا اندازہ لگانا بھی مشکل ہے...... یہ وہ نعمتیں ہیں جن سے فرعون، قارون اور ابوجہل محروم رہے تو باوجود حکومت، مال اور سرداری کے ذلیل و خوار ہو گئے...... آج ہم مسلمانوں میں یہ بڑی کمزوری آ گئی ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کی اصلی اور بڑی نعمتوں کی قیمت سے ناواقف ہو گئے ہیں...... قرآن کے حافظ رو رہے ہیں کہ اُن کے گھر میں فریج نہیں ہے...... انا للہ وانا الیہ راجعون...... مجاہدین رو رہے ہیں کہ ان کے اپنے ذاتی مکان نہیں ہیں...... انا للہ وانا الیہ راجعون...... دیندار آہیں بھر رہے ہیں کہ اُن کے پاس زیادہ پیسہ نہیں ہے...... انا للہ وانا الیہ راجعون

گویا کہ جہاد، حفظِ قرآن اور دینداری کی نعمتیں کچھ بھی نہیں؟...... اللہ تعالیٰ نے ایک آدمی کو کوٹھی دی اور دوسرے کو قرآن پاک...... آپ بتائیں کہ ان میں سے زیادہ احسان کس پر ہوا؟...... کوٹھی تو ایک دن گر جائے گی...... اُس پر کوئی قبضہ بھی کر سکتا ہے...... مگر قرآن تو ماشاء اللہ، سبحان اللہ...... قبر میں بھی ساتھ دے گا اور حشر میں بھی...... جہاد کتنی عظیم الشان نعمت ہے؟...... فضائل جہاد میں سے چند آیات اور احادیث پڑھ کر دیکھ لیں...... اگر کسی انسان کے پاس دس کروڑ روپے ہوں اور وہ ان کے بدلے جہاد کا ایک منٹ خرید لے تو...... آپ یقین جانیں اُس نے مٹی کے بدلے سونے کا پہاڑ خرید لیا...... مگر یہاں یہ حالت ہے کہ جن کو صبح و شام جہاد اور پہرے داری نصیب ہے وہ گاڑی تک کو جہاد سے بڑی نعمت سمجھ رہے ہیں...... انا للہ وانا الیہ راجعون...... اللہ تعالیٰ ہم مسلمانوں کی اس کمزوری کو دور فرمائے...... یہ کمزوری دور ہو گئی تو ناشکری کی آگ

ٹھنڈی ہو جائے گی...... آپس کا حسد ختم ہو جائے گا...... مسلمان اصل نعمتوں کو حاصل کرنے والے بن جائیں گے...... اور گھروں اور جماعتوں کا اتفاق واتحاد واپس لوٹ آئے گا...... آج مسلمان جن چیزوں پر ایک دوسرے سے حسد کر رہے ہیں وہ تو اصلی اور بڑی نعمتیں نہیں ہیں...... مال، عہدے، گاڑیاں ظاہری عزت...... یہ تو عام سی چیزیں ہیں...... کسی کے پاس جتنی بھی ہوں تو ہمیں کیا...... اصل نعمتیں تو ایمان، اسلام، دین، نماز، قرآن، تقویٰ، صدقہ، جہاد اور شہادت وغیرہ ہیں...... ان نعمتوں کی تمنا بھی کرنی چاہئے اور قدر بھی...... میری بات پر یقین نہ آئے تو ابھی کسی قبرستان میں چلے جائیں اور مُردوں سے پوچھیں کہ...... اب اُن کے پاس مال، گاڑیاں، عہدے ہیں...... یا ایمان، قرآن، جہاد اور نیکیاں...... اور پھر کچھ پرانی قبروں پر چلے جائیں اور اندازہ لگائیں کہ ان کو دنیا چھوڑے ہوئے کتنا عرصہ گزر چکا ہے...... تب آپ کو انشاء اللہ اس بات کا یقین آجائے گا...... دوسری بڑی کمزوری ہم مسلمانوں میں...... دعاء سے محرومی ہے...... دل کے یقین اور قوت کے ساتھ ہم دعائیں نہیں مانگتے...... ہماری نظر اسباب اور وسائل پر زیادہ اور دعاء پر بہت کم ہے...... اسی لئے ہم پر رحمت کے بہت سے دروازے بند ہیں...... ہماری نظر میں سو روپے کا نوٹ بہت کچھ کرسکتا ہے مگر دو رکعت نماز اور دعاء سے (نعوذ باللہ) کچھ نہیں ہوتا...... ہماری اس کمزوری نے ہمیں ''عالم قدس'' سے کاٹ کر ''مٹی'' میں ملا دیا ہے...... اللہ تعالیٰ رحم فرمائے اور ہمیں یقین والی دعائیں مانگنے کی توفیق عطا فرمائے...... آمین

رمضان المبارک کا استقبال

رمضان المبارک تشریف لانے والا ہے...... ہمیں ابھی سے تیاری شروع کردینی چاہئے...... کوئی بڑا معزز مہمان آرہا ہوتا ہے تو اُس کے لئے بہت کچھ کیا جاتا ہے...... رمضان المبارک تو بہت معزز مہمان ہے...... ہمیں ابھی سے اپنا دل اور منہ دھو کر اس مہمان سے ملاقات کی تیاری کرنی چاہئے...... کاروباری حضرات اپنے کاروبار سمیٹ کر ایسی ترتیب بنائیں کہ انہیں عبادت وتلاوت کا زیادہ سے زیادہ وقت مل سکے...... اللہ والوں کو محاذوں کا رُخ کرنا چاہئے

کہ......رمضان غزوہ بدر اور فتح مکہ کا مہینہ ہے...... یہ مہینہ اگر جہاد یا رباط میں گزرے تو پھر کیا ہی مزے ہیں......اہل قرآن کو ابھی سے قرآن پاک کی طرف زیادہ توجہ شروع کر دینی چاہئے...... اور خواتین کو خاص طور سے رمضان کی تیاری کا اہتمام کرنا چاہئے......

☆......جن کے ذمہ زکوٰۃ باقی ہے وہ فوراً خوشدلی کے ساتھ زکوٰۃ ادا کریں...... نوٹ اور زیورات کم ہونے سے نہ گھبرائیں ...... بلکہ ان نوٹوں اور زیورات کو اپنی اصل زندگی کے لئے آگے بھیجنے کی عقلمندی کریں۔

☆......جن کی نمازیں کمزور چل رہی ہیں وہ باجماعت اور باتوجہ نماز کا ابھی سے اہتمام شروع کر دیں......نماز کے بغیر ایمان اور اسلام بس نام کے ہی رہ جاتے ہیں......اور کمزوری کے آخری درجے پر پہنچ جاتے ہیں۔

☆......جن کے ذمے کسی کا قرضہ ہے......اور ان کے پاس مال موجود ہے تو فوراً قرضہ ادا کریں...... مال کو اپنے پاس رکھ کر خوش ہوتے رہنا بہت بری عادت ہے......مال اس لئے ہوتا ہے کہ اس کے ذریعہ نیکیاں کمائی جائیں اور گناہوں سے بچا جائے......پس آپ بھی اپنا قرضہ ادا کر کے اپنی جان چھڑائیں......قرضہ ادا ہوگا تو رزق میں برکت شروع ہو جائے گی۔

☆......جن کی موبائل دوستیاں چل رہی ہیں......ناجائز یاریاں بڑھ رہی ہیں وہ رمضان المبارک کے استقبال میں اپنے نمبر بدل لیں اور اللہ تعالیٰ کے نام کی قسم کھالیں کہ......ہم اب موبائل اور کمپیوٹر کا غلط استعمال نہیں کریں گے......اللہ تعالیٰ کے نام کی عظمت اور قسم انشاء اللہ ان کے ارادوں کو مضبوط کر دے گی......

☆......جن کو اللہ تعالیٰ نے مال دیا ہے وہ ابھی سے اپنے غریب رشتہ داروں کیلئے......مجاہدین اور دینی مدارس کیلئے لفافے بنانے شروع کر دیں...... بہت خوشی اور روحانی سرمستی کے عالم میں بڑے بڑے نوٹ ان لفافوں میں بھر کر......ان لفافوں کو خوشی سے دیکھیں کہ یہ ہے

میرا اصل مال جو میرے کام آئے گا......

افطار کے لئے کھجوریں خریدیں کہ......رمضان المبارک سے پہلے تقسیم کرنی ہیں......اور کھلے دل کے ساتھ مالی ہدایا کے ذریعے رمضان المبارک کے استقبال کی تیاری کرلیں......

☆......اہل جہاد نیت کرلیں کہ...... جہاد کے حوالے سے جو کام ہمارے ذمے لگا رمضان المبارک میں بھرپور اخلاص اور محنت کے ساتھ کریں گے......شہداء کرام کے گھرانوں کا خصوصی خیال رکھیں گے......اپنے اسیر بھائیوں کے لئے خوب اچھا سامان بھیجیں گے......اوران کے لئے زیادہ دعائیں مانگیں گے......

جی ہاں...... اللہ تعالیٰ کا مہینہ رمضان المبارک آرہا ہے...... ہر مسلمان اپنی ہمت......شوق اور طاقت کے مطابق تیاری شروع کردے......اللہ تعالیٰ سعدی فقیر کو......اور آپ سب کو توفیق عطا فرمائے......

شعبہ احیائے سنت

ہماری مبارک جماعت کا شعبہ ''احیاءسنت'' کافی عرصہ سے کام کررہا ہے...... جب یہ شعبہ قائم ہوا تو اس کی ذمہ داری ہمارے محترم بزرگ قاری عمر فاروق صاحب زید قدرہ نے سنبھالی...... ماشاء اللہ حضرت قاری صاحب نے بہت محنت فرمائی اور تھوڑے ہی عرصہ میں اس شعبہ کو بہت پذیرائی ملی...... یہ شعبہ دیندار گھرانوں کے درمیان رشتوں کیلئے رابطہ کا کام کرتا ہے...... دیندار گھرانے اپنے بیٹوں اور بیٹیوں کے کوائف لکھ کر بھیجتے ہیں......اور جس طرح کا رشتہ مطلوب ہو اس کی تفصیلات بھی لکھتے ہیں......شعبہ احیاءسنت ان کوائف کی روشنی میں ''مناسب جوڑ'' بنا کر دونوں خاندانوں کا باہمی رابطہ کرادیتا ہے......بس اس شعبے کا کام اتنا ہی ہے......اور ماشاء اللہ یہ بہت بڑا کام ہے...... بہت اجر والا...... بہت نیکی والا......اور بہت خیر والا......شعبۂ احیاءسنت کسی کو کسی کے ہاں رشتہ کرنے کی ترغیب نہیں دیتا......اور نہ کسی کے سامنے کسی کی سفارش کرتا

ہے...... یہ شعبہ بس خاندانوں کے درمیان رابطہ کرادیتا ہے...... باقی تمام کام اُن خاندانوں کو کرنے ہوتے ہیں...... وہ ایک دوسرے کو دیکھیں، پسند یا ناپسند کریں ...... رشتہ کریں یا نہ کریں...... یہ سب اُن خاندانوں کی اپنی مرضی پر موقوف ہوتا ہے...... الحمدللہ اس شعبے کی برکت سے بہت سے نوجوانوں کو اور بیٹیوں کو اچھے دینی رشتے مل گئے ...... اور بہت سے خاندان ایک دوسرے سے جڑ گئے...... گزشتہ دنوں بندہ نے ’’شعبہ احیاء سنت‘‘ کا تمام ریکارڈ منگوا کر دیکھا تو حضرت قاری عمر فاروق صاحب کیلئے دل سے دعائیں نکلیں ...... اللہ تعالیٰ اُن کو بہت جزائے خیر اور صحت و عافیت عطا فرمائے...... انہوں نے بے شک مثالی محنت فرمائی ہے...... قارئین کو یہ پڑھ کر صدمہ ہوگا کہ حضرت قاری صاحب کچھ عرصہ سے کافی علیل ہیں...... پچھلے دنوں تو وہ کئی ہفتے تک ہسپتال میں داخل رہے...... قارئین سے درخواست ہے کہ اُن کی صحت و عافیت کیلئے دعا فرمائیں...... حضرت قاری صاحب کی علالت کی وجہ سے ’’شعبہ احیاء سنت‘‘ کا کام رک گیا تھا...... محترم قاری صاحب سے مشورہ کرنے کے بعد اب محترم جناب سلیس احمد صاحب کو اس شعبے کا نیا ناظم مقرر کیا گیا ہے...... اور شعبے کا دفتر رحیم یار خان سے بہاولپور منتقل کر دیا گیا ہے...... اہل ایمان درج ذیل باتوں کا خیال رکھتے ہوئے اس مبارک شعبے سے استفادہ کر سکتے ہیں......

(۱) ’’نکاح‘‘ ایک پاکیزہ اور مقدس رشتہ ہے، اس کو مذاق نہ بنایا جائے۔

(۲) شعبہ احیاء سنت سے اُسی وقت رابطہ کریں جب آپ رشتے کے بارے میں سنجیدہ ہوں۔

(۳) شعبے پر اس بات کا بوجھ نہ ڈالیں کہ وہ رشتے کی تمام تر ذمہ داری قبول کرے...... شعبہ صرف تعارف اور رابطہ کراتا ہے...... اس سے زیادہ کی ذمہ داری قبول نہیں کرتا...... اور نہ کسی کی قسمت اور تقدیر کو کوئی بدل سکتا ہے...... شعبہ احیاء سنت کے بارے میں آپ کو مزید معلومات...... القلم کے اسی شمارے میں ایک مضمون اور ایک اشتہار کے ذریعہ حاصل ہوجائیں گی...... اللہ تعالیٰ اس شعبے کو مسلمانوں کے لئے خیر و برکت کا ذریعہ بنائے...... آمین یا ارحم الراحمین

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ سیدنا محمد والہ وصحبہ وسلم تسلیماً کثیرا کثیرا کثیرا

ایک شہادت چند اعمال

اللہ تعالیٰ درجات بلند فرمائے...... شہادت قبول فرمائے اور اعلیٰ علیین میں مقام نصیب فرمائے......

حضرت مولانا علاّمہ علی شیر حیدری گزشتہ رات شہید کر دیئے گئے......

انا للہ وانا الیہ راجعون

انّ لِلّٰہ ما اعطیٰ ولہ ما أَخذ وکل شئ عندہ باجل مسمیّٰ

ابھی تھوڑی دیر بعد چار بجے اُن کی نماز جنازہ ادا کی جائے گی......اور پھر وہ خاک کی چادر اوڑھ لیں گے...... اللہ تعالیٰ اُن پر رحمت فرمائے وہ بڑے عالم اور بلند پایہ خطیب تھے......اُن کے جانے سے اُمت کا بڑا نقصان ہوا...... ملک میں کئی جگہوں پر ہنگاموں کی خبر ہے...... بہت سے مسلمان غم سے نڈھال اور جذبات سے بے قابو ہیں......سب سے زیادہ اُداس اہلِ حق کا وہ ''اسٹیج'' ہے جو آہستہ آہستہ گُھپ ویرانی کی طرف جا رہا ہے......علامہ حیدری رحمہ اللہ دلیل سے بات کرتے تھے اور علم کے زور پر بولتے تھے...... انہوں نے حضرت تونسوی مدظلہ اور حضرت مولانا محمد امین صاحب صفدر رحمہ اللہ سے علم مناظرہ کی تکمیل کی تھی......اور خود بھی صف شکن مناظر تھے......اللہ تعالیٰ نے اُن کو بلند آہنگ اور اچھی آواز سے نوازہ تھا اور جسمانی طور پر بھی خوب باوجاہت تھے...... کچھ عرصہ پہلے اُن کے ''والد محترم'' کو شہید کیا گیا تھا اور آج اُن کا خون آلود جنازہ بھی مسلمانوں کے کندھوں پر ہے......اہل علم تیزی سے اٹھتے جا رہے ہیں......اللہ تعالیٰ اُمتِ مسلمہ پر رحمت اور رحم فرمائے......

ایک بھاری عمل

ہم سب بھی تیزی سے اپنی قبروں کی طرف دوڑ رہے ہیں...... اچھا ہوگا کہ مرنے سے پہلے ہم اپنی آخرت کے لئے اچھے اعمال کا ذخیرہ کرلیں...... آخرت میں کام آنے والے اعمال میں سے ایک بھاری عمل مسلمانوں کو معاف کرنا ہے...... آپ کسی مسجد میں چلے جائیں یا گھر ہی میں اپنے مصلّے پر کچھ نماز ادا کریں...... اور پھر دل کی سچائی کے ساتھ یہ دعاء کریں...... یا اللہ جس کسی مسلمان نے مجھے ایذاء پہنچائی ہے، کوئی تکلیف دی ہے، یا میری غیبت کی ہے...... یا میری حق تلفی کی ہے...... یا مجھ پر کوئی ظلم کیا ہے...... یا اللہ میں نے آج آپ کی رضا کے لئے اُسے معاف کردیا ہے آپ بھی اپنا فضل فرما کر اُسے معاف فرمائیں......

دعاء کے آخر میں درود شریف پڑھ لیں...... اگر ہم نے دل کی سچائی سے یہ عمل کرلیا اور آئندہ بھی کرتے رہے تو انشاء اللہ ہم پر اللہ تعالیٰ کے فضل کے دروازے کُھل جائیں گے...... کیونکہ

(۱) اللہ پاک اُن مسلمانوں سے محبت فرماتے ہیں جو اپنے مسلمان بھائیوں کو معاف کرتے ہیں......

(۲) مسلمانوں کو معاف کرنے والوں کے لئے جنت میں خاص محلّات تیار کئے گئے ہیں......

(۳) قرآن پاک میں اُن لوگوں کی تعریف فرمائی گئی ہے جو دوسروں کو معاف کرتے ہیں والعافین عن الناس

(۴) دوسروں کو معاف کرنے سے ہم خود اللہ تعالیٰ کی معافی کے مستحق بن جاتے ہیں......

(۵) دوسروں کو معاف کرنے سے اپنا دل بغض، کینے اور دوسری خرابیوں سے پاک ہوجاتا ہے

(۶) دلوں کا بغض اور کینہ رزق اور برکت کے راستے کی رکاوٹ ہوتا ہے جب ہم دوسروں کو دل سے معاف کرتے ہیں تو ہم پر روزی، بخشش اور برکت کے دروازے کُھل جاتے ہیں......

(۷) دوسروں کو معاف کرنا وہ صدقہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے ہاں قبول فرمایا جاتا ہے......

اس بھاری عمل کے اور بھی بہت سے فوائد ہیں...... اس عمل کی بدولت اسلامی معاشرے میں اتحاد اور محبت پیدا ہوتی ہے جو مسلمانوں کی قوت کا ذریعہ بنتی ہے...... باقی ایک بات اچھی طرح یاد رکھیں کہ...... کسی کو معاف کرنا، بخش دینا...... یا معافی اور بخشش نہ دینا یہ اللہ تعالیٰ کی مرضی پر موقوف ہے...... اللہ پاک کی مرضی کہ وہ ہماری دعاء قبول فرمائے یا قبول نہ فرمائے...... وہ ظلم، زیادتی کرنے والوں کو ہماری دعاء سے معاف فرمائے یا نہ معاف فرمائے...... ہم اپنے دل پر جبر کر کے اُسے ''معاف کرنے'' کا عادی بنائیں...... انشاء اللہ یہ چیز خود ہمارے لئے...... اور اسلامی معاشرے کے لئے بہت فائدہ مند ہوگی......

ایک ضروری عمل

صرف آج کا اخبار دیکھ لیں...... کم از کم ایک سو لاشیں ضرور مل جائیں گی...... سوات میں اٹھارہ لاشیں ملیں...... ان سب کو گولیاں مارنے کے علاوہ اُن کے چہرے بھی خراب کر دیئے گئے ہیں...... وزیرستان میں چودہ لاشیں ایک جگہ سے اور چار لاشیں دوسری جگہ سے ملی ہیں...... خیر پور سندھ میں تو حضرت علامہؒ اور اُن کے ڈرائیور کو شہید کیا گیا ہے...... اور چوری، ڈکیتی وغیرہ میں قتل ہونے والوں کی لاشیں بھی اخبارات میں تصویروں کے ساتھ موجود ہیں...... کیا ہم نے کبھی سوچا ہے کہ کل کے اخبارات میں ہماری لاش بھی ایک خبر بن سکتی ہے؟...... موت سے ڈرنا تو اچھی بات نہیں ہے...... لیکن موت کو یاد رکھنا اور اُس کی تیاری کرنا ایک مسلمان کے لئے بے حد ضروری ہے...... میں اور آپ تھوڑا سا سوچیں کہ کیا ہم مرنے کے لئے تیار ہیں؟...... ایک بزرگ کا واقعہ پڑھا تھا کہ انہوں نے ایک بار خلوت میں اپنے خادم سے کہا...... آج الحمدللہ میں موت کے لئے اور اللہ تعالیٰ سے ملاقات کے لئے مکمل طور پر تیار ہوں...... ہم بھی زندگی کا ایک دن موت کی تیاری میں گزار دیں

(۱) اپنے تمام گناہوں سے پکّی توبہ کرلیں اور خوب معافی مانگیں......

(۲) اپنے مالی معاملات درست کرلیں اور جو لکھنے کے لائق ہوں وہ وصیت نامے میں لکھ دیں

(۳) کسی کی کوئی زمین...... پلاٹ یا مال پر قبضہ کر رکھا ہو تو واپس کر دیں......

(۴) جن مسلمانوں کے حقوق ضائع کئے ہوں اُن سے معافی مانگ لیں اور اگر وہ دنیا سے گزر چکے ہیں تو اُن کے لئے ایصال ثواب کریں......

(۵) اُس دن کی تمام نمازیں اس طرح سے ادا کریں کہ گویا یہ میری آخری نمازیں ہیں......

(۶) اپنے مال میں سے جو کچھ آخرت میں ساتھ لے جانا چاہیں وہ جہاد وغیرہ دینی کاموں میں دے دیں......

(۷) سارا دن ہر طرح کے گناہوں سے خود کو بچائیں اور سارا دن نیکی اور توبہ استغفار میں گزاریں......

اور پھر شام کو یہ سوچ کر مسجد جا بیٹھیں کہ آج سجدے کی حالت میں اللہ تعالیٰ سے ملاقات ہونی ہے......اور میری روح نے اس دنیا کو چھوڑ جانا ہے......

ہمت کریں اور صرف ایک دن ایسا گزار لیں...... کیا فائدہ ہوگا؟ اس کا جواب آپ اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں گے......

ایک نیا تحفہ

الحمدللہ ''رنگ ونور'' کتاب کی چوتھی جلد تقریباً تیار ہو چکی ہے......نیٹ اور موبائل کے اس دور میں کتابوں کی اہمیت کم ہوتی جا رہی ہے......مگر اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اہل اسلام نے ''رنگ ونور'' کی پہلی تین جلدوں کو محبت کے ساتھ ہاتھوں ہاتھ لیا......بعض حضرات نے خطوط لکھ کر اطلاع بھی دی ہے کہ الحمدللہ انہیں اس کتاب سے فائدہ ہوا ہے...... کتاب کی چوتھی جلد تقریباً پچاس مضامین پر مشتمل ہے...... دعاء فرمائیں کہ یہ کتاب جلد شائع ہو جائے اور اللہ تعالیٰ کے ہاں مقبول ہو......

ایک مفید محنت

اللہ تعالیٰ نے ہماری کامیابی اپنے پورے دین میں رکھی ہے......اور پورا دین وہ ہوگا جس میں

کلمہ بھی ہو، نماز بھی ہو...... جہاد اور دیگر تمام فرائض بھی ہوں...... جہاد کے بغیر دین پورا نہیں ہوتا...... جو لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ جہاد کو مانے بغیر اور جہاد میں حصہ ڈالے بغیر وہ پورے دین پر عمل کر رہے ہیں...... وہ لوگ بہت بڑی غلطی میں مبتلا ہیں...... دین تو قرآن پاک میں بیان ہوا ہے......اور قرآن پاک جہاد کو بہت تفصیل سے بیان فرماتا ہے......دین تو جناب رسول اللہ ﷺ نے اپنے قول، فعل اور عمل سے سکھایا ہے......اور آپ ﷺ نے جہاد کو بیان بھی فرمایا ہے اور جہاد میں خوب شرکت بھی فرمائی ہے......جس طرح کوئی عمل نماز کا متبادل نہیں بن سکتا......اسی طرح کوئی عمل جہاد کا متبادل بھی نہیں بن سکتا......رسول اللہ ﷺ نے دین کی جو محنت فرمائی اس میں جہاد سب سے بڑی محنت تھی...... اگر کسی کی نظر میں موجودہ زمانے کی جہادی تحریکیں......شریعت کے خلاف ہیں تو اُس کا فرض بنتا ہے کہ وہ...... شریعت کے مطابق جہاد کی تحریک شروع کرے......لیکن اگر اُس نے جہاد کا ہی انکار کیا یا جہاد کا معنٰی بدلا تو اُس کی بڑی بدنصیبی ہوگی...... الحمدللہ ہمارا اخبار ''القلم'' مسلمانوں کو پورے دین کی طرف توجہ دلاتا ہے...... یہ کلمہ بھی بیان کرتا ہے اور نماز بھی...... یہ زکوٰۃ کی دعوت بھی دیتا ہے اور حج کی بھی...... یہ جہاد کی طرف بھی بُلاتا ہے اور تقویٰ کی طرف بھی...... الغرض یہ دین کے کسی حصّے کو نظر انداز کرنے یا تبدیل کرنے کی آواز نہیں لگاتا...... بلکہ پورے دین کی عظمت اور اہمیت دلوں میں بٹھاتا ہے......اس اخبار میں تفسیر بھی ہے اور حدیث پاک بھی......اس میں فقہ بھی ہے اور تحقیق بھی......اس میں ایمان کی دعوت بھی ہے اور اعمال کی بھی...... اس میں ذکر کی ترغیب بھی ہے اور مجاہدے کی بھی...... اور یہ اخبار امت کو حضرات صحابہ کرامؓ اور اسلاف کے نقش قدم کی طرف کھینچتا ہے...... میری آپ سب سے دردمندانہ گزارش ہے کہ...... یہ اخبار ایک دینی نعمت ہے آپ اس کو خوب پھیلائیں...... زیادہ سے زیادہ مسلمانوں تک پہنچائیں...... اور یہ اخبار جو مقبول محنت کر رہا ہے آپ اس میں حصّہ دار بنیں...... اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو اس کی توفیق عطا فرمائے...... (آمین یاارحم الراحمین)

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ سیدنا محمد والہ وصحبہ وسلم تسلیماً کثیرا کثیرا

مبارک بہت مبارک

اللہ تعالیٰ کا مہینہ ''رمضان المبارک'' شروع ہو چکا ہے...... آپ سب مسلمانوں کو مبارک ہو بہت مبارک

رمضان مسلمانوں کا

رمضان المبارک کی ساری رحمتیں، برکتیں...... اور بھلائیاں صرف اور صرف ''مسلمانوں'' کے لئے ہیں...... باقی جس کو جو کچھ ملتا ہے مسلمانوں کی برکت سے ملتا ہے...... مسلمانوں سے مُراد اللہ تعالیٰ کے وہ خوش نصیب بندے ہیں جنہوں نے ''دین اسلام'' کو دل وجان سے قبول کیا ہے...... اور وہ کلمہ

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

پر مکمل یقین رکھتے ہیں...... دنیا میں جتنی بھی اچھی اور برکت والی چیزیں ہیں وہ انہی ''ایمان والوں'' کے لئے ہیں...... قرآن پاک اِن کا ہے، کعبہ شریف اِن کا ہے، روضۂ رسول ﷺ اِن کا ہے...... مسجد نبوی شریف ان کی ہے...... مسجد اقصیٰ ان کی ہے...... رسول اللہ ﷺ کی مبارک شریعت اور سنت ان کی ہے...... نماز ان کی ہے...... زکوٰۃ ان کی ہے...... حج ان کا ہے...... جہاد ان کا ہے...... یعنی ان عظیم الشان نعمتوں سے صرف مسلمان ہی فائدہ اٹھا سکتے ہیں...... خلاصہ یہ کہ مسلمانوں کے مزے ہی مزے ہیں...... ہر پاک اور افضل چیز اِن کی ہے...... اب رمضان المبارک میں روزانہ جو بے شمار رحمتیں برس رہی ہیں وہ سب اِن کی ہیں...... پھر عید بھی ان کی ہوگی...... مرجائیں گے تو جنت تک کھلی اور بڑی قبر اِن کی ہوگی...... اور پھر آخرت میں جنت بھی

اِن کی ہوگی...... سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم......

اللہ تعالیٰ محرومی سے بچائے...... کافر بے چارے تو محروم رہ گئے...... آج جھونپڑی میں بیٹھا مسلمان ’’رمضان‘‘ کی رحمتوں میں غوطے کھا رہا ہے...... جبکہ وہائٹ ہاؤس میں بیٹھے کافر رمضان المبارک کی ہر رحمت اور ہر نعمت سے محروم ہیں...... اللہ تعالیٰ ہمیں ایمان کی قدر نصیب فرمائے...... اے ایمان والے مسلمانو! رمضان المبارک آپ سب کو مبارک ہو...... بہت مبارک

پیارا عقیدہ

شکر، الحمدللہ ہم نے رمضان المبارک اس حال میں پایا کہ...... ہم اللہ تعالیٰ کو وحدہ لاشریک لہ مانتے ہیں...... الحمدللہ، الحمدللہ...... اور ہم حضرت محمد ﷺ کو اللہ تعالیٰ کا آخری رسول مانتے ہیں...... الحمدللہ، الحمدللہ...... ہم تمام انبیاء پر ایمان رکھتے ہیں...... ہم اللہ تعالیٰ کی نازل فرمودہ تمام کتابوں پر ایمان رکھتے ہیں...... ہم اللہ تعالیٰ کے تمام فرشتوں پر ایمان رکھتے ہیں...... ہم تقدیر پر ایمان رکھتے ہیں کہ ہر تقدیر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتی ہے خیر ہو یا شر...... اور ہم آخرت کے دن پر ایمان رکھتے ہیں کہ...... آخرت کا دن برحق ہے...... اور ہم مرنے کے بعد دوبارہ اٹھائے جانے پر ایمان رکھتے ہیں...... الحمدللہ، الحمدللہ...... ہمارا ایمان ہے کہ حضرت محمد ﷺ کی تشریف آوری کے بعد اب صرف اُن کا لایا ہوا دین برحق ہے...... اور تمام انسانیت کی کامیابی اسی دین پر ہے...... الحمدللہ ہم قرآن پاک پر اوّل تا آخر ایمان رکھتے ہیں...... اور اسے اللہ تعالیٰ کا کلام مانتے ہیں...... الحمدللہ، الحمدللہ...... ہم پر مالک کا کتنا بڑا احسان ہے کہ ہم نے رمضان المبارک کو اس حال میں پایا کہ ہم...... رسول اللہ ﷺ کی اُمت کے افراد ہیں...... ہمارا عقیدہ ہے کہ یہ اُمت سب سے افضل اور سب سے بہترین امت ہے...... ہم الحمدللہ اسلام کے تمام فرائض کو دل سے مانتے ہیں...... نماز ہو یا روزہ، زکوٰۃ ہو یا حج اور جہاد...... ہم اللہ تعالیٰ کے ہر فریضے کو مانتے ہیں...... اور دین کے ہر حکم کو اُسی طرح تسلیم کرتے ہیں جس طرح رسول اللہ ﷺ نے ہم تک پہنچایا...... الحمدللہ ہمارے دل میں دین

کے کسی حکم سے دوری، نفرت یا وحشت نہیں ہے...... الحمدللہ ہمارے دل میں تمام صحابہ کرام ؓ کا مکمل احترام ہے...... حضرت سیدنا علی المرتضیٰ ؓ ہوں یا حضرت سیدنا امیر معاویہ ؓ...... اہل بیت کرام ہوں یا انصار و مہاجرین...... ہمارے دل میں کسی سے کوئی کھوٹ نہیں...... ہم حضرات صحابہ کرام ؓ کو ہر طرح کی تنقید سے بالاتر اور کائنات کی کامیاب ترین جماعت تسلیم کرتے ہیں......

الحمدللہ ہمارے دل میں حضرات تابعین کا پورا احترام ہے......اور ہم دین اسلام کے خدمت گار ائمہ، فقہاء، محدّثین، مجاہدین اور صوفیاء سے محبت رکھتے ہیں...... حضرت امام ابوحنیفہ ؒ ہوں یا حضرت امام مالک ؒ...... حضرت امام شافعی ؒ ہوں یا حضرت امام احمد بن حنبل ؒ ہم ان سب سے محبت رکھتے ہیں...... حضرت امام بخاری ؒ ہوں یا حضرت امام طحاوی ؒ ہم ان سب کو احترام کی نگاہ سے دیکھتے ہیں...... ہمارے دل میں ان میں سے کسی سے بھی کوئی بغض یا عداوت نہیں...... یہ ہم پر اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا احسان ہے اور بہت بڑا فضل...... اہلسنت والجماعت کے اس مبارک اور پیارے عقیدے پر جس مسلمان نے بھی رمضان المبارک کو پایا ہے اُسے بہت مبارک ہو...... بہت مبارک......

اصل روح

رمضان المبارک میں عرش سے رحمت برستی ہے...... اس مہینے کا روزہ ہو یا تراویح...... اس مہینے کے فرائض ہوں یا نوافل...... سب کی قدر و قیمت بہت زیادہ بڑھ جاتی ہے...... مگر ایک بات کا ہم سب خیال رکھیں...... اور بہت زیادہ خیال رکھیں...... وہ یہ کہ جو عمل بھی کریں اللہ تعالیٰ کی رضا کی نیت سے کریں...... یہ اصل روح ہے جس کے بغیر کوئی عمل بھی جاندار نہیں ہوتا...... اللہ تعالیٰ نے ہم پر احسان فرمایا کہ ہمیں ایمان کی دولت عطاء فرمائی...... اللہ تعالیٰ نے ہم پر فضل فرمایا کہ ہمیں رمضان المبارک نصیب فرمایا...... تو جب سب کچھ اللہ تعالیٰ ہی عطاء فرماتا ہے تو پھر ہم اُس کے علاوہ کا خیال دل میں کیوں لائیں؟...... یہاں بھی جو کچھ ملے گا اللہ تعالیٰ سے ملے گا...... اور

آخرت میں بھی جو کچھ ملے گا اللہ تعالیٰ سے ملے گا......پس ہم پر لازم ہے کہ ہم ہر عمل صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کے لئے کریں...... اور اس رمضان المبارک میں ریاکاری نامی مصیبت سے چھٹکارا حاصل کرلیں......لوگ نہ عزت دے سکتے ہیں اور نہ روزی......لوگوں کے ہاتھ میں نہ دنیا ہے نہ آخرت تو پھر......شہرت پسندی اور ریاکاری کا کیا جواز ہے؟...... روزہ، نماز، جہاد، دینی محنت اور صدقہ خیرات ہر عمل سے پہلے ہم اللہ تعالیٰ کی خالص رضا کی نیت کرلیا کریں ......پس جس کو اخلاص نصیب ہوگیا اُسکو رمضان المبارک بہت مبارک ہو...... بہت مبارک......

خود کو تھکائیں

ہم سب اس مبارک مہینے میں اللہ تعالیٰ کی رضا کے کاموں میں خود کو تھکائیں...... ہم جب عبادت اور محنت سے تھک کر گریں گے تو آسمانوں سے رحمت بارش کی طرح برسے گی......ہم اپنے نفس کو سمجھائیں کہ اللہ کے بندے یہ بہت مبارک موسم ہے......نیند پھر کبھی ہو جائے گی...... قبر میں تو کوئی کام نہیں ہوگا...... آرام پھر کبھی ہو جائے گا......معلوم نہیں اگلا رمضان ملتا ہے یا نہیں......خوب مجاہدہ، خوب تلاوت اور خوب نوافل......رمضان المبارک کی ایک رکعت عام دنوں کی ستر رکعت کے برابر یا اُن سے بھی بھاری ہے......تو پھر روزانہ ساٹھ یا سو نوافل کیوں نہ ادا کریں......نوافل کے ذریعے اللہ تعالیٰ کا قرب نصیب ہوتا ہے......بس خلاصہ یہ ہے کہ رمضان المبارک کو پانے اور کمانے کی دُھن اپنے سر پر سوار کرلی جائے......اور پھر کوئی موقع عبادت کا ضائع نہ کیا جائے......جس کو یہ کیفیت نصیب ہوگئی اُسکو رمضان المبارک بہت مبارک ہو...... بہت مبارک......

دینی محنت کرنے والے

کئی خوش قسمت لوگ رمضان المبارک میں بڑا کام کرتے ہیں......مثلاً ''الرحمت'' والوں کو ہی

دیکھ لیں پورے ملک میں مسجد، مسجد...... گلی، گلی جاتے ہیں...... مسلمانوں کو ''پورے دین'' کی بات سمجھاتے ہیں...... جہاد اور شہداء کے اہل خانہ کے لئے اموال جمع کرتے ہیں...... اور بڑی نیکی کماتے ہیں...... ان سب کو رمضان المبارک بہت مبارک ہو...... مگر یہ تمام حضرات ایک بات یاد رکھیں...... گاڑی جتنے اہم یا مقدس سفر پر ہو بغیر پٹرول اور ایندھن کے نہیں چل سکتی...... آپ حضرات بھی ایمانی قوت حاصل کرنے کے لئے تلاوت اور نوافل کا اہتمام کریں...... چلتے پھرتے زبان پر ذکر، تسبیحات، درود شریف اور استغفار جاری رہے...... اور جس قدر شوق کے ساتھ عبادت کر سکتے ہوں...... کرتے رہیں...... تب آپ کے کام میں قبولیت آئے گی اور بہت برکت ہوگی...... اور آپ کی محنت کے اثرات پورے عالم میں پڑیں گے...... اگر آپ نے اس بات کو سمجھ کر اپنے عمل میں شامل کر لیا تو پھر یہ رمضان المبارک...... آپ سب کو مبارک ہو...... بہت مبارک......

بہت ضروری کام

گاڑی میں اے سی چلا دیں مگر شیشے بند نہ کریں...... گاڑی ٹھنڈی ہو جائے گی؟...... نیک اعمال کرتے رہیں مگر اپنے ''حواس'' کو قابو میں نہ کریں تو نیک اعمال کے ضائع ہونے کا خطرہ رہتا ہے...... حضرت شیخ ہجویری رحمہ اللہ فرماتے ہیں! مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں ہدایت فرمائی کہ اپنے حواس کو قابو میں رکھو...... روزے اور رمضان میں انسان کے حواس بہت مچلتے ہیں...... آنکھیں بہت کچھ دیکھنا چاہتی ہیں...... زبان بہت کچھ چکھنا اور بولنا چاہتی ہے...... مگر آپ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے کرفیو لگا دیں...... آنکھوں کو بتا دیں کہ کم دیکھو...... اِدھر اُدھر تانک جھانک بند...... کھڑکیوں، چھتوں سے دیکھنا بند...... راستے میں دائیں بائیں دیکھنا بند...... ٹی وی وغیرہ دیکھنا بند...... قرآن پاک کو دیکھو، مساجد کو دیکھو، اور اپنے دل کے اندر جھانک کر دیکھو...... زبان کو بتا دیں کہ تیری بہت خدمت کر لی اب طرح طرح کے کھانے اور ذائقے کی فکر چھوڑ دے...... رمضان میں مؤمن کی روزی بڑھ جاتی ہے...... جو کچھ حلال طریقے سے خود مل جائے وہ بسم

اللہ...... مگرطرح طرح کے کھانوں کی فکر کرنا ایک فتنہ ہے جس نے مسلمانوں کے رمضان المبارک کو پھیکا کر دیا ہے...... یہ تو چند مثالیں ہیں...... مطلب یہ کہ ہم اپنے حواس کو قابو میں کر لیں اور آخرت کی لذتوں کی خاطر اپنی زندگی کے چند دن بے لذّت بنالیں...... یقین کریں اس بے لذّتی میں دل اور روح کو وہ سکون اور لذّت ملے گی کہ...... اُسے بیان کرنا مشکل ہے...... جو مسلمان اس رمضان المبارک میں اپنے حواس پر قابو پا کر...... اونچے مقامات حاصل کریں گے اُن سب کو رمضان المبارک...... بہت مبارک......

اخبارات

اس رمضان المبارک کو قیمتی بنانے کے لئے...... عام اخبارات کا مطالعہ یا تو بند کر دیں یا بہت کم کر دیں...... طرح طرح کے گمراہ کن کالم، فضول اشتہارات، جھوٹی خبریں...... اور حکمرانوں کے بیانات اور تصویریں...... ان میں سے ہر چیز دوسری سے بڑھ کر نقصان دہ ہے...... روزانہ جتنا وقت اخبار میں لگاتے ہیں وہی وقت تلاوت کر لیں...... قرآن پاک کے ایک رکوع کا ترجمہ پڑھ لیں...... حضرت شیخ ؒ کی کتاب ''فضائل رمضان'' پڑھ لیں...... آنکھیں بند کر کے مدینہ پاک پہنچ جائیں اور دو چار تسبیح درود شریف پڑھ لیں...... یا پھر سچے دل سے اللہ، اللہ، اللہ کے ذکر میں مشغول ہو کر عرش کے سائے کو پالیں...... اخبارات بہت مکروہ ہو چکے ہیں...... اور بعض تو حرام کے درجے تک جا پہنچے ہیں...... رمضان المبارک میں بس ضرورت کے مطابق ان کو استعمال کریں...... اگر کوئی مسلمان اس رمضان المبارک میں ٹی وی، کمپیوٹر، موبائل، بدنظری...... اور اخبارات کے فتنے سے بچ گیا تو اُسے رمضان المبارک...... بہت مبارک......

دعاء کی درخواست

باتیں اور بھی بہت سی کرنی تھیں مگر رمضان المبارک کا مہینہ ہے...... اور آپ سب کا وقت بہت قیمتی ہے...... ویسے بھی مضمون لمبا ہو جائے تو پچھلی باتیں بھول جاتی ہیں...... اللہ تعالیٰ اس

رمضان المبارک میں آپ سب کی مغفرت فرما دے...... اور آپ سب کو خوب رحمتیں نصیب فرمائے...... سعدی فقیر نے آپ کے لئے دعاء کر دی ...... آپ بھی اُس کے لئے یہی دعاء فرما دیں......

فجزاکم اللہ خیرا احسن الجزاء فی الدارین......

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقه سیدنا محمد واله وصحبه وسلم تسلیماً کثیرا کثیرا کثیرا

☆......☆......☆

انوارات

اللہ تعالیٰ کا بہت ہی بڑا احسان ہے کہ اُس نے ہمیں ’’رمضان المبارک‘‘ کا مہینہ نصیب فرمایا...... ’’رمضان‘‘ کے معنیٰ ہیں ’’گناہوں کو جلانے والا‘‘ ...... یعنی یہ مبارک مہینہ مسلمانوں کو گناہوں سے پاک صاف کر دیتا ہے...... یاد رکھیں ’’رمضان المبارک‘‘ صرف گناہوں کو نہیں جلاتا بلکہ گناہوں کے ساتھ ساتھ ہمارے کئی دشمنوں کو بھی جلا کر راکھ کر دیتا ہے......

بیماریوں کو جلانے والا

زیادہ کھانے کی وجہ سے انسان کے جسم میں کئی بیماریاں پیدا ہوتی ہیں...... خصوصاً جو لوگ انگریزوں کی طرح ہر گھنٹے یا آدھے گھنٹے بعد کچھ نہ کچھ ضرور کھاتے ہیں اُن کے جسم میں بہت سی بیماریاں پیدا ہو جاتی ہیں...... اور اکثر بیماریاں ایک سال کے عرصے میں جڑ پکڑتی ہیں اور مضبوط ہوتی ہیں...... رمضان المبارک کا مہینہ آتے ہی مسلمان روزہ رکھتے ہیں...... اس روزے کی وجہ سے وہ بارہ تیرہ گھنٹے بھوکے پیاسے رہتے ہیں...... اُن کے جسم میں جو بیماریاں ہوتی ہیں اُن بیماریوں کے جراثیم اور کیڑوں کو ہر گھنٹے بعد خوراک کی ضرورت ہوتی ہے...... روزے کی وجہ سے ان کیڑوں کو خوراک نہیں ملتی تو وہ پہلے کمزور ہوتے ہیں اور پھر بالآخر مر جاتے ہیں...... اور یوں مسلمان کا جسم بہت سی بیماریوں سے پاک ہو جاتا ہے...... انسان کے پاس جو مال یا زیور ہوتا ہے اُس کو بھی بیماری لگتی ہے اور اگر ایک سال گزر جائے تو وہ بیماری پکّی ہو جاتی ہے...... اللہ تعالیٰ نے زکوٰۃ کا نظام عطاء فرمایا...... چنانچہ جس مال کی زکوٰۃ ادا کر دی جائے وہ مال پاک اور صحت مند ہو جاتا ہے اور بہت تیزی سے بڑھتا ہے......

اسی طرح رمضان المبارک کے روزے انسان کے جسم کی زکوٰۃ ہیں...... بہت بڑی بڑی بیماریاں ان روزوں کی برکت سے دم توڑ دیتی ہیں......ہم مسلمانوں کو چاہئے کہ رمضان المبارک کے روزے بہت سلیقے، اہتمام اور آداب کے ساتھ رکھیں......تاکہ ہماری روح اور ہمارا جسم بیماریوں سے پاک ہو جائے......اسی طرح ہمیں چاہئے کہ ہر مہینے میں تین روزوں کا اہتمام کیا کریں تاکہ......ہمیں تقویٰ کی نعمت نصیب رہے......

بڑی مصیبت کو جلانے والا

قرآن پاک کو ''حفظ'' کر کے بُھلا دینا ایک بڑی اور سخت مصیبت ہے......شیطان پورا سال مسلمانوں پر سستی اور غفلت کے پردے پھینکتا رہتا ہے تاکہ وہ قرآن پاک سے غافل ہو جائیں......شیطان جانتا ہے کہ اگر مسلمان کا قرآن پاک سے تعلق رہے تو اس کو ناکام کرنا بہت مشکل ہو جاتا ہے......

''حفظ قرآن'' بہت بڑی سعادت ہے......ہم چند دن بعد مر جائیں گے......اور پھر برزخ کی زندگی شروع ہو جائے گی......اس میں قرآن پاک بہت کام آتا ہے...... چند دن پہلے ایک مسجد میں جانے کا اتفاق ہوا...... وہاں دیکھا کہ ایک بڑی عمر کے بزرگ زبانی تلاوت فرما رہے ہیں...... پھر کچھ نوجوان اُن کو اپنی منزل سنانے لگے...... وہ نابینا بزرگ زبانی سنتے رہے...... میرے دل سے آواز آئی کہ دیکھو! آنکھوں نے ان کا ساتھ چھوڑ دیا مگر قرآن پاک نے ساتھ نہیں چھوڑا......مرنے کے بعد بھی سب کفنا دفنا کر بھاگ جائیں گے تب قبر میں قرآن پاک تشریف لے آئے گا......اور پھر آخرت کی ابدالآباد والی زندگی میں بھی قرآن پاک بہت کام آئے گا...... مگر افسوس کہ بہت سے لوگ پورا قرآن پاک...... یا اُس کی کچھ سورتیں یاد کر کے پھر اُسے بُھلا دیتے ہیں...... یہ بہت سخت مصیبت ہے اور کئی علماء کرام نے اس کو کبیرہ گناہ لکھا ہے......

الحمدللہ رمضان المبارک آتے ہی شیطانی سُستی کے رسّے جل جاتے ہیں...... رمضان المبارک کا قرآن پاک سے عجیب تعلق ہے......اس مہینے میں قرآن پاک کو پڑھنا اور یاد کرنا

بہت آسان ہو جاتا ہے...... ساری دنیا مانتی ہے کہ موسم کا اثر ہوتا ہے...... آم گرمی کے موسم میں پیدا ہوتے ہیں جبکہ مالٹے سردی کے موسم میں...... پس رمضان المبارک بھی قرآن پاک کا موسم ہے...... اگر رمضان المبارک نہ آتا تو بہت سے لوگوں کے لئے قرآن پاک یاد رکھنا مشکل ہو جاتا...... تراویح کی ترتیب قرآن پاک کے حفظ کے لئے بہت مفید ہے...... سب حفاظ کو چاہئے کہ کسی سال بھی تراویح میں قرآن پاک سنانے کا ناغہ نہ کریں...... اور جو حفاظ قرآن پاک بھول چکے ہیں وہ دل میں درد بھر کے اس رمضان المبارک میں خوب دعاء کریں...... اور آج ہی سے دوبارہ یاد کرنا شروع کر دیں...... دنیا کے سارے کام بعد میں ہو جائیں گے مگر قرآن پاک رہ گیا تو بہت بڑا خسارہ ہو جائے گا...... اللہ پاک ہم سب کو قرآن پاک کے حفظ کی نعمت نصیب فرمائے......

خباثتوں کو جلانے والا

شیطان چاہتا ہے کہ ہم سب کو اپنے ساتھ جہنم میں لے جائے...... اسی لئے وہ ہمارے نفس میں تکبر، ریاکاری، اور مال کی محبت جیسے زہر بھرتا ہے...... رمضان المبارک کی ترتیب میں ان تمام بیماریوں کا علاج موجود ہے...... آپ سب جانتے ہیں کہ ہر علاج میں تین چیزیں ہوتی ہیں (۱) دوا (۲) پرہیز (۳) مشقت یا ورزش...... ہر حکیم اور ڈاکٹر مکمل علاج کے لئے کچھ دوا دیتا ہے، کچھ پرہیز بتاتا ہے اور کچھ ورزش وغیرہ کی تلقین کرتا ہے......

رمضان المبارک میں روزہ ہے جو دواء بھی ہے اور پرہیز بھی...... اور رمضان المبارک میں تلاوت ہے جو ہر مرض کی دواء ہے...... اور رمضان المبارک میں تراویح ہے جو نفس کے لئے ایک طرح کی مشقت ہے...... قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے ہر روحانی اور ہر جسمانی بیماری کی شفاء رکھی ہے...... رمضان المبارک میں اگر آپ روزانہ دس پارے پڑھتے ہیں تو آپ کو اربوں کھربوں نیکیاں تو ملتی ہیں...... اُس کے ساتھ قرآنی آیات سے علاج بھی چلتا رہتا ہے...... روزے میں جب بھوک اور خستہ حالی پیدا ہوتی ہے تو تکبر ٹوٹتا ہے...... اور نفس میں سے حرص اور

لالچ ختم ہوتی ہے...... رمضان المبارک کا مکمل نصاب ہم سب کے لئے بہت بڑی نعمت ہے...... مگر اکثر مسلمانوں کو رمضان المبارک گزارنے کا طریقہ نہیں آتا ...... میری آپ سب سے درخواست ہے کہ حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب ؒ کا کتابچہ ''فضائل رمضان'' ایک بار پڑھ لیں ...... یہ فضائل اعمال کا حصّہ ہے اور الگ بھی ملتا ہے...... انشاء اللہ رمضان المبارک کو پانے اور کمانے کا سلیقہ معلوم ہو جائے گا...... دیر نہ کیجئے رمضان المبارک کے دن تیزی سے گزرتے جا رہے ہیں......

دشمنوں کو جلانے والا

شیطان ہمیشہ باطل قوتوں کو مزید قوّت فراہم کرتا رہتا ہے...... لوگ کہتے ہیں کہ امریکہ کو ایٹمی ٹیکنالوجی باقاعدہ شیطان نے فراہم کی...... واللہ اعلم بالصواب...... بہرحال یہ بات تو قرآن پاک سے ثابت ہے کہ شیطان کافروں کی بھرپور جنگی مدد کرتا ہے...... اور اُن کو مسلمانوں سے لڑانے پر اُکساتا ہے...... مگر رمضان المبارک آتے ہی سرکش شیاطین باندھ دیئے جاتے ہیں...... تب مسلمان جہاد میں بہت بڑی کامیابی حاصل کرتے ہیں...... غزوہ بدر کی فتح رمضان المبارک میں ہوئی...... اُس رمضان نے مشرکین مکہ کی بڑی طاقت کو جلا کر راکھ کر دیا...... پھر مکہ مکرمہ کی ''فتح اعظم'' بھی رمضان المبارک میں ہوئی...... موسم کا بہت اثر ہوتا ہے...... رمضان کا موسم اسلام کی فتح کا موسم ہوتا ہے...... ابھی تھوڑی دیر پہلے میں خبریں سن رہا تھا تو بی بی سی والوں نے بتایا کہ...... افغانستان میں نیٹو افواج کے سربراہ نے صدر اُبامہ کو لکھ دیا ہے کہ ہم افغانستان میں ناکام ہو چکے ہیں...... اُدھر امریکہ میں تازہ سروے کے مطابق ملک کی اکثر آبادی افغانستان میں امریکی جنگ کی مخالف ہو چکی ہے...... ماشاء اللہ آٹھواں رمضان المبارک جا رہا ہے...... قندھار سے خوست تک...... اور جلال آباد سے کابل تک مجاہدین کے جھنڈے لہرا رہے ہیں...... غیر ملکی افواج کی تعداد ایک لاکھ سے بڑھ چکی ہے مگر اس کے باوجود نیٹو کا ہیڈ کوارٹر تک مجاہدین کے حملوں سے محفوظ نہیں ہے...... یہ سب اللہ تعالیٰ کی شان ہے اور اس میں ایمان والوں کے لئے

......اور عقلمندوں کے لئے بہت سی نشانیاں ہیں......

ایک ارادہ

انشاءاللہ رمضان المبارک کے بعد ارادہ ہے کہ......مرکز عثمانؓ و علیؓ بہاولپور میں اُن حفّاظ کے لئے تین ماہ کی کلاس رکھی جائے...... جو بدنصیبی سے قرآن پاک بھول چکے ہیں......آپ سب دعاء کردیں کہ...... یہ ترتیب آسان ہوجائے اور کامیاب رہے......تین ماہ کا عرصہ حفظ کی تجدید کے لئے بہت ہوتا ہے......اور ماحول کی برکت سے مزید آسانی بھی ہوجاتی ہے......

ایک دعوت

جامع مسجد عثمانؓ و علیؓ بہاولپور میں اس سال بھی انشاءاللہ......آخری عشرے کا اعتکاف ہوگا...... اس اعتکاف میں اُمت مسلمہ کے غازی، فاتح اور مستقبل کے شہداء بھی شرکت فرماتے ہیں...... اور بہت سے اہل علم، اللہ والے بھی تشریف لاتے ہیں......اس اعتکاف میں پورے دین کی بات کی جاتی ہے اور مردہ جذبوں کو زندگی ملتی ہے......پچھلے سال چار سو سے زائد خوش قسمت افراد نے یہ سعادت حاصل کی......اس سال وسیع پیمانے پر انتظام کیا جارہا ہے......اللہ تعالیٰ توفیق دے تو روشنی کے اس جزیرے پر ضرور تشریف لائیں......

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقه سیدنا محمد واله وصحبه وسلم تسلیماً کثیرا کثیرا کثیرا

شیخ جمال شہید ؒ

اللہ تعالیٰ تمام ''اَسیر'' مجاہدین کو رہائی عطاء فرمائے...... یہ کل کی بات ہے کہ مدینہ منورہ سے ایک دوست نے رابطہ کیا...... وہ عمرہ ادا کرنے مکہ مکرمہ جا رہے تھے اور پوچھ رہے تھے کہ یہ ''عمرہ'' کس کی طرف سے کروں؟...... میں نے فوراً عرض کیا...... شیخ جمال مندوخیل شہید ؒ کی طرف سے...... پھر دو قریبی ساتھیوں سے رابطہ ہوا وہ بھی عمرہ ادا کرنے جا رہے تھے...... اُن کو بھی یہی کہا کہ ''جمال شہید ؒ'' کی طرف سے ادا کریں...... اور یوں الحمدللہ...... کل ہمارے بھائی جمال ؒ کی طرف سے تین عمرے ہو گئے...... اور عمرے بھی رمضان المبارک کے...... جن کی فضیلت بہت زیادہ ہے...... یہاں ایک اور واقعہ سن لیں پھر انشاء اللہ ''جمال شہید'' کی باتیں کریں گے...... سات سال پہلے رمضان المبارک میں ہم نے اپنے پنڈی کے دفتر میں کچھ لوگوں کو افطار کی دعوت دی...... کھانے کے بعد بات چیت چل پڑی اور موضوع یہ تھا کہ ایصال ثواب جائز ہے یا نہیں؟...... ایک غیر مقلّد صاحب کا کہنا تھا کہ ہر آدمی کو صرف اُس کے اپنے اعمال کا ثواب اور گناہ ملتا ہے...... کوئی اور کس طرح سے اپنے عمل کا ثواب کسی کو بخش سکتا ہے؟...... اُن کی خدمت میں کئی دلائل عرض کئے اور ایک بات یہ بھی...... کہ کسی آدمی کے مرنے کے بعد اگر کوئی اُس کے لئے کچھ ایصال ثواب کرتا ہے تو حقیقت میں یہ بھی اُس کے اپنے اچھے اعمال کا نتیجہ ہوتا ہے...... مثال کے طور پر اگر ملک کے ظالم حکمران مر جائیں تو کتنے لوگ ان کے ایصال ثواب کے لئے قرآن پاک اور نوافل پڑھیں گے؟...... وہ کہنے لگے کوئی بھی نہیں یا بہت کم لوگ...... پھر پوچھا کہ اگر فلاں فلاں نیک آدمی مر جائے تو؟...... کہنے لگے بہت لوگ ایصال ثواب اور دعاء

کریں گے......عرض کیا کہ بس ثابت ہو گیا کہ مرنے کے بعد دوسروں کی طرف سے جو کچھ پہنچتا ہے وہ اپنے اعمال کا نتیجہ اور پھل ہوتا ہے......اور جو لوگ پیسے دے کر ''ختم'' پڑھواتے ہیں تو وہاں پڑھنے والوں کو ہی ثواب نہیں ہوتا...... وہ آگے کسی کو کیا بھیجیں گے......آج ہم جمال شہید رحمہ اللہ کے ایصال ثواب کے لئے جو قرآن پاک پڑھ رہے ہیں...... دعائیں اور عمرے کر رہے ہیں...... یہ خود اُن کے اچھے اعمال کا پھل ہے......انہوں نے کالج اور بُرے ماحول کو چھوڑ کر جہاد کا راستہ اختیار کیا...... اُنہوں نے مالدار گھرانے کو چھوڑ کر ہجرت کا راستہ اختیار کیا...... وہ اس دور میں جب لوگ قربانی کے نام کو بھول چکے ہیں اپنی جان قربان کرنے کشمیر جا پہنچے...... اور پھر گرفتار ہو گئے...... چودہ سال سے زائد عرصہ انہوں نے قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں......اور بالآخر ابھی چند دن پہلے جودھ پور انڈیا کی جیل میں پیٹ کی تکلیف میں مبتلا ہو کر......انتقال فرما گئے، شہید ہو گئے......**انا للہ وانا الیہ راجعون**......بات آگے بڑھانے سے پہلے ایک روایت پڑھ لیتے ہیں......

''حمید بن عبدالرحمٰن رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے ایک صاحب کا اسم گرامی ''حممہ رضی اللہ عنہ'' تھا وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں جہاد کے لئے اصفہان تشریف لائے اور انہوں نے دعاء کی!

اے میرے پروردگار! حممہ کو گمان ہے کہ وہ آپ سے ملاقات کو پسند کرتا ہے، اگر حممہ اپنے گمان میں سچا ہے تو آپ اُس کے گمان کو پورا فرما دیجئے اور اگر جھوٹا ہے تب بھی اُسے یہ (نعمت) عطاء فرما دیجئے اگرچہ وہ ناپسند کرے، اے میرے پروردگار! حممہ کو اس سفر سے واپس نہ لوٹایئے......اس کے بعد ان کے پیٹ میں تکلیف ہوئی اور اصفہان میں اُن کا انتقال ہو گیا......اس پر حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور انہوں نے فرمایا اے لوگو! ہم نے اللہ تعالیٰ کے نبی ﷺ سے جو کچھ سنا ہے اور جو کچھ اللہ تعالیٰ کے نبی ﷺ کی طرف سے ہم تک پہنچا ہے اس کے مطابق حممہ کو شہادت والی موت نصیب ہوئی ہے (اسد الغابہ، ابن مندہ)

جمال شہید ؒ اونچے قد کے لمبے چوڑے، صحت مند مجاہد تھے...... بڑے بڑے ہاتھ اور پاؤں...... وہاں انڈیا میں اُن کے ناپ کا جوتا نہیں ملتا تھا...... ہماری اُن سے پہلی ملاقات ۱۹۹۴ء میں ہوئی...... انہیں بی ایس ایف یعنی انڈیا کی بارڈر سیکورٹی فورس نے گرفتار کیا تھا...... وہ بیماری کی حالت میں گرفتار ہوئے اس کے باوجود اُن کو ''پاپاون'' اور ''پاپاٹو'' کے عقوبت خانوں میں سخت تشدّد کا نشانہ بنایا گیا...... تشدّد تو تمام اسیر مجاہدین پر ہوا مگر جمال شہید پر شاید سب سے زیادہ ہوا...... وہ جب اپنے تشدّد کے حالات سناتے تو ہم سب یہ سمجھتے کہ ہم آرام سے رہے ہیں...... زیادہ تشدّد کی وجہ جمال شہید ؒ کا مزاج تھا...... وہ حوصلے اور برداشت والے آدمی تھے...... مار کھا کر بے ہوش ہوجاتے مگر ہوش میں آتے ہی کوئی ایسی بات یا حرکت کرتے کہ دوبارہ تشدّد شروع ہوجاتا...... وہ زوردار قہقہہ لگا کر ہنسنے کے عادی تھے...... سخت قسم کے ٹارچر سینٹر میں بھی وہ اپنی یہ عادت پوری کر لیتے تھے...... ابھی جمعہ کے دن جب محترم قاری ضرار صاحب اور دیگر ساتھی اُن کی میت کو واہگہ بارڈر پر وصول کرنے گئے تو میں سوچ رہا تھا...... ان سب کو دیکھ کر جمال اپنا قہقہہ کس طرح سے روکے گا؟...... وہ ٹارچر کے دوران بھی انڈین افسروں کا مذاق اڑانے سے باز نہیں آتا تھا...... اور اپنے بیان میں طرح طرح کی خوفناک پشتو گالیاں لکھوا دیتا تھا...... اور ویسے بھی انڈین افسر اور فوجی جمال شہید کی جسامت اور سرخ وسفید رنگ سے حسد میں مبتلا ہو جاتے تھے...... جمال شہید ؒ کے جسم پر گُڑ کا شربت ڈال دیا جاتا اور پھر اُن کی قمیص اور شلوار میں موٹے موٹے چوہے چھوڑ دیئے جاتے تھے...... ۱۹۹۴ء کی کسی تاریخ کو سری نگر میں قید تمام پاکستانی اور افغانی قیدیوں کو...... مختلف عقوبت خانوں سے نکال کر ایک جگہ جمع کیا گیا...... وہ ایک بڑا سا ہال تھا جس میں تمام قیدیوں کو کرسیوں پر بٹھایا گیا تھا...... ہم بارہ افراد تو بادامی باغ کے آر آر سینٹر سے لائے گئے تھے...... جبکہ جمال وغیرہ کو پاپاٹو سے لایا گیا تھا......

ہم نے اُس دن پہلی بار اُنہیں دیکھا...... وہاں ایک انڈین افسر پینٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈال کر ہمارے درمیان گھوم رہا تھا...... اور بہت زوردار تقریر کر رہا تھا...... لہجے سے لگتا تھا کہ کشمیری

پنڈت ہے...... وہ کبھی کشمیریوں کے خلاف بولتا، کبھی پاکستان کے خلاف اور کبھی تحریک کشمیر پر...... وہ کہہ رہا تھا کہ آپ لوگوں نے اِدھر آ کر غلطی کی ہے...... دیکھو کس طرح سے پکڑے گئے ہو...... جمال شہید نے فوراً کہا پنڈت جی جس وقت میں پکڑا گیا میرے پاس گن نہیں تھی...... اب تقریر کرنے کی بجائے مجھے گن دو پھر دیکھو تم ہمیں کیسے پکڑتے ہو...... جمال کی بات اور انداز سے فوجی پنڈت کو آگ لگ گئی...... ماشاء اللہ جمال بہت زیادہ بہادر تھا...... جیل کی لڑائیوں میں وہ پیش پیش رہتا تھا...... بلکہ یوں کہیں کہ بہت خوش ہوتا تھا...... ایک بار کوٹ بھلوال جیل میں ہمارا ارادہ جیل حکام پر صرف دباؤ ڈالنے کا تھا...... لڑائی کا نہیں...... چنانچہ اُسی حکمت عملی کے تحت ساتھی چھتوں پر چڑھ کر نعرہ بازی کرنے لگے...... جمال بھی بوٹ کس کر ڈنڈا اٹھائے چھت پر چڑھ گیا...... اُس کے لئے تو یہ عید کا موقع ہوتا تھا...... محترم سجاد شہید ﷬ جلدی سے میرے پاس آئے اور فرمایا جمال کو اتار لیں یہ سات فٹ کا مجاہد کسی کام میں گرانا ہے...... آج یہاں ضائع نہیں کرنا...... میں نے دیکھا تو جمال اپنے قد کی وجہ سے سب ساتھیوں سے نمایاں تھا...... اور لڑائی بھڑکانے کے موڈ میں تھا...... میں نے آواز دیکر نیچے بُلایا تو سر جھکا کر افسوس کے ساتھ اُتر آیا...... اللہ تعالیٰ اُس کی قبر کو سکون اور راحت سے بھر دے اُس نے مجھ نااہل سے اصلاحی بیعت کر رکھی تھی...... اور اُسی کی لاج رکھتے ہوئے ہر بات مانتا تھا...... وہ زیادہ عبادت گزار نہیں تھا مگر عبادت کا شوق ضرور رکھتا تھا...... اُس کے لئے جم کے بیٹھنا مشکل کام تھا مگر پھر بھی اپنی اصلاح اور آخرت کی خاطر ''مجلس ذکر'' میں پابندی سے بیٹھتا تھا...... اُس کی طبیعت میں تیزی بھی تھی...... ساتھی اُس سے تنگ ہوتے تو میرے پاس شکایت لاتے میں سمجھا دیتا تو جمال فوراً مان لیتا...... وہ قرآن، حدیث اور اکابر کے واقعات کا بہت جلد اثر لیتا تھا......

اگر صدقے کے موضوع پر بیان ہوتا تو اپنا سب کچھ اٹھا کر صدقہ کر دیتا اور خود ایک جوڑے کپڑوں میں گزارہ کرتا...... ہر انسان کی طرح جمال ﷬ میں بھی بہت سی کمزوریاں اور خامیاں تھیں...... مگر اُس کی ایک صفت بہت اونچی اور بھاری تھی...... وہ یہ کہ اس کو اپنی کمزوریوں اور بیماریوں کا

احساس تھا...... وہ ریاکاری کر کے اپنے عیب نہیں چھپاتا تھا بلکہ...... اپنی کمزوریوں پر کبھی کبھار روتا تھا اور پریشان ہوتا تھا...... ایک بار میں نے اُس کو حضرت تھانوی رحمہ اللہ کی کتاب ''آداب زندگی'' مطالعہ کے لئے دی...... اور تاکید کر دی کہ اس پر عمل کرنا ہے...... وہ مطالعے کا بہت شوقین تھا خصوصاً جہادی واقعات کی کتابوں کا تو دیوانہ تھا...... حضرت سید احمد شہیدؒ کی تحریک کے واقعات والی کتابیں بہت شوق سے پڑھتا تھا...... اور پھر چونکہ امارت اسلامی افغانستان کا عاشق تھا اس لئے طالبان کے بارے میں آنے والی ہر خبر، ہر تصویر اور ہر کتاب کے پیچھے پڑا رہتا تھا...... وہ ''آداب زندگی'' لے گیا...... اور بہت جلد پڑھ کر واپس لے آیا اور مجھے کہنے لگا...... حضرت تھانوی رحمہ اللہ نے پوری کتاب میرے خلاف لکھی ہے...... یعنی اُسے اپنی کمزوریوں کا اعتراف تھا اور احساس تھا...... اور وہ میرے سامنے اس پر کئی بار رویا بھی...... خصوصاً ساتھیوں سے لڑائی جھگڑا زیادہ ہوتا تھا...... ویسے الحمدللہ اخلاقی طور پر وہ بلند کردار اور پاکیزہ طبیعت رکھتا تھا...... ایک بار جمال کی شکایات زیادہ آئیں تو میں نے اُسے کہا...... میرے مریدین میں سے چند بہت ''فراڈی'' ہیں...... اور آپ ان میں نمبر ایک پر ہیں...... میرا دل چاہتا ہے کہ آپ سب کو ترتیب سے نمبر...... دے دوں تاکہ ایف ون سے ایف سولہ تک نام ہو جائیں...... جمال میری بات سن کر بہت خوش ہوا...... یہ اُس کی طبیعت تھی...... چنانچہ اُس دن کے بعد سے وہ خود کو ''ایف ون'' لکھتا تھا...... گزشتہ سالوں میں میرے پاس اُس کے بہت سے خطوط آئے جو اُس نے جیل سے لکھے تھے...... کاش وہ خطوط میرے قریب ہوتے تو میں ان میں سے ایک آدھ اپنے قارئین کے لئے یہاں نقل کر دیتا...... وہ اپنے خطوط میں بہت باتیں پوچھتا تھا...... اُسے اکابر علماء سے بہت محبت تھی...... حضرت مفتی رشید احمد صاحب رحمہ اللہ کو دادا جی لکھتا تھا...... اور حضرت مفتی نظام الدین شامزئی رحمہ اللہ سے قلبی عقیدت رکھتا تھا...... اُس کے خطوط میں زیادہ سوالات ان اکابر کے بارے میں ہوتے تھے...... سامان کے بارے میں لکھتا تھا کہ مجھے کتابیں بھجوائی جائیں...... اور اپنے بھائیوں، بہنوں اور اُن کی اولاد کی دینی تربیت کے بارے فکر کا اظہار کرتا تھا...... اور کہتا تھا کہ

آپ ان سب کو مدارس میں داخل کرائیں...... جیل میں جن دنوں بندہ ’’یہود کی چالیس بیماریاں‘‘ لکھ رہا تھا وہ دن جمال شہید پر بہت بھاری تھے...... کیونکہ میں تحریری مصروفیت کی وجہ سے کسی سے نہیں ملتا تھا...... بس ایک ساتھی نے خدمت کا احسان اپنے ذمہ لیا ہوا تھا...... سارے کام وہ کر دیتے تھے اور میں الگ بیٹھ کر کتاب میں مشغول رہتا تھا...... جمال شہید چھوٹے بچے کی طرح میرے گرد منڈلاتا رہتا تھا...... شاید اُسے مجھ ناکارہ سے قلبی تعلق ہو گیا تھا...... پھر دن بھر کام کی وجہ سے رات کو جلد نیند آجاتی تھی اس لئے بی بی سی پر بھی جمال سے مجلس نہ ہو پاتی...... مگر جمال بہت تیز تھا اُس نے میرے مزاج کے مطابق ایک صورت ڈھونڈ لی...... ایک شام مجھ سے کہنے لگا...... آپ جو کچھ لکھتے ہیں اُس کی نقل تو ضرور کسی سے لکھواتے ہیں...... تو اس بار جو کتاب لکھ رہے ہیں...... اُس کے جتنے صفحات روزانہ لکھیں وہ مجھے دے دیا کریں میں اپنے رجسٹر پر نقل کر دوں گا...... دراصل جیل میں کتاب کے گم ہونے کا خطرہ رہتا تھا...... اسی طرح ڈاک میں بھی یہ اندیشہ رہتا تھا...... اس لئے بندہ جب بھی کچھ لکھتا تو کوئی ساتھی اُس کی نقل لکھ کر رکھ لیتا تاکہ ...... اگر اصل ضائع یا گم ہو جائے تو نقل کو پاکستان بھجوایا جا سکے...... جمال شہید کی اس پیشکش کو میں نے قبول کر لیا...... اور اُس نے اس بہانے ملاقات کا موقع حاصل کر لیا...... وہ ہر رات مجھ سے مسوّدہ لے جاتا اور نقل کرتا...... ایک رات مجھے کہنے لگا...... ایک بات سچ سچ بتائیں کیا آپ نے یہ پوری کتاب میری بیماریوں کو سامنے رکھ کر لکھی ہے؟...... میں جو صفحہ بھی کھولتا ہوں تو میرے بارے میں باتیں لکھی ہوتی ہیں...... یہ جمال شہید کی خود احتسابی اور اصلاح کی فکر تھی کہ اُس نے یہ بات کہی...... میں نے جواب میں عرض کیا...... جمال! یہ کتاب میں نے آپ کو نہیں بلکہ آئینہ سامنے رکھ کر اپنی بیماریاں دیکھ کر لکھی ہے...... جمال شہید کو اس کتاب سے خاص انس تھا اور اُس نے راتوں کو جاگ جاگ کر اس کا مسوّدہ اپنے رجسٹر پر نقل کیا...... باتیں تو بہت ہیں سمجھ میں نہیں آرہا کہ کیا لکھوں اور کیا چھوڑوں...... ہم تقریباً تین، چار سال ایک ہی جیل میں اکٹھے رہے...... صبح شام کا ملنا تھا...... اور پھر جب اللہ تعالیٰ نے مجھے رہائی دی تو جمال کے ساتھ خط و

کتابت کا رابطہ رہا...... اس رابطے میں مجھ سے جو کوتاہی ہوئی اُس پر اللہ تعالیٰ سے استغفار کرتا ہوں...... بندہ کی مشغولیات اس قسم کی ہیں کہ کسی بھی محبت کرنے والے کا پورا حق ادا نہیں کرسکتا...... اللہ تعالیٰ معاف فرمائے...... اور اپنی رحمت کا معاملہ فرمائے...... چند دن پہلے اچانک فجر کی نماز کے بعد شعبہ اسیران کے ناظم نے مجھ سے رابطہ کیا اور بتایا کہ...... جمال کا جودھ پور جیل میں انتقال ہوگیا ہے...... میرے لئے یہ کافی مشکل خبر تھی...... اور ابھی تک مشکل ہے...... مگر جمال شہید ؒ کے لئے تو الحمدللہ آسانی ہوگئی...... وہ کھلے مزاج کا آدمی تھا اب الحمدللہ کھلی جگہ چلا گیا...... شیر جنگل میں خوش رہتا ہے اسی طرح مؤمن کو اصل خوشی مرنے کے بعد نصیب ہوتی ہے...... اللہ تعالیٰ جمال شہید ؒ کی اس بے بسی، بے کسی اور مسافرت والی شہادت کو قبول فرما کر...... اُسے اعلیٰ علیّین میں اونچا مقام عطاء فرمائے...... اپنی جماعت کے شعبہ اسیران کا شکریہ ادا کرتا ہوں...... اور انہیں دعاء دیتا ہوں کہ انہوں نے پوری محنت کر کے...... جمال شہید ؒ کی میّت دشمنوں اور مشرکوں سے وصول کی...... اور قاری ضرار صاحب نے اُن کی نماز جنازہ پڑھائی...... جیل کے وہ ساتھی جن کو جمال شہید ؒ سے کچھ شکوہ تھا یا انہیں کوئی تکلیف پہنچی...... مجھے اُمید ہے کہ انہوں نے آنسوؤں کے ہدیے کے ساتھ معاف کردیا ہو گا...... اور اب وہ اپنے اس عظیم اور مظلوم بھائی کے لئے جھولیاں پھیلا کر دعائیں کررہے ہوں گے...... اسیر ہند مولانا ابو جندل سے تعزیت کہ انہوں نے سجاد شہید ؒ کے بعد جمال شہید ؒ کا غم بھی جیل میں دیکھا...... اور جمال شہید ؒ کے خاندان کے تمام افراد سے دلی تعزیت...... اللہ تعالیٰ آپ سب کو صبر جمیل عطاء فرمائے...... جمال شہید ؒ ''القلم'' بہت اصرار سے منگواتا تھا اور بہت شوق سے پڑھتا تھا...... آج کا القلم معلوم نہیں اُسے پہنچے گا یا نہیں...... شہداء کی اپنی دنیا ہوتی ہے...... بہت بڑی اور خوبصورت دنیا...... اگر مجھے اس کی اُمید ہوتی کہ القلم کا یہ پرچہ بھی جمال تک پہنچ جائے گا تو میں اُسے لکھتا...... پیارے جمال! میں نے کبھی سوچا بھی نہیں تھا کہ تم ہم سے پہلے چلے جاؤ گے...... اور تمہارا جنازہ اُمت کے اماموں کی طرح جیل سے اٹھے گا...... اور تم

ہمیں اس طرح سے رُلا جاؤ گے ’’ایف ون‘‘ کہیں کے......

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقه سیدنا محمد واله وصحبه وسلم تسلیماً کثیرا کثیرا کثیرا

کوئی برابری نہیں

اللہ تعالیٰ پوری دنیا میں اسلام کو غلبہ عطاء فرمائے...... اس رمضان المبارک میں دو اہم تاریخیں جمع ہو گئیں...... ایک تو شمسی تاریخ ''نائن الیون'' اور دوسری قمری تاریخ ''بائیس رمضان''...... گزشتہ نو سال سے دنیا میں جو کچھ ہو رہا ہے اُس سب کا بہت سا تعلق ان دو تاریخوں کے ساتھ ہے...... ''نائن الیون'' یعنی گیارہ ستمبر ۲۰۰۱ء عرب مجاہدین نے امریکہ پر ''جہازی حملہ'' کیا...... دو جہاز نیویارک کے ''ورلڈ ٹریڈ سینٹر'' کی دو عمارتوں سے ٹکرائے اور ایک جہاز ''پینٹا گون'' پر جا پڑا...... اس حملے میں تین ہزار سے زائد لوگ مارے گئے...... اور پھر دنیا میں موت سستی ہو گئی...... اس واقعہ کے بعد سے اب تک ہزاروں امریکی فوجی مارے جا چکے ہیں...... امریکہ کے اتحادی ممالک کے فوجی بھی بڑی تعداد میں ہلاک ہوئے ہیں...... اور مسلمان بھی کافی تعداد میں شہید ہوئے ہیں...... اس واقعہ سے پہلے تقریباً ساری دنیا اس بات پر (نعوذ باللہ) ایمان لا چکی تھی کہ امریکہ سے مقابلہ ناممکن ہے...... مگر آج آٹھ سال گزرنے پر امریکہ کا کھوکھلا پن دنیا کے سامنے واضح ہو چکا ہے...... اور عالمِ کفر اس وقت شدید صدمے میں ہے...... دوسری تاریخ ''بائیس رمضان المبارک'' کی ہے...... نو سال پہلے ۲۲ رمضان ۱۴۲۰ھ جمعہ کے دن...... انڈیا کے مشرکین کو عبرتناک شکست ہوئی...... قندھار کے ائیر پورٹ پر کفر کی اس شکست کی آخری

داستان لکھی گئی...... مسلمانوں کو ایک بہت بڑی فتح اللہ تعالیٰ نے عطاء فرمائی...... اسی فتح کے نتیجے میں...... مجاہدین کی منظّم اور بابرکت جماعت ''جیش محمد ﷺ'' وجود میں آئی...... سترہ سو شہداء اور فدائیوں والی یہ جماعت...... جی ہاں ایسی جماعت جس کی کارکردگی دیکھ کر ''اللہ تعالیٰ'' یاد آتا ہے...... دہشت ناک عسکریت، ایمان افروز روحانیت، ناقابل تسخیر علم اور سمندروں کو شرمندہ کرنے والی طوفانی دعوت ......

بارک اللہ، ماشاء اللہ لاقوۃ الاباللہ......

یہ سب اللہ تعالیٰ کا فضل ہے...... **والحمدللہ ربّ العالمین** ...... اس وقت دنیا کا ''طاغوتی نظام'' نائن الیون اور ''بائیس رمضان'' کے گھیرے میں ہے...... اور ان دونوں تاریخوں کی قیادت ''امارتِ اسلامیہ افغانستان'' کے پاس ہے...... اور امارتِ اسلامیہ افغانستان کی کمان اُمتِ مسلمہ کے حقیقی ولی اور سچے مسلمان ''حضرت ملا محمد عمر مجاہد مدظلہ'' کے ہاتھ میں ہے......

کفر اور اسلام کا یہ مقابلہ آٹھ، نو سال سے جاری ہے...... اور دونوں فریق ظاہری طور پر سخت پریشان ہیں...... ''کفار'' تو اس لئے پریشان ہیں کہ اُن کی ہر تدبیر ناکام ہو رہی ہے...... وہ آگے بڑھتے ہیں تو موت نظر آتی ہے اور پیچھے ہٹتے ہیں تو موت نظر آتی ہے...... بڑے بڑے عقلمندوں اور جرنیلوں کا دماغ کام کرنا چھوڑ گیا ہے...... عراق میں ایک مجاہد بھی نہیں تھا مگر جب امریکی اور اتحادی افواج وہاں پہنچیں تو ہر گلی سے مجاہد...... اور ہر گھر سے مجاہدہ نکل پڑی...... افغانستان کی جنگ امریکہ کی طاقت کے سامنے ایک مہینے کی مار تھی...... مگر آج آٹھ سال ہو گئے کہ امریکہ کو سوائے شکست کے اور کچھ نظر نہیں آ رہا...... گزشتہ ایک مہینے میں درجنوں غیر ملکی فوجی مارے جا چکے ہیں اور کابل جیسے شہر میں دو خوفناک فدائی حملے ہو چکے ہیں...... امریکہ وغیرہ کے پاس جتنی بھی ٹیکنالوجی تھی وہ سب عراق اور افغانستان میں آزمائی جا چکی ہے...... اور وہ بُری طرح ناکام ہوئی ہے...... اب صرف ''ایٹم بم'' اور آکسیجن بم باقی ہیں...... اگر امریکہ وہ استعمال کرتا ہے تو مسلمانوں کی طرف سے بھی امریکہ پر ایٹمی حملہ خود امریکہ کے ہتھیاروں سے ہو جائے گا...... تب

دنیا کا بیشتر حصہ تباہ و برباد ہو جائے گا...... اب کافر ''بیچارے'' پریشان ہیں کہ وہ کیا کریں؟...... اگر وہ افغانستان چھوڑ کر جاتے ہیں تو دوبارہ ''امارتِ اسلامیہ'' قائم ہوتی ہے...... اور ''عالم کفر'' امارتِ اسلامیہ کو اپنے لئے موت سمجھتا ہے...... وہ کہتے ہیں کہ ''امارتِ اسلامیہ'' موجود تھی تو اسی کی وجہ سے ''بائیس رمضان'' بھی ہو گیا اور ''نائن الیون'' بھی...... اب اگر دوبارہ امارتِ اسلامیہ قائم ہوئی تو معلوم نہیں کیا کچھ ہو جائے گا...... پریشانی ہی پریشانی...... اور الجھن ہی الجھن...... اور نئی تدبیریں اور ہر دن نئی ہزیمتیں...... دوسری طرف مسلمان بھی پریشان ہیں...... اور اس پریشانی کی وجہ یہ ہے کہ ان کے پاس زمین کا کوئی ایسا ٹکڑا نہیں ہے جس پر وہ آزادی سے مل بیٹھیں...... سوویت یونین کے خلاف جہاد کے وقت مجاہدین کے لئے پاکستان کی صورت میں ایک ''بیس کیمپ'' موجود تھا...... مجاہدین کو جب کوئی پُرامن ''بیس کیمپ'' مل جاتا ہے تو اُن کا جہاد منظّم ہو جاتا ہے...... وہ اپنی فتوحات کو دیکھ سکتے ہیں اور کافروں کے زخم بھی گن سکتے ہیں...... اور یوں اُن کا حوصلہ بلند رہتا ہے...... مگر موجودہ جہاد میں مجاہدین کے پاس کوئی پُرامن جگہ موجود نہیں ہے...... اسی لئے بڑی کامیابیوں کے باوجود وہ پریشان رہتے ہیں اور کبھی کبھار مایوس ہو جاتے ہیں...... اب عراق کی اصل صورتحال کیا ہے یہ کسی کو بھی معلوم نہیں...... افغانستان کی اصل صورتحال کیا ہے اس کا بھی کسی کو پورا علم نہیں...... دنیا تک تو صرف دُھواں پہنچتا ہے حالانکہ اس وقت جہاد کی آگ شعلے برسا رہی ہے...... مگر مسلمان اپنے اس جہاد کی خوشی نہیں منا سکتے...... اور نہ اپنی فتوحات کی قیمت کو جان سکتے ہیں...... پہلے زمانوں میں حضرات انبیاءؑ کو ستایا جاتا تھا تو وہ حرم شریف کی طرف ہجرت کرتے تھے...... پھر حرم شریف میں رسول اللہ ﷺ کو ستایا گیا تو آپ ﷺ نے ''مدینہ پاک'' کی طرف ہجرت کی...... پھر بعد کے مسلمان جب ستائے جاتے تو وہ حرمین شریفین کا رُخ کرتے تھے...... مگر اب تو ''حرمین شریفین'' جانا بھی آسان نہیں...... وہاں کے حکمرانوں کے ذاتی جہاز پرویز مشرف اور نواز شریف جیسے مسلمانوں کو اٹھانے کے لئے اڑتے ہیں...... اگر حالیہ عالمی جہاد کی تھوڑی سی قیادت مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں ہوتی...... وہ کعبہ

شریف کے سامنے بیٹھ کر حجر اسود کی طرف نظریں اٹھا کر جہاد کی منصوبہ بندی کرتی...... وہ روضۂ اقدس کی جالیوں کے سائے میں بیٹھ کر قتال فی سبیل اللہ کی تدبیریں کرتی تو آج...... حالات کچھ اور ہوتے...... مگر اس وقت تو ہجرت اور جہاد کندھا ملا کر چل رہے ہیں...... اور ہجرت ایسی ہے کہ اس میں کسی ''دار الہجرۃ'' کا پتہ نہیں...... بس چلتے رہو چلتے رہو...... سورج کی طرح نکلتے اور چھپتے رہو...... اور شہاب ثاقب کی طرح خود کو فدا کر کے حملے کرتے رہو...... اس صورتحال کی وجہ سے مسلمان بھی کچھ پریشان ہیں...... انہیں کوئی کنارہ نظر نہیں آ رہا...... خلاصہ یہ ہوا کہ لڑائی کے دونوں فریق پریشان ہیں تو اب فیصلہ کس کے حق میں ہوگا؟...... ظاہر بات ہے کہ مسلمانوں کی پریشانی صرف طبعی ہے...... وہ دل سے پریشان نہیں ہیں...... جس طرح اچھی منزل کی طرف جانے والا مسافر لمبے راستے میں تھکتا ہے...... کبھی رُک بھی جاتا ہے اور کبھی مایوس بھی ہونے لگتا ہے...... مگر اُسے منزل کا یقین پھر کھڑا کر دیتا ہے...... مسلمان بھی وقتی طور پر پریشان ہو جاتے ہیں...... مگر انہیں معلوم ہے کہ ہمارے لئے شکست ہے ہی نہیں...... ہم مارے گئے تو جنت اور فاتح رہے تو جنت...... جبکہ کفار کی پریشانی حقیقی ہے...... وہ دنیا میں فتح اور عیش چاہتے ہیں اور اس لڑائی نے اُن کی دنیا کو تاریک کر دیا ہے...... غزوۂ اُحد کے موقع پر جب ستر مسلمانوں کی لاشیں میدان میں کٹی پڑی تھیں...... اور باقی اکثر مسلمان زخموں سے نڈھال تھے تو مشرکین کے سردار نے آواز لگائی!

''ہمارا تمہارا معاملہ برابر ہوگیا بدر میں ہمارے ستّر مارے گئے تو آج اُن کے بدلے تمہارے ستّر کٹ گئے''......

مشرکین کے سردار کی بات ظاہری طور پر معقول تھی مگر دربار نبوی ﷺ سے مبارک آواز گونجی!

''کوئی برابری نہیں!! ہمارے مقتولین تو جنت میں ہیں جب کہ تمہارے مقتولین آگ میں ہیں''......

''بائیس رمضان'' اور ''نائن الیون'' والے اس رمضان المبارک میں ہم بھی عالم کفر سے کہتے

ہیں!...... ’’کوئی برابری نہیں تم جہنم اور شکست کی طرف جا رہے ہو اور مسلمان جنت اور فتح کی طرف رواں دواں ہیں‘‘...... اور مجاہدین کی خدمت میں عرض ہے کہ...... پریشان ہونے کی ضرورت نہیں...... ہم جس راستے پر چل رہے ہیں یہ راستہ ہی خود منزل ہے...... آپ سب کو اور پوری امت مسلمہ کو عید مبارک ہو...... والسّلام

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ سیدنا محمد والہ وصحبہ وسلم تسلیماً کثیرا کثیرا کثیرا

☆......☆......☆

تاخیر نہ کریں

اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں سے محبت فرماتا ہے..... حضرت ہجویری رحمہ اللہ لکھتے ہیں:۔

’’مشائخ میں سے ایک بزرگ کا بیان ہے کہ میں نے ستّر مرتبہ توبہ کی مگر ہر بار توبہ کے بعد مجھ سے گناہ ہو گیا..... پھر اکہترویں مرتبہ توبہ کی تو اللہ تعالیٰ نے مجھے اُس پر استقامت عطاء فرمائی‘‘ (کشف المحجوب)

حضرت ہجویری رحمہ اللہ یہ بات بھی سمجھاتے ہیں کہ اگر کسی نے ایک مرتبہ گناہ چھوڑنے کے پختہ ارادے کے ساتھ توبہ کی.....اور پھر اپنی توبہ پر قائم نہ رہ سکا.....تب بھی اُسے اپنی گزشتہ توبہ کا اجر وثواب ملے گا..... (کشف المحجوب)

اے میرے بھائیو! اور بہنو! توبہ سے نہیں تھکنا چاہئے..... البتہ گناہ سے ضرور تھک جانا چاہئے..... شیطان ہمیں گناہ کرانے سے نہیں تھکتا تو ہم سچی توبہ کرنے سے کیوں تھکیں؟..... بعض لوگ گناہ کرنے کے بعد..... نیک عمل چھوڑ دیتے ہیں کہ ہم اس کے قابل نہیں رہے..... یا نیک بزرگوں کی صحبت چھوڑ دیتے ہیں کہ ہم انہیں کیا منہ دکھائیں..... اللہ کے بندو! گناہ کے بعد تو نیک اعمال میں اضافہ کر دینا چاہئے..... اور نیک لوگوں کی صحبت میں زیادہ جانا چاہئے تاکہ ’’گناہ‘‘ کے بُرے اثرات ختم ہو جائیں..... ایک شخص نے گناہوں سے توبہ کی مگر کچھ دن بعد اُس کو توڑ ڈالا..... اور گناہ کر بیٹھا..... اُس وقت اُس کے دل میں سخت ندامت پیدا ہوئی..... اُس نے اپنے دل میں کہا کہ اب میں کیسے اللہ تعالیٰ کے دربار میں توبہ کے لئے حاضری دوں؟..... اور کس منہ سے توبہ کروں گناہ تو چھوٹتا ہی نہیں..... تب غیب سے ایک آواز آئی:

اے ہمارے بندے! تونے ہماری اطاعت کی...... یعنی توبہ کی تو ہم نے تجھے قبول کرلیا...... پھر تو نے ہمیں چھوڑ دیا...... یعنی گناہ کر بیٹھا تو ہم نے تجھے مہلت دی...... یعنی فوری عذاب میں گرفتار نہیں کر دیا...... اب اگر تو لوٹ کر ہمارے پاس آئے گا تو ہم تجھے قبول کرلیں گے...... جی ہاں اللہ تعالیٰ حلیم ہے، غفور ہے، غفّار ہے اور عَفُوّ ہے...... پس انسان اپنے دل کو اللہ تعالیٰ سے ''غافل'' نہ ہونے دے بلکہ...... ہر وقت یہ بات یاد رکھے کہ میرا ایک ربّ ہے اور اُس رب کی اطاعت اور عبادت مجھ پر فرض ہے...... شیطان جب بھی بہکا دے تو انسان فوراً اللہ تعالیٰ کی طرف دوڑ پڑے کہ یا اللہ! مجھ سے غلطی ہوگئی، نافرمانی ہوگئی...... اب میں واپس آ گیا ہوں مجھے قبول فرما لے...... حضرات انبیاء علیہم السلام سے کوئی گناہ نہیں ہوتا تھا مگر وہ کتنی زیادہ توبہ کرتے تھے...... ہم بھی وضو کر کے تیز تیز قدم مسجد کی طرف یا محاذ جنگ کی طرف چل پڑا کریں اور کہا کریں...... اے میرے اللہ، اے میرے مالک میں آ رہا ہوں...... گناہوں سے معافی مانگنے کے لئے آ رہا ہوں...... اور سوچا کریں کہ میرے ساتھ جو کچھ ہو رہا ہے وہ میرے گناہوں کی سزا سے بہت کم ہے...... اگر اللہ تعالیٰ سزا دینے پر آ جائے تو ہم ایک سانس بھی نہ لے سکیں...... ہم سوچتے ہیں ہم پر یہ مصیبت ہے، یہ پریشانی ہے...... حالانکہ اللہ تعالیٰ کی رحمت اور فضل ہم پر برس رہا ہوتا ہے...... حضرت یونس علیہ السلام مچھلی کے پیٹ کی مصیبت میں فرما رہے تھے کہ...... یا اللہ جو کچھ ہوا ٹھیک ہوا، غلطی مجھ سے ہوئی آپ تو ''سبحان'' ہیں...... حضرت ہجویری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے...... توبہ دو طرح کی ہوتی ہے...... ایک ''توبہ انابت'' اور ایک ''توبہ استحیاء''...... ''توبہ انابت'' تو یہ ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈر کر توبہ کرے...... یہ توبہ بھی بہت اونچی اور بہت بڑی ہے...... مگر ''توبہ استحیاء'' یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے کرم سے شرم کرتے ہوئے توبہ کرے کہ اللہ تعالیٰ کے مجھ پر کتنے احسانات ہیں...... پس مجھے نہیں چاہئے کہ ایسے کریم رب کی نافرمانی کروں...... آپ نے کبھی غور کیا کہ ہم دن میں کتنی بار وضو کرتے ہیں؟...... جی ہاں بار بار کرتے ہیں تاکہ پاک ہو جائیں اور نماز ادا کرسکیں، قرآن پاک

کو چُھو سکیں......اسی طرح ہمیں اپنے دل کی پاکی کے لئے بھی بار بار توبہ کا وضو کرنا چاہئے......ہم نے کبھی غور کیا کہ ہم پر ’’بعض لوگوں‘‘ کو راضی کرنے کی کتنی فکر سوار رہتی ہے......بس اس سے بڑھ کر ہم اپنے دل میں اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کی فکر بٹھالیں اور ہر غلطی کے بعد چونک کر فوراً اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو جایا کریں...... ہمارا زمانہ تو ماشاء اللہ جہاد کا زمانہ ہے......اس زمانے کے ’’ولی‘‘ بہت اونچے ہیں جو نفس کی اصلاح سے بڑھ کر نفس کو قربان کرنے والے ہیں......ابھی دو چار دن پہلے ’’اٹلی‘‘ کی حکومت ماتم کر رہی تھی کہ......افغانستان میں اُس کا اب تک کا سب سے بڑا نقصان ہوا ہے......ستائیس رمضان المبارک کے دن ایک اللہ والے مجاہد نے اپنی گاڑی بارود سے بھر کر اٹلی کے فوجی قافلے سے ٹکرا دی......طالبان کے ذرائع ابلاغ کا کہنا ہے کہ......اللہ تعالیٰ کے اس ولی کی عمر سترہ سال تھی...... اُس نے کابل کے وسط میں اٹلی کے فوجی قافلے کی دھجیاں بکھیر دیں......دو بکتر گاڑیاں اور آٹھ فوجی تو موقع پر ختم ہو گئے جبکہ زخمیوں کی تعداد اس کے علاوہ ہے......اُمتِ مسلمہ کا ایک سترہ سالہ ’’بچّہ‘‘ اتنا طاقتور اور اتنا بہادر......سلام ہو اُس کے والدین پر اور سلام ہو اُس کی ایمانی تربیت کرنے والوں پر...... یقیناً یہ ’’احسان اللہ‘‘ یعنی اللہ تعالیٰ کا مسلمانوں پر بہت بڑا احسان ہے کہ...... ہر زمانے میں معاذؓ اور معوذؓ پیدا ہوتے رہتے ہیں...... سترہ سال کا یہ ولی اور شہید ہم سب کے لئے بہت بڑا سبق چھوڑ گیا ہے کہ......اے مسلمانو! کن کاموں اور گناہوں میں غرق ہو رہے ہو......اللہ تعالیٰ کی جنت اور جنت کی حوریں تمہارے انتظار میں ہیں جبکہ تمہیں ’’توبہ‘‘ کا خیال تک نہیں......اور تم ہر وقت اللہ تعالیٰ سے اپنی مصیبتوں کے شکوے کرتے رہتے ہو......آپ تھوڑا سا سوچیں کہ...... جب یہ نوجوان روزہ رکھ کر جان قربان کرنے کے لئے جا رہا ہو گا تو اُس کے دل میں کتنا ’’ایمان‘‘ اور کتنا ’’یقین‘‘ ہو گا......اُس پر اُن لمحات میں کتنا نور اور سکینہ برس رہا ہو گا......کیا کوئی خواب میں بھی اس کا تصور کر سکتا ہے؟......وہ نہ تو گھبرایا اور نہ ہی دشمنوں کے بکتر بند دستے سے ڈرا......اُسے نہ دنیا کی محبت نے روکا اور نہ زندہ رہنے کے شوق نے......وہ اطمینان سے آگے بڑھا اور امت کے فاتحین میں اپنا نام لکھوا کر

’’شہداء کرام‘‘ میں شامل ہو گیا......

ہاں مسلمانوں ہاں!...... رب تعالیٰ کا توبہ والا دروازہ چوبیس گھنٹے کھلا ہوا ہے...... رمضان المبارک کے آخری عشرے میں بندہ نے کسی سے پوچھا کہ بہاولپور کی مسجد عثمانؓ و علیؓ میں کیا ماحول ہے؟...... جواب ملا کہ یہاں تو کسی کو سوائے رب کی رضا کے کوئی فکر ہی نہیں...... ہر وقت مسجد میں یا تو رونے کی آواز آتی ہے یا تلاوت اور ذکر کی...... یہاں اعتکاف میں بیٹھے ہوئے ساڑھے چار سو کے لگ بھگ افراد اللہ تعالیٰ سے رو رو کر شہادت مانگتے ہیں...... گناہوں کی معافی مانگتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی ملاقات میں شوق میں بس اُسی کا نام رٹتے رہتے ہیں...... اللہ، اللہ، اللہ...... واہ میرے مالک آپ کی شان بھی عجیب ہے کہ...... اپنے پیاروں کو اپنا نام محبت سے لینے کی توفیق عطاء فرماتا ہے...... اور جس سے ناراض ہو جاتا ہے اُسے اپنے نام اور کام سے محروم کر دیتا ہے...... رمضان المبارک میں کمانے والوں نے بہت کچھ کمایا...... اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کے اعمال قبول فرمائے...... ماشاء اللہ مجاہدین نے تو بہت کمایا...... محاذوں والے محاذوں پر ڈٹے رہے جبکہ دعوت والے دیوانوں کی طرح ہر مسجد اور گلی میں ’’حیّ علی الجہاد‘‘ کی صدا لگاتے رہے...... اس سال کی مہم تو ماشاء اللہ عجیب ’’پُر نور‘‘ تھی...... اللہ تعالیٰ مزید ترقی، قبولیت، ہمت اور استقامت نصیب فرمائے...... رمضان المبارک کی بہاریں چلی گئیں تو شیطان زخمی سانپ کی طرح پھنکارتا ہوا پھر میدان میں اُتر آیا ہے...... وہ توبہ کرنے کی والوں کی توبہ ختم کرانے کے لئے زور لگا رہا ہے...... اور کافروں اور منافقوں کو مجاہدین کے خلاف اُکسا رہا ہے...... اسی لئے عرض کیا کہ ہم توبہ کو نہ ٹوٹنے دیں...... اور اگر ٹوٹ جائے تو دوبارہ جوڑنے میں دیر نہ لگائیں...... رمضان المبارک میں تو بہت تلاوت ہوتی تھی...... اب بھی تلاوت کا ناغہ نہ کریں...... نوافل کا بھی حتی الوسع اہتمام رکھیں...... اور اپنے دینی کاموں میں بغیر کسی وقفے اور چھٹی کے...... خود کو اس کا محتاج سمجھ کر...... پوری طرح سے جڑے رہیں...... رمضان المبارک کے بعد پندرہ دن تک زیادہ محنت کی ضرورت ہوتی ہے...... کیونکہ نفس اور شیطان بہت زور لگاتا ہے...... سنو اے مسلمانو

سنو......اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے......

قل یعبادی الذین اسرفوا علیٰ انفسھم لا تقنطوا من رحمة اللہ ان اللہ یغفر الذنوب جمیعا. انه ھوالغفور الرحیم۔(الزمر۵۳)

ترجمہ: فرما دیجئے! اے میرے بندو! جنھوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا ہے اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس نہ ہو، بے شک اللہ تعالیٰ سب گناہ بخش دے گا بے شک وہ بخشنے والا مہربان ہے......

حضرت لاہوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جن مسلمانوں کا اللہ تعالیٰ کے ساتھ اخلاص والا تعلق ہے...... انہیں اپنے گناہوں کی وجہ سے مغفرت سے مایوس نہیں ہونا چاہئے...... حضرت شاہ عبدالقادر رحمہ اللہ فرماتے ہیں...... یہ آیت اُن کافروں کے بارے میں نازل ہوئی جو جہاد میں مسلمانوں کی فتوحات کے بعد نادم ہوئے کہ......ہم تو مسلمانوں کے خلاف لڑتے رہے ہیں اور ہم نے کفر کیا ہے تو اب ہماری توبہ کہاں قبول ہوگی......تب اُن کو فرمایا گیا کہ......موت آنے تک توبہ کا دروازہ کُھلا ہوا ہے...... اللہ اکبر...... اتنے عظیم اور خطرناک گناہوں پر ایسا سخاوت والا اعلان......تو پھر جو مسلمان ہیں اُن کو گھبرانے اور مایوس ہونے کی کیا ضرورت ہے؟......بس دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت اور اخلاص پیدا کریں تب ہر منزل آسان ہے......اور یاد رکھیں اللہ تعالیٰ کے مخلص بندے توبہ میں تاخیر اور سستی نہیں کرتے......ہم بھی تاخیر نہ کریں......

سبحانک اللھم وبحمدک نشھدان لا الہ انت نستغفرک ونتوب الیک......نستغفرک ونتوب الیک...... نستغفرک ونتوب الیک......

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقه سیدنا محمد واله وصحبه وسلم تسلیماً کثیرا کثیرا کثیرا

☆......☆......☆

موت سے پیار

اللہ تعالیٰ کی محبت دل میں اُتر جائے یہ بہت بڑی نعمت ہے......اور اسی نعمت کی بدولت اللہ تعالیٰ سے ''ملاقات'' کا شوق پیدا ہوتا ہے......اور جس کے دل میں اللہ تعالیٰ سے ملاقات کا شوق ہو......اللہ تعالیٰ بھی اُس سے ملاقات کو پسند فرماتے ہیں......اور اللہ تعالیٰ سے ملاقات ''موت'' کے ذریعہ ہوتی ہے...... چنانچہ اللہ تعالیٰ سے جو بھی سچّی محبت رکھتا ہے وہ موت سے ''عشق'' رکھتا ہے......

ایک نوجوان کا عجیب واقعہ

مشہور بزرگ حضرت ذوالنون مصری ؒ فرماتے ہیں کہ میں حج کے موقع پر ''منیٰ'' میں تھا...... میں نے دیکھا کہ لوگ قربانیاں کرنے میں مصروف ہیں جب کہ ایک نوجوان آرام سے پُرسکون بیٹھا ہوا ہے...... میں نے اُس پر نظر رکھی کہ یہ کیا کرتا ہے؟...... تھوڑی دیر بعد وہ جوان کہنے لگا...... یا اللہ تمام لوگ قربانیوں میں مشغول ہیں لہٰذا میں بھی چاہتا ہوں کہ تیری بارگاہ میں اپنی قربانی پیش کروں...... یا اللہ میری قربانی قبول فرمانا...... یہ کہہ کر اُس نے اپنی انگلی سے اپنی گردن کی طرف اشارہ کیا اور گر پڑا...... میں نے قریب جا کر غور سے دیکھا تو اُس کا انتقال ہو چکا تھا...... اللہ تعالیٰ اُس پر رحمت نازل فرمائے ''آمین'' (کشف المحجوب)

جن مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مزہ آتا ہے وہ سوچیں کہ...... اللہ تعالیٰ کی ملاقات میں کتنا مزہ ہوگا...... اور یہ مزہ موت کی صورت میں آتا ہے...... رب کعبہ کی قسم! شہادت کے مزے کا لاکھواں حصہ بھی کوئی دیکھ لے تو ایک منٹ دنیا میں رہنا گوارہ نہ کرے...... اللہ تعالیٰ سے ملاقات...... ربّ کریم سے ملاقات...... محبوب مالک سے ملاقات...... اللہ اکبر کبیرا......

پاگل لوگ

کچھ بے وقوف اور پاگل لوگ مجاہدین کو ڈراتے رہتے ہیں...... امریکہ کا ڈرون حملہ ہونے والا ہے...... بلیک واٹر والوں نے اسلام آباد، پشاور، کراچی، کوئٹہ، لاہور اور بہاولپور میں اڈے قائم کر لئے ہیں...... تمہارے لئے کرائے کے قاتلوں کو اتنا پیسہ دے دیا گیا ہے...... وغیرہ وغیرہ...... ارے دانشمندو! اس میں ڈرنے کی کیا بات ہے؟...... موت کے ہونٹ چومنے کے لئے مجاہدین اونچے اونچے پہاڑوں کا سفر کرتے ہیں...... مشکل بارڈر کراس کرتے ہیں...... لاکھوں روپے خرچ کر کے میدانوں تک جاتے ہیں...... اب اگر یہی شہادت کی موت خود بن سنور کر اپنے گھر میں آجائے تو کتنی خوشی اور سعادت کی بات ہے...... میں اکثر عرض کرتا رہتا ہوں کہ ہمارا زمانہ ''ماشاء اللہ'' بہت بابرکت زمانہ ہے...... یہ جہاد اور شہادت والا زمانہ ہے...... اس میں ہمیں اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرانے کے لئے...... پوری دنیا کا کفر سرگرم ہے...... مسلمان الحمدللہ نہ کسی ''ڈرون'' سے ڈرتے ہیں اور نہ کسی ''ایٹم بم'' سے...... قرآن پاک کا سچا اعلان ہے کہ موت نے اپنے وقت پر آنا ہے...... اور شہادت کی موت سے بڑی نعمت ایمان کے بعد اس زمانے میں اور کوئی نہیں ہے...... بلیک واٹر آگئی ہے تو خوش آمدید...... مگر اتنی گزارش ضرور ہے کہ...... اپنے تابوت بھی تیار رکھنا...... کیونکہ مسلمان جس طرح ''مرنا'' جانتے ہیں...... اُس سے بڑھ کر ''مارنا'' بھی جانتے ہیں...... اور یہ دونوں چیزیں انہیں ''قرآن پاک'' نے...... اور آقا مدنی ﷺ نے سکھائی ہیں......

مزے ہی مزے

ہم میں سے جو ’’بوڑھے‘‘ ہو چکے اُن کے لئے تو شہادت ...... صرف نعمت ہی نہیں ’’انعام‘‘ بھی ہے کہ ...... پوری زندگی کا لطف بھی لے لیا ...... بیٹے، بیٹیاں ہی نہیں پوتے اور نواسے بھی دیکھ لئے ...... خوب کھا پی لیا ...... ہر چیز برت لی اور آخر میں شہادت بھی مل گئی ...... سبحان اللہ مزے ہی مزے ...... اور ہم میں سے جو ’’جوان‘‘ ہیں اُن کے لئے شہادت صرف نعمت ہی نہیں بہت بڑا ’’اعزاز‘‘ ہے ...... جوانی کی ملاقات بہت مبارک اور جوانی کی توبہ بہت ’’مقبول‘‘ ہے ...... اور جوانی کی قربانی کا تو کیا پوچھنا ...... کوئی جائے اور ’’شہداء بدر‘‘ سے پوچھے کہ کیا مزے ہی مزے ہیں ...... سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم ...... اور ہم میں سے جو بچے ہیں ...... وہ تو ویسے ہی جنت کے پھول ہیں ...... اور جب ان پھولوں پر ڈرون میزائل گرتا ہے تو ...... وہ کھل اٹھتے ہیں اور اُن کی خوشبو دور دور تک پھیل جاتی ہے ...... نہ کوئی گناہ، نہ زندگی کی تکلیفیں ...... کچھ دن بچپن کے معصوم مزے لوٹے اور اب شہادت کے مزے ہی مزے ...... ماں باپ ساتھ گئے تو اللہ تعالیٰ کی مہمانی میں اُن کی گود ...... ورنہ جنت کی حوروں کی پاکیزہ اور محبت بھری گود ...... والحمدللہ ربّ العالمین

جتنی بھیانک اُتنی آسان

اللہ تعالیٰ کے راستے کی موت دیکھنے میں جتنی بھیانک نظر آتی ہے ...... حقیقت میں اُتنی ’’آسان‘‘ ہوتی ہے ...... بم گرا، گولی لگی اور استقبال شروع ...... نہ کوئی گھبراہٹ، نہ کوئی انتظار ...... اور نہ کوئی ڈر اور خوف ...... جب کہ ہسپتالوں کی موت سے اللہ تعالیٰ بچائے ...... شاندار کمرے، مٹکتی ہوئی نرسیں، گھبرائے ہوئے ڈاکٹر، روتے ہوئے اہل خانہ، سسکتی ہوئی حسرتیں ...... اور ترس ترس کر نکلنے والی روح ...... اللہ پاک ہم سب کا انجام ایمان پر فرمائے ...... دوسری طرف بم گرا اور روح نے خوشی کی چھلانگ لگا دی ......

ایک شخص کا جنازہ بہت ٹھاٹھ سے سجایا جا رہا ہے..... مگر روح عذاب میں تڑپ رہی ہے...... جب کہ دوسرے کا جسم قیمہ بنا ہوا ہے اور روح نئے جسم میں فرشتوں اور حوروں کے ساتھ عرش کے سجدے اور آسمانوں کی سیریں کر رہی ہے..... کونسا اچھا ہے؟..... جسم سلامت رہے تو خطرہ ہے کہ جسم کے اعضاء گناہوں کی گواہی نہ دے دیں..... اور جسم بھی جل، کٹ گیا تو انشاءاللہ نیا جسم مل جائے گا..... اُس جسم سے نہ کوئی گناہ کیا اور نہ کوئی نافرمانی..... غزوہ اُحد میں حضرات صحابہ کرامؓ کے جسم کٹے پڑے تھے..... مشرکین نے اعضاء کاٹ کر ہار بنا لئے تھے..... اور کلیجوں کو چبا ڈالا تھا..... جبکہ قرآن پاک بتا رہا تھا کہ..... یہ تمام شہداء اللہ تعالیٰ کے قُرب میں بیٹھے مزے سے کھا پی رہے ہیں اور خوشیاں منا رہے ہیں..... اور تمنا کر رہے ہیں کہ باقی مسلمان بھی شہادت سے محروم نہ ہوں......

آواز نہیں ہاتھ اٹھائیں

بعض عجیب سے مسلمان ہر چیز کا فیصلہ ''میڈیا'' کے ذریعے کرتے ہیں..... کیا وہ نہیں جانتے کہ میڈیا پر کافروں اور منافقوں کا قبضہ ہے..... وہ کہتے ہیں کہ فلاں واقعہ پر فلاں نے ''آواز'' کیوں نہیں اٹھائی؟...... شاید بِک گئے ہوں گے یا حکومت کے ساتھ مل گئے ہوں گے..... اللہ کے بندو! اب ''آواز'' نہیں ''ہاتھ'' اٹھانے کا وقت ہے..... اسلام دشمن طاقتیں بھی یہی چاہتی ہیں کہ وہ ظلم کرتے رہیں اور..... مسلمان صرف آواز اٹھاتے رہیں..... اس لئے وہ آواز اٹھانے والوں کو کچھ نہیں کہتے..... جب کہ جہاد کرنے والوں کو ختم کرنے کے لئے ہر حربہ استعمال کرتے ہیں......

جی ہاں کافر اپنے دشمنوں کو پہچانتے ہیں..... جب کہ ہم اپنے ''محسنوں'' کو نہیں پہچانتے...... اور اُن کو ٹی وی چینلوں پر دیکھنا چاہتے ہیں..... اے مسلمانو! اے مجاہدو! مروّجہ میڈیا سے اپنی جان چھڑا لو..... ورنہ بہت نقصان اٹھاؤ گے اور اب تک بہت اٹھا چکے ہو..... تم ان شیطانوں کا نہیں فرشتوں کا میڈیا استعمال کرو..... وہ نہ تم سے ویڈیو مانگیں گے نہ آڈیو..... بلکہ ہواؤں کے

دوش پر تمہارے کام اور پیغام کو پوری دنیا میں پھیلا دیں گے...... انشاء اللہ

موت اور وقت

اپنے شیخ احمد یاسین شہیدؒ...... صہیونیوں سے دشمنی کر کے بھی ستّر سال تک جی گئے...... اور پھر شہید ہو کر زندہ ہو گئے...... اپنے امیر المؤمنین ملا محمد عمر ماشاء اللہ پچاس سال کی زندگی گزار چکے ہیں...... اللہ پاک اور برکت عطاء فرمائے...... نہ سوویت یونین اُنہیں مار سکا اور نہ آٹھ سال ہو گئے امریکہ اور نیٹو اُن کا کچھ بگاڑ سکے...... اُن کی جتنی عمر باقی ہے وہ ضرور گزاریں گے...... اپنے شیخ اُسامہ صاحب تو شاید پچپن سال کے ہو گئے...... اُن کو مارتے مارتے اب تک معلوم نہیں کتنے لوگ مر چکے ہیں...... اللہ کے بندو! یہ زمین پر کھلی نشانیاں ہیں اس بات کی کہ قرآن پاک نے...... بالکل سچ فرمایا ہے...... جہاد میں موت نہیں بلکہ موت کا وقت اٹل ہے...... پھر معلوم نہیں کلمہ پڑھنے والے مسلمان موت سے اس قدر کیوں ڈر رہے ہیں...... مسلمان آج اپنے دل سے موت کا ڈر نکال دیں...... اور موت کی تیاری شروع کر دیں تو انشاء اللہ بہت جلد زمین کے حالات بدل جائیں گے...... مگر

شہادت مہنگی نعمت ہے

شہادت بہت مہنگی نعمت ہے...... یہ ہر کسی کو نہیں ملتی...... ماضی میں جو لوگ اللہ تعالیٰ کے وعدوں پر یقین رکھتے تھے وہ رو رو کر شہادت مانگا کرتے تھے...... اُن کے نزدیک شہادت سے محرومی بہت بڑی محرومی تھی...... وہ شہادت کے اتنے سچے طلبگار تھے کہ بستروں پر مرتے تھے مگر مقام شہادت کا پاتے تھے...... کیونکہ یہ آقا مدنی ﷺ کا وعدہ ہے کہ...... جو سچے دل سے شہادت مانگے گا اللہ تعالیٰ اُسے شہادت کا مقام عطاء فرمائیں گے، اگرچہ وہ اپنے بستر پر مرا ہو...... شہادت تو ایک ''اعزاز'' ہے جو اللہ تعالیٰ اپنے سچے بندوں کو عطاء فرماتے ہیں...... ہم سب مسلمانوں کو چاہئے کہ اللہ تعالیٰ سے سچے دل کے ساتھ شہادت کی دعاء مانگا کریں...... اور یہ دعاء مانگا کریں کہ یا اللہ ہمیں اپنی

ملاقات کا سچا شوق عطاء فرما...... اگر ہم شہادت کے طلبگار ہیں تو ہم ’’جھوٹ‘‘ سے بچیں...... اور جہاد کا راستہ اختیار کریں...... شہادت مل گئی تو ہمارے تمام مسئلے حل ہو جائیں گے...... اور آخرت کی تمام منازل انشاء اللہ آسان ہو جائیں گی...... اللہ تعالیٰ توفیق دے تو حضرات صحابہ کرامؓ کے مَردوں اور عورتوں کے شوق شہادت کے واقعات کو پڑھتے رہا کریں......

دلچسپ بات

جب دل میں اللہ تعالیٰ سے ملاقات کا شوق ہوگا...... اور دل میں شہادت کی آرزو ہوگی تو پھر کسی جن، بھوت، ڈرون، انڈیا...... اور بلیک واٹر سے ڈر نہیں لگے گا...... آج کل پاکستان میں ’’بلیک واٹر‘‘ کا شور ہے...... کرائے کے قاتلوں کا یہ گروہ پاکستان میں قتل و غارت کے لئے بھیجا گیا ہے...... یہ بزدل چوہے شیروں کا شکار کرنے نکلے ہیں...... ہم مسلمان اپنے دل میں شہادت کا شوق بھر لیں تو ’’بلیک واٹر‘‘ کا خوف دل سے نکل جائے گا...... بلکہ ’’بلیک واٹر‘‘ والے آپ کو اتنے پیارے لگیں گے کہ دل چاہے گا کہ بغیر پکائے ان کو کچّا ہی چبا جائیں......

امن کا راستہ

اسلام امن و سلامتی والا دین ہے...... آج دنیا میں جتنا ظلم و ستم اور قتل و غارت ہے یہ سب یہودیوں کی اسلام دشمنی کا نتیجہ ہے...... یہودیوں نے صدیوں تک محنت کی اور بہت کچھ بنالیا...... اب اُن کا خیال تھا کہ ہم پوری دنیا پر قبضہ کر لیں گے اور مسلمانوں کو ختم کر دیں گے...... چنانچہ انہوں نے جنگیں اور سازشیں شروع کیں...... مسلمان الحمدللہ آخری اُمت ہیں یہ دنیا دراصل اُن کی ہے...... وہ فوراً مقابلے پر آ گئے اور اب ہر طرف جنازے ہیں اور تابوت...... میں مسلمانوں کی طرف سے یہ بات عرض کرتا ہوں کہ...... ساری دنیا کا کفر سو سال تک بھی لڑتا رہے تب بھی اسلام کو ایک شوشے برابر نقصان نہیں پہنچا سکتا...... ہم مسلمان تو شہادت کے عاشق ہیں...... ضرورت تو کافروں کو ہے کہ وہ کچھ دن زندہ رہ کر برگر کھالیں اور خرمستیاں کر لیں...... اس

لئے ''اُبامہ'' کو چاہئے کہ اپنی فوجیں عراق اور افغانستان سے نکال لے...... یہودیوں کی سرپرستی چھوڑ دے...... اور مسلمانوں کو لبرل بنانے کا خواب دیکھنا چھوڑ دے...... تب بہت ممکن ہے کہ...... کچھ امن وامان ٹھیک ہو جائے...... ورنہ تو حالات کا رُخ دنیا کے اکثر حصے کی تباہی کی طرف جا رہا ہے...... اللہ تعالیٰ اُمتِ مسلمہ پر رحم فرمائے اور ہم سب مسلمانوں کو اپنی ملاقات کا شوق نصیب فرمائے...... آمین یا ارحم الراحمین

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقه سیدنا محمد واله وصحبه وسلم تسلیماً کثیرا کثیرا کثیرا

☆......☆......☆

ایک بیماری تین علاج

اللہ تعالیٰ بہت معاف فرمانے والا ہے...... معافی کو پسند فرمانے والا ہے...... بہت عطاء فرمانے والا ہے...... جو مسلمان ''سخی'' ہو وہ اللہ تعالیٰ کے بہت قریب ہے...... اور جو ''بخیل'' اور کنجوس ہو وہ اللہ تعالیٰ سے دور ہے...... ہم مسلمان آج کل حد سے زیادہ ''بخیل'' لالچی اور حریص ہو گئے ہیں...... اسی لئے ہر ''مصیبت'' نے ہمارا دروازہ دیکھ لیا ہے...... عرب کے حکمرانوں کے پاس کتنا مال ہے؟...... یہ مال مسلمانوں کیکیا کام آرہا ہے؟...... ایک عرب شہزادے نے امریکہ کی ایک کمپنی میں دوسو ارب ڈالر لگا رکھے ہیں...... یہ ایک شہزادے کی صرف ایک دولت ہے...... اُس کی باقی دولت اور باقی شہزادوں کے مال کا اندازہ لگا لیجئے...... ہمارے جناب پرویز مشرف صاحب نے صرف گیارہ ارب ڈالر میں پورا پاکستان بیچ دیا...... اور اب موجودہ حکمران تین ارب ڈالر میں باقی ملک کو فروخت کرنے کا سودا کر آئے ہیں...... زرداری صاحب کے اثاثوں کی مقدار ایک ارب چھ سو ملین ڈالر ہے...... یہ وہ ہیں جو ''نظر'' آ گئے ہیں...... بے نظیر صاحبہ اور اُن کی اولاد کے اثاثے اس کے علاوہ ہیں...... یہ ساری دولت کس کے کام آرہی ہے؟...... ہاں مسلمان بہت بخیل ہو چکے ہیں...... ایک مکان کے بعد دوسرا مکان، ایک گاڑی کے بعد دوسری گاڑی...... چلیں یہ بھی منظور مگر بُرا اور منحوس شوق یہ ہے کہ بہت سی دولت کو بلا فائدہ دبا کر بیٹھ جاتے ہیں جو نہ زندگی بھر ان کے کسی کام آتی ہے...... اور نہ کسی اور کے...... کروڑوں کے فضول

اثاثے جن کا آخرت میں حساب دینا ہوگا بینکوں، لاکروں اور خفیہ مقامات پر گلتے سڑتے رہتے ہیں...... مالداروں کی زبان میں اس کو ''پیسہ بنانا'' یا ''مال بنانا'' کہتے ہیں...... یعنی ایسا مال جو ہر طرح کے اخراجات سے زائد بس فضول پڑا رہے...... مالدار لوگ اس ''بے وقوفی'' کو بہت بڑی ''عقلمندی'' سمجھتے ہیں...... وہ بھول گئے کہ ''قارون'' آج بھی اپنے مال سمیت زمین میں دھنس رہا ہے...... وہ بھول گئے کہ اللہ تعالیٰ نے اس مال کو انسانوں کے فائدے کے لئے زمین پر اُتارا ہے...... اور جو لوگ مال کو مخلوق میں نہیں چلاتے وہ خزانوں کے سانپ ہوتے ہیں...... اور پھر اُن کا یہ مال بھی اُن کے لئے سانپ بن جائے گا...... آج مسلمانوں کے پاس جو دولت فضول پڑی ہوئی ہے اگر تمام مالدار اس دولت کی زکوٰۃ...... یعنی چالیسواں حصہ نکال کر جہاد اور فقراء پر خرچ کر دیں تو...... اسلامی دنیا سے غلامی اور غربت ختم ہو سکتی ہے...... مگر سانپوں کو کون سمجھائے؟...... وہ تو صرف تین ارب ڈالر کے بدلے سب کچھ بیچ سکتے ہیں...... ہر طرف حرص اور لالچ کی آگ بھڑک رہی ہے...... ہر کسی کو ''مالدار'' بننے...... اور وی آئی پی کلچر حاصل کرنے کا شوق ہے...... پلاٹ، بلڈنگ، پلازے...... اور پھر خستہ حال قبر...... مال کی لالچ نے پوری دنیا کو ''بیمار'' کر دیا ہے...... چند دن پہلے ایک قبرستان سے گزرا تو لوگوں نے قبروں پر کوڑا کرکٹ ڈالا ہوا تھا...... مال جمع کرنے والے صرف پانچ منٹ بیٹھ کر سوچیں کہ...... اُن سے پہلے والے ''مالدار'' اپنے ساتھ کتنا مال لے گئے...... سب کچھ تو یہاں رہ گیا اور وہ ساری زندگی حساب کتاب کا عذاب جھیل کر خالی ہاتھ قبروں میں جا گرے...... مال اگر خرچ کیا جائے تو اور زیادہ ہوتا ہے اور روک دیا جائے تو اُس کی برکت اُٹھ جاتی ہے...... آپ دیکھ لیں کہ آج کے کروڑ پتی لوگ کتنی پریشانی کی زندگی گزار رہے ہیں...... طرح طرح کی بیماریاں، گھریلو پریشانیاں اور ہر وقت کا ذہنی انتشار...... مزے کر گئے وہ لوگ جو مال کو اللہ تعالیٰ کی رضا کے کاموں میں خرچ کر گئے...... آج وہ مرنے کے بعد اس مال کے مزے لوٹ رہے ہیں...... اور دنیا میں بھی اللہ پاک نے اُن کو کسی کا محتاج نہیں فرمایا...... صدیق اکبرؓ نے غزوۂ تبوک میں اپنا تمام مال حتیٰ کہ گھر کا سوئی دھاگہ بھی دے

دیا...... تو کیا اللہ تعالیٰ نے اُن کو بھیک مانگنے کا محتاج کیا؟...... نہیں بلکہ اُن کو اتنا دیا کہ ساری زندگی خرچ پر خرچ کرتے چلے گئے...... اور پورے جزیرۃ العرب کا مال اُن کے قدموں میں آ گرا...... ہمارے حکمران آج جس طرح سے کشکول اٹھا کر بھیک مانگتے پھر رہے ہیں اُسے دیکھ کر دل خون کے آنسو روتا ہے...... امریکہ کی طرف سے ''کیری لوگر بل'' آخر کیا ہے؟...... مال کے بدلے اپنی عزت کا سودا...... ہم ملک سے جہاد کا نام ختم کر دیں گے ہمیں پیسے دو...... ہم ملک کے ایٹمی اثاثے تمہارے حوالے کر دیں گے ہمیں پیسے دو...... ہم ملک میں سے دینداری ختم کر دیں گے ہمیں پیسے دو...... ''کیری لوگر بل'' پاکستان کے وجود پر ایک خنجر ہے...... اور پاکستان کا وجود پہلے سے زخمی زخمی ہے...... پرویز مشرف خود ایک حریص اور لالچی انسان تھے وہ فوج کو بھی بلڈنگیں، پلازے بنانے پر لگا گئے...... اور حکومت کا رخ بھی صرف اور صرف مال کی طرف پھیر گئے...... کوئی ہے جو مسلمانوں کو سمجھائے کہ لالچی اور حریص انسان ''برائلر مرغی'' کی طرح کمزور اور بے بس ہو جاتا ہے...... امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جس آدمی کو ہر وقت اُن چیزوں کی فکر رہتی ہو جنہیں وہ پیٹ میں ڈال سکے تو اُس کی قدر و قیمت اُس چیز کے برابر رہ جاتی ہے جو پیٹ سے نکلتی ہے...... پاکستان کی خارجہ پالیسی ''غلامانہ'' اور داخلہ پالیسی ''ظالمانہ'' چلی آ رہی ہے...... خارجہ پالیسی کی بنیاد تو ایک قادیانی ''سر ظفر خان'' نے رکھی...... وہ پاکستان کا پہلا وزیر خارجہ تھا اور اُس نے اپنی باقی عمر یورپ کی نوکری میں گزاری......

پاکستان کو بچانے کی فکر میں ''مجاہدین'' کو مارنے والا ''پرویز مشرف'' اپنے محبوب پاکستان کو چھوڑ کو کیوں بھاگ گیا؟...... پانچ سال تک پاکستان کو ترقی کے خواب دکھانے والا سود خور ''شوکت عزیز'' آج پاکستان آ کر کیوں نہیں رہتا؟...... ملاّ عبدالسلام ضعیف نے اپنی ''داستان قید'' میں لکھا ہے کہ جب اُن کو پاکستان میں گرفتار کیا جا رہا تھا تو ایک کالے سے موٹے افسر نے کہا...... ہم پاکستان کو بچانا چاہتے ہیں...... اور جب اُن کو امریکہ کے ہاتھوں فروخت کیا گیا تب بھی یہی بتایا گیا کہ...... ہم کیا کریں ہمیں اپنے ملک کو بچانا ہے...... ان تمام

لوگوں نے ملک کو کتنا بچالیا؟...... جو بھی حکومت سے ہٹتا ہے یا نوکری سے ریٹائر ہوتا ہے سیدھا امریکہ یا کسی اور ملک جا بستا ہے...... ’’سرظفر خان‘‘ بھی پاکستان کا ’’وزیر خارجہ‘‘ بنا رہا...... اور جب نوکری سے فارغ ہوا تو ’’ہیگ‘‘ میں یورپ کی ایک عالمی عدالت کا جج بن گیا......

اُس نے پاکستان کی ’’خارجہ پالیسی‘‘ کو مکمل ’’غلامانہ‘‘ بنایا...... اور پھر بعد والوں میں سے کسی کو ہمت نہ ہوئی کہ اس میں کچھ تبدیلی کرسکیں...... پرویز مشرف کو بھی وزراتِ خارجہ کے لئے جو شخص موزوں نظر آیا وہ ’’عبدالستار‘‘ تھا...... ’’بلانوش‘‘ یعنی اتنی شراب پینے والا کہ مدہوشی طاری ہو جائے...... جی ہاں غلامی تو شراب اور پیشاب پی کر ہی کی جاسکتی ہے ورنہ مسلمان ماں کا دودھ پینے والا کوئی انسان سونے میں تُل کر بھی غلامی گوارہ نہیں کرسکتا...... ہمارے مُلک کے سفارتخانے پوری دنیا میں بدنام ہیں...... ان سفارتخانوں کی بھرتی موٹی رشوتوں اور سفارشوں سے ہوتی ہے...... اور پھر لالچی انسانوں کا یہ گروہ رشوت میں دیا ہوا پیسہ واپس لینے ...... اور مزید پیسہ بنانے کی فکر میں ہر بُرائی کرتا ہے...... ہر ملک کا سفارتخانہ اپنے شہریوں کی ’’پناہ گاہ‘‘ ہوتا ہے...... جب کہ پاکستانی سفارتخانے پاکستانی شہریوں کو بے عزت کرتے ہیں، اُن کو فروخت کرتے ہیں...... اور اُن کے لئے اپنے دروازے بند رکھتے ہیں...... آپ ’’ایران‘‘ کا ریڈیو سُن لیں پچاس فیصد خبریں اور تبصرے پاکستان کے خلاف ہوتے ہیں...... مگر پاکستان کے ریڈیو پر ایران کے خلاف ایک لفظ بھی نہیں بولا جاسکتا...... وجہ یہ ہے کہ یہ بھی غلامانہ خارجہ پالیسی کا ایک قانون ہے...... امریکی آپ کو ماں کی گالی دے سکتا ہے مگر آپ امریکہ کے خلاف کچھ نہیں کہہ سکتے...... یہ ہماری خارجہ پالیسی ہے...... فوج میں پھر بھی ’’انڈیا‘‘ کے خلاف کچھ ذہن ہے ورنہ خارجہ پالیسی کے مطابق...... انڈیا بھی ہمارا بہترین دوست ہے......

دوسری طرف مُلک کی ’’داخلہ پالیسی‘‘...... ظالمانہ ہے...... اس پالیسی کا پہلا اصول یہ ہے کہ پاکستان کا دینی طبقہ ’’خطرناک‘‘ اور ’’مشکوک‘‘ ہے...... وجہ یہ ہے کہ انگریزوں نے جاتے وقت جو فائلیں دی تھیں ان میں لکھا ہوا تھا کہ ’’سرکار‘‘ کو سب سے زیادہ خطرہ مذہبی لوگوں سے ہے......

انگریز کی فائلیں ابھی تک چل رہی ہیں...... کسی وزیر داخلہ میں ہمت نہیں کہ وہ ان میں کوئی تبدیلی کرے اور پاکستان کے دینی طبقے کو بھی پاکستان کا شہری تسلیم کرے...... اکثر وزراء داخلہ وہ گذرے ہیں جنہیں ناچنے، گانے اور شرابیں پینے سے فرصت ہی نہیں ملتی...... اسی پالیسی کا نتیجہ ہے کہ آج پاکستان کا ایک بہت بڑا طبقہ یہ فیصلہ کرنے پر مجبور ہے کہ ہمارا پاکستان میں گزارہ نہیں ہے...... اور یہ ملک ہمارا نہیں غیروں کا ہے...... پاکستان کے حالات ٹھیک کرنے کے لئے ضروری ہے کہ...... ان دو وزارتوں کی پرانی فائلیں ختم کر کے ان کو اسلامی اصولوں پر مبنی پالیسی دی جائے...... مگر یہ کام کون کرے؟ پیسہ بنانے کی فکر حکمرانوں کے سروں پر سوار ہے...... اسلام آباد میں ہر کام کے ''ریٹ'' مقرر ہو چکے ہیں...... اور اسلام آباد کو 'امریکہ باد' بنانے کے لئے اُن کو دھڑا دھڑ زمینیں دی جا رہی ہیں...... چلیں چھوڑیں ان باتوں کو...... انشاء اللہ جہاد جس رفتار سے ترقی کر رہا ہے...... اس میں بہت اُمید ہے کہ صرف پاکستان ہی نہیں بلکہ...... پوری دنیا کے حالات انشاء اللہ اچھائی کی طرف پھرنے والے ہیں...... مجھے اور آپ کو اس وقت اِس بات کی فکر کرنی چاہیئے کہ کہیں ہمارا نفس تو لالچی اور بخیل نہیں بن گیا...... کہ ہم باہر کے پرویز مشرف پر تو تنقید کرتے رہیں جب کہ خود ہمارے اندر ایک لالچی اور حریص پرویز مشرف بیٹھا ہو...... ہم روزانہ اللہ تعالیٰ سے دعاء کیا کریں کہ وہ ہمیں بخل اور لالچ سے بچائے

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْبُخْلِ وَالْجُبْنِ

اے میرے پروردگار مجھے بخل اور بزدلی سے اپنی پناہ عطاء فرمایئے۔

تفسیر قرطبی میں ہے کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعاء مانگا کرتے تھے

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ شُحِّ نَفْسِیْ وَاِسْرَافِھَا وَوَسَاوِسِھَا

یا اللہ میں آپ کی پناہ چاہتا ہوں اپنے نفس کی لالچ سے اور اُس کے اسراف اور وساوس سے...... ایک تابعی بزرگ حضرت ابو الھیاج اسدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے طواف کے دوران ایک شخص کو دیکھا کہ وہ صرف ایک ہی دعاء مانگ رہے ہیں

اَللّٰھُمَّ قِنِی شُحَّ نَفْسِیْ

(یا اللہ مجھے میرے نفس کے لالچ سے بچالیجئے)

میں نے وجہ پوچھی تو ارشاد فرمایا!...... اگر میں نفس کے لالچ سے بچ گیا تو نہ چوری کروں گا، نہ بدکاری کروں گا اور نہ کوئی اور گناہ...... بعد میں معلوم ہوا کہ وہ شخص جو طواف میں صرف یہی ایک دعاء مانگ رہے تھے مشہور صحابی عبدالرحمٰن بن عوف ؓ تھے......جن کے لئے حضور اکرم ﷺ نے واضح الفاظ میں ''جنت'' کی بشارت دی ہے...... حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا!

''کسی بندے کے پیٹ میں جہاد کا غبار اور جہنم کا دھواں کبھی جمع نہیں ہو سکتے اور کسی بندے کے دل میں لالچ اور ایمان کبھی جمع نہیں ہو سکتے'' (سنن نسائی از فتح الجواد، جلد۴)

ان روایات کو پڑھنے کے بعد کیا خیال ہے؟...... ہمیں چاہئے کہ یہ روایات پڑھتے ہی کچھ ''مال'' چپکے سے اللہ تعالیٰ کے راستے میں دے دیں...... یا کسی حاجت مند کو دے دیں...... اور دیں اس طرح کہ کسی کو بھی خبر نہ ہو......اور نیت یہ کریں کہ یا اللہ صرف آپ کی رضا کے لئے دے رہا ہوں اسے میرے لئے آخرت کا ذخیرہ بنا دیجئے...... مال دینے کے بعد فوراً......الحمدللہ پڑھ کر مالک الملک کا شکر ادا کریں کہ...... یا اللہ کیسی زبردست کریمی فرمائی کہ مجھ نالائق سے مال قبول فرمالیا......الحمدللہ، الحمدللہ، الحمدللہ...... یا اللہ مجھے اور بھی توفیق عطاء فرما......اور پھر اس مال کے دنیا میں کسی بھی بدلے کی خواہش دل میں نہ لائیں بلکہ اُسے آخرت کے لئے محفوظ رکھیں......

یہ تو ہوا پہلا کام......اور دوسرا کام یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی وہ احادیث مبارکہ پڑھیں جو مال اور دنیا کی محبت ختم کرنے والی ہیں...... ممکن ہے کہ آپ کو اس موضوع کی چند مبارک احادیث القلم کے اسی شمارے میں مل جائیں...... ورنہ ریاض الصالحین یا معارف الحدیث میں ضرور پڑھ لیں......اور تیسرا کام یہ ہے کہ آج کے کالم میں جو تین دعائیں بیان ہوئی ہیں ان کو نہایت اہتمام سے معمول بنالیں...... خصوصاً نفل نماز کے سجدے میں گڑگڑا کر یہ دعائیں مانگنا انشاء اللہ بہت

مفید ہوگا......

اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ سب کو معاف فرمائے......اور مجھے اور آپ سب کو بخل، حرص، لالچ اور حُبِّ دنیا سے بچائے......

آمین یاارحم الرحمین

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ سیدنا محمد والہ وصحبہ وسلم تسلیماً کثیرا کثیرا کثیرا

غلامی نامہ مسترد

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بہت تاثیر رکھی ہے.....قرآنِ مجید بہت ہی اونچی کتاب ہے...... یہ کلام اللہ ہے یعنی خود اللہ جلّ شانہ کا عظیم کلام...... مکہ کے مشرک جو ضد کی وجہ سے ایمان نہیں لا رہے تھے چھپ چھپ کر قرآن مجید سنتے تھے.....نضر بن حارث، عتبہ بن ربیع اور ابوجہل یہ سب بڑے فصیح و بلیغ اور جادو بیان تھے......مگر جب رات کو چھپ کر آتے اور رسول اللہ ﷺ کی تلاوت سنتے تو اُن کے ہوش اُڑ جاتے...... جنات کے لشکر آسمانوں پر اُڑ رہے تھے......انہوں نے تلاوت کی آواز سنی تو زمین پر اُتر آئے......اور قرآن پاک سُن کر ایمان لے آئے......عمر بن خطاب اپنے گھر سے تلوار لے کر نور نبوت کو بجھانے کے لئے نکلے مگر قرآن پاک کی چند آیتیں سن کر......خود اس نور سے منور ہو کر فاروق اعظم ؓ بن گئے......اور بعد میں بھی یہ حالت رہی کہ ایک بار کسی نے آپ ؓ کے سامنے یہ آیت پڑھی

اِنَّ عَذَابَ رَبِّکَ لَوَاقِعٌ، مَالَهُ مِنْ دَافِعٍ

ترجمہ: بے شک آپ کے رب کا عذاب ضرور واقع ہونے والا ہے کوئی اِس کو ٹالنے والا نہیں......

حضرت عمر رضی ؓ نے یہ سن کر ایک چیخ ماری اور بے ہوش ہو کر گر پڑے......لوگ آپ کو اُٹھا کر آپ کے گھر لے گئے اور آپ اللہ تعالیٰ کے خوف اور ڈر سے ایک مہینہ تک بیمار پڑے رہے...... وزیرستان میں فوجی آپریشن شروع ہو چکا ہے......رات بی بی سی پر خبریں سنیں تو فوج والے مقامی طالبان کو اور مقامی طالبان فوج والوں کو مارنے کے دعوے کر رہے تھے...... مجھے یہ سب کچھ اچھا

نہیں لگا...... دل میں درد کی ٹیسیں اُٹھ رہی ہیں اور دماغ مسلسل جھٹکے کھا رہا ہے...... امریکہ کا شاطر سینیٹر ''جان کیری'' پاکستان آیا ہوا ہے...... یہ انڈین لابی کا شرارتی شخص ہے...... ہمارے وزیر خارجہ صاحب کی اس سے گہری دوستی ہے...... پاکستان کو برباد اور تباہ کرنے میں جو کسر رہ گئی تھی وہ ''کیری لوگر بل'' کے ذریعہ پوری کی جارہی ہے...... آج اخبار بھی خریدا اس میں لاشوں کی تصویریں...... اور مدارس پر چھاپوں کے فوٹو تھے...... اسلام آباد کے معروف دینی ادارے ''جامعہ محمدیہ'' میں پولیس والے گھس رہے تھے...... پولیس والوں کو نماز کا کہو تو کہتے ہیں کپڑے خراب ہیں لیکن جب چھاپے کا حکم ملے تو بوٹوں سمیت مسجدوں اور مدرسوں میں گھس جاتے ہیں...... وزیر داخلہ صاحب کے بیانات بھی تھے...... کافی مایوس کن اور تکلیف دہ...... کچھ کالم بھی تھے کیری لوگر بل کیخلاف...... اور کچھ کالم حکومت کو مزید سختی کرنے پر اُکسا رہے تھے...... ڈاکٹر عائشہ صدیقہ کا کالم تھا...... پڑھ کر اندازہ ہوا کہ محترمہ کو نہ قبر یاد ہے نہ آخرت...... نہ اُن کو اپنے دین سے کچھ غرض ہے اور نہ اپنے تاریخی ورثے سے...... غم اور افسوس کی اسی حالت میں وضو کر کے ''داتا دربار'' آ بیٹھا...... جی ہاں حضرت شیخ علی بن عثمان ہجویری ؒ کی صحبت میں بیٹھا ہوا ہوں...... لاہور والے اُن کو ''داتا'' کہتے ہیں...... یعنی دینے والا...... شاید یہ لفظ انہوں نے ہندوؤں کے لفظ ''دیوتا'' سے اُدھار لیا ہے...... مجھے حضرت کے مزار پر حاضری کا کبھی اتفاق نہیں ہوا...... مگر اُن کے ساتھ دوستی بہت قریب کی ہے...... اُن کی بلند پایہ تصنیف ''کشف المحجوب'' میرے پاس موجود ہے...... اور اس کے ذریعے اُن کی صحبت میں جا بیٹھتا ہوں...... آج بہت غم کی حالت میں آ کر ''کشف المحجوب'' اُٹھائی...... غم تو کیا تھوڑی دیر میں تو خود کو بھی بھول گیا...... حضرت ؒ آج قرآن پاک پڑھنے اور سننے کے فضائل بیان فرما رہے ہیں...... میں وہی پڑھنے میں مگن تھا یاد آیا کہ ''رنگ و نور'' لکھنے کا وقت ہے...... اس لئے آج آپ سب کو بھی اس محفل میں شریک کر لیا ہے...... کالم کے شروع میں قرآن پاک کے بارے میں جو باتیں عرض کی ہیں وہ اکثر حضرت شیخ ؒ کی کتاب میں موجود ہیں...... اب میرے دل سے غم اور صدمہ کچھ ہلکا ہو رہا

ہے...... حضرت شیخ ؒ نے گویا یہ اشارہ دیا ہے کہ...... مسئلے کا حل ’’قرآن مجید‘‘ ہے...... مجھے یاد ہے کہ آج سے آٹھ سال پہلے پاکستان کے اخبارات میں کسی اللہ کے بندے نے ایک اشتہار دیا تھا...... اس میں پاکستان کی افواج کو کہا گیا تھا کہ آپ لوگ سورۃ احزاب اور سورۃ الفتح کو خوب سمجھ کر تلاوت کریں ورنہ آپ لوگوں پر اللہ تعالیٰ کا عذاب آنے والا ہے...... یہ اشتہار کسی خواب کی بنیاد پر تھا...... یقینی بات ہے کہ کسی نے توجہ نہیں کی ہوگی...... اُس وقت پاکستان میں فوج کی بہت قدر تھی...... میں دیکھتا تھا کہ فوجیوں کے لمبے لمبے قافلے امن کے ساتھ سفر کرتے تھے اور فوجی جوان اپنے ٹرکوں پر سوتے نظر آتے تھے...... اگر قرآن پاک سے رہنمائی لینے کی توفیق ملتی تو وہ امن قائم رہتا...... مگر قرآن پاک سے قسمت والے لوگ ہی فائدہ اُٹھاتے ہیں...... کوئی ہے جو پاکستان کے موجودہ حکمرانوں کو قرآن پاک سنا اور سمجھا سکے؟ ظالم انگریز نے نظام تعلیم ہی ایسا دیا کہ ’’قرآن پاک‘‘ سے محرومی رہے...... اور جو لوگ تھوڑا بہت قرآن پاک کی طرف متوجہ ہوں تو اُن کے لئے...... ڈاکٹر جاوید غامدی جیسے پردہ پوش ڈاکو بیٹھے ہیں...... قرآن پاک تو لمحوں میں دل کی حالت بدل دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی محبت کا نور دل میں بٹھا دیتا ہے...... حضرت ہجویری ؒ فرماتے ہیں...... ایک بزرگ کہتے ہیں کہ ایک بار میں قرآن پاک کی تلاوت کر رہا تھا:

وَاتَّقُوا یَوْمًا تُرْجَعُوْنَ فِیْهِ اِلَى اللّٰهِ

ترجمہ: اس دن سے ڈرو جس میں تم اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹائے جاؤ گے......

اچانک ایک غیبی آواز آئی کہ آہستہ پڑھو...... اس آیت مبارکہ کی ہیبت سے چار ’’جنات‘‘ مر چکے ہیں......

ہمارے حکمران تو قرآن پاک سننا ہی نہیں چاہتے...... سابقہ حکومت کے وزیر داخلہ معین الدین حیدر سے میں نے ایک مجلس میں کہا تھا...... آپ وقت نکالیں میں آپ کو قرآن مجید کی آیات جہاد سناتا ہوں اس کے بعد آپ فیصلہ کریں کہ جہاد کے بارے میں آپ کا نظریہ کیا ہونا چاہئے...... مگر اُن کو توفیق نہ ملی بلکہ مزید دشمنی پر اُتر آئے...... وہ قرآن پاک کا علم رکھنے والوں کو ’’قاعدہ

پڑھانے والے جاہل'' کہا کرتے تھے......

ایک اور فوجی جرنیل سے بندہ نے کہا کہ......اگر آپ کو قرآن پاک پڑھنا نہیں آتا اور نہ آپ اس کے احکامات کو سمجھتے ہیں تو اس زندگی اور ان عہدوں کا کیا فائدہ؟......انہوں نے کچھ اثر لیا اور کہنے لگے ریٹائرمنٹ کے بعد میں ضرور قرآن پاک پڑھوں گا......رات بھی بی بی سی پر ایک ریٹائر جنرل صاحب وزیرستان آپریشن کی مخالفت کر رہے تھے......کاش حاضر ڈیوٹی آرمی چیف کو بھی قرآن پاک سے رہنمائی لینے کی توفیق مل جائے......قرآن پاک میں ''کیری لوگر بل'' کے بارے میں پیشگی احکامات موجود ہیں......مگر جن لوگوں نے بزرگوں کے مزاروں سے نذر نیاز ہی کمانی ہو اُن کو کیا فرق پڑتا ہے کہ ملک غلام ہو یا آزاد...... جب انگریز کی حکومت تھی تب بھی مزاروں پر قوالیاں آزاد تھیں اور آج بھی آزاد ہیں...... ہندوستان میں بھی مزاروں پر کوئی پابندی نہیں...... بلکہ کافروں کی تو یہی خواہش ہے کہ تمام مسلمان قرآن پاک کو چھوڑ کر مزاروں کا رُخ کریں...... اور اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر قبروں کو سجدے کریں...... ملک کے موجودہ حکمرانوں کی اکثریت وہی ہے جن کو کسی غلامی یا آزادی سے کوئی فرق نہیں پڑتا......اس لئے وہ بار بار کہتے ہیں کہ ''کیری لوگر بل'' کی مخالفت کرنے والے احمق ہیں......ہمیں مفت میں سالانہ ڈیڑھ ارب ڈالر مل رہے ہیں...... حضرت ہجویریؒ فرماتے ہیں...... اللہ تعالیٰ نے اُن لوگوں کو ملامت فرمائی ہے جو قرآن پاک کو اس طرح سے نہیں سنتے جس طرح اُس کو سننے کا حق ہے......یعنی کانوں سے سن کر دل تک نہیں پہنچاتے...... اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَعَلٰى سَمْعِهِمْ وَعَلٰى اَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں پر اور ان کے کانوں پر مُہر لگا دی ہے اور ان کے دلوں پر پردہ ہے......

اور اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن جہنم والے کہیں گے

لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ اَوْ نَعْقِلُ مَا كُنَّا فِيْٓ اَصْحٰبِ السَّعِيْرِ

ترجمہ: اگر ہم حق کے ساتھ قرآن پاک کو سنتے اور سمجھتے تو ہم جہنم والوں میں نہ ہوتے......

اور کچھ لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں جو ظاہری طور پر قرآن پاک سنتے ہیں لیکن اُن کے دلوں پر پردہ...... اور کانوں میں بہرہ پن ہوتا ہے پس وہ بالکل اس کا اثر نہیں لیتے...... اللہ پاک کا فرمان ہے

وَمِنۡهُمۡ مَنۡ يَّسۡتَمِعُ اِلَيۡكَ وَجَعَلۡنَا عَلٰى قُلُوۡبِهِمۡ اَكِنَّةً اَنۡ يَّفۡقَهُوۡهُ وَفِىۡ اٰذَانِهِمۡ وَقۡرًا

ترجمہ: اور ان میں سے بعض آپ کی طرف توجہ سے سنتے ہیں اور ہم نے ان کے دلوں پر پردہ ڈال رکھا ہے کہ وہ اسے سمجھ سکیں اور ان کے کانوں میں بوجھ ہے......

''کیری لوگر بل'' جیسے غلامی نامے'' کی وکالت کرنے والوں کو چاہئے وصیت کر جائیں کہ ...... اُن کے مرنے کے بعد اُن کی روح کے لئے ''کیری لوگر بل'' پڑھا جائے...... قرآن پاک کا ایصال ثواب تو اُسی کو فائدہ دے سکتا ہے جو قرآن پاک کو مانتا ہو......

کچھ عرصہ پہلے میں ایک مرحوم قاری صاحب کے حالاتِ زندگی پڑھ رہا تھا...... وہ قومی اسمبلی کے اجلاس میں صدر کی تقریر سے پہلے تلاوت اور اس کا ترجمہ پیش کرتے تھے...... وہ فرماتے ہیں کہ بعض آیات اور ان کے ترجمے سے ملک کے حکمران کافی سیخ پا اور غصے ہوتے تھے اور کہتے تھے کہ (نعوذ باللہ) یہ آیات سخت ہیں آپ کوئی اور پڑھا کریں......

ہے کوئی علاج ایسے بد دماغ اور محروم لوگوں کا؟...... افغانستان میں سوویت یونین کیخلاف جہاد ہوا تو اہل پاکستان نے خوب تعاون کیا...... اس نیکی کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے پاکستان کو چار نعمتیں عطاء فرمائیں......

(۱) افغانستان کے طالبان (جو پاکستان کا مضبوط دفاع تھے)

(۲) جہاد کشمیر

(۳) ایٹم بم

(۴) مضبوط فوج

دشمنوں نے فیصلہ کیا کہ یہ چاروں چیزیں پاکستان سے کھینچ لی جائیں...... صدر مشرف کے ذریعے ''طالبان'' پر حملہ کر کے اُن کی حکومت ختم کی گئی...... پرویز مشرف نے تقریر میں کہا کہ ہم نے طالبان کیخلاف امریکہ کا تعاون اپنے ایٹمی اثاثوں اور جہاد کشمیر کو بچانے کیلئے کیا ہے...... پہلی نعمت تو اس طرح سے چھن گئی...... اور افغانستان ہمارے دشمنوں کا اڈا بن گیا...... آخر ایک کھنڈر ملک میں انڈیا کو اپنے سترہ سفارتخانے کھولنے کی کیا ضرورت ہوسکتی ہے؟...... پھر دشمنوں کا ہاتھ جہاد کشمیر کی طرف بڑھا...... پرویز مشرف نے کہا میں نے کشمیر کو کیا کرنا ہے میرے لئے تو پاکستان سب کچھ ہے...... انڈیا کو بارڈر پر باڑ لگانے دی گئی اور جہادی تنظیموں کیخلاف وسیع کریک ڈاؤن ہوا...... اور اب ''کیری لوگر بل'' کے ذریعے پاکستان کے ایٹمی اثاثے ختم کرنے کا فیصلہ ہوا ہے...... اور فوج کو ختم کرنے کیلئے اس بل میں یہ شرط لگا دی گئی ہے کہ پاکستان سے ''جہادی کلچر'' کا خاتمہ کیا جائے...... فوج جب اپنے لوگوں سے لڑے گی تو بالآخر ختم ہوجائے گی یا بہت کمزور ہوجائے گی...... اس لئے کہ ''ظلم'' کسی مسلمان کو ہضم نہیں ہوتا...... حضرت شیخ ہجویری ؒ آج کی مجلس میں ہم سب کو قرآن پاک کی طرف رجوع کرنے کا حکم دے رہے ہیں...... ہمیں چاہئے کہ خوب توجہ سے تلاوت کر کے...... وزیرستان آپریشن اور اسی طرح کے دیگر آپریشن بند ہونے کی دعاء کریں...... قرآن پاک کی برکت سے انشاء اللہ دعاء قبول ہوگی...... پاکستان آرمی اور مقامی طالبان کو چاہئے کہ قرآن پاک سے رہنمائی لیں اور پہلے کی طرح آپس میں امن اور صلح کا معاہدہ کرلیں...... اور ہم سب مسلمانوں کو چاہئے کہ...... روزانہ قرآن پڑھیں...... قرآن پاک پڑھنا سیکھیں، قرآن کو سمجھیں، قرآن پاک سے رہنمائی لیں...... اور قرآن پاک پر عمل کی اللہ تعالیٰ سے توفیق مانگیں...... اور ختم قرآن کے موقع پر جو دعاء پڑھی جاتی ہے اُسے اپنی روزانہ کی دعاؤں میں شامل کرلیں...... بے شک ہم قرآن پاک کے محتاج ہیں

اَللّٰھُمَّ اٰنِسْ وَحْشَتِیْ فِیْ قَبْرِیْ اَللّٰھُمَّ ارْحَمْنِیْ بِالْقُرْآنِ الْعَظِیْمِ
وَاجْعَلْہُ لِیْ اِمَامًا وَّنُوْرًا وَّھُدًی وَّرَحْمَۃً
اَللّٰھُمَّ ذَکِّرْنِیْ مِنْہُ مَانَسِیْتُ وَعَلِّمْنِیْ مِنْہُ مَا جَھِلْتُ وَارْزُقْنِیْ تِلَاوَتَہٗ
اٰنَاءَ اللَّیْلِ وَاٰنَاءَ النَّھَارِ وَاجْعَلْہُ لِیْ حُجَّۃً یَارَبَّ الْعَالَمِیْنَ
آمین یا ارحم الراحمین
وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ سیدنا محمد والہ وصحبہ وسلم
تسلیما کثیرا کثیرا.

آسان راستہ

اللہ تعالیٰ کبھی بھی اس زمین کو اپنے ’’دوستوں‘‘ سے خالی نہیں فرماتے...... ہر زمانے میں اللہ تعالیٰ کے ’’اولیاء‘‘ موجود رہتے ہیں......اور وہ حضرات انبیاء علیہم السلام کے طریقے پر ہوتے ہیں......اللہ تعالیٰ کے ’’اولیاء‘‘ کی بڑی علامت یہ ہے کہ وہ ’’ارکانِ اسلام‘‘ ......یعنی اسلام کے فرائض کا بہت اہتمام کرتے ہیں......اور ’’عبادت‘‘ میں بہت محنت کرتے ہیں......

عبادت کا چھوڑنا گمراہی ہے

تبع تابعین میں ایک بڑے بزرگ گزرے ہیں...... اُن کا نام تھا حضرت یحییٰ بن معاذ الرازی...... رحمۃ اللہ علیہ...... وہ بہت عبادت گزار اور اونچے حال والے ولی تھے اور اللہ تعالیٰ کی رحمت کی بہت ’’مضبوط امید‘‘ رکھتے تھے......اُن سے کسی نے پوچھا! آپ ایک طرف تو اللہ تعالیٰ کی رحمت کے ’’امیدوار‘‘ ہیں دوسری طرف آپ کا عمل ایسا ہے کہ جیسے آپ اللہ تعالیٰ کے سخت ’’خوف‘‘ میں مبتلا ہوں؟......حضرت یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا!

’’اے بیٹے! عبادت کا چھوڑ دینا گمراہی ہے، خوف اور امید دونوں ایمان کے دوست ہیں، جب تک عبادت نہ ہو اس وقت تک نہ خوفِ الٰہی درست ہو سکتا ہے اور نہ اُمید، لیکن جب عبادت کا درجہ حاصل ہو جائے تو خوف اور امید سب عبادت بن جاتے ہیں‘‘

یعنی عبادت کرنے والا شخص اگر اللہ تعالیٰ کی رحمت کا امیدوار ہو تو یہ امید بھی...... مستقل عبادت بن جاتی ہے......اور اگر وہ اللہ تعالیٰ کے عذاب سے خوف رکھتا ہو تو اُس کا یہ خوف بھی عبادت ہے......

معمولات کیوں چھوٹ جاتے ہیں

میرے پاس آنے والے اکثر خطوط میں لکھا ہوتا ہے کہ...... معمولات میں سستی ہو رہی ہے...... یا معمولات چھوٹ گئے ہیں؟...... عجیب بات ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اپنی ''عبادت'' کے لئے پیدا فرمایا...... اور ہم سے تھوڑی سی عبادت بھی نہیں ہوتی...... ہمارے معمولات تو بہت تھوڑے ہیں...... اگر یہ بھی نہیں ہوتے تو پھر زندگی کا کیا فائدہ ہے؟...... زندگی کا سارا مزہ ''عبادت'' میں ہے...... اگر عبادت نہیں کرتے تو پھر کیا کرتے ہیں؟...... غیبت؟...... وہ تو کبیرہ گناہ ہے...... فضول باتیں؟...... وہ تو انسان کو ذلیل کر دیتی ہیں...... گناہ؟ وہ تو انسان کو برباد کر دیتے ہیں......

اللہ کے بندو! ہم سب کو وہ کام کرنا چاہئے جس کے لئے ہم پیدا ہوئے ہیں اور وہ کام ہے عبادت...... اور عبادت کا معنیٰ ہے ''غلامی''...... اور غلام کا کام ہے اپنے مالک کے بتائے ہوئے کاموں میں لگے رہنا...... اور اُن سے کبھی غافل نہ ہونا......

دل لگے یا نہ لگے

کچھ لوگ کہتے ہیں کہ تلاوت، نماز اور ذکر میں دل نہیں لگتا...... اس لئے ہم نے چھوڑ دیا...... بعض لوگ کہتے ہیں کہ معمولات میں پہلے مزہ آتا تھا اب نہیں آتا...... اس لئے ہم سے سستی ہو جاتی ہے...... ارے اللہ کے بندو! مزہ آئے یا نہ آئے دل لگے یا نہ لگے خود کو باندھ کر فرائض، باجماعت نماز اور معمولات کا پابند بناؤ...... باقی تمام باتیں شیطان کا دھوکہ ہیں...... عبادت مزے کے لئے نہیں کی جاتی بلکہ اللہ تعالیٰ کا حکم سمجھ کر کی جاتی ہے...... اس میں ظاہری مزہ آ جائے تب بھی ٹھیک نہ آئے تب بھی ٹھیک...... کوئی ملازم اپنے افسر سے کہے کہ دفتر میں دل نہیں لگتا اس لئے میں نہیں آؤں گا...... ایسے ملازم کو ملازمت سے نکال دیا جاتا ہے...... کہیں ایسا نہ ہو کہ ہمیں بھی بندگی اور عبادت سے نکال دیا جائے اور ہم (نعوذ باللہ) شیطان کے ملازم بن جائیں...... اس لئے آج سے ہی تمام فرائض اور تمام معمولات مکمل کرنے کا عزم کر لیں...... جب تک

معمولات پورے نہ ہوں نیند نہ کریں اور نہ ہی کسی دوسرے کام میں مشغول ہوں......وقت تیزی سے گزر رہا ہے اور قبر منہ پھاڑ کر قریب آ رہی ہے......

ایک عجیب بات

اکثر خطوط میں لکھا ہوتا ہے کہ ایک ہزار بار ''اللہ اللہ'' کے معمول میں سستی ہوتی ہے......یعنی اللہ کے بندے اور اللہ کی بندیاں......اللہ تعالیٰ کا نام پکارنے میں سست......انا اللہ وانا الیہ راجعون ......اللہ تعالیٰ کا نام نہیں لیں گے تو پھر کس کا نام لیں گے؟......اللہ تعالیٰ کا نام نہیں لیں گے تو دل اور روح کو غذا کہاں سے ملے گی؟...... ''اللہ اللہ'' کا ذکر تو تمام اذکار کا بادشاہ ہے......اس کو کبھی نہ چھوڑیں......سات آٹھ منٹ کا یہ ذکر ہمیں لاکھوں فتنوں اور گناہوں سے بچاتا ہے......آپ ایسا کریں کہ تلاوت کے بعد معمولات میں سب سے پہلے اسی کا اہتمام کریں......آغاز ''اللہ اللہ'' سے ہوگا تو آگے باقی معمولات بھی آسان ہو جائیں گے انشاء اللہ......

عجیب فائدہ

ابھی قریب زمانے میں ایک بزرگ گزرے ہیں...... بہت بلند پایہ عالم، بہترین مدرس اور مقبول مصنف......میں نے اُن کے حالاتِ زندگی پڑھے تو حیران رہ گیا کہ صرف تریسٹھ سال کی عمر میں وہ اتنا کام کیسے کر گئے؟......انہوں نے جتنی کتابیں لکھیں ہیں اگر کوئی اُن کو نقل کرنے بیٹھے تو پچاس سال گزر جائیں......میں نے اُن کے صاحبزادے سے پوچھا کہ حضرت کے وقت میں اتنی برکت کیسے ہوئی؟......انہوں نے جواب دیا کہ ''اللہ اللہ'' کے ورد کی برکت سے اُن کے وقت اور زندگی میں اللہ تعالیٰ نے برکت ڈال دی......بے شک درست فرمایا......

حضرت مولانا فقیر محمد پشاوری رحمہ اللہ روزانہ تیس ہزار بار ''اللہ اللہ'' کا ورد کرتے تھے......اللہ پاک ہمیں بھی نصیب فرمائے......

یہی تو اصل وقت ہوتا ہے

بعض ساتھیوں نے لکھا ہے کہ...... ہم اگر عبادت اور معمولات زیادہ کریں تو دل بے چین ہو جاتا ہے...... طبیعت بہت گھبراتی ہے...... اور گناہوں کے خیالات زیادہ آتے ہیں...... پھر اگر عبادت کم کر دیں تو طبیعت ٹھیک ہو جاتی ہے...... یہ کیفیت بہت سی خواتین اور مرد حضرات لکھتے ہیں...... اللہ کے بندو! یہی تو عبادت کا اصل وقت ہوتا ہے...... انسان جب بھی کچھ پانے لگتا ہے...... تو شیطان اس پر حملے کرتا ہے تا کہ انسان محروم ہو جائے...... آپ جب شہد کے چھتے کے قریب جائیں گے تبھی مکھیاں آپ پر حملہ کریں گی...... پھر جو مقابلہ کر کے آگے بڑھے گا وہ ''شہد'' کو پالے گا...... اور جو بھاگ جائے گا وہ وقتی آرام تو محسوس کرے گا مگر ''شہد'' سے محروم رہے گا...... جب دل پر بے چینی کا حملہ ہو اور گناہوں کے لشکر جمع ہو کر حملہ کر دیں تو یہ وہ وقت ہوتا ہے جب انسان کو اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت کچھ ملنے والا ہوتا ہے...... ایسے وقت میں نہایت ہمت اور حکمت سے عبادت کو جاری رکھنا چاہئے...... اور اللہ تعالیٰ کے سامنے آہ وزاری کو بڑھا دینا چاہئے...... یہ کافی مشکل ہوتا ہے...... لیکن اونچی نعمتیں پانے کے لئے مشکلات کو برداشت کرنا پڑتا ہے...... جب بھی دل پر شیطانی گناہوں کا حملہ ہو تو اللہ تعالیٰ سے عرض کریں یا اللہ! آپ کے بندے اور غلام پر حملہ ہو گیا ہے حفاظت فرما دیں...... اور اگر گناہ ہو جائے تو فوراً توبہ کے لئے پہنچ جائیں کہ یا اللہ پھر ظلم ہو گیا رحمت کا امیدوار ہوں...... یہ مقابلہ چند دن جاری رہتا ہے...... جو گر گر کر اٹھتا اور سنبھلتا ہے وہی بڑی نعمت پالیتا ہے...... اور جو گر کر مایوس ہو جاتا ہے وہ مقابلہ ہار جاتا ہے...... یہ شیطان اور نفس کے ساتھ باکسنگ کا مقابلہ ہے...... اس میں حملہ بھی کرنا ہوتا ہے اور دفاع بھی...... عبادت حملہ ہے اور استغفار دفاع...... اور مایوس ہو جانا ناک آؤٹ ہونے کی طرح ہے...... اللہ تعالیٰ میری اور آپ کی مدد فرمائے...... اس وقت ملکی حالات کافی مایوس کن...... اور خوفناک ہیں...... ہمیں ان حالات میں خود کو مایوسی سے بچانے کے لئے دعاء اور محنت سے کام لینا چاہئے...... آپریشن چلتے رہتے ہیں...... خوفناک بیانات آتے رہتے ہیں...... چھاپے پڑتے رہتے ہیں...... مکڑیاں اپنا جال بُنتی رہتی ہیں...... گیدڑ اور کتے شور مچاتے رہتے ہیں...... چوہے

انسانوں کو تنگ کرتے رہتے ہیں...... مگر حق، حق ہے...... اور حق نے بلند ہونا ہے...... کیونکہ اللہ تعالیٰ موجود ہے، اللہ تعالیٰ ایک ہے اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے......

آسان راستہ

اللہ تعالیٰ کی عبادت کا راستہ آسان ہے...... جبکہ شیطان کی غلامی کرنا بہت مشکل ہے...... شیطان اپنے ''غلاموں'' پر گدھے سے زیادہ بوجھ ڈالتا ہے...... کمپیوٹر اور فون پر گناہ کرنے والے اپنی نیند تک پوری نہیں کر سکتے، شیطان چھوڑتا ہی نہیں...... ناجائز عشق بازی کرنے والے آپس میں باتیں کرنے، ایک دوسرے کو دیکھنے...... اور ملنے کے لئے کتنی مصیبتیں اور تکلیفیں برداشت کرتے ہیں؟...... شیطان ایک ایک چیز کے لئے ترساتا ہے...... پہلے گناہ کرواتا ہے، پھر گناہ کو چھپانے کی محنت میں ڈالتا ہے...... اور پھر زندگی بھر بدنامی سے ڈرا ڈرا کر اور گناہ کرواتا ہے...... مال کی محبت والوں کو شیطان مال کی خاطر کتنا رسوا کرتا ہے؟...... یہ بہت لمبا موضوع ہے آپ خود تھوڑا سا غور کرلیں کہ...... شیطان کی غلامی کرنا کتنا مشکل کام ہے...... پہلے سگریٹ، پھر چرس پھر ہیروئن...... مگر شیطان کسی پر بھی دل کو مطمئن نہیں ہونے دیتا...... تب لوگ سپرٹ پیتے ہیں، بوٹ پالش کھاتے ہیں اور قبرستان سے مردوں کی کھوپڑیاں نکال کر ان میں نشہ کرتے ہیں...... مگر شیطان اُس وقت تک نہیں چھوڑتا جب تک مار نہ دے...... بازار میں جا کر حرام مال کمانے والوں کو دیکھ لیں...... شیطان کے حکم پر عیاشیاں کرنے والوں کو دیکھ لیں...... یا اللہ رحم فرما اور ہمیں شیطان کی بندگی سے بچا...... جبکہ اللہ تعالیٰ کی عبادت بہت آسان اور شاندار ہے...... کسی فدائی مجاہد کو کارروائی سے چند دن پہلے تہجد پڑھتا دیکھ لیں......

نماز آسان، روزہ لذیذ...... اور نکاح میں سکون...... وضو نہیں ہے تب بھی ''اللہ اللہ'' کہنے کی اجازت ہے...... آپ خود عبادات پر غور کریں...... ان میں آسانی ہے، نور ہے، صحت ہے، سکون ہے...... اور زندگی ہے...... پھر کیوں نہ شیطان سے ہاتھ چھڑا کر ہم اللہ تعالیٰ کی طرف دوڑ پڑیں...... کیا یہ مشکل ہے؟...... اگر مشکل ہے تو ایک کام کرلیں...... اچھی طرح وضو کر کے صرف

دو رکعت نماز ادا کر کے اللہ تعالیٰ سے مانگ لیں ...... یا اللہ مجھے اپنا مؤمن اور مخلص بندہ بنا...... مجھے اپنی مقبول عبادت کی توفیق عطاء فرما......اور مجھے شیطان کی غلامی اور بندگی سے بچا......

اور ہم سب سورۃ یٰس شریف کی ان آیات پر غور کریں...... جب قیامت کے دن مجرموں سے کہا جائے گا......

وَامْتَازُوا الْيَوْمَ اَيُّهَا الْمُجْرِمُوْنَ ہ اَلَمْ اَعْهَدْ اِلَيْكُمْ يٰبَنِىْ آدَمَ اَلَّا تَعْبُدُوا الشَّيْطٰنَ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ہ وَاَنِ اعْبُدُوْنِىْ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ہ وَلَقَدْ اَضَلَّ مِنْكُمْ جِبِلًّا كَثِيْرًا اَفَلَمْ تَكُوْنُوْا تَعْقِلُوْنَ ہ (یٰس ۵۹تا۶۲)

ترجمہ: ”اے مجرمو! آج الگ ہو جاؤ۔ اے آدم کی اولاد! کیا میں نے تمہیں تاکید نہ کر دی تھی کہ شیطان کی عبادت نہ کرنا کیونکہ وہ تمہارا صریح دشمن ہے اور یہ کہ (صرف) میری عبادت کرنا یہ سیدھا راستہ ہے۔ اور یقیناً اُس شیطان نے تم میں سے بہت سے لوگوں کو گمراہ کیا تھا کیا پس تم نہیں سمجھتے“......

ہمارے شیخ حضرت ہجویری ؒ فرماتے ہیں:

اللہ تعالیٰ زمین کو کسی دور میں محبت کے بغیر نہیں چھوڑتے اور اس اُمت کو ہرگز اپنے اولیاء (یعنی دوستوں) سے خالی نہیں فرماتے...... (کشف المحجوب)

بے شک اللہ تعالیٰ کی ”محبت“ ہر دور میں برستی رہتی ہے......اور اللہ تعالیٰ کے دوست اولیاء کرام ہر زمانے میں موجود رہتے ہیں...... یا اللہ اپنا فضل فرما کر ہم پر محبت کی نظر فرما......اور اے کریم ہمیں بھی اپنے دوستوں میں شامل فرما...... آمین یا ارحم الراحمین

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ سیدنا محمد والہ وصحبہ وسلم تسلیما کثیرا کثیرا.

☆......☆......☆

اندھیرا نہیں چراغ ڈھونڈو

اللہ تعالیٰ رحم فرمائے..... پاکستان میں بہت خون بہہ چکا ہے..... اور ابھی مزید بہہ رہا ہے..... پشاور کی ''پیپل منڈی'' کا دھماکہ بہت خوفناک تھا..... ایک مسجد، کئی طلبہ، ڈیڑھ سو کے لگ بھگ افراد شہید ہوگئے..... خبریں آرہی ہیں کہ چار دن سے بازار کی مسجد ملبے کے نیچے خود ملبے کا ڈھیر بن چکی ہے..... اس میں سے قرآن پاک پڑھنے والے دس طلبہ کی لاشیں ابھی تک نہیں نکالی جاسکیں..... اب نہ وہاں اذان ہے اور نہ نماز..... جبکہ پشاور کے تقریباً ہر محلے میں جنازے ہیں اور ہر گلی میں آہ و پکار..... ہندوستان نے افغان حکومت کی مدد سے ظلم کا یہ بازار گرمایا ہے..... اُس کا مقصد مسلمانوں کو مارنا، پاکستان کو کمزور کرنا..... اور جنوبی وزیرستان میں جاری آپریشن پر پٹرول چھڑکنا ہے..... تاکہ پاکستان کے مسلمان آپس میں اور زیادہ لڑیں، اور زیادہ ایک دوسرے کو قتل کریں..... صوبہ سرحد میں اے این پی کی حکومت ہے..... یہ حضرات انڈیا کے پُرانے یار ہیں..... ماضی میں پاکستان توڑنے کی باتیں کرتے تھے اور امریکہ کے خلاف بہت گرجتے تھے..... مگر اب وہ امریکہ کے دوست ہیں اور دیندار طبقے کے مرنے پر لطف اندوز ہو رہے ہیں..... ہیلری کلنٹن ''کھپرے سانپ'' کی طرح پاکستان کا چکر کاٹ گئی ہے..... ہر جگہ ایک ہی بات کرتی رہی کہ ہم امداد دیں گے تم مسلمانوں کو مارو..... حالات کافی تشویشناک ہیں..... مگر ہمیں انہی حالات میں سے اُمید کے چراغ تلاش کرنے ہیں..... اور ان چراغوں سے روشنی حاصل کرنی ہے..... وجہ یہ ہے کہ ہم خود کو ''مؤمن'' یعنی ایمان والا کہتے ہیں..... اللہ تعالیٰ ہمیں ایمانِ کامل نصیب فرمادے..... مؤمن کی بڑی علامت یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے محبت کرتا

ہے......

وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَشَدُّ حُبًّالِلّٰہِ (البقرہ۔۱۶۵)

ترجمہ:''اورایمان والوں کوتو اللہ تعالیٰ ہی سے زیادہ محبت ہوتی ہے''

آپ جانتے ہیں ''محبت'' کسے کہتے ہیں؟...... حضرت فضیل بن عیاضؒ فرماتے ہیں...... المحبة هی الموافقة...... محبت نام ہے دوست کی موافقت کا......یعنی اگر آپ کو کسی سے محبت ہے تو پھر ہر بات اور ہر چیز میں اُس کی موافقت کرتے جائیں...... اور دل تک میں مخالفت نہ لائیں......

اگر ہمیں اللہ تعالیٰ سے ''محبت'' ہے تو پھر اللہ تعالیٰ جو بھی کرے، جو بھی فیصلہ فرمائے ہم دل سے اُس پر راضی رہیں......اور اپنے دل کو اللہ تعالیٰ کے احکامات کی موافقت کرنے والا بنادیں...... اللہ تعالیٰ کو یہی پسند ہے کہ حالات ایسے ہی رہیں تو ہم بھی راضی ہیں...... یقیناً ان اندھیروں کے پیچھے بہت بڑی خیر چھپی ہوگی...... اس لئے غم اور پریشانی کا زیادہ شکار ہوکر ''کفریہ باتیں'' کرنے کی ضرورت نہیں ہے...... ہمارا کام یہ ہے کہ ہم 'خیر' کی اور ''اچھے حالات'' کی دعاء کریں......شرعی طور پر ہماری جو ذمہ داری بنتی ہو وہ ادا کریں......اور اللہ تعالیٰ سے ایک لمحہ کے لئے بھی مایوس نہ ہوں......ساری دنیا ہمارے ساتھ ہو تب بھی ہم اللہ تعالیٰ کے وفادار رہیں...... اور اگر ساری دنیا ہماری دشمن ہو جائے تب بھی ہم اللہ تعالیٰ کے وفادار رہیں......بس جس کو یہ ''راز'' سمجھ آ گیا وہی اس زمانے کا کامیاب مسلمان ہے......دنیا کے حالات جتنے بھی خراب ہو جائیں اس کا اللہ تعالیٰ کی ''جنت'' پر کیا فرق پڑتا ہے؟...... پاکیزہ حوروں پر کیا فرق پڑتا ہے؟...... جب کوئی فرق نہیں پڑتا تو مؤمن کو مایوس ہونے کی کیا ضرورت ہے؟......وہ تو تیزی سے جنت کی طرف، اُس کی نعمتوں کی طرف...... اور اپنی حوروں کی طرف دوڑ رہا ہے......

خیر القرون کے مسلمانوں نے بھی بڑی آزمائشیں دیکھیں......مکہ مکرمہ کی تکلیفیں......ابوجہل کی جہالت......ابولہب اور عتبہ کے مظالم...... طائف کے پتھر...... ہجرت کے کانٹے...... پھر دورِ

صدیق اکبرؓ میں مسیلمہ کذاب کا فتنہ...... پھر پُل والا واقعہ جس میں ہزاروں مسلمان شہید ہوئے...... دورِ عثمانیؓ کی وہ لڑائی جس میں دس ہزار مسلمان شہید ہوئے...... اور پھر حجاج بن یوسف کے ظلم کا فتنہ...... ان تمام آزمائشوں میں کسی مخلص مسلمان نے گھبرا کر یہ نہیں کہا کہ اب کیا ہوگا؟...... سب کو معلوم تھا کہ ہم اللہ کی طرف جا رہے ہیں...... جنت کی طرف دوڑ رہے ہیں، تب اُنہیں مظالم کے اندھیروں میں روشنی کے چراغ خود بخود نظر آجاتے تھے...... مثال کے طور پر یہ چھوٹا سا واقعہ ملاحظہ فرمائیے......

عبدالرحمٰن بن ناصر اندلسی رحمہ اللہ کے زمانے میں ایک مجاہد گزرے ہیں، ان کا نام ''ابو محمد رحمہ اللہ'' تھا...... وہ فرماتے ہیں کہ خندق والے سال میں بھی جہاد کے لئے نکلا...... لڑائی میں مسلمانوں کو شکست ہو گئی اور جو مسلمان بچ گئے وہ مختلف اطراف میں بکھر گئے...... میں بھی بچ جانے والوں میں سے تھا اور اکیلا سفر کر رہا تھا...... دشمنوں سے بچنے کے لئے میں دن کو چھپ جاتا اور رات کو سفر کرتا...... ایک رات اچانک میں ایسے لشکر میں پہنچ گیا جو پڑاؤ ڈالے ہوئے تھا...... ہر طرف گھوڑے بندھے ہوئے تھے، آگ جل رہی تھی اور جگہ جگہ تلاوتِ قرآنِ پاک کی آواز آرہی تھی...... میں نے شکر ادا کیا کہ میں مسلمانوں کے لشکر میں پہنچ چکا ہوں...... وہاں میری ملاقات ایک نوجوان سے ہوئی، اُس کا گھوڑا قریب بندھا ہوا تھا اور وہ سورۂ بنی اسرائیل کی تلاوت کر رہا تھا...... میں نے اُسے سلام کیا، اُس نے جواب دیکر پوچھا کیا آپ بچ جانے والوں میں سے ہیں؟ میں نے کہا جی ہاں!...... اُس نے مجھے بٹھا دیا اور میرے پاس بے موسم کے انگور، دو روٹیاں اور پانی کا پیالہ لے آیا...... میں نے ایسا لذیذ کھانا کبھی نہیں کھایا تھا...... کھانے کے بعد اُس نے پوچھا، کیا آپ سونا چاہتے ہیں؟...... میں نے کہا جی ہاں! اُس نے اپنی ران پر میرا سر رکھا اور میں سو گیا...... صبح اٹھا تو میدان میں کوئی بھی نہیں تھا اور میرا سر ایک انسانی ہڈی کے اوپر تھا...... میں سمجھ گیا کہ یہ شہداء کرام کا لشکر تھا...... کافی مفصل واقعہ ہے فضائل جہاد کے صفحہ ۴۴۶ پر پڑھ لیجئے...... ہمیں تو یہ ہڈی نظر آتی ہے مگر اس ہڈی کے ساتھ کیا ہو رہا ہے یہ اللہ پاک جانتا ہے...... فون کے میموری کارڈ

میں کیا کچھ بھرا ہوتا ہے؟ صرف کارڈ دیکھنے سے پتا نہیں چلتا...... یہ تو دنیا کی معمولی چیز ہے...... اللہ تعالیٰ کے ’’جہانوں‘‘ کو تو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا...... برزخ کا جہان کتنا بڑا ہے؟...... ہم کمزور لوگ کیا جانیں...... تو پھر ہم نے اسی دنیا کو ہی سب کچھ کیوں سمجھ رکھا ہے؟...... تھوڑے سے حالات خراب ہوں تو ہاتھ پاؤں پھول جاتے ہیں اور زبانوں پر ’’اللہ، اللہ‘‘ کی بجائے ایک ہی رٹ ہوتی ہے کہ اب کیا ہوگا؟...... اب کیا ہوگا؟...... مجھے یاد ہے کہ ’’پرویز مشرف‘‘ کے ڈر سے بہت سے لوگوں نے شرعی جہاد تک چھوڑ دیا تھا...... اور بہت سے لوگوں نے اپنے بہترین مدرسوں کو ’’کمپیوٹروں کا باڑہ‘‘ بنا دیا تھا...... اللہ تعالیٰ نے اپنی خاص تدبیر سے پرویز مشرف کو دفع فرما دیا...... ابھی بھارتی گجرات کے درندے ’’نریندر مودی‘‘ کا حال آپ نے دیکھا؟...... اُس کو ’’سوائن فلو‘‘ کے عذاب نے آ پکڑا ہے...... آج کل اپنے گھر میں ابولہب کی طرح اکیلا پڑا ہے...... کوئی ایڈوانی سے جا کر کہے کہ اپنے ’’شکاری کتے‘‘ کی عیادت تو کرلو...... ایڈوانی کبھی نہیں جائے گا...... اور تو اور ’’مودی‘‘ کے گھر والے بھی اُس کے قریب نہیں جارہے...... ڈاکٹر بھی جاتے ہیں تو خلائی مسافروں کی طرح حفاظتی لباس اور ماسک پہن کر جاتے ہیں...... اس میں مسلمانوں کے لئے کتنی نشانیاں ہیں...... آپ بھارتی وزیر داخلہ کے بیانات پڑھ لیں وہ مجاہدین کے خوف میں مبتلا ہے...... آپ امریکہ اور نیٹو والوں کے حالات دیکھ لیں وہ خود کو مایوسی کے جنگل میں کھڑا دیکھ رہے ہیں......

وَ کَفَی اللّٰہُ الْمُؤْمِنِیْنَ الْقِتَالَ (الاحزاب ۲۵)

جی ہاں اللہ تعالیٰ مسلمانوں کی مدد فرما رہا ہے اور اُن کے دشمنوں کو عبرتناک انجام کی طرف دھکیل رہا ہے...... مسلمان اس دنیا ہی کو سب کچھ سمجھنا چھوڑ دیں تو اُن کی مایوسی فوراً ختم ہوسکتی ہے...... الحمدللہ ہم مسلمانوں کے پاس کلمہ ’’لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ‘‘ موجود ہے...... ہمارے پاس قرآن مجید موجود ہے...... ہمارے پاس کعبہ شریف موجود ہے...... ہمارے پاس رسول اللہ ﷺ کا ’’روضۂ اقدس‘‘ موجود ہے...... ہمارے پاس مسجد حرام موجود ہے...... ہمارے پاس

مسجد نبوی شریف موجود ہے...... ہمارے پاس اپنے پاک نبی ﷺ کی سنت کا علم...... احادیث اور فقہ کی صورت میں موجود ہے...... ہمارے پاس نماز موجود ہے...... ہمارے پاس مسجدیں موجود ہیں...... ہمارے پاس روزہ، زکوٰۃ اور حج موجود ہے...... ہمارے پاس جہاد فی سبیل اللہ موجود ہے...... ہمارے پاس جان دینے والے شہداء اور مجاہدین موجود ہیں...... ہمارے پاس قرآن پاک کے حفاظ اور علماء موجود ہیں...... مایوس وہ ہو جو اللہ تعالیٰ سے کٹ چکا ہو...... جس کا رب موجود ہے اور ہمیشہ ہمیشہ ہے وہ کیوں مایوس ہو؟...... اور رب بھی ایسا جس نے چوبیس گھنٹے توبہ کا دروازہ کھلا رکھا ہوا ہے...... اور رات کے آخری پہر تو وہ خود آواز دے کر توبہ کے لئے بلاتا ہے...... وہ ایسا کریم ہے کہ پہاڑوں جیسے بڑے بڑے گناہوں کو رحمت کی ایک نظر فرما کر نیکیوں سے بدل دیتا ہے...... فضیل بن عیاضؒ گھر سے ڈاکہ ڈالنے نکلے...... جس قافلے کو لوٹنا تھا اُس میں قرآن پاک کا ایک قاری اپنے اونٹ پر بیٹھا تلاوت کر رہا تھا......

اَلَمْ یَأْنِ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُھُمْ لِذِکْرِ اللّٰہِ (الحدید ۱۶)

ترجمہ: کیا ایمان والوں کے لئے وہ وقت قریب نہیں آیا کہ اُن کے دل اللہ تعالیٰ کے ذکر کے لئے گڑگڑا اٹھیں......

بس یہ آیت سنتے ہی ''فضیل'' نے توبہ کے لئے سر جھکا دیا...... ربّ کریم نے اُن کو اولیاء کا سردار اور ''عابد الحرمین'' بنا دیا...... اللہ تعالیٰ کی عظمت کے سامنے ہمارے گناہوں کی حیثیت ہی کیا ہے؟...... حضرت عبداللہ بن مبارکؒ اپنے گھر سے ''اپنی محبوبہ'' کا دیدار کرنے نکلے...... وہ ''عشق مجازی'' کی مصیبت میں مبتلا تھے...... رات بھر ''محبوبہ'' کے گھر کی دیوار کے نیچے کھڑے رہے یہ نیچے اور وہ اوپر...... ساری رات دونوں ایک دوسرے کو دیکھتے رہے...... فجر کی اذان سنی تو دل ایک لمحے کے لئے محبوب حقیقی کی طرف متوجہ ہوا...... اپنے آپ سے کہنے لگے اے مبارک کے بیٹے! تمہیں شرم آنی چاہیئے کہ آج کی پوری رات تو نفسانی خواہش کے لئے پاؤں پر کھڑا رہا اور پھر بھی تو عزت چاہتا ہے...... لیکن اگر امام نماز میں ذرا لمبی سورۃ پڑھ لے تو تو دیوانہ ہو جاتا

ہے......اس نفسانی خواہش کے دعویٰ کے ہوتے ہوئے تو ایمان کا دعویٰ کیسے کرسکتا ہے؟ (کشف المحجوب، حضرت ہجویریؒ)......

بس اتنی دیر خود کو سمجھایا تو اللہ تعالیٰ نے قبول فرمالیا......اور اُن کو علماء، مجاہدین اور اولیاء کا سرتاج بنادیا......کیا ہم لوگ تنہائی میں تھوڑی دیر کا مراقبہ نہیں کرسکتے؟......وہ دیکھو کلمہ طیبہ کا نور ہمارے سروں پر چمک رہا ہے......وہ دیکھو کعبہ شریف کا جلال و جمال ہر طرف نور برسا رہا ہے......وہ دیکھو فلسطین، افغانستان، کشمیر اور عراق کے محاذوں سے ''محبت الٰہی'' کی خوشبو آرہی ہے......وہ دیکھو قرآن پاک ہدایت کے میٹھے سمندر کی طرح ہمارے سامنے جاری ہے......یاد کرو......تھوڑی دیر تنہائی میں یاد کرو...... ہاں جلدی کرو......زبان اور آنکھیں بند کرکے یاد کرو......اللہ تعالیٰ موجود ہے......اُس نے اب تک مجھے کون کون سی نعمتیں دی ہیں...... پھر قرآن پاک کو سوچو......کعبہ شریف، حجر اسود اور روضہ اقدس کو سوچو......محاذوں کی خوشبو اور شہداء کے مہکتے خون کو سوچو...... ہاں ان باتوں کو سوچا کرو......اسی کو مراقبہ کہتے ہیں......گم ہوجاؤ......اپنے رب کریم کی یاد، اُس کی محبت اور اُس کی رحمت میں گم ہوجاؤ...... پھر جو مانگنا ہے مزے سے مانگو......اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کرو......اور رحمت کی ہواؤں میں اڑتے پھرو......اور وہ جو مایوسی آج کل آئی ہوئی ہے اُسے بس پہ بٹھا کر سیدھا ''نریندر مودی'' کے پاس بھیج دو......اُس کے ''انچاس کروڑ'' جعلی دیوتا اُس کے کچھ کام نہ آئے......یا اللہ امت مسلمہ پر رحمت فرما......

آمین یا ارحم الراحمین

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقه سیدنا محمد واله وصحبه وسلم تسلیما کثیرا کثیرا کثیرا

☆/☆/☆

ہلاکت خیز گناہ

اللہ تعالیٰ نے اپنے سب سے محبوب اور آخری نبی...... حضرت محمد ﷺ کو تمام جہانوں کے لئے ’’رحمت‘‘ بنا کر بھیجا...... ذرا غور سے سنیئے ’’رحمۃ اللعالمین‘‘ کیا ارشاد فرماتے ہیں......

’’حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میرا دل چاہتا ہے کہ چند نوجوانوں سے کہوں کہ بہت سی لکڑیاں (یعنی ایندھن) جمع کر کے لے آئیں پھر اُن لوگوں کے پاس جاؤں جو بلا عذر گھروں میں نماز پڑھ لیتے ہیں اور جا کر اُن کے گھروں کو جلا دوں‘‘۔ (صحیح مسلم، ابوداؤد)

اے مسلمانو! جب آپ لوگ جماعت کی نماز چھوڑ دیتے ہیں...... خصوصاً فجر کی نماز...... اور گھروں میں نماز ادا کرتے ہیں تو رسول اللہ ﷺ کو کتنی تکلیف پہنچتی ہے...... آپ ﷺ نے ایسے لوگوں کے گھروں کو آگ سے جلانے کا ارادہ فرمایا...... تو اللہ تعالیٰ نے اُن کے گھروں میں آگ لگا دی ہے...... بیماری کی آگ، پریشانی کی آگ، ذلّت کی آگ، بے برکتی کی آگ...... نا اتفاقی، اور رزق میں تنگی کی آگ...... اور معلوم نہیں کہ کون کون سی آگ...... اور یہ ظلم نہیں انصاف ہے...... کیونکہ ’’نماز‘‘ ایک مسلمان کے لئے سب سے اہم ’’فریضہ‘‘ ہے...... سب سے زیادہ ضروری کام ہے، سب سے زیادہ ضروری کام......

دن کا آغاز نافرمانی سے

تھوڑا سا سوچیں...... اللہ تعالیٰ نے ہمیں زندگی کا ایک نیا دن دیا...... اس دن کے آغاز میں مسجد سے اذان کی آواز آئی...... یعنی اللہ تعالیٰ نے ہمیں نماز کے لئے بلایا...... مگر ہم نہیں گئے...... ہم

نے دن کا آغاز ہی نافرمانی اور گناہ سے کرڈالا...... **انا للّٰہ وانا الیہ راجعون**......

''حضرت معاذ بن انس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا...... سراسر ظلم ہے اور کفر ہے اور نفاق ہے اس شخص کا عمل جس نے اللہ تعالیٰ کے منادی (یعنی مؤذن) کی آواز سنی اور نماز کے لئے نہ گیا (احمد، طبرانی)......

صبح سورج نکلا تو اُس نے ہمیں نیند میں مست پایا...... سورج اتنا بڑا ہو کر اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی ہمت نہیں کرتا...... اور ہم نے صبح صبح اتنا بڑا ظلم کر ڈالا...... رونے کا مقام ہے، چیخ چیخ کر رونے اور دھاڑیں مارنے کا مقام ہے...... تین ہزار کی نوکری والے اپنے وقت پر دفتر پہنچ جاتے ہیں...... اور ایک مسلمان مسجد نہ جاسکا...... پھر بھی مسلمان ہے اور پھر بھی بے فکر پھرتا ہے......

بہت بڑی مصیبت

بے نمازی لوگوں کی بات تو چھوڑیں...... ان کے لئے تو بہت سخت خطرہ ہے...... ان کے بارے میں تو یہ بھی معلوم نہیں کہ ان کا ایمان باقی ہے یا وہ کفر کی سرحدوں میں داخل ہو چکے ہیں...... بات تو اُن مسلمان مردوں کی چل رہی ہے جو نمازیں قضا کر دیتے ہیں...... جو نمازوں کو اپنے وقت پر نہیں پڑھتے...... جو نمازوں کے لئے مسجدوں میں حاضر نہیں ہوتے...... حقیقت میں یہ بہت بڑی مصیبت ہے...... جی ہاں فجر کی نماز...... یا کوئی بھی نماز بغیر عذر کے بے جماعت گھر میں پڑھنا...... یا اپنے وقت پر ادا نہ کرنا یہ بہت سخت مصیبت ہے...... ایک مسلمان کے لئے امریکی میزائل اتنے خطرناک نہیں جتنا کہ نماز میں سستی خطرناک ہے......

اللہ تعالیٰ نے خود قرآن پاک میں فرمایا کہ...... ایسے نمازیوں کے لئے ہلاکت ہے جو نماز کی طرف سے غافل رہتے ہیں...... حضور اقدس ﷺ سے پوچھا گیا کہ یہ کون لوگ ہیں؟...... ارشاد فرمایا یہ وہ لوگ ہیں جو نماز کو اس کے وقت سے مؤخر کر دیتے ہیں......

ہم تھوڑا سا سوچیں کہ جس عمل کو اللہ تعالیٰ ''ہلاکت'' قرار دے...... وہ عمل کتنا خطرناک ہوگا......

ہائے افسوس

فجر اور عشاء کی نماز میں سستی منافق کی علامت قرار دی گئی ہے...... روایات میں ہے کہ

(۱) ''ہمارے اور منافقین کے درمیان (فرق کرنے والی) نشانی عشاء اور صبح کی نماز میں حاضری ہے کہ وہ (منافقین) اس کی طاقت نہیں رکھتے''۔ (کنز العمال)

(۲) ''منافقوں پر فجر اور عشاء کی نماز سے زیادہ بھاری اور کوئی نماز نہیں ہے اگر وہ جان لیں کہ ان نمازوں میں کتنا اجر ہے تو ضرور حاضر ہوں اگرچہ انہیں گھسٹ کر آنا پڑے''۔ (بخاری، مسلم)

اللہ تعالیٰ کے نبی ﷺ نے جس کام کو منافقین کی علامت قرار دیا...... اب وہی کام مسلمانوں کے ''دیندار'' طبقے میں عام ہوتا جا رہا ہے...... سیاسی جماعتوں کو تو چھوڑیئے...... دین کے کئی طالب علم اور طالبات تک فجر کی نماز قضاء کرنے کے عادی بن گئے ہیں...... کاش ہم مسلمانوں کو احساس ہو جائے کہ یہ کتنا بڑا جرم ہے...... مگر افسوس، ہائے افسوس کہ دین کا کام کرنے والوں تک میں سے یہ احساس نکلتا جا رہا ہے......

کیا ہی اچھا ہوتا

کبھی کبھار تو کسی کو بھی نیند آ سکتی ہے...... اور فجر کی نماز قضاء ہو سکتی ہے...... لیکن ایمان والے تب کیا کرتے ہیں؟...... وہ جاگتے ہی نماز کی تیاری کے لئے بھاگتے ہیں...... اُن کے دل میں ڈر ہوتا ہے کہ اس حالت میں موت نہ آ جائے...... وہ فوراً نماز ادا کرتے ہیں...... اور پھر ''صلوٰۃ توبہ'' ادا کر کے معافی مانگتے ہیں...... اُن کی آنکھوں کے ساتھ ان کا دل بھی روتا ہے...... وہ صدقہ خیرات کرتے ہیں...... سارا دن غم اور شرمندگی میں گھلتے ہیں...... کسی سے آنکھیں ملا کر بات نہیں کر سکتے...... ہائے میری ایک نماز اپنے وقت سے قضاء ہو گئی...... کوئی انسان کروڑوں روپے دے کر بھی اس نماز کا اجر نہیں خرید سکتا...... فجر کا حسین وقت، اُس وقت کی تلاوت اور سجدے......

اور سلام پھیرتے ہی آیۃ الکرسی ...... اور سید الاستغفار...... سبحان اللہ...... شام تک جنت محفوظ ہو گئی...... یہ سب کچھ یاد آتا ہے اور دل توبہ، استغفار میں لگا رہتا ہے...... ایسے لوگوں کی نماز اگر دو چار بار قضاء ہو جائے تو خوف سے تھر تھر کانپتے ہیں...... اللہ والوں سے وظیفے پوچھتے ہیں...... نفل روزے رکھ کر اللہ تعالیٰ کے سامنے آہ و زاری کرتے ہیں...... اور سجدوں میں گر کر کہتے ہیں یا اللہ...... اس محرومی اور گناہ سے بچا، یا اللہ مجھ پر رحم فرما......

مرض سمجھیں تو علاج ممکن ہے

لیکن کچھ لوگ اس بیماری کو ''مرض'' ہی نہیں سمجھتے...... شیطان اُن کو سمجھاتا ہے کہ کوئی بات نہیں قضا ہی سہی میں پڑھ تو لیتا ہوں...... لوگ تو فلاں فلاں گناہ کرتے ہیں...... جبکہ میں تو فلاں فلاں نیکیاں کر رہا ہوں...... کبھی شیطان سمجھاتا ہے کہ کوئی بات نہیں کچھ دن بعد باجماعت نماز شروع کر دینا...... ایسے لوگ آہستہ آہستہ غلطی میں پڑتے چلے جاتے ہیں...... کئی اچھے خاصے مسلمانوں کی گمراہی کی وجہ ہی یہی بنی کہ انہوں نے ''نماز'' کا اہتمام نہیں کیا...... نماز تو ستون ہے ستون ٹھیک اور سیدھا نہیں ہو گا تو باقی عمارت کیسے کھڑی ہو گی...... نماز تو پہلی بنیاد ہے جب بنیاد ہی کمزور ہو گی تو اخلاص کہاں سے پیدا ہو گا...... حضرت فاروق اعظمؓ نے تو صاف سمجھا دیا کہ جس کی نماز کا معاملہ ٹھیک نہیں اس کا کوئی بھی معاملہ ٹھیک نہیں ہو سکتا...... اس لئے مسلمان بھائیو! اور مسلمان بہنو!...... ہم سب سے پہلے اپنے دل میں نماز کی اہمیت بٹھائیں...... اور نماز میں سستی کے مرض کو ''کینسر'' کی طرح خطرناک سمجھیں...... اگر اللہ پاک نے ہمارے دل میں یہ بات بٹھادی تو پھر علاج بہت آسان ہے، بے حد آسان...... اور علاج یہ ہے کہ ہم اپنی پچھلی غفلت سے سچی توبہ کر لیں اور آئندہ کے لئے مضبوط عزم کر لیں کہ انشاء اللہ...... ہر نماز کو تکبیر اولیٰ کی پابندی کے ساتھ مسجد میں ادا کریں گے خواہ کچھ بھی ہو جائے...... اور عورتیں یہ عزم کر لیں کہ ہم انشاء اللہ ہر نماز کو اُس کے اوّل وقت میں مکمل اہتمام کے ساتھ ادا کریں گی...... اگر ہم نے پختہ عزم کر لیا تو پھر معاملہ آسان ہے کیونکہ نماز...... کوئی بوجھ نہیں بلکہ لذتوں اور مزوں کا دریا ہے......

اپنی نگرانی

ہم نے عزم کرلیا کہ مرتے دم تک ہر نماز...... مسجد میں باجماعت ادا کریں گے......انشاء اللہ یہ عزم ہی کام کر جائے گا...... آخر چوکیدار بھی تو تھوڑی سی تنخواہ کے لئے رات بھر جاگتا ہے...... کیونکہ اُس نے جاگنے کو اپنا کام سمجھ لیا ہے...... پھر بھی رات کو سوتے وقت خوب دعاء کر لیں......اپنے موبائل پر زوردار الارم لگا دیں......سورۃ الکہف کی آخری آیات پڑھ لیں......اور کسی کے ذمہ لگا دیں کہ مجھے جگا دینا...... یہ سارے انتظامات کر لئے مگر شیطان نے پھر بھی سلا دیا تو اب کیا کرنا ہے؟...... جواب یہ ہے کہ شیطان کا مقابلہ کرنا ہے اور اس مردود کو اللہ تعالیٰ کی توفیق سے شکست دینی ہے......وہ اس طرح کہ

(۱) سارا دن توبہ، استغفار میں گذاریں اور نیت کرلیں کہ آئندہ اگر میری نماز قضاء ہوئی تو اُسی دن دس رکعت نوافل پڑھوں گا......ایک دن کا نفل روزہ رکھوں گا......اور اپنی ماہانہ آمدن کا تیسواں حصہ صدقہ دوں گا......

(۲) تیسواں حصہ دینے کا مطلب یہ ہے کہ......اگر آمدن تین ہزار ہے تو ایک سو روپے دے دیں اور نفس سے کہیں !......ٹھیک ہے تو میری نماز قضاء کرا میں روزانہ اتنا صدقہ دوں گا تو پورے مہینے کی آمدن تیس نمازوں کا صدقہ بن جائے گی......تب تجھے بھوکا رہنا پڑے گا......

(۳) صلوٰۃ توبہ ادا کر کے استغفار کریں...... اور صلوٰۃ الحاجۃ ادا کر کے اللہ پاک سے نماز باجماعت کی توفیق مانگیں......

اگر یہ کام کر لئے تو انشاء اللہ شیطان شکست کھا جائے گا......اور نماز کے لئے جاگنا آسان ہو جائے گا...... یاد رکھیں کہ جن لوگوں کے سر نماز کے وقت نیند سے بھاری ہو جاتے ہیں......اور وہ سوتے رہتے ہیں ایسے لوگوں کے لئے سخت وعید ہے کہ قیامت کے دن فرشتے اُن کے سروں کو لوہے کے گرزوں سے ماریں گے......اللہ پاک ہم سب کی حفاظت فرمائے......

مذاکرہ ضروری ہے

''نماز'' کے بغیر ''ایمان'' قابل اعتبار نہیں ہوتا...... اور نہ ہی قوت پکڑتا ہے...... ہمیں اگر اپنی ذات کے ساتھ تھوڑی سی ہمدردی ہے...... اور ہم خود کو قبر اور آخرت کے عذاب سے بچانا چاہتے ہیں تو ہم پر لازم ہے کہ ہم اپنی نمازوں کی خود ہی فکر کریں...... اور اس کا آسان طریقہ یہ ہے کہ نماز کے بارے میں جو آیات اور احادیث وارد ہوئی ہیں ہم اُن کا مطالعہ کریں...... اور ان میں سے بعض کو یاد کر لیں...... اور پھر ہم دوسرے مسلمانوں کو نماز کی دعوت دیا کریں...... اور اللہ والوں سے نماز سیکھا کریں...... میرے عزیز بھائیو! اور بہنو! قبر سامنے تیار ہے...... ہم سب کو نماز کی بہت فکر کرنی چاہئے...... حضرت شیخ الحدیث ؒ کے رسالے ''فضائل نماز'' کا ایک بار ضرور مطالعہ کر لیں...... یا رنگ و نور جلد اوّل کے ان تین مضامین کو توجہ سے پڑھیں

(۱) اقامت صلوٰۃ مہم...... رنگ و نور ج ۱ ص ۲۱۳

(۲) بے نمازی، بے ہدایت...... رنگ و نور ج ۱ ص ۲۳۲

(۳) ایک دعاء دس موتی...... رنگ و نور ج ۱ ص ۲۴۴

ایک گزارش

(۱) آپ میں سے اللہ تعالیٰ جس کو توفیق عطاء فرمائے وہ ان ''تین مضامین'' کو پڑھ کر ان کا خلاصہ یاد کر لے...... اور پھر مسلمانوں کو یہ خلاصہ سنایا کرے...... اس سے انشاء اللہ اپنی نماز بھی مضبوط ہوگی...... اور دوسروں کو دعوت دینے کا اجر عظیم بھی ملے گا......

(۲) ہمارے جو ساتھی جہاد پر بیان کرتے ہیں وہ...... جہاد کے ساتھ ساتھ نماز کی دعوت بھی دیا کریں...... انشاء اللہ اس سے تحریک جہاد کو بے پناہ قوت ملے گی......

(۳) آپ میں سے جس کو اللہ تعالیٰ استطاعت عطاء فرمائے وہ ان تین مضامین کو چھپوا کر...... یا انکی فوٹو کاپی کرا کے مسلمانوں میں تقسیم کرے......

(۴) آپ میں سے جو بھائی یا بہن نماز کی سستی میں مبتلا ہو......اور آج کی محفل کے بعد اُس نے اس جرم سے توبہ کا عزم کرلیا ہو......اور پھر مسلسل تین دن عمل بھی کیا ہو تو......میری دل سے دعاء ہے کہ اللہ تعالیٰ اُسے دنیا اور آخرت میں اپنی خاص رحمت نصیب فرمائے......

آمین یا ارحم الراحمین......

وصلی اللہ تعالیٰ اعلیٰ خیر خلقه سیدنا محمد و آله و صحبه وبارک وسلم تسلیما کثیرا کثیرا

☆......☆......☆

دوسروں کے لئے زندہ رہنے والے

اللہ تعالیٰ جس کے لئے چاہتا ہے ''رزق'' زیادہ کرتا ہے...... اور جس کے لئے چاہتا ہے ''رزق'' تنگ کر دیتا ہے...... وہ اپنے بندوں کو خوب جانتا ہے اور سب دیکھتا ہے...... تم لوگ اپنی اولادوں کو تنگدستی کے ڈر سے قتل نہ کرو ہم انہیں بھی رزق دیتے ہیں اور تمہیں بھی...... بے شک اُن کا قتل کرنا بڑا گناہ ہے......

ایک صفحہ چار احکام

آج کالم لکھنے بیٹھا تو دل سے آواز آئی کہ قرآنِ پاک سے رہنمائی لو...... اللہ تعالیٰ کا نام لیکر قرآنِ پاک کو کھولا تو یہ دو آیات سامنے آئیں جن کا مفہوم آپ نے اوپر پڑھ لیا ہے...... آگے دیکھا تو صرف اسی ایک صفحہ پر مسلمانوں کے ''مال'' کے بارے میں چار احکامات موجود تھے...... بے شک ''مال'' کا معاملہ بہت نازک اور حسّاس ہے...... اسی لئے اللہ پاک نے اور اس کے رسول ﷺ نے بہت کھول کھول کر مال کے احکامات بیان فرمائے ہیں...... تاکہ ''مال'' مسلمان کے لئے ''وبال'' نہ بنے...... بلکہ اُس کی راحت اور سعادت کا ذریعہ بنے......

چار احکامات یہ ہیں:۔

(۱) مال کا مالک اللہ تعالیٰ ہے، وہ جسے چاہے جتنا دے...... معلوم ہوا کہ مسلمان کو اپنی ''روزی'' کے لئے صرف اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنا چاہئے...... اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو رزّاق نہیں سمجھنا چاہئے...... روزی اور مال کی خاطر اللہ تعالیٰ کو ناراض نہیں کرنا چاہئے...... نیکی کے کاموں میں خرچ کرتے وقت یہ نہیں سوچنا چاہئے کہ مال کم ہو جائے گا...... جب اللہ

تعالیٰ کے حکم سے کسی جگہ خرچ کروگے تو اللہ تعالیٰ برکت عطاء فرمائے گا......

(۲) اپنی اولاد کو بھوک اور غربت کے خوف سے قتل نہ کرو......یعنی یہ نہ سمجھو کہ تم اپنی اولاد کو کھلاتے پلاتے ہو...... جو بچہ بھی پیدا ہوتا ہے وہ اپنا رزق ساتھ لاتا ہے......اسی لئے عقلمند لوگ کہتے ہیں ''زیادہ بچے خوشحال گھرانہ''......روزی کم ہونے کے ڈر سے اولاد کو قتل نہ کرو......نہ جسمانی طور پر اور نہ روحانی طور پر......جسمانی قتل تو یہ ہے کہ اُن کو مار ڈالو...... اور روحانی قتل یہ ہے کہ روزی کی خاطر انہیں دین اور دینی تعلیم سے محروم رکھو...... یہ دونوں طرح کے قتل ناجائز اور حرام ہیں......

(۳) یتیموں کا مال ناجائز طریقے سے نہ کھاؤ......یعنی وراثت کا مال ٹھیک طرح سے تقسیم کیا کرو......یتیم بچوں کا جو حصہ بنتا ہے اُسے ہڑپ کر کے جہنم کے انگارے نہ کھاؤ...... بلکہ یتیموں کے مال کی حفاظت کرو......اور یتیموں کا بہت خیال رکھا کرو......

(۴) ناپ تول میں کمی نہ کرو......ٹھیک ترازو سے تول کر دیا کرو......یعنی دھوکے اور دغا بازی سے مال نہ کماؤ......خیانت نہ کرو...... کسی کا حق نہ مارو......تجارت میں شرعی احکامات کو ملحوظ رکھو......

یہ ہے خلاصہ اُن چار احکام کا جو قرآن پاک کے ایک صفحہ مبارکہ پر مال کے بارے میں ہم مسلمانوں کو سمجھائے گئے ہیں......

مال کس کا ہے

قرآن پاک نے سمجھایا کہ ''مال'' کا اصل مالک اللہ تعالیٰ ہے......اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو یہ مال اس لئے دیتا ہے تا کہ وہ اس کے ذریعہ......اپنی دنیا کی ضروریات پوری کریں اور آخرت کی نعمتیں خریدیں......دنیا کی ضرورت پوری کرنا تو سب کو سمجھ آتا ہے مگر آخرت کی نعمتیں خریدنا ہر کسی کی عقل میں نہیں آتا......اللہ تعالیٰ نے احسان فرمایا کہ قرآن پاک میں عجیب عجیب طریقوں سے مسلمانوں کو...... جہاد اور نیکی کے دوسرے راستوں میں مال خرچ کرنے کی ترغیب دی......ایک

مسلمان اگر صرف ایک بار اُن آیات اور احادیث کو پڑھ لے جو مال خرچ کرنے کی ترغیب میں آئی ہیں تو اس کے لئے...... اپنے تن کے کپڑے تک دینا آسان ہو جاتا ہے...... صرف سورۃ الحدید کو پڑھ لیں...... اس میں جہاد پر مال لگانے کی عاشقانہ ترغیب ہے...... اللہ اکبـــــــــر کبیــرا ...... اللہ تعالیٰ کتنا کریم ہے...... خود مال دیتا ہے...... اور پھر جب کوئی بندہ اس مال کو اُس کے راستے میں خرچ کرے تو اُسے دنیا اور آخرت کی نعمتوں سے مالا مال کر دیتا ہے......

سورۃ الحدید میں اللہ تعالیٰ کتنے پیار سے سمجھاتا ہے کہ

(۱) اے مال والو! یہ مال تم سے پہلے کسی اور کے پاس تھا...... اب اُس کے پاس نہیں رہا...... آگے چل کر تمہارے پاس بھی نہیں رہے گا...... تمہاری زندگی ہی میں یا تمہارے مرنے کے بعد یہ مال کسی اور کے پاس چلا جائے گا...... پس تم عقلمندی کرو اور اس مال کو اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کر کے اپنی آخرت کے لئے محفوظ کر لو...... سورۃ الحدید کی آیت (۷) میں اس مفہوم کی طرف اشارہ ہے......

(۲) اے مال والو! یہ مال تم نے ویسے ہی اللہ تعالیٰ کے لئے چھوڑ جانا ہے...... کیونکہ سب لوگ ختم ہو جائیں گے اور اللہ تعالیٰ ہی ہر چیز کا وارث رہ جائے گا...... تو پھر اپنی مرضی اور خوشی سے یہ مال اللہ تعالیٰ کی راہ میں کیوں نہیں لگاتے...... یہ مفہوم آیت (۱۰) میں سمجھایا گیا ہے......

(۳) اے مال والو! تمہارا یہ مال خرچ کرنا گویا کہ اللہ تعالیٰ کو قرض دینا ہے...... اب سوچ لو کہ یہ کتنی بڑی سعادت ہے...... پھر یہ بھی وعدہ ہے کہ اس خرچ کرنے کی برکت سے اللہ تعالیٰ تمہارے مال اور اجر کو بڑھا دیتا ہے...... اور اس کا بدلہ پاکیزہ جنت کی صورت میں عطاء فرماتا ہے...... یہ مفہوم آیت (۱۱) میں سمجھایا گیا ہے......

مال سعادت یا وبال

جن لوگوں نے مال اللہ تعالیٰ کی راہ میں لگایا...... وہ دنیا کے حکمران بن گئے اور آخرت کا اصل بدلہ اُن کا مقدر بن گیا...... مگر جنہوں نے حرص کی اور بخل کیا انہوں نے خود کو اور اپنے اردگرد کو دنیا و

آخرت کی آگ سے بھر دیا......آج پاکستان میں جو دردناک حالات ہیں ان کے پیچھے صرف اور صرف ''ڈالر کے پجاریوں'' کا ہاتھ ہے...... مال کی خاطر ملک بیچنے والے حکمران...... مال کی خاطر مسلمانوں کے سودے کرنے والے حکام...... مال کی خاطر فساد پھیلانے والے صحافی...... مال کی خاطر دین سے محروم ہو جانے والے دانشمند......ان سب نے مل کر اس ملک کو مسلمانوں کی قتل گاہ بنا دیا ہے......انہوں نے پیسہ لیکر دہشت گردی ختم کرنے کا ٹھیکہ لیا اور پھر بالآخر انہیں دہشت گردی نظر آہی گئی......نو سال پہلے بھی اس ملک میں ''مجاہدین'' موجود تھے...... بااخلاق، امن پسند اور عبادت گزار مجاہدین......انہوں نے نہ ملک میں کوئی دھماکہ کیا اور نہ کوئی قتل......اُن کے پاس حکومتی لائسنس والی سیمی آٹو میٹک چند رائفلیں تھیں...... پولیس اُن کو روکتی تو وہ مسکراتے ہوئے رُک جاتے اور آرام سے تلاشی دیتے...... کافروں کو یہ مجاہدین کھٹکتے تھے انہوں نے ڈالروں کے پجاریوں کو نوٹ دکھائے کہ بس ان پر شروع ہو جاؤ......صحافیوں کو خریدا کہ دہشت گردی کے خطرے کے گیت گاؤ...... بے عقل دانشمندوں کو امریکہ کے گناہ آلود چکر لگوائے کہ دہشت گردی کے خلاف کام کرو...... یہ سب اپنی فیس لیکر جہاد اور مجاہدین کے پیچھے پڑ گئے...... مسجدوں پر چھاپے، مدارس پر چھاپے...... مجاہدین کی گرفتاریاں...... طرح طرح کے بیہودہ تشدد......اور ہر دیندار پر شک کی نظریں......تب اللہ پاک کا انتقام جوش میں آگیا، اب ہر کوئی مر رہا ہے...... ہر کوئی جل رہا ہے......اور ہر کوئی چیخ رہا ہے......اور ایسا لگتا ہے کہ معاملات اب کسی کے ہاتھ میں بھی نہیں رہے...... میں مکمل یقین سے کہتا ہوں کہ حکمران آج ڈالر پرستی سے توبہ کر لیں، جہاد کے خلاف کام کرنے سے توبہ کر لیں......مساجد اور مدارس کے مقام کو تسلیم کر لیں...... زرخرید صحافیوں پر پابندی لگا دیں تو صرف تین ماہ میں پاکستان دوبارہ امن کا گہوارہ بن سکتا ہے......اس ملک میں الحمد للہ کوئی ''دہشت گرد'' نہیں تھا...... ڈالر کے پجاریوں نے لوگوں کو خود دہشت گردی پر مجبور کیا ہے......اور جب تک یہ پالیسی رہے گی حالات بد سے بدتر ہوتے جائیں گے اللہ تعالیٰ ہم سب پر رحم فرمائے......

سخاوت میں برکت ہے

حضرت ہجویری رحمہ اللہ نے ''کشف المحجوب'' میں مال خرچ پر عجیب واقعات لکھے ہیں اُن میں سے چند ایک کا خلاصہ یہاں عرض کیا جاتا ہے...... ممکن ہے اُن کو پڑھ کر ہماری قسمت بھی کُھل جائے......اور ہم بھی اللہ تعالیٰ کے راستے میں مال خرچ کرنے والے بن جائیں......

(۱) سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک بار اسّی ہزار درہم لائے گئے......آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ سب اپنی چادر پر ڈال دیئے اور جب تک وہ سب اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ نہ کر دیئے اپنی جگہ سے نہ اٹھے......

(۲) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حبشہ کے بادشاہ نے دو من ''مشک'' بھیجا......آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام کا تمام ایک بار ہی پانی میں ڈال دیا اور صحابہ کرام کو استعمال کروایا......

(۳) ایک شخص آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بکریوں کا بڑا ریوڑ پورا اُس کو عطاء فرمایا...... جب وہ اپنی قوم کے پاس گیا تو کہنے لگا......اے قوم! مسلمان ہو جاؤ کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اتنی بخشش کرتے ہیں کہ انہیں اپنی مفلسی کی کوئی پرواہ نہیں ہوتی......

(۴) ایک شخص حضرت سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آیا اور کہنے لگا......اے پیغمبر زادے! میرے ذمہ چار سو درہم قرض ہے...... حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے چار سو درہم اس کو دینے کا حکم دیا اور خود روتے ہوئے گھر کے اندر تشریف لے گئے...... لوگوں نے پوچھا اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے! آپ کیوں رو رہے ہیں؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''اس لئے کہ میں نے اس شخص کا حال جاننے میں کوتاہی کی حتی کہ اسے سوال کرنے کی ذلت اٹھانی پڑی ......(کشف المحجوب)

دوسروں کیلئے زندہ رہنے والے

حضرت ہجویری رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

ایک دن ایک شخص حضرت سیدنا حسین بن علی ؓ کی خدمت میں آیا اور کہنے لگا: اے رسول اللہ ﷺ کے صاجزادے! میں ایک درویش آدمی ہوں اور صاحب اولاد ہوں مجھے آج کی رات کے کھانے کے لئے کچھ عنایت فرمائیے...... حضرت سیدنا حسین ؓ نے اُسے فرمایا...... بیٹھ جاؤ! ہمارا روزینہ ابھی راستے میں ہے، ابھی آجائے گا...... تھوڑی ہی دیر بعد لوگ آپ ؓ کے پاس حضرت امیر معاویہ ؓ کی طرف سے پانچ تھیلیاں لے کر آئے...... ہر تھیلی میں ایک ہزار دینار تھے، لوگوں نے عرض کی کہ حضرت امیر معاویہ ؓ آپ سے معذرت چاہتے ہوئے کہتے تھے کہ یہ تھوڑی سی رقم خرچ کیجئے پھر اس کے بعد اس سے بہتر پیش کی جائے گی...... حضرت سیدنا حسین ؓ نے اس درویش کی طرف اشارہ کیا اور وہ پانچ تھیلیاں اُسے عطاء فرمادیں اور اُس سے معذرت کی کہ تھوڑی دیر ہوگئی اور یہ بے قدر سا عطیہ ہے جو تجھے ملا ہے...... اگر مجھے علم ہوتا کہ یہ رقم اتنی تھوڑی ہے تو میں تمہیں انتظار کے لئے نہ کہتا...... ہمیں معذور سمجھنا کہ ہم اہل بلا ہیں...... ہم دنیا کی تمام راحتوں سے دست بردار ہو چکے ہیں اور اپنی خواہشات کو کم کر کے دوسروں کی ضرورتوں کے لئے زندہ ہیں (کشف المحجوب)

اللہ اکبر کبیرا ...... کتنی عجیب بات ہے اور کتنا میٹھا جملہ کہ...... ہم دوسروں کی ضرورتوں کے لئے زندہ ہیں...... اللہ تعالیٰ جس مسلمان کو یہ کیفیت نصیب فرمادے کہ وہ اپنے لئے نہیں دوسروں کے لئے زندہ رہے تو یہ عظیم سعادت ہے...... بہت ہی عظیم سعادت......

اچھا موقع موجود ہے

اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کرنے کے واقعات بہت زیادہ ہیں...... آپ صرف ''فضائل جہاد'' کا نواں، دسواں اور گیارہواں باب پڑھ لیں...... مجھے بہت اُمید ہے کہ جس نے توجہ کے ساتھ ان تین ابواب کو پڑھ لیا وہ انشاء اللہ بہت بڑی خیر کمانے کے لئے تیار ہو جائے گا...... روزی، روٹی جو قسمت میں ہوتی ہے وہ ہر کسی کو مل جاتی ہے...... پرندے اور جانور صبح بھوکے پیٹ نکلتے ہیں اور رات کو اُن کے پوٹے اور معدے غذا سے بھرے ہوتے ہیں...... سمندروں کی

لاتعداد مچھلیوں کو باقاعدگی سے روزی مل رہی ہے...... آزاد کشمیر میں زلزلہ آیا تو پہاڑوں کے پھٹنے سے بڑے بڑے سانپ نکل آئے...... درختوں سے بڑے ان سانپوں کو زمین کے اندر روزی مل رہی تھی اس لئے وہ زندہ تھے......

جنگلوں کو تو چھوڑیں صحراؤں میں بھی اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کو روزی پہنچاتا ہے...... اِس لئے ہم کسی کو دیں نہ دیں اُس کی روزی اُس تک پہنچ کر رہے گی...... البتہ اگر ہم نے پہنچا دی تو ہمارا بہت بڑا فائدہ ہو جائے گا...... ساری دنیا مل کر مجاہدین کا ''چندہ'' بند کرانے پر تلی ہوئی ہے...... مگر پھر یہی دشمن لوگ کہتے ہیں کہ مجاہدین کے پاس مال بہت ہے...... بینک اکاؤنٹ سیل ہو گئے، مالدار طبقہ ڈر کر سہم گیا، دکانوں سے چندہ بکس اٹھالئے گئے...... مگر الحمدللہ کام چل رہا ہے اور حسد کرنے والوں کی آنکھیں پریشانی سے باہر نکل رہی ہیں...... یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کا نظام ہے جسے کوئی بدل نہیں سکتا...... آج کل ''الرحمت ٹرسٹ'' کے مخلص جانباز پھر میدان میں نکلے ہوئے ہیں...... وہ کہتے ہیں کہ ''اجتماعی قربانی'' میں حصہ لیں...... ہم عید کے دنوں میں اپنی خوشیاں قربان کر کے آپ کی نیکی بڑھائیں گے...... شہداء کے بچوں تک آپ کی قربانی کا گوشت پہنچائیں گے...... اسیران اسلام کو بکرے اور گائے بھجوائیں گے...... اور شہداء کے بوڑھے والدین کے خشک دسترخوان تک آپ کا کھانا پہنچا آئیں گے...... ماشاءاللہ! کیا جذبہ ہے اور کتنی بلند سوچ...... اللہ پاک ان جوانوں کی زندگی میں برکت دے...... خود شہادت کے پیچھے دوڑتے ہیں اور لوگوں میں زندگی کا احساس بانٹتے ہیں...... ہر ایک دو ماہ بعد ان کو وہ سوجھتا ہے جس میں امتِ مسلمہ کے لئے خیر ہی خیر ہوتی ہے...... یہ کبھی جہاد کی آواز لگاتے ہیں تو کبھی مساجد کی...... کبھی ان پر اقامتِ صلوٰۃ کی فکر سوار ہوتی ہے تو کبھی امتِ مسلمہ کو قرون اولیٰ سے جوڑنے کی...... پچھلے کئی سالوں سے انہوں نے اجتماعی قربانی کا سلسلہ شروع کیا ہے...... اور ماشاءاللہ وہاں وہاں تک گوشت پہنچایا ہے جہاں تک پہنچانا اللہ تعالیٰ کی خاص توفیق کے بغیر ممکن نہیں ہے...... مدارس، مساجد، غرباء، مسافر اور اُمتِ مسلمہ کی حفاظت اور عظمت کی خاطر اپنا سب کچھ

لٹانے والوں تک...... آپ میں سے جس کو اللہ تعالیٰ ہمت اور توفیق دے وہ اس سال بھی...... الرحمت ٹرسٹ کے ساتھ اجتماعی قربانی میں بھرپور حصّہ لے...... اللہ تعالیٰ جتنی استطاعت دے...... ایک قربانی یا زیادہ...... اگر استطاعت نہیں تو دعاء مانگیں کہ استطاعت مل جائے...... پھر بھی نہیں ملی تو دوسروں کو ترغیب دیں...... آگے جہاں ہم نے جانا ہے وہاں نیکیوں کی بہت ضرورت ہوگی...... اللہ کرے ہم سب نیکیاں کمانے والے بن جائیں......

آمین یاارحم الراحمین

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ سیدنا محمد والہ وصحبہ وسلم تسلیما کثیرا کثیرا کثیرا

☆/☆/☆

بے چارے

اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے کہ پھر ’’خوشی‘‘ کا دن آرہا ہے...... جی ہاں ’’عیدالاضحیٰ‘‘ پوری شان کے ساتھ تشریف لارہی ہے...... مرحبا، صد مرحبا...... میں کچھ لوگوں کو دیکھتا ہوں تو اُن پر ’’ترس‘‘ آتا ہے...... وہ بیچارے کتنی تکلیف میں ہیں...... اور دوسرے کچھ لوگوں کو دیکھتا ہوں تو ’’رشک‘‘ آتا ہے کہ ماشاء اللہ کتنے خوش ہیں اور کتنے کامیاب...... اچھا اس بات کو یہاں روک کر ماضی کی طرف چلتے ہیں...... مدینہ منورہ میں کچھ لوگ تھے جن تک ’’اسلام‘‘ تو پہنچ گیا مگر وہ اسلام تک نہ پہنچ سکے یعنی دل سے مسلمان نہ ہوئے...... بس اُن کو مجبوراً خود کو ’’مسلمان‘‘ کہلوانا پڑا...... اُن کے نام بھی اسلامی، خاندان بھی اسلامی...... اور اٹھنا بیٹھنا بھی مسلمانوں کے ساتھ...... اور مردم شماری میں بھی ان کا شمار مسلمانوں میں...... دراصل وہ ’’بیچارے‘‘ پھنس گئے تھے...... وہ تو اسلام کے قریب بھی نہ آتے مگر کیا کرتے کہ اسلام خود ان تک پہنچ گیا...... اب ان کی ایک ہی خواہش تھی کہ کسی طرح اسلام سے جان چھوٹے تو وہ کافروں والی ’’آزاد زندگی‘‘ گزاریں...... جی ہاں لبرل بالکل لبرل...... وہ دن رات اسی فکر میں جلتے تھے کہ معلوم نہیں کب مسلمان کمزور ہوں گے اور کب اسلام ختم ہوگا...... وہ مسجد میں بھی آتے تھے...... جمعہ کا خطبہ بھی سنتے تھے...... بعض اوقات مجبوراً غزوات میں بھی چل پڑتے تھے...... مگر اُن کی جان عذاب میں آگئی تھی...... انہیں مسلمان اچھے نہیں لگتے تھے...... پھر بھی انہیں مسلمانوں کے ساتھ رہنا پڑتا...... انہیں کافروں سے بہت پیار تھا مگر وہ کھل کر ان کے ساتھ شامل نہیں ہو سکتے تھے...... مسلمانوں کو جب کوئی فتح ملتی تو یہ لوگ ڈر کی وجہ سے سہم جاتے اور موت انہیں آنکھوں

کے سامنے نظر آتی...... لیکن جب مسلمانوں پر کوئی ظاہری مصیبت پڑتی تو وہ بہت خوش ہوتے...... اور انہیں امید کی روشنی نظر آنے لگتی کہ عنقریب ہم ''لبرل'' اور آزاد زندگی گزار سکیں گے......

کئی بار تو انہیں اپنی منزل بہت قریب نظر آئی اور انہوں نے اچھی خاصی خوشی منا ڈالی...... غزوہ بدر کے موقع پر جب نہتے مسلمان ابوجہل کے مسلح لشکر کے سامنے آئے تو اس طبقے کو خیال ہوا کہ اب جان چھوٹی...... مگر مسلمان پہلے سے زیادہ طاقتور ہو کر مدینہ منورہ لوٹ آئے...... غزوہ اُحد کے موقع پر اس طبقے نے خوشی کی مٹھائیاں بانٹ لیں اور مستقبل کے سہانے خواب بھی دیکھ لئے مگر مسلمان سنبھل گئے...... پھر غزوہ احزاب شروع ہوا تو ان لوگوں کی جان میں جان آئی...... اخبارات تو اُس زمانے میں تھے نہیں کہ وہ ''کالم'' لکھتے...... ٹی وی چینل بھی نہیں تھے کہ اُس پر آ کر مسلمانوں کے مکمل خاتمے کی پیشین گوئیاں کرتے...... ہوٹل بھی نہیں تھے کہ وہاں سیمینار کر کے اکٹھے ناچتے...... موبائل فون بھی نہیں تھے کہ وہ ابوسفیان کے لشکر کو ''خوش آمدید'' کے میسج بھیجتے...... مگر اُن کے پاس زبانیں تھیں جو انہوں نے خوب چلائیں اور مجلسیں تھیں جو انہوں نے خوب گرمائیں...... آپس میں ملتے اور قہقہے لگاتے کہ لو بھائی روم فارس فتح کرنے کی ڈینگیں مارنے والے اب امن کے ساتھ بیت الخلاء بھی نہیں جا سکتے...... ابوسفیان کا دس ہزار کا اتحادی لشکر مدینہ منورہ کے سر پر بیٹھا تھا اور مسلمان ہر طرف سے شدید محاصرے میں تھے...... تب یہ ''بیچارے'' لوگ بہت خوش تھے...... کبھی تو خط لکھ کر اتحادی لشکر کو بتاتے کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں...... اور کبھی آپس میں بیٹھ کر مجلس گرماتے کہ یار...... ہمیں چاہئے کہ حضرت محمد (ﷺ) کو (نعوذ باللہ) پکڑ کر مشرکین کے حوالے کر دیں...... ہم ایک شخص کی وجہ سے اپنا شہر تو تباہ نہیں کروا سکتے...... اِن کو مشرکین کے حوالے کر دیں گے تو پھر ہم امن کے ساتھ اپنی ''لبرل'' زندگی گزاریں گے...... انہیں سو فیصد امید تھی کہ اس بار اُن کا مسئلہ حل ہو جائے گا...... مگر ہائے، بیچارے...... چند دنوں کے بعد اُن کی تمام امیدیں دم توڑ گئیں اور اتحادی

لشکر......شکست کی کالک اپنے منہ پر سجائے واپس چلا گیا......مگر یہ لوگ بھی اپنی ’’بدقسمتی‘‘ میں پکے تھے......انہیں امید تھی کہ چلیں آج نہیں تو کل مسلمان ختم ہو جائیں گے......جب غزوہ تبوک کا وقت آیا تو ان کی امیدیں پھر بیدار ہونے لگیں......اُن کے تجزیہ نگار دانشور کہنے لگے کہ رومیوں کا لشکر مسلمانوں کو باندھ کر لے جائے گا......مگر ہائے حسرت، ہائے ناکامی......مسلمان دومۃ الجندل کی غنیمت لے کر واپس آ گئے......اور یہ طبقہ اپنی حسرتوں کو اپنے ساتھ لے کر مر کھپ گیا......

دنیا میں بھی خسارہ اور آخرت میں تو سراسر خسارہ......مسلمان آگے بڑھتے گئے اور دنیا کے حکمران بن گئے......پاکستان میں بھی طویل عرصہ سے ایک طبقہ یہ اُمید لگائے بیٹھا ہے کہ......عنقریب دیندار مسلمان ختم ہو جائیں گے......عنقریب دینی مدارس پر تالے ڈال دیئے جائیں گے......عنقریب اس ملک میں جہاد کا نام لینا بھی ممنوع قرار پائے گا......اور عنقریب مجاہدین کی نسل تک ختم ہو جائے گی......اُن کی تمنا ہے کہ اس ملک میں اذان کی آواز نہ گونجے......کوئی مولوی عالم نظر نہ آئے......کوئی مجاہد یہاں تکبیر بلند نہ کرے......وہ چاہتے ہیں کہ اس ملک میں شراب آزاد ہو......ہر شہر میں بڑے بڑے نائٹ کلب ہوں......مردوں اور عورتوں کو راستوں پر گدھوں کی طرح آپس میں ’’روشن خیالی‘‘ کرنے کی آزادی ہو......اور یہ ملک یورپ اور بھارت کی تصویر بن جائے......پاکستان کا یہ طبقہ کافی طاقتور ہے مگر پھر بھی ’’بے چارہ‘‘ ہے......ایوب خان کے زمانے میں ان کو امید تھی کہ پاکستان مکمل ’’لبرل ملک‘‘ بن جائے گا......اور ایوب خان تمام مولویوں کو سمندر میں پھینک دے گا......مگر ہائے حسرت کہ کام نہ بنا......ایوب خان نے اپنے کانوں سے ’’ایوب کتا ہائے ہائے‘‘ کے نعرے سنے......اور پھر ایک مولوی نے اس کی نماز جنازہ بھی پڑھا دی......ضیاء الحق کے زمانے میں یہ طبقہ کچھ مایوس رہا......مگر پرویز مشرف کے دور میں اس کی امیدیں آسمانوں تک جا پہنچیں......پرویز مشرف بھی چلا گیا......اب ان کی امیدیں موجودہ حکومت اور امریکہ سے وابستہ ہیں......افغانستان پر

امریکہ نے حملہ کیا تو یہ لوگ خوشی سے مرے جارہے تھے...... اُن دنوں اخبارات میں ان کے کالم قابو سے باہر نکل رہے تھے...... اُن کا خیال تھا کہ امریکہ افغانستان اور پاکستان کے تمام داڑھی، پگڑی والوں کو ماردے گا...... مگر ہائے حسرت، ہائے ناکامی...... آج امریکہ مذاکرات کے لئے داڑھی، پگڑی والوں کو ڈھونڈ رہا ہے......

مجھے ترس آتا ہے اُن صحافی مردوں اور عورتوں پر جنہوں نے یہ امید لگا رکھی ہے کہ...... جہاد بند ہو جائے گا، مساجد ویران ہو جائیں گی...... اذان پر میوزک کی آواز غالب آجائے گی...... ارے بدنصیبو! اگر تمہیں ہزار سال کی زندگی مل جائے، قارون کے خزانے مل جائیں اور فرعون کی طاقت مل جائے...... تب بھی تمہارے یہ خواب پورے ہونے والے نہیں ہیں......

تم لوگ تو خواہ مخواہ کی آگ میں جل رہے ہو...... اگر تمہیں اسلام، قرآن اور جہاد سے اتنی ہی نفرت ہے تو پھر کافروں کے ملکوں میں جا بسو...... وہاں خنزیر کا گوشت بھی ملتا ہے اور شراب بھی...... اور سڑکوں پر ''روشن خیالی'' کی بھی اجازت ہے...... ہاں اتنی پریشانی ضرور ہے کہ تمہیں وہاں بھی کسی نہ کسی جگہ اذان کی آواز سننے کو ملے گی...... تب اپنے کانوں میں انگلیاں ٹھونس لینا...... اور تمہیں داڑھی، پگڑی والے بھی ملیں گے تب اپنا راستہ بدل لینا...... ارے کم عقل لوگو! آخرت کا تو تم نے سوچا نہیں مگر جہاد کے خلاف کام کر کے اپنی دنیا کیوں برباد کر رہے ہو؟ ...... یہ بھاری پتھر تم سے نہیں اٹھایا جائے گا...... تم عبداللہ بن ابی اور ابن سبا سے زیادہ سازشی اور میر جعفر اور میر صادق سے زیادہ عیار نہیں ہو...... تم نے تو ایک ایسے گناہ کو اپنا مشن بنا لیا ہے جو گناہ تمہارے بس میں ہی نہیں ہے...... تم سمجھتے ہو کہ انگریزی اخبارات میں مجاہدین کے خلاف ''جاسوسی کالم'' لکھو گے تو تمہارے کہنے پر امریکہ والے اُن مجاہدین کو ختم کر دیں گے...... عجیب بے وقوفی ہے اور عجیب بدنصیبی...... پاکستان میں کئی ''تھنک ٹینکس'' بن گئے...... یہ سارا دن کافروں کو بتاتے رہتے ہیں کہ پاکستان میں فلاں مجاہد ہے...... فلاں مدرسہ خطرناک ہے اور فوج میں فلاں آفیسر دیندار ہے...... پاکستان کے کئی صحافی مرد اور عورتیں باقاعدہ سی آئی

اے، موساد اور را کے لئے کام کرتے ہیں...... ان سب کو یہ امید ہے کہ بس اب چند دن میں مجاہدین ختم ہو جائیں گے...... یہ اتنا بھی نہیں سوچتے کہ پچھلے نو سال میں مدارس کی تعداد بھی بڑھ گئی ہے...... اور جہاد بھی زیادہ مضبوط ہو گیا ہے...... اسلام اور جہاد تو ہمیشہ مشکل حالات میں پھلتے پھولتے ہیں...... لال مسجد پر آپریشن ہوا تو ان لوگوں نے خوشی میں اپنے کپڑے پھاڑ ڈالے...... مگر نتیجہ کیا نکلا؟ لال مسجد آج بھی آباد ہے...... ایک جامعہ حفصہ ؓ کی جگہ کئی جامعہ حفصہ ؓ بن چکے ہیں...... اور مسلمانوں کو ایک اور شہید کا مزار مل گیا ہے...... سوات آپریشن شروع ہوا تو ان لوگوں کی امیدیں آسمان تک جا پہنچیں کہ اب پورے ملک سے اسلام کا خاتمہ ہو جائے گا...... پاک انڈیا مذاکرات شروع ہوتے ہیں تو یہ لوگ خوشی سے چھلانگیں لگانے نکل پڑتے ہیں...... مگر پھر آخر میں سوائے حسرت کے کچھ ہاتھ نہیں آتا...... آج کل پھر یہ طبقہ خوشی اور امید میں مست ہے...... ان کے دانشور کھوجی کتوں کی طرح دُم اٹھا کر حکومت کو ہر تنظیم، ہر مدرسے اور ہر مرکز پر حملے کے لئے بلا رہے ہیں...... ان کے صحافی مرد اور عورتیں اپنے گناہوں کی ناپاکی کو سیاہی بنا کر کالم لکھ رہے ہیں...... اور ان کے بااثر لوگ امریکہ اور حکومت کو اپنا آپریشن پھیلانے کے مشورے دے رہے ہیں...... ارے بے چارو! امریکہ بھی تمہاری طرح ''بے چارہ'' ہے وہ تمہارا نوکر تو نہیں کہ تمہارے کہنے پر اپنا مزید نقصان کرے...... وہ تو اب طالبان سے مذاکرات کے لئے بے چین ہے...... اور حکومت تو تمہارے مشورے مان مان کر تھک چکی ہے...... اُسے بھی اب تمہارے مشوروں سے موت کی بو آنا شروع ہو گئی ہے...... وہ دیکھو! عیدالاضحیٰ پوری شان کے ساتھ آ رہی ہے...... یہ کرسمس نہیں ''عیدالاضحیٰ'' ہے قربانی والی عید...... ہاں قربانی والی...... وہ دیکھو لاکھوں مسلمان احرام باندھنے کی تیاری کر رہے ہیں...... وہ تمہارے ''گورو'' شیطان کو پتھر ماریں گے...... وہ دیکھو فلسطین کے بیٹوں اور بیٹیوں نے عید پر قربانی دینے کے لئے اپنے ماتھوں پر کلمہ طیبہ کی پٹی باندھ کر...... راکٹ اٹھا لئے ہیں...... وہ دیکھو! افغانستان میں فدائیوں کی یلغار ہے...... وہ دیکھو! کشمیر پھر انگڑائی لے رہا ہے اور بی ایس

ایف کے ڈی آئی جی کی چتا جل رہی ہے......عید الاضحیٰ آ رہی ہے...... ماشاء اللہ پوری شان کے ساتھ آ رہی ہے...... مجھے اُن بدنصیب لوگوں پر ترس آ رہا ہے جو حسرت اور ناکامی کی آگ میں جل رہے ہیں......اللہ تعالیٰ اُن کو اور ناکامیاں دکھائے......اور مجھے اُن لوگوں پر رشک آ رہا ہے جو اپنی جانوں کو تکلیف میں ڈال کر......اسلام کی خدمت کر رہے ہیں......مسلمانوں کی خدمت کر رہے ہیں......جو اسلام کے ایک ایک حکم کی پہرے داری کر رہے ہیں......جو شرعی جہاد کی شمع اپنے خون سے جلا رہے ہیں......جو ہر دن اجر و ثواب کماتے ہیں......اور ہر رات نیکیاں سمیٹتے ہیں...... اللہ تعالیٰ اُن پر رحمت فرما رہا ہے......اُن کا کام بڑھتا جا رہا ہے......اور اُن کی کامیابیوں میں بھی دن رات اضافہ ہو رہا ہے......یہ وہ لوگ ہیں جو ''ایثار'' کرتے ہیں......خود کم کھاتے ہیں اپنا حصہ دوسروں کو کھلاتے ہیں......جو مال کا ایثار بھی کرتے ہیں اور جان کا بھی......یا اللہ ہمیں بھی قبولیت کے ساتھ ان لوگوں میں شامل فرما......

آمین یا ارحم الراحمین

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ سیدنا محمد والہ وصحبہ وسلم تسلیما کثیرا کثیرا کثیرا

کرامت اولیاء

اللہ تعالیٰ حضرات انبیاء ؑ کے ہاتھ پر ''معجزے'' ظاہر فرماتا ہے...... اور اپنے ''اولیاء کرام'' کے ہاتھ پر ''کرامات'' ظاہر فرماتا ہے...... جو چیز ظاہری طور پر ناممکن نظر آتی ہو...... اور پھر وہ کسی ''نبی'' کے ہاتھ سے ہو جائے تو ''معجزہ'' جیسے رسول اللہ ﷺ کے اشارے سے چاند دو ٹکڑے ہو گیا...... اور اگر کوئی ناممکن چیز ''نبی'' کے علاوہ کسی ''مؤمن'' کے ہاتھ سے ہو جائے تو وہ ''کرامت'' کہلاتی ہے...... جیسا کہ حضرات صحابہ کرام ؓ کے لشکر کا پانی پر چلنا...... ''اولیاء کرام'' کی کرامات ''برحق'' ہیں...... اور آقا مدنی ﷺ کی اُمت میں ''کرامات'' کا سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا...... ابھی امریکہ کے صدر نے افغانستان میں مزید تیس ہزار فوج بھیجنے کا اعلان کیا ہے...... جو اس بات کا کھلا اعتراف ہے کہ گذشتہ آٹھ سال میں جو اتحادی لشکر بھیجا گیا وہ شکست کھا چکا ہے...... یہ اس زمانے کے مجاہدین کی تازہ ''کرامت'' ہے...... اللہ اکبر کبیرا، والحمدللہ کثیرا، وسبحان اللہ بکرۃ و اصیلا

عظیم الشان کرامت

کوئی نہیں مانتا تھا کہ ''امریکہ'' کا مقابلہ کرنا ممکن ہے...... کوئی نہیں مانتا تھا کہ افغانستان میں نیٹو افواج کو شکست کا منہ دیکھنا پڑے گا...... بڑے بڑے عسکری پنڈت کہتے تھے مجاہدین زیادہ سے زیادہ چھ ماہ تک لڑ سکیں گے...... مگر یہ کیا ہوا؟...... آٹھ سال سے زائد کا عرصہ بیت گیا...... جدید طیارے بمباری کرتے کرتے گھس گئے...... ٹینکوں کے دھانے آگ اگل اگل کر پگھل گئے...... خلائی سیارچے جاسوسی کر کر کے اندھے ہو گئے...... ٹیکنالوجی کروٹیں بدل بدل کر شرمندہ ہو گئی...... مگر افغانستان آج بھی تکبیر کے نعروں اور مجاہدین کے قدموں سے گونج رہا ہے...... کیا یہ

کرامت نہیں ہے؟...... کیا یہ اس بات کا ثبوت نہیں کہ ’’قرآن کریم‘‘ برحق ہے، اسلام سچا دین ہے...... اور جہاد ناقابل تسخیر ہے؟...... صدر ابامہ نے اپنے مختصر سے دور حکومت میں دوسری بار مزید فوج افغانستان بھیجی ہے...... اور ساتھ ہی اٹھارہ مہینے بعد اپنی فوج واپس بُلانے کا اعلان کر دیا ہے...... اللہ اکبر کبیرا ...... تھوڑا سا سوچیں تو دل اللہ تعالیٰ کی عظمت سے بھر جاتا ہے...... کہاں امریکہ اور اُس کی طاقت اور کہاں مجاہدین اور اُن کی بے سروسامانی...... مگر اللہ پاک ایک ہے...... اور وہ غالب، قوت والا ہے......

نئی پالیسی اور خوشی

امریکہ نے افغانستان پر اپنی جس نئی پالیسی کا اعلان کیا ہے...... اس پالیسی سے کئی لوگ تو بہت خوش ہیں...... مثلاً مصنوعی اعضاء بنانے والی امریکی کمپنیاں خوشی منا رہی ہیں...... اُن کو یقین ہے کہ اگلے دو سال میں اُن کا کاروبار ترقی کرے گا...... بہت سی ٹانگیں، بازو اور دیگر اعضاء فروخت ہوں گے...... تابوت بنانے والی کمپنیاں بھی کافی خوش ہیں اُن کے بہت سے تابوت فروخت ہوں گے...... اور مہنگی قیمت پر بکیں گے...... امریکہ کے آس پاس کے وہ ممالک جو امریکی پالیسیوں سے تنگ ہیں وہ بھی خوشیاں منا رہے ہیں...... اُن کا کہنا ہے کہ افغانستان میں مزید فوج بھیجنے سے امریکہ کمزور ہوگا...... اسی طرح افغانستان کے مجاہدین بھی کافی خوش ہیں...... وہ لوگ امریکی فوجیوں کو ’’قیمتی شکار‘‘ کہتے ہیں...... انہیں شکایت تھی کہ ’’فدائی مجاہد‘‘ اپنی گاڑی لیکر کئی کئی دن گھومتا رہتا ہے اور اُسے امریکی نہیں ملتے...... اب تازہ دم تیس ہزار فوج کے آنے سے یہ شکایت دور ہو جائے گی...... امریکی فوج اپنے ساتھ بہت سا عملہ بھی لائے گی...... اس عملے کے کئی افراد اغواء کر لئے گئے تو ’’فدیہ‘‘ میں کروڑوں ڈالر ملیں گے...... اور کئی مجاہدین جو ’’افغان آرمی‘‘ میں بھرتی ہو چکے ہیں وہ بھی شدّت کے ساتھ غیر ملکی افواج کا انتظار کر رہے ہیں...... پچھلے دنوں ایسے ہی ایک مجاہد نے سات برطانوی فوجیوں کے تابوت برطانیہ پارسل کروا دیئے......

نئی پالیسی اور غم

امریکہ کی تازہ پالیسی سے کئی لوگ کافی غم زدہ بھی ہیں...... یہ دنیا عجیب جگہ ہے یہاں کسی چیز سے ایک آدمی خوش ہوتا ہے تو دوسرا غمگین...... امریکہ کے جو تیس ہزار فوجی افغانستان جانے ہیں وہ کافی پریشان ہیں...... اسی پریشانی میں ایک ''میجر صاحب'' نے فائرنگ کر کے تیرہ فوجیوں کو ہلاک کر دیا ہے...... یوں وہ تیرہ فوجی افغانستان جانے سے بچ گئے ہیں...... ان تیس ہزار فوجیوں میں کئی ''خواتین فوجنیاں'' بھی ہیں...... سنا ہے وہ بہت پریشان ہیں اور اکثر چھپ چھپ کر روتی رہتی ہیں...... ان تیس ہزار فوجیوں اور فوجنیوں کے اہل خانہ سخت پریشان ہیں اُن کے گھروں پر ماتم کا سماں ہے...... پاکستان کے حکمران بھی پریشان ہیں کیونکہ اُن کو بتائے بغیر اس پالیسی کا اعلان کیا گیا ہے...... اور اس پالیسی میں زیادہ ''وزن'' افغانستان پر نہیں بلکہ پاکستان پر ڈالا گیا ہے......

پالیسی اور پریشانی

صدر اُبامہ نے اپنی تازہ افغان پالیسی کا اعلان جس پریشانی میں کیا ہے اُس کا اندازہ لگانا مشکل ہے...... چھ ماہ تک انہوں نے اس مسئلے پر مشاورت کی...... آٹھ ہفتے کی محنت سے اپنی آدھے گھنٹے کی تقریر تیار کی...... اور اس تقریر میں بائیس مرتبہ پاکستان کا نام لیا...... یعنی تقریر میں ہر ڈیڑھ منٹ بعد پاکستان کا نعرہ لگایا...... ابامہ کی مشکل یہ تھی کہ ایک طرف تو اُن کی پیٹھ پر امن کا نوبل انعام لدا ہوا ہے...... جبکہ دوسری طرف امریکی گوروں کا دباؤ تھا کہ کوئی کارنامہ دکھاؤ...... صدر اُبامہ کے اپنے اختیار میں ہوتا تو وہ کل صبح تک افغانستان سے فوجیں نکال لیتے مگر وہ اگلے صدارتی انتخابات میں فتح حاصل کرنے کے لئے زیادہ سے زیادہ مسلمانوں کا خون پینا چاہتے ہیں...... افغانستان میں موجود امریکی اور نیٹو افواج نے اپنے حکمرانوں کو بتا دیا ہے کہ افغانستان میں فتح حاصل کرنا ناممکن ہے...... امریکہ کے اڑتالیس فیصد لوگوں نے بھی فوجیں واپس بلانے

کے لئے دباؤ ڈالنا شروع کر دیا ہے...... ان حالات میں اُبامہ ''بے چارہ'' پھنس گیا...... چنانچہ اُس نے درمیانی راستہ اختیار کیا...... شدّت پسندوں سے کہا خوش ہو جاؤ! میں نے مزید تیس ہزار فوج افغانستان بھیج دی ہے...... اور جنگ مخالف طبقے سے کہا کہ خوش ہو جاؤ! میں نے افغانستان سے امریکی فوجیوں کو واپس لانے کے لئے یہ تیس ہزار فوج بھیجی ہے تا کہ...... یہ اپنے بھائیوں کو بحفاظت واپس لا سکیں...... مگر خبروں میں آ رہا ہے کہ اُبامہ ''بے چارے'' سے کوئی بھی خوش نہیں...... شدّت پسند کہہ رہے ہیں کہ واپسی کا اعلان کیوں کیا؟...... اور جنگ مخالف کہہ رہے ہیں کہ مزید فوجی کیوں بھیجے؟...... بے شک آقا مدنی ﷺ کی اُمت سے لڑنے والے اسی طرح کی پریشانی اور الجھنوں میں دفن ہوتے رہتے ہیں...... **اللہ اکبر کبیرا......**

پالیسی کے تین رُخ

امریکہ نے افغانستان پر جس نئی پالیسی کا اعلان کیا ہے آخر اس کی حقیقت کیا ہے؟...... غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس نئی پالیسی کے تین اہداف یا مقاصد ہیں......

(۱) افغانستان میں شدید خانہ جنگی کرانا......

(۲) پاکستان کو جس قدر ممکن ہو کمزور اور برباد کرنا......

(۳) انڈیا اور ایران کو افغانستان میں طاقت دینا......

آپ حضرات جانتے ہیں کہ ''انگریز'' دنیا کی شاطر ترین قوم ہے...... انگریزوں کے ایک کرنل ''لارنس'' نے عربوں کو ماضی میں جو نقصان پہنچایا وہ بھی آپ کو معلوم ہو گا...... اور لارڈ میکالے نے برصغیر کے مسلمانوں کو جس طرح سے برباد کیا وہ بھی آپ جانتے ہیں...... ابھی کچھ عرصہ پہلے امریکہ اور نیٹو افواج نے افغانستان میں خوفناک خانہ جنگی کرانے کے لئے برطانیہ کے ایک سابق فوجی ''جنرل لیمب'' کی خدمات حاصل کی ہیں...... ''جنرل لیمب'' برطانیہ کے خفیہ ادارے کے سربراہ رہ چکے ہیں...... اور انہوں نے عراق میں ''سنیّوں'' کو کمزور کرنے میں خاص کردار ادا کیا ہے...... اس وقت ''جنرل لیمب'' افغانوں کو اور مجاہدین کو آپس میں لڑانے کے مشن

پر ہیں...... امریکہ اور اس کے اتحادی ممالک نے ’’جنرل لیمب‘‘ کو اربوں ڈالر خرچ کرنے کا اختیار دے رکھا ہے...... اور جنرل لیمب کا کہنا ہے کہ اُس کی محنتوں کا نتیجہ اگلے چھ ماہ میں ظاہر ہونا شروع ہو جائے گا...... گذشتہ کچھ عرصہ سے طالبان کے ساتھ جن مذاکرات کا شور ہے وہ بھی جنرل لیمب کے اپنے طالبان ہیں...... وکیل احمد متوکل اور اس طرح کے دوسرے لوگ جنرل لیمب کے ہاتھوں میں کھیل رہے ہیں...... اور جنرل لیمب کو امید ہے کہ چند مہینوں کے بعد افغانستان میں ’’طالبان‘‘ کے ایک ایسے گروہ کا اعلان ہو جائے گا جو روشن خیال اور اعتدال پسند کہلائے گا...... پھر ان روشن خیال طالبان پر اصلی طالبان حملے کریں گے تو افغانوں کی باہم لڑائی شروع ہو جائے گی...... اور پھر اس لڑائی کی آڑ میں امریکہ وغیرہ افغانستان سے اپنی ’’عزت‘‘ بچا کر کھسک جائیں گے...... اس دوران انڈیا اور ایران کو افغانستان میں طاقتور کیا جائے گا...... تاکہ وہ اُن افغانوں کی مدد کرتے رہیں...... جو اسلام اور پاکستان کے مخالف اور امریکہ کے حامی ہوں گے...... اور تیسری طرف ان اٹھارہ مہینوں میں پاکستان کا گھیرا تنگ کیا جائے گا...... اور پاکستان میں جنگیں بھڑکا کر اُسے کمزور کر دیا جائے گا......

بس آخری آرزو

ہمارے ایک سابق دوست نے اپنے علاقے کے ایک عالم کا قصہ سنایا...... وہ عالم صاحب جب نوجوان تھے تو شادی کے بارے میں کافی اونچا معیار رکھتے تھے...... انہوں نے اپنی مجوّزہ دلہن کے لئے ستائیس شرطیں لکھ رکھی تھیں...... والدین جہاں بھی رشتہ دیکھنے جاتے تو تمام ستائیس شرطیں بہر حال موجود نہیں ہوتی تھیں...... اور یوں اُن کی شادی مؤخر ہوتی گئی اور سر اور داڑھی میں سفید بال چمکنے لگے...... اور لوگوں نے بھی رُخ پھیر لیا...... تب انہوں نے اعلان کیا کہ بھائیو! میری شادی کرا دو...... اور دلہن کے لئے بس ایک ہی شرط ہے کہ وہ ’’عورت‘‘ ہو...... بالکل اسی طرح امریکہ، برطانیہ اور نیٹو کے لشکر گھر سے نکلے تھے تو اُن کے دعوے بلند اور عزائم بہت اونچے تھے...... وہ کہتے تھے کہ ہم صلیبی جنگ میں نکلے ہیں مسلمانوں کو اچھی طرح سبق

سکھائیں گے...... ہم جہاد کو جڑ سے اکھاڑ پھینکیں گے...... ہم دہشت گردی کا قلع قمع کردیں گے...... ہم طالبان کا نام ونشان تک مٹا دیں گے......

مگراب آٹھ سال بعد اُن کے عزائم شرمندہ ہو چکے ہیں...... اور تمام ستائیس شرطیں ختم ہوگئی ہیں...... اب اُن کی بس اتنی سی آرزو ہے کہ کسی طرح انہیں ایک ''شیخ اسامہ'' اصلی ہو یا نقلی مل جائے...... تاکہ وہ اُن کے ساتھ فوٹو کھنچوا کر اپنی تھوڑی سی ناک بچا سکیں...... پچھلے دنوں برطانوی وزیراعظم ''گارڈن براؤن'' نے پاکستان کو دھمکی دی کہ ہمیں اُسامہ پکڑ کر دے دو...... کیونکہ ہمیں اس بات سے شرم آرہی ہے کہ ہم آٹھ سال کی محنت کے باوجود اُسے کیوں نہیں پکڑ سکے...... اسی طرح کے کئی بیانات امریکہ کی طرف سے بھی آرہے ہیں...... اللہ تعالیٰ کی طاقت دیکھیں...... اور ایمان والوں کے ساتھ اُس کی نصرت دیکھیں کہ...... دنیا میں خدائی کا دعویٰ کرنے والے ممالک ایک ایک مسلمان کے سامنے کس طرح سے بے بس ہیں...... کاش ہم سب سچے مسلمان بن جائیں......

پالیسی اور تین مشکلات

کیا امریکہ کی نئی افغان پالیسی کامیاب ہو جائے گی؟...... غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ پالیسی انشاءاللہ بُری طرح سے ناکام ہوگی...... اور اس ناکامی کی موٹی موٹی وجوہات تین ہیں......

(۱) قرآن پاک سچی کتاب ہے...... اپنے ہوں یا غیر سبھی مانتے ہیں کہ...... قرآن پاک جو کچھ فرماتا ہے وہ بالکل اٹل ہوتا ہے...... قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے یہ اعلان فرما دیا ہے کہ...... اللہ تعالیٰ ایمان والوں کا مولیٰ...... یعنی حامی و مددگار ہے اور کافروں کا کوئی مولیٰ نہیں...... یعنی کافر ''بے چارے'' ہیں...... افغانستان کے مجاہدین...... الحمدللہ دولت ایمان سے سرشار ہیں...... افغانستان میں پہلے بھی غیر ملکی فوجیں موجود تھیں...... اب مزید آجائیں گی تو اس سے ایمان والوں کا ایمان اور زیادہ ہوگا...... اور وہ کہیں گے ''**حسبنا اللہ ونعم الوکیل**'' اور ایمان جب بڑھے گا تو اللہ تعالیٰ کی نصرت بھی بڑھ جائے

گی......

(۲) امریکہ نے تیس ہزار فوجی بھیجنے کا اعلان کیا ہے...... اگر مسلمانوں کی تیس ہزار ماؤں نے اپنے بیٹے افغانستان میں لڑنے بھیج دیئے تو...... اتحادی لشکروں پر زمین تنگ ہو جائے گی...... اور مسلمان ماؤں کے لئے ایسا کرنا مشکل نہیں ہے...... وہ تو قرآن کی تلاوت کرتے ہوئے دودھ پلاتی ہیں...... اور شہادت کا شوق جگا کر اپنے بیٹوں کو سُلاتی ہیں......

(۳) افغانستان میں جو ''طالبان'' لڑ رہے ہیں...... وہ صرف ایک تنظیم نہیں بلکہ تحریک بن چکے ہیں...... تنظیموں کو توڑنا آسان ہوتا ہے مگر تحریکوں کو توڑنا بہت مشکل ہوتا ہے...... اور اگر کوئی تحریک ایک امیر کی قیادت میں ہو تو پھر تنظیم کے باقی عہدیداروں کے آنے جانے سے تحریک پر کوئی فرق نہیں پڑتا...... جنرل لیمب جیسے لوگ عہدیداروں تک تو پہنچ سکتے ہیں مگر عام مجاہدین تک اُن کا پہنچنا ناممکن ہے...... اس لئے اگر چند ''عہدیدار'' بِک بھی گئے یا ٹوٹ گئے تو اس سے تحریک کمزور نہیں ہوگی پھر عراق اور افغانستان کے حالات میں زمین و آسمان کا فرق ہے...... عراق میں ''ہنگامی جہاد'' تھا جبکہ افغانستان میں ''مستقل جہاد'' ہے...... عراق میں بعث پارٹی نے جہاد پر پابندی لگا رکھی تھی...... جب امریکہ نے عراق پر حملہ کیا تو ہنگامی بنیادوں پر اچانک جہاد شروع ہوا...... اور اس جہاد میں باہر کے مجاہدین زیادہ تعداد میں شریک ہوئے...... چنانچہ جنرل لیمب جیسے لوگوں کو جزوی طور پر یہ کامیابی ملی کہ انہوں نے ''سنی قبائل'' کو مجاہدین کے خلاف کھڑا کر دیا...... اس کامیاب سازش کے باوجود اب بھی عراق میں جہاد موجود ہے اور غیر ملکی افواج نے خود اپنی شکست کا اعلان کیا ہے...... مگر افغانستان میں جو لوگ لڑ رہے ہیں وہ تو سالہا سال سے ''مجاہد'' ہیں...... ان میں سے اکثر تو شہداء کرام کی اولاد ہیں...... اور کئی ایسے ہیں جنہوں نے آنکھیں جہادی ماحول میں کھولی ہیں...... اس لئے ''جنرل لیمب'' کو انشاءاللہ

افغانستان میں کوئی کامیابی نہیں مل سکے گی...... باقی رہا مسلمانوں کا آپس میں لڑنا تو وہ تو ویسے ہی لڑتے رہتے ہیں...... آج کل اُن کو آپس میں لڑنے کے لئے کسی سازش یا ’’جنرل لیمب‘‘ کی ضرورت نہیں پڑتی......

اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے درمیان اتفاق عطاء فرمائے...... بہرحال اُن کی آپس کی تھوڑی بہت لڑائی سے انشاءاللہ تحریک جہاد کمزور نہیں ہوگی......

یااللہ امت محمدیہ (علی صاحبها الف صلوات وتحیات) پر رحم فرما......

آمین یاارحم الراحمین

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقه سیدنا محمد واله وصحبه وسلم تسلیما کثیرا کثیرا کثیرا

☆/☆/☆

روشن مستقبل

اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے کہ...... میری زندگی کے کتنے دن باقی ہیں......اور آپ سب کی زندگیوں کے کتنے دن باقی ہیں...... نجومیوں سے پوچھنا فضول ہے، وہ کچھ نہیں جانتے......اُن کی باتوں پر اعتماد کرنا خطرناک گناہ ہے...... یہ گناہ بعض اوقات ’’ایمان‘‘ تک چھین لیتا ہے......اخبارات میں ’’یہ ہفتہ کیسے گزرے گا‘‘ کے عنوان سے جو کچھ شائع ہوتا ہے...... اُسے بالکل نہ پڑھا کریں...... مجھے اور آپ کو تو بس یہ فکر کرنی چاہئے کہ......زندگی کے جتنے دن اور لمحات باقی ہیں وہ ایمان پر گزر جائیں......اور خاتمہ ایمان پر نصیب ہو جائے......آج صبح صبح اخبار خریدا......اس میں کئی کالم تھے......ایک بوڑھے صحافی نے آج پھر جہاد اور مجاہدین کے خلاف زہریلا کالم لکھا ہے......ان صاحب کی عمر تراسی سال ہے مگر دین اور جہاد کے خلاف اُن کے جذبے پوری طرح سے جوان ہیں...... میں نے پورا کالم غور سے پڑھا...... اکثر باتیں جھوٹی، گناہ آلود اور شرانگیز ہیں......ایک بات بھی ایسی نہیں لکھی جو یہ ثابت کر سکے کہ اُن کا اسلام اور مسلمانوں سے کوئی تعلق ہے......کالم پڑھ کر پہلے تو مجھے غصہ آیا......ارادہ کیا کہ آج اسی موضوع پر لکھوں گا......وضو کرنے کے بعد نماز ادا کی تو مجھ پر غصے کی جگہ خوف سوار ہو گیا کہ آئندہ کل میرا کیا بنے گا؟......بہت سے لوگ پہلے نیک ہوتے ہیں مگر مرنے کے قریب گمراہ ہو جاتے ہیں...... **العیاذ باللہ، العیاذ باللہ**......کئی صحافی جو افغان جہاد کے ابتدائی زمانے میں جہاد کے حامی تھے......اُس وقت جہاد کی حمایت میں کوئی خطرہ نہیں تھا...... مگر جب افغان جہاد کا تیسرا دور شروع ہوا تو وہ بھی جہاد کے خلاف لکھنے لگے......اور انہوں نے ’’ایمان‘‘ کی بجائے ’’جان‘‘ بچانے کو ترجیح دی......کئی لوگ

جوانی کے آغاز میں نماز کے بہت پابند ہوتے ہیں مگر شادی کے بعد سست اور پھر گمراہ ہو جاتے ہیں...... ایک صاحب کے بارے میں بتایا گیا ہے کہ وہ عالم تھے، ان کے چہرے پر داڑھی کا نور تھا، مگر پھر دنیا کے چکروں میں پڑے تو علم سے بھی محروم ہوگئے اور داڑھی سے بھی...... اور اب ریڈیو پاکستان میں کام کرتے ہیں...... کئی لوگ پہلے مجاہد تھے مگر آج کل امریکہ کے باقاعدہ ملازم ہیں اور دن رات جہاد کے خلاف کام کرتے ہیں...... کئی خواتین کے بارے میں سنا کہ پردے کی سخت پابند تھیں...... مگر اب پردے کی نعمت سے محروم ہو چکی ہیں...... کئی عورتیں تہجد گزار تھیں مگر اب فرض نماز میں بھی سستی کر کے کفر کی طرف دوڑ رہی ہیں...... ہمارے چاروں طرف اس طرح کی بے شمار خوفناک مثالیں بکھری پڑی ہیں...... ہم کئی لوگوں کو دیکھتے ہیں کہ وہ بہت اونچے تھے مگر بلندی پر جم نہ سکے اور نیچے گر پڑے...... ماضی کے کئی نامور مجاہد، کئی بڑے مبلغ، کئی متقی لوگ آج ذلّت اور گناہوں کی زندگی میں ڈوب چکے ہیں...... میں اسی خوف میں مبتلا ہوگیا کہ یا اللہ میرا کیا بنے گا؟...... نیکی کا راستہ تو بہت بلند ہے مگر بلندی پر پہنچ کر چکّر آتے ہیں اور شیطان بھی دھکے دیتا ہے...... اور جو انسان جتنی بلندی سے گرتا ہے وہ اُتنا ہی زیادہ برباد ہوتا ہے...... اللہ تعالیٰ تو بے نیاز ہے...... اتنے بڑے بڑے آسمانوں کا مالک اور اتنی بڑی زمینوں کا پیدا کرنے والا...... ''تراسی'' سال کے ایک بوڑھے کو اس عمر میں بھی موت یاد نہیں ہے...... وہ پیسے کمانے کے لئے جھوٹ لکھ رہا ہے...... گناہ لکھ رہا ہے...... اور دین کے دشمنوں کی وکالت کر رہا ہے...... اللہ تعالیٰ کو کیا پرواہ؟...... اُس کے سامنے کوئی بڑا بڑا نہیں اور کوئی طاقتور، طاقتور نہیں...... ہاں ہم اس بات کے محتاج ہیں کہ ہم ایمان لائیں...... اور پھر مرتے دم تک ایمان پر قائم رہیں...... مگر ایمان پر کیسے قائم رہیں؟...... ہر طرف سے گناہ اور گمراہی کی دعوت ہے...... ایک نوجوان کو دیکھا دین پر پختہ تھے...... جہاد کا کافی جذبہ رکھتے تھے مگر جب شادی کا وقت آیا تو پھسل گئے...... داڑھی پر قینچی چلی اور دین سے دور جا گرے...... کتنے لوگ جو حلال، حرام کا بہت خیال رکھتے تھے...... مگر دنیا نے تھوڑی سی کشش دکھائی تو سودی بینکوں سے قرضے لیکر اندھیری کھائیوں میں جا گرے...... یا اللہ

ہمارا کیا بنے گا؟...... استاذ سیّاف پشاور میں ہوتے تھے اور شہداء کی لاشوں پر کھڑے ہو کر اپنے بیانات سے جذبات کی آگ بھڑکاتے تھے...... آج کابل میں امریکہ کے حواری ہیں...... اللہ تعالیٰ کو کیا پرواہ؟...... اللہ تعالیٰ جہاد کے لئے کسی سیّاف اور کسی ربّانی کا محتاج نہیں...... اُس نے اپنے جہاد کو زندہ رکھنے کے لئے ایسے مجاہد کھڑے فرما دیئے جن پر ماضی کے مجاہد بھی رشک کر سکتے ہیں...... کس عظمت اور ایمان کے ساتھ ایک ''فدائی'' اٹھتا ہے اور پورے عزم کے ساتھ اپنی جان قربان کرتا ہے...... ان مخلصین کے سامنے اونچے ناموں والے اور پروٹوکول والے لفافوں کی کیا حیثیت ہے؟...... کیمروں اور ویڈیو نے تو ''اخلاص'' کا جنازہ نکال دیا ہے...... طرح طرح کے پوز ہیں اور طرح طرح کی تصویریں...... جب سب کچھ لوگوں کو ہی دکھانا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ کو کیا دکھائیں گے؟...... اللہ تعالیٰ کے پاس کیا لے جائیں گے؟...... اِس زمانے کے کافروں نے گمراہی کے لئے خزانوں کے منہ کھول دیئے ہیں...... ایمان چھوڑو اور مزے کرو...... جہاد چھوڑو اور مزے کرو...... نوٹ، ڈالر، لڑکیاں، فلمیں، جہاز، سیکرٹریاں...... اور ہر غلاظت...... ایسے لوگ جن کے چہروں پر ایمان کا نور برستا تھا ''دنیا پرستی'' میں مبتلا ہو کر ہر نور اور ہر روشنی سے محروم ہو گئے...... وہ لوگ جو صحابہ کرامؓ کی فقیری کے واقعات مزے لے لے کر سناتے تھے اب کیمروں والے موبائل مزے لے لے کر استعمال کرتے ہیں...... اور اُن کا دل ہر وہ گناہ مانگتا ہے جن گناہوں کی خواہش ایک مسلمان نہیں صرف ''کافر'' کر سکتا ہے...... یا اللہ ہمارا کیا بنے گا؟...... خوفناک آزمائشیں منہ پھاڑ کر کھڑی ہیں...... کوئی چند دن جیل جاتا ہے تو واپسی پر ایمان اور جہاد سے بھاگ جاتا ہے...... کسی کو گھر چھوڑنا پڑتا ہے تو وہ گھر کی خاطر دین کی قربانی دے دیتا ہے...... کسی پر تھوڑی سی بیماری آتی ہے تو اپنی بیماری کو بڑھا چڑھا کر خود کو ''معذور'' قرار دے دیتا ہے...... کسی پر تھوڑی سی گھریلو مشکلات آتی ہیں تو وہ دین اور جہاد کو پیٹھ کے پیچھے پھینک دیتا ہے...... نام تو ہم حضرت ابراہیم علیہ ؑ کا لیتے ہیں جو آگ میں ڈالے گئے، مگر ڈٹے رہے...... قصّے ہم حضرت موسیٰ علیہ ؑ کے سناتے ہیں جو ماں کی گود سے آزمائشوں میں رگڑے

گئے...... واقعات ہم حضرت بلال ؓ اور حضرت سمیہ ؓ کے سناتے ہیں...... مگر دین کی خاطر دو ڈنڈے اور چار تھپڑ برداشت نہیں کر سکتے...... اللہ نہ کرے ہم پر وہ حالات آجائیں جو اللہ تعالیٰ کے ان مقرّب بندوں پر آئے تو معلوم نہیں ہم کہاں تک جا گریں گے؟...... دین اور جہاد میں آزمائشیں تو آتی ہیں...... یہ جمہوریت کا کھیل تو ہے نہیں کہ فوٹو کھنچوائیں، وزارتیں پائیں اور خود کو دھوکہ دیں کہ ہم نے دین کی بہت خدمت کر لی ہے...... دین پہلے اپنے دل میں اُترتا ہے اور پھر اُس کی شاخیں اعمال کی صورت میں پھیلتی ہیں...... اور جب دین اور جہاد پختہ ہوتے ہیں تو آزمائشیں شروع ہو جاتی ہیں...... اور یہی وقت اصل امتحان کا ہوتا ہے...... کیا ہم زندگی کے اگلے یعنی آخری دنوں میں بھی دین پر قائم رہ سکیں گے؟...... یا دنیا کی ہوائیں ہمیں جہنم کی طرف جا پھینکیں گی...... یا اللہ رحم فرما...... کئی لوگ تو ایسے بھی ہیں کہ پوری زندگی بہت اچھی گزارتے ہیں مگر...... عمر کے بالکل آخری حصے یعنی بڑھاپے میں وہ گمراہ اور گناہ گار ہو جاتے ہیں...... کوئی اولاد کی خاطر، کوئی تھوڑے سے امن و آرام کی خاطر...... کوئی ضد کی وجہ سے اور کوئی عزت اور مال کے شوق میں...... یا اللہ رحم فرما ہمارا کیا بنے گا؟...... کتنے خوش نصیب تھے وہ لوگ جو زندگی کے آخری سانس تک ڈٹے رہے اور ایمان پر جمے رہے...... اگر ہم بھی اُنہی لوگوں میں شامل ہونا چاہتے ہیں تو پھر اس کا ایک راستہ ہے...... اور وہ راستہ اللہ تعالیٰ سے مدد مانگنے کا ہے...... ہم رو رو کر، گڑ گڑا کر اللہ تعالیٰ سے مدد مانگیں کہ یا اللہ ایمان پر ثابت قدمی نصیب فرما...... یا اللہ ہمیں ایمان کامل عطاء فرما اور اسی ایمان کامل پر ہمارا خاتمہ فرما...... اس کے لئے ایک ''دعاء'' کا ہم بہت اہتمام کریں......

کنزالعمال میں آیا ہے کہ حضرت صدیق اکبر ؓ اس دعاء کا اہتمام فرماتے تھے...... بعض روایات میں یہ مسنون دعاء حضرت انس ؓ سے بھی مروی ہے...... اور اسی حوالے سے ''مناجات مقبول'' میں مذکور ہے...... طبرانی میں حضرت انس ؓ کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے ایک ''اعرابی'' کو یہ دعاء مانگتے ہوئے سنا تو آپ ﷺ نے اُس ''اعرابی'' کو انعام واکرام

سے نوازہ...... بندہ نے حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمہ اللہ کو سفر میں دیکھا کہ وہ اس دعاء کا بہت اہتمام فرماتے تھے......ابھی حال ہی میں پیران پیر حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ کی تفسیر ترکی سے شائع ہوئی ہے......اس تفسیر کے مرتب ''شیخ محمد فاضل جیلانی'' نے مقدمے کا اختتام اسی دعاء پر فرمایا ہے...... حیاۃ الحیوان میں ایک شخص کا واقعہ ہے کہ وہ عرصہ دراز سے رومیوں کی قید میں تھا...... ایک دن بہت آہ وزاری کر کے سویا تو ایک پرندے نے اُسے دعاء سکھلائی......تین راتیں اُس دعاء کا اہتمام کیا تو اللہ پاک نے باعزت اور حیرت انگیز رہائی عطاء فرمائی......اُس دعاء میں یہ دعاء بھی شامل ہے جو آج ہمارا موضوع ہے......

مناجات مقبول میں طبرانی کے حوالے سے یہ دعاء اس طرح سے ہے

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ خَیْرَ عُمُرِیْ اٰخِرَہٗ وَخَیْرَ عَمَلِیْ خَوَاتِیْمَہٗ وَ خَیْرَ اَیَّامِیْ یَوْمَ اَلْقَاکَ فِیْہِ

ترجمہ: اے میرے پروردگار! میری عمر کا بہترین حصہ اس کے آخری پہر کو بنائیے اور میرے بہترین اعمال میرے آخری اعمال بنائیے اور میری زندگی کا سب سے اچھا دن وہ بنائیے جس دن میں آپ سے ملوں...... (مناجات ص ۳۰)

کنزالعمال میں ''سنن سعید بن منصور'' کے حوالے سے روایت اور الفاظ اس طرح سے ہیں

''حضرت معاویہ بن قرۃ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنی دعاء میں فرماتے تھے

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ خَیْرَ عُمُرِیْ اٰخِرَہٗ وَخَیْرَ عَمَلِیْ خَوَاتِمَہٗ وَ خَیْرَ اَیَّامِیْ یَوْمَ اَلْقَاکَ (کنزالعمال ص ۲۸۴، جلد۲)

ترجمہ ان الفاظ کا بھی وہی ہے البتہ دو جگہ الفاظ میں فرق ہے......آپ کو جو الفاظ یاد ہوسکیں وہ کر لیں......مناجات مقبول میں اس سے پہلے ایک اور دعاء کو بھی جوڑا گیا ہے...... وہ اس دعاء کا حصّہ نہیں بلکہ الگ دعاء ہے جو ''طبرانی'' میں حضرت

عائشہؓ سے مروی ہے......

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ اَوْسَعَ رِزْقِکَ عَلَیَّ عِنْدَ کِبَرِ سِنِّی وَانْقِطَاعِ عُمُرِیْ

جس کا مفہوم یہ ہے کہ یا اللہ میری سب سے زیادہ کشادہ روزی مجھے بڑھاپے اور عمر کے آخری حصے میں عطاء فرمائیے......

اس دعاء کو بھی پہلی دعاء کے ساتھ جوڑ لیں تو اور زیادہ اچھا ہو جائے گا...... بڑھاپے میں انسان روزی کے بارے میں تنگدست اور محتاج نہ ہو تو اُس کے لئے ایمان اور عمل پر قائم رہنا آسان ہو جاتا ہے...... اب اس دعاء پر مختلف پہلوؤں سے تھوڑا سا غور کریں......

(۱) یہ دعاء ہم سب کے اندر اس بات کی فکر پیدا کرتی ہے کہ ہمارا زندگی کا ہر اگلا دن...... پچھلے دن سے بہتر ہونا چاہئے...... ایمان یہ نہیں کہ چند دن جوش اور جذبے میں کچھ کر لیا اور پھر ڈھیلے پڑ کر شیطان کا شکار بن گئے......

(۲) یہ دعاء ہمارے اندر ''انجام'' کا خوف پیدا کرتی ہے...... جو ایک مؤمن، مجاہد اور عبادت گزار مسلمان کے لئے ضروری ہے...... اگر ہم نے اپنے جہاد اور اپنی عبادت کو بہت کچھ سمجھ لیا تو ہم کسی بھی وقت اس سے محروم ہو سکتے ہیں...... اس لئے ہر وقت اپنے انجام اور خاتمے کے خوف میں رہ کر پوری زندگی ایمان اور اعمال میں لگے رہنا چاہئے...... اور کسی وقت بھی اپنے آپ کو ''ہمیشہ کے لئے کامیاب'' نہیں سمجھنا چاہئے......

(۳) اپنی زندگی کے ہر دن کو تولتے رہنا چاہئے کہ یہ دن ماضی کے دنوں سے بہتر ہوا یا نہیں؟...... ہر نئے دن کا ملنا اللہ تعالیٰ کی طرف سے نعمت ہے...... تو ہر نئے دن اپنے ایمان، اپنے اعمال اور اپنے علم و نیت میں ترقی حاصل کرنی چاہئے......

(۴) اس دعاء میں مستقبل کی کامیابی اور حسن خاتمہ کی تڑپ ہے کہ ایک بندہ اللہ تعالیٰ سے عرض کرتا ہے کہ...... یا اللہ! آپ ہی میری زندگی، موت اور میرے دن رات کے مالک ہیں...... شیطان مجھے ہر دن گرانا چاہتا ہے آپ مجھے سنبھال لیجئے...... ہر اگلے دن مجھے

ایمان میں ترقی عطاء فرمائیے...... اور میرے اعمال میں اور زیادہ قوت عطاء فرمائیے...... اور اُس دن میرے لئے ترقی کا عروج ہو جس دن مجھے موت آنی ہے......

اِس وقت ہر طرف فتنوں کی آندھیاں چل رہی ہیں...... گمراہی کا سیلاب تیزی سے بڑھ رہا ہے...... اور گناہوں کی دعوت قدم قدم پر چل رہی ہے...... سب سے خطرناک ''صحافت کا میدان'' ہے...... اکثر صحافیوں نے اپنا ایمان اور ضمیر بیچ دیا ہے...... یہ مجاہدین کے سب سے خطرناک دشمن ہیں...... یہ دوست بن کر بھی ڈستے ہیں اور دشمن بن کر بھی وار کرتے ہیں...... ان کے ذریعے ہر برائی مجاہدین تک پہنچتی ہے اور یہی کفر اور شیطان کی نمائندگی کرتے ہیں...... کراچی میں ایک بار ایک صحافی انٹرویو کے لئے آیا...... یہ صحافی ایک نیم مذہبی رسالے میں بھی لکھتا تھا اور اُس کے مضامین دینی حلقوں میں پڑھے جاتے تھے...... انٹرویو کے دوران اُس نے ایک ایسا سوال کیا جس کا ٹھیک ٹھاک جواب دینے سے مجاہدین کو نقصان پہنچ سکتا تھا...... ظاہر بات ہے کہ جہاد میں آپ ہر وقت، ہر کسی کے خلاف نہیں بول سکتے...... آج اگر جرمن اور کورین قومیں طالبان سے معاہدہ کرلیں کہ ہم آپ کے ساتھ مل کر نیٹو سے لڑیں گے...... تو اس معاہدے کے بعد طالبان میڈیا پر کوریا یا جرمن کے خلاف بیان تو نہیں دیں گے...... اسی طرح بعض اوقات مجاہد ایک دشمن سے لڑ رہا ہوتا ہے اور دوسرے دشمن کو اپنے خلاف نہیں بھڑکانا چاہتا تو ان حالات میں بھی بیانات میں احتیاط کی جاتی ہے...... جب اُس صحافی نے مجھ سے شر انگیز سوال کیا تو میں نے اس کا ٹیپ ریکارڈر بند کر دیا اور پوچھا کہ آپ تو نیک آدمی سمجھے جاتے ہیں...... پھر آپ کیوں یہ شر انگیزی کر رہے ہیں؟...... وہ ہنس کر بولا...... مولانا صاحب! آپ کا کیا نقصان ہوگا اگر آپ کے دو جملوں سے مجھ غریب کو دو، چار سو ڈالر مل جائیں...... مجھے اُس کی حرص اور بے رحمی پر تعجب ہوا...... یہی صحافی ڈالروں کی خاطر مجاہدین کو میڈیا پر گھسیٹ کر لاتے ہیں...... اور پھر زیادہ ڈالروں کی خاطر اُن کو کافروں سے مرواتے ہیں...... یہی لوگ مجاہدین سے اُلٹے سیدھے بیانات لیتے ہیں...... اور پھر ان بیانات کو آڑ بنا کر مجاہدین کی مخبری کرتے ہیں...... ان کے دل و دماغ میں

سوائے مال اور عزت کے اور کوئی خیر نہیں ہوتی...... یہ ہر ایمانی جذبے سے عاری اور آخرت کی ہر فکر سے محروم ہوتے ہیں...... ابھی حال ہی میں ڈالروں کے ایک پجاری نے ''پنجابی طالبان'' کے نام سے ایک شرانگیز کتاب لکھی ہے...... اس کتاب کا مقصد حکومت پاکستان اور امریکہ کو اس پر ابھارنا ہے کہ وہ پنجاب میں دینی طبقے کے خلاف فوری آپریشن شروع کرے...... آج صبح میں نے جو اخبار خریدا اس میں ''تراسی سالہ'' بابے نے اسی کتاب کی شان میں کالم لکھا ہے...... مجھے بہت عبرت ہوئی کہ اگر اللہ تعالیٰ ناراض ہو جائے تو انسان کتنی مصیبت میں جا گرتا ہے...... اس تراسی سالہ شخص کی پوری زندگی ایک خوفناک عبرت ہے...... بیماریاں، ناکامیاں، نامرادیاں...... زندگی کے قیمتی سال کمیونزم کی وکالت میں گزارے...... اور پھر اپنی زندگی میں کمیونزم کو ذلیل ہوتے دیکھ لیا...... اب اس دین دشمن طبقے کی تمام امیدیں ''امریکہ'' سے وابستہ ہیں...... حالانکہ یہ کچھ عرصہ پہلے تک مجاہدین کو امریکہ کا ایجنٹ کہتے تھے...... اللہ کی شان دیکھیں کہ آج یہ سب خود امریکہ کے ایجنٹ بن کر موت کا انتظار کر رہے ہیں...... اللہ تعالیٰ ہم سب کو ایمانِ کامل نصیب فرمائے...... اور ہماری عمر کا ہر اگلا دن پچھلے دن سے بہتر بنائے...... آج جس دعاء کا تذکرہ ہوا ہے ہم سب کو چاہئے کہ خوب توجہ...... اور اخلاص سے اس دعاء کو اپنا مستقل معمول بنالیں......

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ خَیْرَ عُمُرِیْ اٰخِرَہٗ وَخَیْرَ عَمَلِیْ خَوَاتِیْمَہٗ وَ خَیْرَ اَیَّامِیْ یَوْمَ اَلْقَاکَ فِیْہِ

خاص طور پر وہ اوقات اور مقامات جن میں دعاء زیادہ قبول ہوتی ہے ان میں...... اور دعاؤں کے ساتھ ساتھ اس دعاء کو بھی مانگا کریں مثلاً

(۱) اذان کے وقت

(۲) جہادی سفر پر جاتے ہوئے اور محاذ جنگ پر

(۳) جہاد کی صف میں

(۴) تہجد کے وقت

(۵) سنت اور نفل نماز کے رکوع اور سجدوں میں

(٦) تلاوت قرآنِ پاک کے بعد

(۸) فجر کی سنتوں اور فرضوں کے درمیان

(۸) زمزم شریف پیتے وقت

(۹) حج اور عمرہ کے مواقع اور مقامات پر

(۱۰) جب نماز کی صف کھڑی ہو جائے

(۱۱) مسجد کی طرف نماز کے لئے جاتے وقت

(۱۲) فرض نماز کے بعد

(۱۳) اسماء الحسنٰی کے ورد کے بعد

وغیرہ وغیرہ

اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو توفیق عطاء فرمائے ...... اور اس دعاء کو میرے اور آپ سب کے حق میں قبول فرمائے ...... کراچی سے ایک محترم دوست نے ''خمیری مسلماں'' نام کی ایک مختصر کتاب بھیجی ہے...... اس ایمان افروز کتاب میں دو ایسی مسلمان بیٹیوں کا تذکرہ ہے جنہوں نے ہندو مذہب چھوڑ کر ''دین اسلام'' قبول کیا ہے...... یہ عزیمت و استقامت کی ایک ایمان بڑھانے والی داستان ہے...... قارئین عموماً اور قارئات یعنی خواتین خصوصاً اس کتاب کا مطالعہ کر لیں انشاء اللہ دین پر چلنے میں مدد ملے گی...... جامعہ بنوریہ سائٹ کراچی نے یہ کتاب چھاپی ہے...... القلم کے اس شمارے میں اس کتاب کا خلاصہ پیش کیا جا رہا ہے...... اللہ تعالیٰ قبول فرمائے......

آمین یا ارحم الراحمین

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ سیدنا محمد والہ وصحبہ وسلم تسلیما کثیرا کثیرا کثیرا

☆/☆/☆

عاشقوں کے نام

اللہ تعالیٰ اس سال کو اُمت مسلمہ کے لئے فتوحات کا سال بنائے......آمین، والحمدللہ رب العالمین......

نیا اسلامی سال شروع ہو چکا ہے......اس سال کا نام ہے سن ۱۴۳۱ ہجری......اللہ تعالیٰ کا فیصلہ ہے کہ ہر سال میں بارہ مہینے ہوتے ہیں......

اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوْرِ عِنْدَاللهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًافِیْ كِتَابِ اللهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ (التوبه ٣٦)

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ کے ہاں مہینوں کی گنتی بارہ مہینے ہیں، اللہ تعالیٰ کی کتاب میں، جس دن سے اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان کو پیدا فرمایا......

اس سال کے بارہ مہینوں میں سے پہلے مہینے ''محرّم الحرام'' کی آج ہمارے ہاں ۳ تاریخ ہے......جبکہ عرب ممالک میں ۴ تاریخ ہے......کاش پوری دنیا کے مسلمانوں کی تاریخ ایک ہو جائے......حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا تو یہی مسلک ہے......پوری دنیا کے مسلمان ایک ہی دن عید منائیں......ایک ہی دن روزے شروع کریں......ایک ہی رات لیلۃ القدر کو پائیں......اور ایک ہی دن اپنا نیا سال شروع کریں......افغانستان کے علماء کرام نے تو کافی پہلے یہ ''فتویٰ'' دے کر بہت سے جھگڑوں سے اپنی جان چھڑالی......چلیں چھوڑیں اس موضوع کو......اللہ تعالیٰ نے پاکستان کو کبھی اچھے حکمران نصیب فرمادیئے تو یہ مسئلہ بھی انشاء اللہ حل ہو جائے گا......فی الحال تو اسی طرح گزارہ چلائیں......چینی اسّی روپے اور آٹا اٹھائیس روپے کلو خریدیں......کچھ عرصہ پہلے

تک کسی کو تین سو روپے دیتے تھے تو وہ نیا سوٹ بنا لیتا تھا اور اب گوشت تین سو روپے کلو ہے...... مسلمان خواتین تو گھر بیٹھے بیٹھے مالدار ہو گئیں...... کیونکہ سونا اب پینتیس ہزار روپے تولہ ہو چکا ہے...... نیا سال شروع ہو چکا ہے...... امریکہ ''بے چارہ'' سخت طوفانوں کی زد میں ہے...... بارش، برفباری اور طوفانی آندھیاں...... وہاں کی کئی ریاستوں میں ہنگامی حالت کا اعلان ہو چکا ہے...... ڈنمارک کے شہر ''کوپن ہیگن'' میں ایک عالمی کانفرنس ہو رہی تھی...... مقصد اس ''جلسے'' کا یہ تھا کہ بڑے صنعتی ممالک زہریلی گیس کم چھوڑیں...... ورنہ یہ دنیا بہت جلد تباہ ہو جائے گی...... مگر کوئی ملک بھی یہ بات ماننے کے لئے تیار نہیں تھا...... دنیا میں سب سے زیادہ زہریلی گیس ''امریکہ'' چھوڑتا ہے...... ساری دنیا کے ممالک نے امریکہ کی منت سماجت کی کہ کچھ رحم کرو...... اگر اسی طرح زہریلی گیسیں فضا میں اڑتی رہیں تو کچھ ہی عرصہ میں زمین پر سانس لینا مشکل ہو جائے گا...... تمام برفانی گلیشئر پگھل جائیں گے...... درجہ حرارت اتنا بڑھ جائے گا کہ زمین تندور سے زیادہ گرم ہو جائے گی...... اور یہاں رہنے والے تمام لوگ خود بخود ''روسٹ'' ہو جائیں گے...... اب بھارت بھی زیادہ زہریلی گیس چھوڑنے لگا ہے...... اس کو سب ممالک نے سمجھایا تو وہ کہتا ہے کہ مجھے ''پیسے'' دو پھر میں یہ حرکت نہیں کروں گا...... ملکوں اور لوگوں کی ہوس اتنی بڑھ گئی ہے کہ کارخانوں پر کارخانے لگ رہے ہیں...... جنگلات تباہ ہو چکے ہیں، دریاؤں کا پانی زہریلا ہو رہا ہے...... سمندروں میں تابکاری پھیل رہی ہے...... تازہ ہوا اور آکسیجن...... اب دھوئیں میں تبدیل ہو رہی ہے...... پہاڑ ختم ہو رہے ہیں...... اور زمین کو مالداروں کی ہوس نے رہنے کے قابل نہیں چھوڑا...... کہاں گئے ٹیکنالوجی کے حق میں گیت گانے والے؟...... یہ کیسی ترقی ہے کہ آئندہ نسل کے لئے موت کے بیج بوئے جا رہے ہیں...... طرح طرح کی گاڑیاں...... طرح طرح کے برتن، کپڑے، فرنیچر اور طرح طرح کی فضول مشینیں...... کیا انسانوں کو دو ہزار قسم کے برتنوں کی ضرورت ہے یا تازہ ہوا اور صاف پانی کی؟...... بیوقوفوں کے نزدیک دنیا ترقی کر رہی ہے اور حال یہ ہے کہ ہر شخص بیمار ہے...... اسلام

نے ''پیسے'' کی اہمیت کو بہت کم اور ''انسان'' کی اہمیت کو بہت اونچا کر دیا تھا...... مگر آج پھر ''پیسہ'' سب کچھ ہے...... اور ''پیسے'' کے اس حرص نے انسان کو ذلیل، رسوا اور غیر محفوظ کر دیا ہے...... نیا سال شروع ہو چکا ہے دنیا کو ایک نئے مرض کا سامنا ہے...... اس مرض کو ''سوائن فلو'' یا خنزیری بخار کہتے ہیں...... حضور اقدس ﷺ ''بُری بیماریوں'' سے پناہ مانگا کرتے تھے...... آپ ﷺ کی مبارک دعاؤں میں سے ایک دعاء یہ بھی ہے......

اَللّٰھُمَّ اِنِّیٓ اَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْجذَمِ وَالْبرَصِ وَالْجُنُوْنِ وَسَیِّئِ الْاَسْقَامِ

یا اللہ میں آپ کی پناہ چاہتا ہوں کوڑھ، برص، پاگل پن اور ہر بری بیماری سے......

ہم مسلمانوں کو اس دعاء کا اہتمام کرنا چاہیے...... ویسے مسلمان اگر اسلامی تعلیمات پر عمل کرے تو اسے اس طرح کی بیماریاں کم لگتی ہیں ...... غسل، وضو اور طہارت کا اہتمام، حلال کھانا، نفل روزے رکھنا...... صدقے کا اہتمام کرنا...... اور اپنا حصہ دوسروں کو کھلانا...... گھڑ سواری کرنا، تیراکی سیکھنا...... تیر اندازی کی مشق کرنا...... کھانا کم کھانا...... بدنظری نہ کرنا...... ان تمام تعلیمات میں صحت ہی صحت ہے...... مسلمان کے لئے منع ہے کہ وہ اپنے دل میں کسی مسلمان کے لئے بغض، کینہ اور حسد رکھے...... جب دل میں بغض کینہ اور حسد نہ ہو تو دماغی ٹینشن کم ہوتی ہے...... اور اگر انسان اللہ تعالیٰ کی تقدیر پر راضی ہو تو اُس کا بلڈ پریشر ٹھیک رہتا ہے...... بس اللہ پاک نے جو کر دیا وہ ٹھیک ہے اور ہم اس پر خوش ہیں...... یہ وہ کیفیت ہے جو بہت سی روحانی اور جسمانی بیماریوں کا علاج ہے...... پاکستان کے ایک بڑے سیاستدان کے بارے میں سنا ہے کہ جب ۱۹۹۹ء میں فوج نے حکومت کا تختہ الٹا تو ان کو گرفتار کر لیا گیا...... انہیں اور تو کوئی تکلیف نہیں دی گئی بس قید تنہائی میں رکھا گیا...... وہ اس ادنیٰ سی تکلیف کو بھی برداشت نہ کر سکے...... بلکہ دوسرے تیسرے دن اُن پر وحشت طاری ہو گئی اور انہوں نے اپنے تمام کپڑے اتار پھینکے اور غلاظت کر کے اُسے کھانے لگے...... تب فوج والے اُن کو اٹھا کر اپنے آفیسر کے پاس لے گئے...... جہاں منٹوں میں سودا طے پا گیا اور وہ فوجی حکومت کے ''طاقتور دوست'' بن کر ٹی وی

چینلوں پر چہکنے لگے......اس کے برعکس اگر کوئی مسلمان اللہ تعالیٰ کی تقدیر پر یقین رکھتا ہو تو قید تنہائی میں اُسے مزہ آتا ہے...... وہ دیواروں اور چھتوں کو اپنے ساتھ ملا کر اللہ، اللہ کرتا ہے......اور اللہ تعالیٰ کی محبت اُس کی تنہائی کو پُرنور محفل میں بدل دیتی ہے......باقی آزمائش کے طور پر اور اجر بڑھانے کے لئے مسلمانوں پر بھی بیماریاں آتی ہیں......حضرات صحابہ کرام کے زمانے میں ملک شام کی طرف ''طاعون'' کا مرض پھیل گیا تھا اس میں کئی بڑے بڑے حضرات صحابہ کرام واصل بحق ہوئے اور انہوں نے ''شہادت'' کا مقام پایا......نیا سال آرہا ہے اور اس سال میں بھارت کا بہت بُرا حال ہے......چاول کی فصل نہیں ہوئی، ملک میں بیماری اور فاقے کا دور دورہ ہے...... ہندوؤں کی تنظیم ''بھارتی جنتا پارٹی'' میں شدید ٹوٹ پھوٹ جاری ہے...... ایڈوانی کا آخری عہدہ بھی چھن چکا ہے اب وہ حزب اختلاف کا لیڈر نہیں رہا......البتہ پارٹی نے اُسے خوش رکھنے کے لئے ایک نیا رسمی عہدہ گھڑا ہے......پارلیمانی پارٹی کا چیئر مین......ہائے بے چارہ ایڈوانی......اُس کی ہر تمنا ''حسرت'' میں بدل گئی......وہ چاہتا تھا کہ بابری مسجد کی جگہ مندر بنائے......مگر ابھی تک نہ بنا......وہ چاہتا تھا کہ ملک کا وزیر اعظم (پردھان منتری) بنے مگر نہ بن سکا......وہ چاہتا تھا کہ مرتے دم تک اپنے ''عہدوں'' پر قائم رہے مگر ہر عہدہ اُس کے سر سے پھسلتا چلا گیا......اور اب بدنامی کا یہ عالم ہے کہ پارٹی والے اپنی ہر خرابی کی ذمہ داری اُس پر ڈال رہے ہیں......انڈیا کی ریاست آندھرا پردیش میں سخت سیاسی بحران ہے......اور آج کل پورے انڈیا میں اس پر بحث جاری ہے کہ دس سال پہلے بھارتی طیارے کے اغواء کے بدلے تین مجاہدین کو رہا کرنا ٹھیک تھا یا غلط؟...... جی ہاں اکتیس دسمبر کی تاریخ قریب آرہی ہے اکتیس دسمبر ۱۹۹۹ء بھارت کا ایک طیارہ اچانک اغواء ہو کر قندہار جا بیٹھا تھا......نیا سال شروع ہو چکا ہے اور متحدہ عرب امارات کا شہر ''دبئی'' سر سے پاؤں تک ''سود'' کی دلدل میں پھنس گیا ہے......مسلمان کو ''سود'' کبھی ہضم نہیں ہوتا ''سود'' ایک تباہ کن لعنت ہے اور یہ مسلمانوں کے لئے ''زہر قاتل'' ہے...... دبئی ایک زمانے تک مال کے شوقین لوگوں کے لئے بہت پرکشش

تھا...... لوگ دھڑا دھڑ ''دبئی'' جا رہے تھے...... میں نے کراچی میں ایسے تاجروں کو بھی دیکھا جو ہر ہفتے ایک دو دن کے لئے ''دبئی'' کا چکر لگا آتے تھے...... کسی بھی انسان کو ''نوٹ'' جمع کرنے کا شوق ہو جائے تو پھر ''نوٹ'' اُس کے خون تک کو چوس لیتے ہیں...... نہ آرام نہ سکون بس یہی فکر کے اتنے نوٹ آ گئے اور اتنے چلے گئے...... یہ ''نوٹ'' اگر آخرت بنانے پر خرچ ہوں تو پھر ''مالداری'' بڑی رحمت ہے...... انسان معلوم نہیں کیا کچھ کما لیتا ہے...... ایک بار ملتان ائیر پورٹ پر مجھے ایک صاحب ملے...... انہوں نے بتایا کہ وہ کراچی کے ایک بڑے بزرگ عالم دین کے گھر کا تمام خرچہ پوری زندگی دیتے رہے...... مجھے اُن صاحب پر بہت رشک آیا...... وہ جس عالم کا تذکرہ کر رہے تھے انہوں نے دین کا بہت کام کیا...... درجنوں کتابیں لکھیں اور ہزاروں انسانوں کی ہدایت کا ذریعہ بنے...... اور علم کی تو بہت خدمت کی...... اب اس عقلمند مالدار نے ماہانہ کچھ رقم خرچ کر کے اُن عالم کے سارے دینی کام میں اپنا حصہ خرید لیا...... یقیناً یہ بڑی سعادت ہے...... سنا ہے کہ کراچی وغیرہ میں کچھ ایسے مالدار بھی ہیں جو صرف دین پر خرچ کرنے کے لئے مال کماتے ہیں...... انہوں نے کئی ایسی فیکٹریاں اور کارخانے لگا رکھے ہیں جن کی آمدن کی ایک پائی وہ اپنے گھر نہیں لے جاتے...... بلکہ تمام آمدن دینی کاموں پر خرچ کرتے ہیں...... شروع میں جب ہماری جماعت کا اعلان ہوا تو ملک میں جہاد پر پابندی نہیں تھی...... تب کئی ایسے خوش نصیب مالداروں کو دیکھا جنہوں نے جہاد پر بہت موٹی موٹی رقمیں لگائیں...... دینی کاموں میں سب سے زیادہ اجر جہاد میں مال خرچ کرنے کا ہے...... قرآن پاک کی کئی مستقل آیات میں جہاد پر خرچ کرنے کا حکم دیا گیا ہے...... احادیث میں تو جہاد پر خرچ کرنے کے ایسے فضائل آئے ہیں کہ انہیں پڑھ کر دل چاہتا ہے کہ انسان اپنے تن کے کپڑے بھی جہاد میں دے دے...... تھوڑا سا افسوس اس بات کا ہے کہ جہاد پر خرچ کرنے کے فضائل عام طور سے بیان نہیں کئے جاتے...... اس کی وجہ سے اور کچھ حکومت کے خوف سے اب مالدار لوگ جہاد میں دینے سے ڈرتے ہیں...... حالانکہ جہاد میں مال لگانا بہت ہی اونچی سعادت ہے...... بات

’’سود‘‘ کی چل رہی تھی کہ مسلمانوں کو ’’سود‘‘ ہضم نہیں ہوتا...... بینکوں سے سودی قرضہ لینا بہت بڑا گناہ ہے...... جی ہاں ’’کبیرہ گناہ‘‘ اور اس سے تمام مال ناپاک ہو جاتا ہے...... دبئی والوں نے بھی اپنی معیشت کی بنیاد سود اور بے حیائی پر رکھی تو اب یہ معیشت منہ کے بل گر رہی ہے...... لاکھوں لوگ بے روزگار ہو کر وہاں سے بھاگ گئے ہیں...... اونچی اونچی عمارتوں میں اب جن اور بھوت رہتے ہیں...... اور پراپرٹی کا کام مکمل خسارے میں جا رہا ہے...... اللہ تعالیٰ وہاں کے حکمرانوں کو دین پر عمل کرنے کی توفیق عطاء فرمائے...... نیا سال شروع ہو چکا ہے اس حوالے سے باتیں تو بہت ہیں مگر اُن سب کو چھوڑ کر صرف یہ بات عرض کرنی ہے کہ جو لوگ ’’عشق‘‘ کے راستے کو اختیار کر چکے ہیں وہ اب ’’عقل‘‘ کی باتوں میں آ کر پیچھے نہ ہٹیں...... جہاد کا راستہ عشق کا راستہ ہے...... بیعت علی الجہاد کا راستہ سچے عشق کا راستہ ہے...... آج جو چند مسلمان ’’شرعی جہاد‘‘ میں جڑے ہوئے ہیں انہیں کی برکت سے ساری دنیا میں ہلچل ہے...... انسان کی عقل بار بار اس راستے میں ’’بریکر‘‘ یعنی رکاوٹیں لاتی ہے...... مگر سچے عاشق کبھی واپسی کا نہیں سوچتے آج دنیا کی ساری چہل پہل کے پیچھے یہی ’’مجاہدین‘‘ ہیں...... بڑے بڑے بحری بیڑے ، اونچے اونچے قلعے، اڑتے ہوئے جہاز، خفیہ سیارچے، دن رات کی میٹنگیں، صبح شام کی سازشیں...... تکبیر کے نعرے، پہاڑوں کی سرخی، صحراؤں کی لالی...... اور قوس قزح کے رنگ...... مجاہدین کی تھوڑی سی محنت نے ایک سپر پاور کو بھکاری اور دوسرے کو ناکام شکاری بنا دیا ہے...... مجاہدین کی تھوڑی سی قربانی نے قرون اولیٰ کے تمام واقعات کا رنگ اس زمانے کو دکھا دیا ہے...... اب ایسے عظیم راستے سے واپسی ...... اللہ تعالیٰ کی پناہ...... جس کے دل میں بھی یہ خیال آئے وہ توبہ استغفار کرے...... اور اللہ تعالیٰ سے استقامت مانگے...... کہتے ہیں کہ بخارا کے حاجیوں کا ایک قافلہ...... مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ جا رہا تھا...... عشق و محبت کے جذبات کا سیلاب تھا کہ ابھی تھوڑی دیر بعد ہم آقا ﷺ کے قدموں میں ہوں گے...... اور ہمیں مسجد نبوی کے سجدے نصیب ہوں گے...... راستے میں ڈاکہ پڑا...... کئی حاجی مارے

گئے...... باقی جو بچ گئے انہوں نے کہا راستہ خطرناک ہے ہم واپس چلتے ہیں......وہ سب واپس ہوگئے مگر ایک ''بخاری نوجوان'' آگے ہی بڑھتا رہا......اُس نے کہا کہ وہ عشق کیسا جو موت اور حوادث سے ڈر جائے......عشق کے راستے کی تکلیفیں تو محبت کے لذیذ جھٹکے ہوتے ہیں......اور اگر عشق کے راستے میں خنجر لگے تو وہ خنجر نہیں ہوتا عید کا چاند ہوتا ہے......اقبال ؒ نے اس واقعہ کو اپنے ان اشعار میں بیان کیا ہے......

قافلہ لوٹا گیا صحرا میں، اور منزل ہے دور
اس بیاباں یعنی بحرِ خشک کا ساحل ہے دور
ہم سفر میرے شکارِ دشنۂ رہزن ہوئے
بچ گئے جو، ہو کے بے دل سوئے بیت اللہ پھرے
اس بخاری نوجواں نے کس خوشی سے جان دی
موت کے زہراب میں پائی ہے اس نے زندگی
خنجر رہزن اُسے گویا ہلال عید تھا
''ہائے یثرب'' دل میں، لب پہ نعرہ توحید تھا
خوف کہتا ہے کہ ''یثرب'' کی طرف تنہا نہ چل
شوق کہتا ہے کہ ''تو مسلم ہے بیباکا نہ چل''
بے زیارت سوئے بیت اللہ پھر جاؤں گا کیا؟
عاشقوں کو روز محشر منہ نہ دکھلاؤں گا کیا؟
خوف جان رکھتا نہیں کچھ دشت پیمائے حجاز
ہجرتِ مدفون یثرب میں یہی مخفی ہے راز
گو سلامت محملِ شامی کی ہمراہی میں ہے
عشق کی لذت مگر خطروں کی جانکاہی میں ہے

کیا خوبصورت اشعار ہیں...... حضور اکرم ﷺ کی ہجرت نے ہمیں یہ سبق دیا ہے کہ حجازی قافلوں کے مسافر جان کی پرواہ نہیں کرتے...... جان کی سلامتی تو ظاہری طور پر محفوظ لوگوں کے ساتھ چلنے میں ہے...... لیکن عشق کی لذت خطروں میں کود جانے میں ہے...... اس زمانے میں ''شرعی جہاد'' کی شمع روشن کرنے والے مجاہدین...... رسول کریم ﷺ کے مبارک لشکر کے سپاہی ہیں...... کیا کسی خوف، خطرے یا حالات کی خرابی کی وجہ سے اس لشکر کو چھوڑا جا سکتا ہے؟

یا اللہ تا دم شہادت ''جہاد فی سبیل اللہ'' پر استقامت نصیب فرما آمین **وصلی اللہ علی خیر خلقه سیدنا محمد واله وصحبه وبارک وسلم تسلیما کثیرا کثیراً**

(گزارش: اقبال ؒ نے ضرورت شعری کی وجہ سے ''مدینہ طیبہ'' کو ''یثرب'' لکھا ہے، کئی اہل علم بعض روایات کی روشنی میں مدینہ منورہ کو ''یثرب'' کہنے سے منع فرماتے ہیں، واللہ اعلم بالصواب)

(دشنۂ یعنی خنجر) (زہراب یعنی زہر ملا پانی)

سلامتی کا پیغام

اللہ اکبر کبیرا...... عجیب شان ہے شہداء اسلام کی...... سال کا پہلا مہینہ ’’محرم الحرام‘‘ آتا ہے تو اپنے ساتھ شہادتوں کی یادیں لاتا ہے...... حضرت امیر المؤمنین سیدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی شہادت...... حضرت امیر سیدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہ کی شہادت...... اس وقت مُلک میں جو کچھ ہو رہا ہے...... جی ہاں ماتمی جلوس، تعزیئے اور مجلسیں...... ان سب کا تو ’’شہداء اسلام‘‘ سے کوئی تعلق نہیں...... البتہ اِس وقت جو کچھ افغانستان، کشمیر، فلسطین اور عراق وغیرہ میں ہو رہا ہے اُس کا تعلق حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ اور ماضی کے تمام شہداء اسلام کے ساتھ ہے...... کشمیر میں مشرکین کے خلاف جہاد ہے...... جناب رسول کریم آقا مدنی صلی اللہ علیہ وسلم نے...... بدر، اُحد، خندق، فتح مکہ، حنین اور طائف کی جنگیں مشرکین کے خلاف لڑی تھیں...... انڈیا کی بی جے پی نے اپنے ایک ’’کتابچے‘‘ میں دعویٰ کیا ہے کہ مکہ کے مشرک ’’ہندو‘‘ تھے...... اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے ’’کعبہ شریف‘‘ کو چھین لیا...... افغانستان میں جن کفار کے خلاف جہاد ہو رہا ہے اُن میں سے اکثر کا تعلق ’’یہود و نصاریٰ‘‘ کے ساتھ ہے...... کچھ ان میں بدھ مت بھی ہیں، کچھ کیمونسٹ ہیں...... اور کچھ کھلم کھلا منافقین...... منافقین کی بعض قسموں کے ساتھ ’’قتال‘‘ کرنا جائز ہے...... افغانستان کے منافقین بھی اُسی قسم کے ہیں...... عراق کا جہاد مجوس، نصاریٰ اور یہود کے مشترکہ اتحاد کے خلاف ہے جبکہ...... فلسطین کے جانباز یہودیوں سے لڑ رہے ہیں...... اللہ تعالیٰ ’’صومالیہ‘‘ کے مجاہدین کو سلامت رکھے انہوں نے ’’سمندری جہاد‘‘ بھی شروع کر دیا ہے...... احادیث مبارکہ میں ’’سمندری جہاد‘‘ کی بہت فضیلت آئی ہے...... حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی قینقاع، بنی نضیر اور بنی قریظہ...... اور پھر خیبر کی جہادی جنگیں یہودیوں کے خلاف قائم

فرمائیں...... اور آپ ﷺ نے ’’تبوک‘‘ کا سفر ’’نصاریٰ‘‘ سے جہاد کے لئے فرمایا...... اور آپ ﷺ نے ’’موتہ‘‘ کی طرف جو جہادی لشکر روانہ فرمایا وہ بھی ’’نصاریٰ‘‘ کے مقابلے کے لئے تھا...... پھر آپ ﷺ نے مسلمانوں کو کئی جنگوں کی بشارتیں عطاء فرمائیں...... ان بشارتوں میں ’’بحری جہاد‘‘ کی خوشخبری بھی تھی...... میرا سلام اُن تمام ’’مجاہدین‘‘ کو جو اِس زمانے میں رسول اللہ ﷺ کی بشارتوں کا مصداق بنے ہوئے ہیں...... دل چاہتا ہے کہ ان مجاہدین کے قدموں کی خاک جمع کر کے اُسے اپنی آنکھوں کا سرمہ بنالوں...... ویسے آپ کو ایک سچی بات اور بتاتا ہوں کہ اِس زمانے کے ’’مجاہدین‘‘ کا مقام ماشاء اللہ بہت اونچا ہے...... یہ بات تفصیل سے بیان نہیں کرسکتا کہ ’’مجاہدین‘‘ اُسے پڑھ کر ’’تکبّر‘‘ میں مبتلا نہ ہوجائیں...... اور جو تکبّر میں مبتلا ہوتا ہے وہ ’’جہاد‘‘ کے اونچے مقام سے پھسل کر نیچے گر جاتا ہے...... آپ نے کبھی اس نکتے کو سوچا کہ اِس زمانے کا جہاد افغانستان میں کیوں شروع ہوا؟...... پھر افغانستان سے کشمیر کے جہاد کا چراغ کیوں جلا؟...... اور پھر عراق میں جہاد کے نعرے کیوں گونجے؟...... کبھی سوچا آپ نے؟...... دنیا تو بہت بڑی ہے اور مسلمان الحمدللہ ہر جگہ موجود ہیں...... اور کفار کا ظلم و ستم بھی تقریباً ہر جگہ موجود ہے...... مگر افغانستان ہی سے اللہ پاک نے اس زمانے کے جہاد کا آغاز فرمایا اس میں بڑی حکمتیں ہیں...... ’’دسمبر‘‘ کے ٹھنڈے مہینے کو ’’عالمی میڈیا‘‘ والے کئی حوالوں سے یاد کرتے ہیں...... اور ہر سال دسمبر میں مزید کوئی ایسا واقعہ ہوجاتا ہے جو سالہا سال تک یاد کیا جاتا ہے...... بابری مسجد کی شہادت چھ (۶) دسمبر کو ہوئی، مسلمانوں کو اپنا یہ زخم یاد آتا ہے...... انڈین طیارے کا اغواء بھی دسمبر میں ہوا انڈیا اپنے اس زخم کو کُھجاتا ہے...... آج کل پیپلز پارٹی والے بے نظیر صاحبہ کی دوسری برسی منا رہے ہیں...... عیسائی برادری اپنا کرسمس اور پاکستانی حکومت ’’جناح ڈے‘‘ بھی دسمبر میں مناتی ہے...... یہ عجیب ٹھنڈا مہینہ ہے جو گرم گرم واقعات سے بھرا پڑا ہے...... انہیں گرم واقعات میں سے ایک واقعہ تیس (۳۰) سال پہلے پیش آیا...... تیئیس (۲۳) دسمبر ۱۹۷۹ء سوویت یونین کی فوجیں افغانستان میں داخل ہوئیں...... کسی کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ ’’سوویت

یونین‘‘ کی موت اُسے افغانستان میں کھینچ لائی ہے...... اس سے پہلے ’’سوویت اتحاد‘‘ نے کبھی شکست کا نام تک نہیں سنا تھا...... تیمور لنگ جیسے فاتح کا شہر سمرقند...... اور امام شامل ؒ کا قفقاز بھی ’’سوویت اتحاد‘‘ کا حصہ بن چکے تھے...... افغانستان میں کیمونسٹوں کی دو طاقتور مقامی پارٹیاں موجود تھیں...... ایک کا نام ’’خلق‘‘ اور دوسری کا نام ’’پرچم‘‘ تھا...... سوویت یونین کابل میں تنہا نہیں تھا...... بلکہ سالہا سال کی محنت نے افغانستان میں مقامی کیمونسٹوں اور کامریڈوں کا ایک پورا لشکر تیار کر دیا تھا...... حفیظ اللہ امین، نور محمد ترکئی، ببرک کارمل...... اور نجیب...... یہ سب سوویت یونین کے نظریاتی اور جسمانی غلام تھے...... روس کے جنگلات میں خونخوار ’’گلم جم ملیشیا‘‘ کو تیار کیا گیا تھا...... اس ملیشیا کی کمان ’’عبدالرشید دوستم‘‘ کے ہاتھ میں تھی...... ظاہری طور پر افغانستان...... ایک تر لقمہ تھا...... مگر اللہ پاک کی شان دیکھیں کہ ’’سرخ ریچھ‘‘ بُری طرح پھنس گیا...... ہمارے ’’آلودماغ‘‘ دانشور ایک ہی بات فرماتے ہیں کہ امریکہ، پاکستان اور دیگر ممالک نے ’’سوویت یونین‘‘ کو شکست دے دی...... ان ممالک نے مجاہدین کی مدد کی...... عرب ممالک سے مجاہدین کو بھرتی کر کے لے آئے...... ساری دنیا سے مجاہدین کے لئے ’’گدھے‘‘ خریدے...... ان گدھوں پر بیٹھ کر مجاہدین نے سوویت یونین کو شکست دے دی...... اگر یہ بات سچی ہے تو آج امریکہ بھی موجود ہے اور اُس کے اتحادی بھی...... وہ ساری دنیا سے ’’گدھے‘‘ بھی خرید سکتے ہیں اور کرائے کے فوجی بھی بھرتی کر سکتے ہیں...... تو کیا وجہ ہے کہ آٹھ سال سے ’’طالبان‘‘ کو شکست نہیں دی جا سکی؟...... عجیب بات یہ ہے کہ سوویت یونین ایک بڑی ایٹمی طاقت تھی...... جبکہ ’’طالبان‘‘ ظاہری طور پر ایک معمولی سی طاقت ہیں...... دراصل یہ دانشور بیچارے کچھ نہیں سمجھتے، کچھ نہیں جانتے...... اصل بات یہ ہے کہ افغانستان کے مجاہدین نے بغیر کسی بیرونی امداد کے افغانستان کا جہاد شروع کیا...... یہ جہاد وہاں کی کیمونسٹ حکومت کے خلاف تھا...... حکومت نے جب مجاہدین کا زور دیکھا تو اپنے آقا سوویت یونین کو بُلایا...... تیئیس دسمبر ۱۹۷۹ء کو سوویت یونین نے اپنی فوجیں افغانستان میں داخل کر دیں...... سوویت یونین کا یہ

لشکر ''ڈیڑھ لاکھ'' فوجیوں پر مشتمل تھا...... بعد میں اس میں کمی اور زیادتی ہوتی رہی...... مجاہدین نے اپنا جہاد جاری رکھا...... نہ امریکہ کا تعاون تھا اور نہ پاکستان کا...... سوویت فوجوں نے جب وسیع پیمانے پر بمباری اور قتل وغارت کا بازار گرم کیا تو ''ہجرت'' شروع ہوگئی...... پاکستان کو اللہ پاک سلامت رکھے اُس نے اپنا سینہ کھول دیا...... مہاجرین پاکستان آگئے تو ان کے ساتھ مجاہدین بھی آنے جانے لگے...... جب دنیا نے دیکھا کہ مجاہدین بہت باعزم، مضبوط اور جنگ آزما ہیں تو ہر طرف سے امداد شروع ہوگئی...... جہاد کے واقعات عام ہوئے اور شہداء کے خون کی خوشبو پھیلی تو دنیا بھر سے خوش قسمت ''روحیں'' جہاد کے میدان کی طرف دوڑنے لگیں...... اور وہ نام نہاد اسلامی ممالک جہاں کے حکمرانوں نے...... دیندار مسلمانوں کو تنگ کر رکھا تھا وہاں کے کئی مسلمانوں نے بھی افغانستان کا رُخ کیا...... افغانستان کا جہاد جب اچھی طرح جم گیا تو امریکہ وغیرہ نے اس موقع کو اپنے لئے غنیمت سمجھا کہ اب سوویت یونین کو سبق سکھایا جا سکتا ہے...... چنانچہ انہوں نے بھی افغان مجاہدین کا تعاون کیا...... یہ سب کچھ کیا تھا؟...... اللہ رب العزت کا تکوینی نظام...... جی ہاں اِس زمانے میں جہاد کے احیاء کا عالیشان انتظام...... سوویت یونین کو شکست ہوگئی...... اور وہ ٹوٹتا اور بکھرتا چلا گیا...... کابل میں کمیونسٹ حکومت ختم ہوئی...... مگر خالص مجاہدین بھی نہ آسکے...... ایسا کیوں ہوا؟...... یہ تفصیل پھر کبھی...... مگر افغان جہاد کے تمام بیرونی معاونین ہاتھ جھاڑ کر واپس چلے گئے...... اگر افغان جہاد امریکہ کی جنگ ہوتی تو امریکہ وہاں موجود رہتا...... مگر امریکہ کا تو نام ونشان تک نہیں تھا...... وہاں تو دو ماہ کیلئے ''مجدّ دی'' اور پھر دو سال کے لئے ''ربّانی'' آئے...... احمد شاہ مسعود اور حکمت یار نے اپنے سینگ اڑائے...... ہر صوبے پر الگ تنظیم نے حکومت قائم کی...... اور گلم جم والے خوب دندنائے...... اُدھر سے ایران بھی گُھس آیا...... حزب وحدت اور حرکتِ اسلامی کے نام سے دو ایران نواز تنظیموں نے خوب اودھم مچایا...... ہرات، بامیان اور مزار شریف کو وہ لے اُڑے...... اس افراتفری کے عالم میں شہداء کرام کے خون نے کروٹ لی اور طالبان ''رحمتِ حق'' بن کر آئے...... اور پچانوے فی صد

افغانستان پر چھا گئے......اب دنیا بھر سے ''کفر و نفاق'' کو اپنی غلطی کا احساس ہوا......روس، انڈیا اور ایران نے ''شمالی اتحاد'' بنایا امریکہ اور یورپ نے بھی اس شمالی اتحاد کی مدد کی...... یہ افغان جہاد کا دوسرا دور تھا......طالبان اکیلے تھے اور اُن کے مقابل شمالی اتحاد تھا جسے ہر طرف سے امداد اور گدھے مل رہے تھے......مگر اس بار امداد اور گدھے دونوں بُری طرح ہار رہے تھے......اسی اثناء میں ''نائن الیون'' کا واقعہ ہو گیا...... کچھ اچھے لوگوں کا خیال ہے کہ یہ واقعہ امریکہ نے خود کرایا تاکہ طالبان پر حملہ کر سکے...... یہ خیال حقائق کے مطابق نہیں ہے......امریکہ ایک منہ زور طاقت ہے اُسے کسی پر حملہ کرنے کے لئے اس طرح کے بہانوں کی ضرورت نہیں......اور بہانہ بھی ایسا جس نے امریکہ کی معیشت کا بھرکس نکال دیا...... بہرحال قسمت کی بات کہ ''نائن الیون'' ہو گیا......اور امریکہ کو اللہ پاک نے اُس کے بِل سے نکال دیا......تب افغان جہاد کا تیسرا دور شروع ہو گیا جسے اب آٹھ سال ہو چکے ہیں......اس جہاد میں اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی بھی طاقت مجاہدین کے ساتھ نہیں ہے...... وجہ بالکل واضح ہے کہ سب امریکہ سے ڈرتے ہیں......مگر اللہ تعالیٰ کو امریکہ کا کیا ڈر......اللہ تعالیٰ چاہے تو ایک اشارے سے زمین و آسمان کو تباہ فرما دے...... اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کو اس جہاد کے لئے کھڑا فرما دیا......اسی سے آپ اِس زمانے کے مجاہدین کا مقام سمجھ سکتے ہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کو کتنے پیارے ہیں......دراصل آخری زمانہ بھی اسلام کے پہلے زمانے کی طرح ''جہاد کا زمانہ'' ہے......اور اس جہاد کا بڑا لشکر افغانستان، پاکستان اور انڈیا میں تیار ہونا ہے......طالقان کا علاقہ افغانستان میں ہے جہاں سے مجاہدین کے لئے ایک بڑا خزانہ نکلے گا......روایات میں اس کی بشارت موجود ہے......حضرت امام مہدی ؒ کی خدمت میں خراسان سے کالے جھنڈوں والا لشکر روانہ ہو گا......مجاہدین کا اصل راستہ کشمیر سے گزر کر ہندوستان تک پہنچتا ہے......چنانچہ کشمیر بھی ''میدان جہاد'' بن گیا......حضرت سید احمد شہید ؒ کا لشکر بھی کشمیر کی طرف روانہ تھا کہ راستے میں شہید کر دیا گیا......روایات میں ہے کہ افغانستان سے مجاہدین کا لشکر ہندوستان پہنچے گا اور وہاں کے حکمرانوں کو زنجیروں سے باندھے گا......یہی وہ

آخری زمانہ ہوگا جس میں بڑے بڑے واقعات پیش آئیں گے...... حضرت امام مہدی ؓ کا آنا...... حضرت عیسیٰ بن مریم ؑ کا نازل ہونا...... دجّال کا نکلنا...... مسلمانوں کے تین بڑے لشکروں کا تذکرہ ملتا ہے...... ملک شام والا لشکر تو جہاد فلسطین کے ذریعہ تیار ہو رہا ہے...... خراسان کا لشکر افغانستان اور کشمیر میں جوان ہو رہا ہے...... اور عراق کا لشکر جہاد عراق سے پیدا ہو چکا ہے...... ساری دنیا کو گھیرنے کے لئے یہی تین لشکر کافی ہیں...... اور وہ زمانہ تیزی سے قریب آرہا ہے جب رسول اللہ ﷺ کی بشارت کے مطابق زمین پر پھر ''خلافت'' کا عادلانہ نظام قائم ہوگا...... اور اسلام پوری دنیا پر غالب آجائے گا...... جہاد کا نظریہ بہت تیزی سے مسلمانوں میں عام ہو رہا ہے...... اور کئی ممالک میں تو جہاد کی گمنام تحریکیں بھی چل رہی ہیں...... بے شک اِس زمانے کے مجاہدین مسلمانوں کے روشن مستقبل کی بنیاد بن رہے ہیں...... یہاں ایک چھوٹا سا نکتہ اور بھی سمجھ لیں...... اِس زمانے کے جہاد کا ظاہری نتیجہ سامنے نہیں آرہا...... یعنی نہ افغانستان فتح ہوا، نہ کشمیر آزاد ہوا اور نہ عراق میں اسلامی حکومت قائم ہوئی...... بعض لوگ اعتراض اٹھاتے ہیں کہ اگر یہ جہاد شرعی ہوتا تو اسلام غالب اور نافذ ہو جاتا...... مگر کسی جگہ بھی ایسا نہیں ہوا تو ثابت ہوا کہ (نعوذ باللہ) اِس زمانے کا جہاد غیر شرعی ہے...... یہ اعتراض بالکل غلط ہے...... اِس زمانے کا جہاد تو مسلمانوں کی عظمت کے لئے بنیاد فراہم کر رہا ہے...... یعنی پہلے ایک جہادی اُمت تیار ہوگی جو آگے چل کر اسلام کو نافذ کرے گی...... آج اگر فوری طور پر ان جہادی تحریکوں کا ظاہری نتیجہ نکل آئے تو جہاد کو نقصان پہنچ سکتا ہے...... وجہ یہ ہے کہ جب نتیجہ نکلے گا تو مجاہدین کی حکومت قائم ہو جائے گی...... کچھ وزیر بنیں گے اور کچھ مشیر...... جبکہ دنیا بھر کی سیاست اور معیشت پر یہود ونصاریٰ کا قبضہ ہے...... اب جو حکومت بھی بنے گی اُسے اپنی کرنسی اور اپنے خارجہ معاملات کی وجہ سے کفار کا محتاج ہونا پڑے گا...... اور جہاد سے دستبردار ہونا پڑے گا...... اور یوں تحریک جہاد ختم ہو جائے گی...... جبکہ موجودہ حالات میں اگرچہ کسی جگہ اسلامی حکومت قائم نہیں ہو رہی مگر جہاد کو قوت مل رہی ہے...... اُمت مسلمہ میں مجاہدین پیدا ہو رہے ہیں...... اور کفر کی طاقت آہستہ

آہستہ پگھل رہی ہے...... بس یہ سلسلہ اگر کچھ عرصہ اور جاری رہا تو دنیا پر سے کفار کی ’’دادا گیری‘‘ ختم ہو جائے گی...... اور مسلمانوں میں بے شمار سچے مسلمان پیدا ہو جائیں گے...... اور سچا مسلمان تو وہی ہوتا ہے جو جہاد سمیت پورے دین کو مانتا ہو...... اور اس پر عمل کے لئے تیار رہتا ہو...... جہاد کی موجودہ تحریکیں دیمک کی طرح کفار کے مضبوط قلعوں کو اندر ہی اندر سے کھاتی جا رہی ہیں...... آپ کو یقین نہ آئے تو صرف پندرہ بیس سالوں کی تاریخ اٹھا کر دیکھ لیں...... کچھ عرصہ پہلے تک دنیا میں کفار کو چیلنج کرنے والا کوئی بھی نہیں تھا...... چنانچہ اس مستی میں انہوں نے ’’نیو ورلڈ آرڈر‘‘ کا اعلان کر دیا کہ اب...... ساری دنیا ہماری غلام بن چکی ہے...... اور اب وہی کچھ ہو گا جو ہم چاہیں گے...... مگر آج حالات بدل چکے ہیں...... ایک سپر پاور تو دنیا کے نقشے سے ہی مٹ چکی ہے...... جبکہ دوسری سپر پاور اپنے فوجیوں کے تابوت اٹھا رہی ہے...... اسی لئے تو میں کہتا ہوں کہ اِس زمانے کے مجاہدین کا مقام بہت اونچا ہے...... اللہ تعالیٰ تکبر، حبّ دنیا اور ریاکاری سے بچائے اور استقامت عطاء فرمائے...... ساری دنیا کے کفار کی خدمت میں گزارش ہے کہ ’’اسلام‘‘ ہی سلامتی کا واحد راستہ ہے...... جنگ آپ لوگوں کے بس کی بات نہیں ہے...... حضرت محمد ﷺ کے اُمّتی جب میدانوں میں اُتر آئیں تو پھر آسمان و زمین کے غیبی لشکر بھی اُن کے ساتھ کھڑے ہو جاتے ہیں...... آپ لوگ مسلمانوں سے نہیں لڑ سکیں گے...... اور ہر آنے والا دن آپ کے لئے نئی مصیبتیں لائے گا...... اس لئے اسلام کی طرف رجوع کریں...... آپ اسلام قبول کر لیں گے تو سلامتی پا لیں گے اور ہمارے معزز بھائی بن جائیں گے...... بس سال کے آغاز پر مجاہدین کی طرف سے دنیا بھر کے لئے یہی پیغام ہے...... جی ہاں سلامتی کا پیغام...... وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ اِتَّبَعَ الْھُدٰی

آمین یا ارحم الراحمین

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقه سیدنا محمد واله وصحبه وسلم تسلیما کثیرا کثیرا کثیرا

صاحب الجہاد ﷺ

اللہ تعالیٰ کے سب سے محبوب اور آخری نبی حضرت محمد ﷺ ''جہادی نبی'' ہیں......انبیاء علیہم السلام میں سے سب سے زیادہ ''جہاد'' رسول نبی کریم ﷺ نے فرمایا......سندھ کے مشہور محدّث اور عالم حضرت مخدوم سید محمد ہاشم ٹھٹھوی رحمہ اللہ نے رسول نبی کریم ﷺ کے جو اسماء مبارکہ جمع فرمائے ہیں......ان میں یہ چند نام مبارک بھی شامل ہیں......

(۱) ذوالجهاد ﷺ (جہادی نبی)

(۲) صَاحِبُ الجهاد ﷺ (جہاد والے نبی)

(۳) المجاهد ﷺ (مجاہد نبی)

(۴) القتّال ﷺ (بہادر جنگجو نبی)

(۵) المقاتل فی سبیل الله (اللہ تعالیٰ کے راستے میں قتال فرمانے والے نبی)

تھوڑا سا غور فرمایئے کہ جب ہمارے نبی ﷺ خود ''جہادی'' ہیں......تو پھر ''جہادی'' ہونا ایک مسلمان کے لئے جُرم کس طرح سے بن سکتا ہے؟......آج کل کئی صحافی مرد اور صحافی خواتین لفظ ''جہادی'' کو گالی اور جرم بنا کر پیش کر رہے ہیں......آخر یہ لوگ کس کو گالی دینا چاہتے ہیں؟...... جہاد تو اسلام کا ایک مقدس فریضہ ہے...... اور اس فریضے کا منکر...... نماز، روزے کے منکر کی طرح کافر ہے...... ''جہادی'' ہونا ایک مسلمان کے لئے بہت بڑی سعادت ہے......بہت ہی عظیم الشان سعادت......

صحابہ کرام ؓ بھی جہادی

رسول کریم ﷺ کے صحابہ کرام ؓ بہت زبردست ......اور اونچے درجے کے ''جہادی'' تھے...... قرآن پاک نے انہیں سمجھایا کہ...... جہاد اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے محبوب ترین عمل ہے......تب اُن کے نزدیک بھی جہاد محبوب ترین عمل بن گیا......حضرات صحابہ کرام ؓ کے جہاد کی مثال نہ پہلی امتوں میں گزری ہے......اور نہ آئندہ کوئی اُن جیسا جہاد کر سکتا ہے......حضرات صحابہ کرام ؓ نے آخری دم تک لڑتے رہنے کی بیعت فرمائی......اور اُن کا یہ شعر بھی مستند اور معروف ہے......

نحن الذین بایعوا محمدا　　　علی الجهاد مابقینا ابدا

کہ ہم نے زندگی کے آخری سانس تک...... جہاد کرنے کی بیعت حضرت محمد ﷺ کے ہاتھ مبارک پر کر لی ہے...... صحابہ کرامؓ میں اونچا مقام خلفائے راشدین کا ہے...... وہ چاروں ''جہادی'' تھے...... اصحاب بدر کا خاص مقام ہے وہ سب ''جہادی'' تھے...... اصحاب حدیبیہ کا خاص مقام ہے وہ سب بھی ''جہادی'' تھے......مہاجرین کا خاص مقام ہے......اسی طرح انصار کا بڑا مقام ہے...... یہ سب ''جہادی'' تھے......رسول اللہ ﷺ کے اہل بیت کا تو بہت ہی اونچا مقام ہے...... یہ سب اہل بیت ''جہادی'' تھے...... امہات المؤمنین بھی جہاد میں ساتھ تشریف لے گئیں......اور حضرت سیدہ فاطمہ ؓ تو اُحد کے میدان میں آقا مدنی ﷺ کے زخم دھو رہی تھیں......

پھر بی بی سی پر پاکستان کے صحافی......لفظِ ''جہادی'' کو گالی اور جُرم بنا کر کیوں پیش کر رہے ہیں؟......کیا اِن کی عقل ماری گئی ہے......یا یہ کافروں اور مرزائیوں کی زبان بول رہے ہیں......

فرشتے جہادی

قرآن پاک نے بتایا ہے کہ......اللہ تعالیٰ نے جہاد میں مسلمانوں کی نصرت کے لئے فرشتے

نازل فرمائے...... قرآن پاک میں کئی جگہ اس کا تذکرہ ہے...... اور یہ بھی فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ان فرشتوں کو لڑنے کا طریقہ سکھایا...... صحیح روایات میں کئی فرشتوں کا نام بھی آیا ہے...... خصوصاً حضرت سیدنا جبریل ؑ، حضرت سیدنا میکائیل ؑ...... پس فرشتوں کا ''جہادی'' ہونا بھی قرآن و احادیث سے ثابت ہو گیا...... کیا معصوم فرشتے کوئی جرم کرتے ہیں؟...... نہیں تو پھر مسلمانوں کی نظر میں ''جہادی'' ہونا کیوں جُرم بن رہا ہے؟...... بعض مدارس صفائیاں دے رہے ہیں کہ ہم جہاد کی تعلیم نہیں دیتے...... تو کیا قرآن پاک کی بجائے (نعوذ باللہ) گیتا پڑھانا شروع کردی ہے...... ایسا بھی کیا خوف جو اسلام کی بنیادوں سے ہٹا دے...... اور ایسی بھی کیا مصلحت جو دین کا نقشہ ہی بدل دے...... جہاد قرآن مجید میں موجود ہے...... اس کا تو کوئی بھی انکار نہیں کر سکتا...... اور دینی مدارس میں بھی قرآن پاک کی تعلیم ہوتی ہے تو...... لازمی بات ہے جہاد کی بھی ہوتی ہے...... دارالعلوم دیوبند میں تو تلوار اور لاٹھی (بنوٹ) بھی سکھائی جاتی تھی...... اس میں کیا خرابی ہے؟...... جہادی ہونا تو ایک مسلمان کے لئے اعزاز ہے...... اور مسلمان کا جہاد سے محروم ہونا ایک فتنہ اور وبال ہے......

انبیاء ؑ جہادی

قرآن پاک کے چوتھے پارے میں واضح طور پر فرمایا گیا ہے...... بہت سے انبیاء اور اُن انبیاء کے اللہ والے ساتھیوں نے اللہ تعالیٰ کے راستے میں ''قتال'' کیا...... معلوم ہوا کہ کئی انبیاء ؑ بھی ''جہادی'' تھے...... حضرت داؤد علیہ السلام کے جہاد کا بیان قرآن پاک میں موجود ہے...... حضرت سلیمان علیہ السلام کی جہادی تیاری کا تذکرہ قرآن پاک میں موجود ہے...... حضرت موسیٰ ؑ کی دعوت جہاد قرآن پاک میں موجود ہے...... تو جو کام انبیاء علیہم السلام نے کیا وہ کتنا مبارک اور محبوب کام ہوگا...... پس جو شخص بھی سچا مسلمان ہوتا ہے وہ ''جہاد'' سے محبت کرتا ہے...... اور جو شخص کفر اور نفاق کے جتنا قریب ہوتا ہے وہ اسی قدر ''جہاد'' سے دور بھاگتا ہے...... ایمان اور نفاق کی یہ علامت قرآن پاک نے سمجھائی ہے...... اِس زمانے کے

جو ''صحافی'' یہ مخبریاں کرتے پھرتے ہیں کہ فلاں ''جہادی'' ہے اس کو پکڑو...... فلاں ''جہادی'' ہے اس کو مارو...... یہ لوگ اپنے ایمان کی خیر منائیں...... انہوں نے اللہ تعالیٰ کے ایک فریضے کو جُرم اور گناہ قرار دیا ہے جو خود بہت بڑا ظلم ہے......

ہم تو اس قابل نہ تھے

آج ایک کتاب دیکھ رہا تھا...... حضرات صحابہ کرام ؓ کے بعد کے بزرگوں میں سے کون کون ''جہادی'' تھے...... اللہ اکبر کبیرا...... فقہاء کرام میں سے حضرت ابراہیم نخعی ؒ، حضرت عبداللہ بن مبارک ؒ...... اور صوفیاء کرام میں سے حضرت حاتم اصم ؒ، حضرت ابراہیم بن ادہم ؒ اور حضرت شقیق بلخی ؒ جیسے حضرات کا نام بھی ''جہادیوں'' میں لکھا ہوا تھا...... اگر اس تفصیل کو مرتب کیا جائے تو کتابیں بن جائیں...... جہاد اُن حضرات کو بہت محبوب اور مرغوب تھا...... حالانکہ زمانے کے خلفاء نے ہر طرف جہادی لشکر بھیج کر فرض ادا کر دیا ہوتا تھا...... اور بڑے علماء کو دین کی خدمت کے لئے روکا جاتا تھا مگر پھر بھی...... یہ حضرات جہاد کی طرف کھنچے چلے جاتے تھے...... کیونکہ جب آقا مدنی ﷺ ''جہادی نبی'' ہیں تو آپ ﷺ کی اُمت بھی جہادی اُمت ہے...... یہ تو حبّ دنیا کی وبا چل پڑی ہے...... اصل مسئلہ صرف جان بچانے کا ہوتا ہے...... اور یہ کہ ہمارے ظاہری امن میں کوئی خلل نہ پڑے...... باقی دلائل تو دل کو بہلانے کے لئے ہوتے ہیں...... جس اُمت کے نبی ﷺ میدان جہاد میں زخمی کھڑے ہوں...... اُس اُمت کو جہاد کے معنیٰ سمجھ میں نہ آئیں یہ تو ہو ہی نہیں سکتا...... ہاں جان بچانی ہو، اور دل میں ہر کسی کا خوف سمایا ہو تو پھر نہ قرآن نظر آتا ہے...... اور نہ آقا مدنی ﷺ کی سیرت...... اِس زمانے میں جو چند لوگ جہاد کے لئے نکلے ہیں یہ اُن پر اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا فضل اور احسان ہے...... یہ چند لوگ ابھی تک جہاد کا حق ادا نہیں کر سکے...... مگر اُن کے دشمنوں نے خوفزدہ ہو کر گواہی دے دی ہے کہ...... یہ سب ''جہادی'' ہیں...... دشمنان دین کی زبانی جب ہمیں ''جہادی'' ہونے کی گالی دی جاتی ہے تو دل بہت خوش ہوتا ہے...... اور مغفرت کی اُمید بڑھ جاتی ہے...... چند دن پہلے

ملعون سلمان رُشدی کو ''انٹرنیٹ'' پر دیکھا کہ وہ ہمارے خلاف بول رہا تھا...... اس سے پہلے بُش، ٹونی اور مشرف بول بول کر چُپ ہو گئے...... یہ سب اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ اُس نے تھوڑے سے کام میں اتنی قوت، برکت اور رعب رکھ دیا ہے...... حقیقت میں ''جہادی'' کا لفظ بہت اونچا ہے...... ہم خود کو اس کا اہل نہیں سمجھتے...... اب اگر دشمنوں نے ہمارے ''جہادی'' ہونے کی گواہی دے دی ہے تو اس پر ہم اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہیں۔

بیدار عزائم ہوتے ہیں، اسرار نمایاں ہوتے ہیں

جتنے وہ ستم فرماتے ہیں، سب عشق پہ احساں ہوتے ہیں

موت نہیں زندگی

پاکستان کے لفافہ زدہ صحافی...... جب کسی کو ''جہادی'' کہتے ہیں تو اُن کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ...... اُن کا ابو امریکہ اِس شخص کو جلد مار دے...... اس لئے جس کو بھی مروانا یا پکڑوانا مطلوب ہو تو اُس کو ''جہادی'' مشہور کیا جاتا ہے...... یعنی اِن کے نزدیک ''جہادی'' ہونا اپنی موت کو دعوت دینا ہے...... چنانچہ جو لوگ موت سے ڈرتے ہیں وہ صفائی دیتے ہیں کہ...... ہم جہادی نہیں ہیں...... حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ...... جہادی ہونا...... اُس زندگی کو پانا ہے جو ہمیشہ ہمیشہ ہوگی...... بہت مزیدار اور شاندار ہوگی...... اور اللہ تعالیٰ نے اپنے راستے کے ''جہادیوں'' کیلئے اُس زندگی کا وعدہ کیا ہے...... پس اے مسلمانو! اگر حقیقی زندگی چاہتے ہو تو ''جہادی'' بن جاؤ...... صرف ایک بار چند دن فارغ کر کے ''فضائل جہاد'' نامی کتاب کا مطالعہ کر لو...... بے شک زندگی پانے کا راز اور طریقہ معلوم ہو جائے گا...... آج اگر کوئی ڈاکٹر یا حکیم یہ اعلان کر دے کہ ہمارے پاس پانچ سال عمر بڑھانے کی دواء موجود ہے تو لوگوں کا ہجوم اُن کے دروازے توڑ دے گا...... حالانکہ کوئی ایک منٹ بھی کسی کی عمر نہیں بڑھا سکتا...... مگر جہاد میں تو واقعی زندگی ہی زندگی ہے...... اس میں موت کا نام تک نہیں ہے...... پس اس زندگی کا راز معلوم کرنے کے لئے آپ آج سے ہی ''فضائل جہاد'' کا مطالعہ شروع کر دیں...... روزانہ ایک سو یا پچاس صفحے پڑھ لیں...... چند دن

بعد اپنے دل کی حالت انشاءاللہ بہت عجیب خیر والی دیکھیں گے......اور تب آپ کو ’’جہادی‘‘ ہونا ایک گالی نہیں بلکہ ایک تمغہ لگے گا......بہت عظیم الشان تمغہ......

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ سیدنا محمد والہ وصحبہ وسلم تسلیما کثیرا کثیرا کثیرا

☆/☆/☆

ایثار

اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ سب کو ’’ایثار‘‘ کی صفت نصیب فرمائے...... یہ وہ پیاری صفت ہے جو اللہ تعالیٰ اپنے محبوب بندوں کو عطاء فرماتا ہے...... ’’ایثار‘‘ کہتے ہیں اپنی ذات پر دوسروں کو ترجیح دینا...... اپنے حصے کی چیزیں دوسروں کو دے دینا...... دوسروں کی راحت کے لئے خود تکلیف برداشت کرنا...... قرآن مجید میں ’’حضرات انصارِ مدینہ‘‘ کے ’’ایثار‘‘ کی خاص طور پر تعریف کی گئی ہے...... انہوں نے ’’حضرات مہاجرین‘‘ کے لئے اپنے گھر اور اپنے کاروبار میں اپنے سے بڑھ کر حِصّہ رکھا...... اور اپنی چیزوں کا اُن کو مالک بنا دیا...... انسان میں جس قدر ایمان بڑھتا ہے...... اِس قدر ایثار بھی بڑھتا ہے...... اور جس کا ایمان کمزور ہو جائے اس میں ایثار کی جگہ ’’خودغرضی‘‘ آجاتی ہے...... میں، میں اور میں...... میں زیادہ کھالوں...... میں زیادہ پی لوں...... میں زیادہ حاصل کرلوں...... ہر چیز میں میرا حِصّہ دوسروں سے زیادہ ہو...... یہ عادت جب بڑھ جائے تو انسان کو اتنا رُسوا کرتی ہے کہ...... اُسے روٹی اور بوٹی تک میں الجھا دیتی ہے...... مجھے زیادہ روٹی ملے، مجھے زیادہ بوٹی ملے...... حضرات صحابہ کرام ؓ میں سے کسی کے پاس کوئی اچھی چیز آتی تو اُس کے ذہن میں پہلا خیال یہ آتا کہ یہ مجھے اپنے بھائی، اپنے پڑوسی یا اپنے رشتہ دار کو دے دینی چاہئے...... اُن کے بارے میں آتا ہے کہ بکری کی ’’سِری‘‘ کئی گھروں سے گھوم کے واپس پہلے گھر آجاتی تھی...... اور میدان جہاد میں اُن کے زخمی اپنے حصّے کا پانی دوسروں کو دے دیتے اور خود شہید ہو جاتے تھے...... یاد رکھیں جو ’’ایثار‘‘ اختیار کرتا ہے وہ خود کبھی تنگی میں نہیں رہتا......

اس لئے کہ جو اللہ تعالیٰ کی مخلوق کی فکر رکھتا ہے اُس کی فکر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے...... حضرات صحابہ کرامؓ کے ’’ایثار‘‘ کی مثال تو کوئی پیش کر ہی نہیں سکتا...... البتہ ہم نے بھی اللہ تعالیٰ کے ہاں حاضر ہونا ہے...... ہمیں چاہئے کہ پہلے اپنے اندر ’’انصاف‘‘ پیدا کریں...... اور جب ’’انصاف‘‘ پیدا ہو جائے تو پھر ہمیں اپنی آخرت بنانے کے لئے خوب خوب ’’ایثار‘‘ اختیار کرنا چاہئے...... ’’انصاف‘‘ یہ ہے کہ ہم کسی کا حق نہ ماریں...... کسی اور کے حصے پر قبضہ نہ کریں...... کسی دوسرے کی چیز پر اپنا حق نہ جتلائیں...... اور اپنے شرعی حق سے زیادہ کا کسی سے مطالبہ نہ کریں...... ہم سب کو اپنا محاسبہ کرنا چاہئے...... کیا ہم انصاف پر قائم ہیں؟...... بہت سے لوگ جائیداد کی تقسیم میں ظلم کرتے ہیں...... بہت سے لوگ بوڑھے والدین کی ملکیت پر ظلم کرتے ہیں...... بہت سے لوگ عورتوں کا حِصّہ مار لیتے ہیں...... اور بہت سے لوگ اپنے شرعی حق سے زیادہ کا مطالبہ کرتے ہیں...... ہم ’’خاص‘‘ لوگ ہیں ہمارا حق زیادہ ہے...... اللہ کے بندو! ظلم نہ کرو...... اور خود کو خاص نہیں اللہ تعالیٰ کا عام بندہ سمجھو...... دین تو یہ ہے کہ قربانی دو...... دین یہ نہیں کہ قبضے کرو...... اللہ تعالیٰ نے ’’ظلم‘‘ کو حرام قرار دیا ہے...... جو شخص مرتا ہے اُس کی جائیداد اُس کے سب ورثاء کا حق ہوتی ہے...... کچھ زور آور لوگ قبضہ کر لیتے ہیں اور کمزوروں کو محروم کر دیتے ہیں...... یہ سب کچھ جہنم کے انگارے ہیں...... کراچی کی بولٹن مارکیٹ کو کون لوگ لوٹ گئے؟...... ہمارے وزیر داخلہ صاحب نے سوال نہیں اٹھایا کہ کیا وہ لوگ مسلمان تھے؟...... جی ہاں کراچی میں سب کچھ معاف ہے...... روزانہ درجنوں افراد کا قتل...... اربوں روپے کی لوٹ مار...... ماہانہ کروڑوں روپے کا بھتّہ...... اور جگہ جگہ قاتلوں کے خونخوار گروہ...... سوات اور وزیرستان میں اتنا اسلحہ موجود نہیں ہے جتنا اسلحہ کراچی میں جمع کیا گیا ہے...... مگر وزیر داخلہ کے بقول وہاں نہ فوج کی ضرورت ہے اور نہ فوجی آپریشن کی...... اللہ تعالیٰ کراچی اور اہل کراچی کو آزادی نصیب فرمائے...... یہ شہر کافی عرصہ سے عجیب وغریب غلامی اور پریشانی میں مبتلا ہے...... کراچی

کے لوگ ''ایثار'' کی صفت سے مالا مال ہیں...... پاکستان بھر کے مدارس کے لئے بڑا چندہ کراچی سے آتا تھا...... افغانستان کے جہاد کے مختلف ادوار میں اہل کراچی نے کافی حِصّہ ڈالا...... ملک میں جاری دینی تحریکوں میں بھی اہل کراچی کا بڑا حِصّہ ہے...... اہل کراچی غریبوں، مسکینوں کو کھانا کھلانے...... اور یتیموں کے سروں پر ہاتھ رکھنے والے لوگ ہیں...... افغان جہاد کے پہلے دور میں مجھے کئی بار عرب ممالک جانے کا اتفاق ہوا...... امارات میں یہ دیکھ کر خوشی ہوئی کہ وہاں کے ''اہل خیر'' افغان یتیم بچوں کی کفالت کا مکمل ذمّہ اٹھا لیتے تھے...... میں نے یہ ترتیب دیکھی تو بہت متاثر ہوا...... دل چاہا کہ پاکستانی شہداء کرام کے بچوں اور اہل خانہ کے لئے بھی اسی طرح کے نظام کی کوشش کرنی چاہیے...... چنانچہ اللہ تعالیٰ کے بھروسے پر کراچی میں اس کی آواز لگائی...... مجھے بہت خوشی اور حیرت ہوئی کہ لوگوں نے بہت محبت اور جذبے کے ساتھ تعاون کیا...... اُس وقت ''شہداء کرام'' کا ریکارڈ رکھنے کا نظام مرتب نہیں تھا...... حالت یہاں تک پہنچ گئی کہ کفالت کرنے والوں کے لئے بہت محنت کر کے شہیدوں کے گھرانے ڈھونڈنے پڑتے تھے......

یہ اہل کراچی کا اعزاز تھا کہ انہوں نے اتنی دور بیٹھ کر اس مبارک کام کی بنیاد ڈالی...... بعد میں الحمدللہ ملک کے دوسرے علاقے بھی اس خدمت میں شامل ہوتے چلے گئے...... پاکستان کے سب سے زیادہ اور جاندار دینی مدارس بھی کراچی میں ہیں...... ان مدارس کے فیض یافتہ علماء کرام دنیا کے کئی ممالک میں دینی خدمات سرانجام دے رہے ہیں...... کراچی والے بہادر بھی بہت ہیں...... اس زمانے میں اللہ تعالیٰ کا شیر'' کاشف شہیدؒ '' کراچی ہی میں پلا بڑھا تھا...... کاشف شہیدؒ بہادری کے ساتھ ساتھ خدمت اور ایثار میں بھی خاص مقام رکھتا تھا...... محاذ پر اُس کے ایثار کا یہ عالم تھا کہ اپنا بستر دوسرے ساتھیوں کو دے کر خود نیچے سو جاتا تھا...... وہ جلدی اس دنیا سے چلا گیا آج اپنے ''ایثار'' کا اجر پاتا ہوگا...... اور انشاء اللہ مزے کرتا ہوگا...... جبکہ خودغرض انسان بس اسی فکر میں جلتا رہتا ہے کہ مجھے کیا ملا؟...... مجھے

کیا نہیں ملا؟...... میں فلاں چیز لے لوں ......اور فلاں چیز پر قبضہ کرلوں کہ کوئی دوسرا نہ لے لے......اور پھر ایک دن یہ سب چیزیں یہاں چھوڑ کر آگے چلا جائے گا......تب اُسے پتا چلے گا کہ دنیا تو جمع کرنے کی نہیں لٹانے کی جگہ تھی...... حضرت ہجویری رحمہ اللہ سمجھاتے ہیں کہ...... اے اللہ کے بندو! دنیا خدمت اور قربانی کی جگہ ہے......جبکہ آخرت ثواب یعنی بدلہ پانے کی جگہ ہے......تو پھر اپنے ہر کام کا بدلہ دنیا ہی میں کیوں مانگتے ہو؟......حضرت ہجویری رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ''کشف المحجوب'' میں ''ایثار'' پر ایک پورا باب لکھا ہے......اس میں وہ اُن بزرگوں کا قصہ بھی لکھتے ہیں جنہیں حاکم وقت نے قتل کرنے کے لئے جلّاد کے حوالے کیا تو ان میں سے ایک...... اپنے ساتھیوں سے آگے بڑھ کر اپنی گردن پیش کرنے لگا......جلّاد نے حیرانی کے ساتھ وجہ پوچھی تو فرمایا...... میں چاہتا ہوں کہ اپنی زندگی کے چند سانس اپنے ان بھائیوں کے کام میں لگادوں ...... حضرت ہجویری رحمہ اللہ نے ''ایثار'' کے بارے میں اور بھی کئی واقعات لکھے ہیں......اور آخر میں فرماتے ہیں کہ اصل ایثار تو جان کا ایثار ہے کہ......اپنی جان اللہ تعالیٰ کے راستے میں قربان کردی جائے......اللہ تعالیٰ ہم سب کو ایثار کا یہ اعلیٰ ترین مقام نصیب فرمائے......آمین یاارحم الراحمین

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقه سیدنا محمد وآله وصحبه وسلم تسلیما کثیرا کثیرا کثیرا

☆☆☆

جادو ہار گیا

اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں ’’کامیابی‘‘ کا راستہ کھول کھول کر بیان فرما دیا ہے...... ہے کوئی سمجھنے والا؟......لوگ جادو کیوں کرتے اور کرواتے ہیں؟......کیا آپ نے مصر کے اُن جادوگروں کا پورا واقعہ قرآنِ پاک میں پڑھا ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مقابلہ کرنے آئے تھے......آجکل دنیا میں پھر ’’جادو‘‘ کا بہت شور ہے......ابھی براعظم امریکہ کے جس ملک میں زلزلہ آیا ہے وہاں کا جادو بہت مشہور تھا......دنیا بھر سے سیّاح جادو کرنے، جادو کرانے اور جادو سیکھنے کے لئے ’’ہیٹی‘‘ جایا کرتے تھے......آج ’’ہیٹی‘‘ ملبے اور لاشوں سے بھرا پڑا ہے......افریقہ میں جادو کا کافی زور ہے......پچھلے دنوں وہاں کے ایک ملک میں جادوگروں نے ایسے پچپن افراد ذبح کر کے کاٹ دیئے، جن کے جسموں پر ’’برص‘‘ کے سفید دھبّے تھے...... جادوگروں کا عقیدہ تھا کہ ایسے افراد کی بوٹیوں کے تعویذ بہت مفید ہوتے ہیں......اللہ تعالیٰ رحم فرمائے......کافر تو کافر مسلمانوں میں جادو، توہم پرستی، ٹونہ بازی......اور غیر شرعی ’’وظائف‘‘ عام ہوتے جا رہے ہیں......

دل میں جس قدر ’’دنیا‘‘ کی محبت زیادہ ہوتی ہے آدمی اُسی قدر اِن حرام چیزوں میں مبتلا ہوتا ہے......(۱) اپنے تمام مسائل حل کرانے کا شوق (۲) دوسروں کو تکلیف پہنچانے کا جذبہ (۳) غیب کی خبریں اور آئندہ کے حالات معلوم کرنے کا جنون (۴) دنیا میں ہر چیز زیادہ سے زیادہ پانے کا شوق......ہم مسلمانوں کی نظر اگر ’’حضرات انبیاء علیہم السلام‘‘ کی زندگیوں پر ہو تو دل کی اصلاح ہو جائے...... ’’جادو‘‘ کرنے اور کرانے والے لوگ ’’ایمان‘‘ سے بہت دور ہو جاتے ہیں......اور

ہر عجیب چیز اور خبر سے متاثر ہونے والے لوگ بھی جلد گمراہ ہو جاتے ہیں......

اللہ تعالیٰ نے ''آگ'' کو جلانے کی طاقت دی ہے......تو کیا ہم آگ کو ''خدا'' مان لیں...... اللہ تعالیٰ نے کافر اور گمراہ لوگوں کو بھی کچھ نہ کچھ طاقت دے رکھی ہے......فرعون کے بارے میں عجیب عجیب قصے مشہور ہیں......اُس نے چار سو سال عمر پائی، کبھی بیمار نہیں ہوا......اور پانی اُس کے پیچھے پیچھے چلتا تھا......اُس ''بے وقوف'' کو وہم ہو گیا کہ وہ ''خدا'' ہے......

اللہ تعالیٰ نے پرندوں کو اُڑنے کی طاقت دی ہے......اگر کوئی انسان اُڑنے لگے تو ہم بہت زیادہ متاثر کیوں ہو جاتے ہیں؟......دجّال کے شعبدے اور اس کی طاقت کا حال تو خود آقا مدنی ﷺ بیان فرما گئے ہیں......اور ساتھ یہ بھی سمجھا گئے ہیں کہ متاثر ہونے کی ضرورت نہیں وہ ''کافر'' ہے......اور اُس کو ماننے والے ''جہنم'' میں جائیں گے......آج کی ٹیکنالوجی دیکھ کر بہت سے مسلمانوں نے امریکہ اور یورپ کو ''کامیاب'' سمجھ رکھا ہے......آخر کیوں؟...... سر سے پاؤں تک محتاجیوں میں ڈوبا ہوا انسان کس طرح سے ''خدا'' بن سکتا ہے......کھانے کی حاجت، پینے کی ضرورت اور بیت الخلاء کے چکر......آج کوئی ''پروفیسر'' مستقبل کی تھوڑی سی پیشین گوئی کر دے تو اس کے گھر کے باہر گاڑیوں کی لمبی قطاریں لگ جاتی ہیں......کیا وزیر اور کیا فنکار سب اُس کے سامنے ماتھا ٹیکتے ہیں کہ ہماری قسمت اچھی کر دو...... ہندوستان میں ایک ''برہمچاری'' سادھو ابھی کچھ عرصہ پہلے گزرا ہے......وہ کافی شعبدے دکھاتا تھا......ملک کے حکمران تک اُس کے پیچھے پھرتے تھے......حکمرانوں اور فنکاروں نے اپنی ''قسمت'' بنانے کے لئے اُس پر اتنی دولت نچھاور کی کہ وہ اپنے ذاتی جہازوں میں اڑتا تھا......اُس نے اعلان کر دیا تھا کہ وہ کم از کم ساڑھے تین سو سال تک جوان اور تندرست رہے گا......ایک دن اپنے جہاز پر دلی سے جموں جا رہا تھا کہ......قسمت کا ایک جھٹکا اُس کو جہاز سمیت خاک کا ڈھیر بنا گیا...... اگر ''ترقی'' انہیں چیزوں کا نام ہے جو آج امریکہ اور یورپ کے پاس ہیں تو پھر......فرعون بہت ترقی یافتہ تھا، نمرود بہت فارورڈ تھا......شدّاد کی ترقی کا یہ عالم تھا کہ زمین پر

جنت کی تعمیر کرا رہا تھا..... قوم عاد کی ترقی کے آثار آج تک نہیں مٹ سکے ..... امریکہ، یورپ وغیرہ تو اُن کے مقابلے میں بیچارے ہیں ..... بیماریاں، ایڈز، دماغی پریشانیاں اور بے سکون زندگیاں ..... آج کے جدید مسلمان امریکہ اور یورپ جیسا بننا چاہتے ہیں تو یہ ..... فرعون، ہامان اور شدّاد جیسا بننے کی بات کیوں نہیں کرتے؟ ..... بل گیٹس کا نام آتے ہی ہمارے ’’کالم نگاروں‘‘ کے منہ سے رال ٹپکنے لگتی ہے..... یہ لوگ قارون کی شان میں قصیدے کیوں نہیں لکھتے؟..... تاریخ بتاتی ہے کہ ’’قارون‘‘ کی دولت ’’بل گیٹس‘‘ کے اثاثوں سے بہت زیادہ تھی ..... فرعون نے مصر میں ’’جادوگری‘‘ کی جو یونیورسٹی بنائی تھی اُس کے مقابلے میں کیمرج، آکسفورڈ اور ہارورڈ کچھ بھی نہیں ہیں ..... آج کل کی تعمیرات تو دو جھٹکوں میں ختم ہو جاتی ہیں ..... ورلڈ ٹریڈ سینٹر کی دو عمارتیں صرف دو طیاروں کے ٹکرانے سے موم بتی کی طرح پگھل گئیں ..... جبکہ فرعونوں کی تعمیرات کے پتھروں کا مسالہ ابھی تک نہیں اُترا ..... کئی طوفان آئے، زلزلے اُٹھے اور ریت کی آگ برسی مگر فرعونوں کے محلّات اور اُن محلّات میں پڑے تابوت اور ان تابوتوں میں پڑی لاشیں تک خراب نہ ہوئیں ..... میں سوچتا ہوں کہ امریکہ کی ایک ’’یونیورسٹی‘‘ کے بارے میں انٹرنیٹ پر تفصیل پڑھ کر ..... حضرت سیدنا معاویہ ؓ پر طعنے برسانے والے کالم نویس ’’فرعونوں‘‘ کے حق میں کالم کیوں نہیں لکھتے؟ ..... فاتح عرب وعجم حضرت سیدنا معاویہ ؓ جن کے ’’اندازِ حکمرانی‘‘ نے روم کے بادشاہوں کو احساس کمتری میں مبتلا کر دیا تھا ..... اُن کا موازنہ ایک حقیر سی ’’یونیورسٹی‘‘ سے کرنا بہت بڑا ظلم ہے ..... میں اپنے تمام قارئین کو دعوت دیتا ہوں کہ وہ ’’سائنس‘‘ کے تضادات کا صرف عام اخبارات ہی میں جائزہ لے لیں ..... ایک دن خبر چھپتی ہے کہ سائنسدانوں نے موٹے افراد کو گوشت کھانے کی ترغیب دی ہے ..... اس تحقیق پر کروڑوں ڈالر خرچ ہوئے ..... کتنے ہاتھی اور بھینسیں ذبح ہوئیں کہ یہ تو بغیر گوشت کھائے موٹی ہو جاتی ہیں ..... وغیرہ وغیرہ ..... مگر کچھ دن بعد سائنس انکشاف کرتی ہے کہ موٹے حضرات وخواتین گوشت کو ہاتھ بھی نہ لگائیں ..... اب آپ بتائیں موٹے

غریب کیا کریں؟......ایک تحقیق آتی ہے کہ انسان دو کروڑ سال پُرانا ہے......پھر بتایا جاتا ہے کہ نہیں یہ تو چھ سو کروڑ سال پہلے سمندری مچھلی سے انسان بن گیا......ایک رپورٹ آتی ہے کہ چاکلیٹ خوب کھاؤ یہ دل کے لئے مفید ہے......دوسری بتاتی ہے کہ چاکلیٹ دل کے مریضوں کے لئے زہر ہے......سائنس دانوں نے اربوں ڈالر صرف اس تحقیق پر خرچ کردیئے کہ انسان کو غصہ کیوں آتا ہے؟......ہمارے بعض خطباء جب دین اسلام کے احکامات کی تصدیق میں سائنس کے حوالے دیتے ہیں تو میرا دل غم سے لرزنے لگتا ہے......کل خدانخواستہ ان سائنسدانوں نے کچھ اور بک دیا تو عام لوگ کتنا بُرا اثر لیں گے......ایک صاحب کا بیان سنا وہ گردن کے مسح پر سائنسدانوں کی تحقیق سنا رہے تھے......مجھے اچھا نہیں لگا......کل یورپ کے کسی سائنسی انسٹیٹیوٹ نے کسی سے رشوت لیکر گردن کے مسح کو ''نقصان دہ'' قرار دے دیا تو کیا ہم وضو سے اُسے نکال دیں گے؟......کچھ عرصہ پہلے یورپ کے ایک بہت بڑے سائنسی ادارے نے گائے کے گوشت کو ''زہر'' قرار دیا......رپورٹ دیکھتے ہی دل نے کہا کہ ہندوؤں نے بھاری رشوت دیکر ''گوروں'' سے یہ رپورٹ تیار کرائی ہے......پورے ہندوستان میں اس رپورٹ کا بہت شور تھا......مگر پھر کسی اور سائنسی ادارے نے اسے غلط قرار دے دیا......ہمارے حکیم حضرات بھی گائے کے گوشت سے روکتے ہیں......ایسا بعض بیماریوں کے علاج کیلئے ہوتا ہے نہ کہ اس لئے کہ یہ گوشت زہر ہے......گائے کا گوشت تو جسے ہضم ہو جائے وہ ''بیل'' کو مقابلے کی دعوت دے سکتا ہے......اس لئے زیادہ جسمانی محنت کرنے والوں کے لئے یہ گوشت بہت مفید ہوتا ہے......جبکہ سست لوگ تو شلغم کھا کر بھی طوفانی ڈکاریں مارتے ہیں......میرے پیارے آقا مدنی ﷺ نے حج کے موقع پر اپنی ''ازواج مطہرات'' کی طرف سے گائے کی قربانی فرمائی......بس بات ہی ختم ہوگئی......اب نہ کسی رپورٹ کی ضرورت ہے اور نہ کسی تحقیق کی...... اقبال ؒ نے فرمایا تھا کہ مغرب والوں کا مذہب ''تجارت'' ہے......گورے ہر چیز بیچتے ہیں...... چنانچہ اب سائنسی رپورٹیں بھی دھڑا دھڑ فروخت کررہے

ہیں......سائنس ایک حد تک اچھی چیز ہے......مگر اس وقت تو سائنس انسانوں کی ’’قاتل‘‘ بن چکی ہے......موجودہ سائنس نے انسان کی صحت اور اُس کے سکون کو چھین لیا ہے......چلیں آپ ’’سائنس‘‘ کے قائل رہیں......مگر اُس کو ’’خدا‘‘ نہ مانیں......مصر کے جادوگر اپنے وقت کے بڑے سائنس دان تھے......بعض کتابوں میں لکھا ہے کہ اُن کے پاس ’’پارے‘‘ کی ٹیکنالوجی تھی......انہوں نے اپنی رسیوں اور لاٹھیوں کو پارے سے بھر دیا تھا......اور جس میدان میں مقابلہ ہونا تھا اس میں زیر زمین ’’ہیٹنگ‘‘ یعنی گرمی پہنچانے کا نظام بنا دیا تھا......جب انہوں نے رسیاں اور لاٹھیاں زمین پر پھینکیں اور زمین کے اندر لگے ہوئے ہیٹر چلائے تو زمین اور گرم ہوگئی اور رسیوں میں بھرا ہوا پارہ اچھلنے کودنے لگا......مضبوط قول یہ ہے کہ انہوں نے دیکھنے والوں کی آنکھوں پر جادو کر دیا تھا......بہرحال یہ منظر اتنا ہیبت ناک اور متاثر کن تھا کہ حضرت موسیٰ ؑ بھی طبعی طور پر گھبرا گئے......قرآن پاک میں اس کا تذکرہ موجود ہے......مگر پھر کیا ہوا؟......حضرت موسیٰ ؑ اللہ تعالیٰ کے حکم سے ایک ’’معجزہ‘‘ لے کر آئے اور اس ’’معجزے‘‘ نے سارے ’’جادو‘‘ کو نگل لیا......جی ہاں حضرت موسیٰ علؑ نے اپنی ’’لاٹھی‘‘ پھینکی تو وہ بہت بڑا اصلی اژدھا بن گئی......اُس اژدھے نے تمام رسیوں اور لاٹھیوں کو نگل لیا......اور میدان صاف ہوگیا......اچھا ایسا کریں کہ آپ کسی مستند ترجمے والے قرآن پاک میں ان آیات کا ترجمہ پڑھیں (۱) سورۂ الاعراف ۱۰۷ تا ۱۱۲ (۲) سورۂ یونس ۷۵ تا ۷۹ (۳) سورۂ طٰہٰ ۵۷ تا ۵۹ (۴) سورۂ شعراء ۳۸ تا ۴۲ (۵) سورۂ طٰہٰ ۶۱ تا ۶۴ (۶) سورۂ طٰہٰ ۶۵ تا ۶۹ (۷) سورۂ الاعراف ۱۱۵ تا ۱۱۹ (۸) سورۂ یونس ۸۰ تا ۸۲ (۹) سورۂ طٰہٰ ۷۰ (۱۰) الاعراف ۱۲۰ تا ۱۲۲ (۱۱) سورۂ طٰہٰ ۷۱ (۱۲) سورۂ طٰہٰ ۷۲ تا ۷۳ (۱۳) سورۂ الشعراء ۵۰، ۵۱

ان تیرہ مقامات سے جب آپ قرآن پاک کو پڑھیں گے تو آپ کو یہ ’’ایمان افروز‘‘ واقعہ پوری ترتیب سے معلوم ہو جائے گا......

(۱) حضرت موسیٰ علیہ السلام کا فرعون کو اپنے معجزات دکھانا اور فرعون کا ان معجزات کو ’’جادو

’’قرار دینا......

(۲) فرعون اور اُس کے وزراء کا یہ طے کرنا کہ حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون (علیہما السلام) کے مقابلے کیلئے ملک بھر سے جادوگر جمع کئے جائیں......

(۳) مقابلے کے لئے اُن کی ’’عید‘‘ کا دن طے ہونا......

(۴) مقابلے کے روز ایک بڑے میدان میں فرعون، اُس کے حکام اور عوام کا جمع ہونا اور جادوگروں کا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سامنے آنا......

(۵) میدانِ مقابلہ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعوت......

(۶) فرعون کا اپنے جادوگروں کے لئے فتح کی صورت میں بڑے انعامات (تمغوں) کا اعلان ......

(۷) حضرت موسیٰ علیہ السلام اور جادوگروں کی ابتدائی گفتگو اور جادوگروں کا اپنی رسیاں اور لاٹھیاں پھینکنا......اور ان رسیوں اور لاٹھیوں کا دوڑنا......

(۸) حضرت موسیٰ علیہ السلام کا خوف محسوس فرمانا......اس سے جادو کی شدّت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے

(۹) حضرت موسیٰ علیہ السلام کا اللہ تعالیٰ کے حکم سے لاٹھی پھینکنا......لاٹھی کا اژدھا بن کر تمام شعبدوں کو نگل لینا

(۱۰) جادوگروں کا سجدے میں گر کر ’’ایمان‘‘ قبول کرنا......فرعون کا اُن کو قتل کی دھمکیاں دینا......اور جادوگروں کا صاف جواب کہ اے فرعون! تم جو کرنا چاہتے ہو کر لو ہم تو اپنے حقیقی رب پر ایمان لا چکے ہیں......

اللہ تعالیٰ آپ کو توفیق دے کہ آپ اس پورے قصّے کو قرآن پاک میں ایک بار ضرور دیکھ لیں......آج ہر طرف جادو کا شور ہے اور دوسری طرف ٹیکنالوجی بھی ’’جادو‘‘ کی طرح مسلمانوں کو گمراہ کر رہی ہے......لوگ جادوگروں، نجومیوں، ستارہ شناسوں سے متاثر ہو رہے ہیں ......کفار کی فوجیں جادوگروں کی رسیوں کی طرح ہر طرف دوڑ رہی ہیں......اور لوگ امریکہ اور

یورپ سے اس طرح مرعوب ہیں جس طرح مصر کے لوگ فرعون اور جادوگروں سے مرعوب تھے......اس پورے قصے کو پڑھنے سے تین باتیں تو بالکل واضح طور پر سمجھی جاسکتی ہیں......

(۱) معجزے اور جادو میں علماء کرام نے کئی فرق بیان فرمائے ہیں......ان میں سے ایک بڑا فرق یہ ہے کہ جب معجزے اور جادو کا مقابلہ ہوتا ہے تو جادو شکست کھا جاتا ہے......پس معلوم ہوا کہ اگر کسی ''مسلمان'' پر جادو ہو جائے تو وہ قرآن پاک کی آیات سے علاج کرے......قرآن پاک ''معجزہ'' ہے تو اس عظیم معجزے کے سامنے جادو ایک منٹ بھی نہیں ٹھہر سکے گا......اور دوسری یہ بات معلوم ہوئی کہ کفار کی طاقت ایک طرح کا ''جادو'' ہے......جبکہ جہاد ایک ''معجزہ'' ہے......کیونکہ قرآن پاک کا حکم ہے تو جہاد کے سامنے کفر کی طاقت نہیں ٹھہر سکے گی......انشاءاللہ

(۲) مصر کے چوٹی کے جادوگر......حضرت موسیٰ ؑ کے معجزے کو دیکھ کر کفر سے تائب ہو گئے......تو ایک مسلمان کے لئے یہ کہاں جائز ہے کہ وہ جادو اور جادوگروں کو دیکھ کر اپنے ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھے......مسلمانوں کو چاہیے کہ کسی کے جادو، شعبدے اور ٹیکنالوجی سے متاثر نہ ہوں......ابھی تو بڑے جادوگر ''دجّال'' نے آنا ہے......اس لئے اپنے ایمان اور عقیدے کو مضبوط کریں......

(۳) جادوگر......سجدے میں گرے اور فوراً اللہ تعالیٰ کے مقرب بن گئے......یعنی پہلے سجدے ہی میں کامل ہو گئے...... یہ کیسے ہوا؟......کئی لوگ تو پچاس سال سجدے کر کے بھی نہیں سُدھرتے ......اس سوال کا جواب انشاءاللہ کسی اور مجلس میں ......بس اتنا یاد رکھیں کہ مشکل وقت میں خود کو قربانی کے لئے پیش کرنا بڑی چیز ہے......

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ سیدنا محمد والہ وصحبہ وسلم تسلیما کثیرا کثیراً کثیراً

☆......☆......☆

اخلاص ہمت اور دعاء

اللہ تعالیٰ ہم سب کو ''اخلاص'' اور ''ہمت'' عطاء فرمائے...... استاذ محترم، قائد اہلسنت حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰن صاحب رحمہ اللہ کو اللہ تعالیٰ نے یہ دو صفات خوب عطاء فرمائی تھیں...... انہوں نے ''اکیاون'' سال کی عمر پائی مگر ماشاء اللہ...... کام اتنا کر گئے جو بعض اوقات کوئی جماعت مل کر سو سال میں بھی نہیں کر سکتی...... حضرت امام شافعی رحمہ اللہ کی عمر بھی زیادہ نہیں تھی مگر دنیا کے کروڑوں انسان ''ان کی تقلید'' کو سعادت سمجھتے ہیں...... کیا مصر اور ملائشیا، انڈونیشیا...... اور تو اور کشمیر تک امام شافعی رحمہ اللہ کے ''مقلدین'' بکھرے پڑے ہیں...... امام صاحب رحمہ اللہ کو اللہ تعالیٰ نے اخلاص عطاء فرمایا...... اور بلند ہمت...... یہ دو نعمتیں جس کو مل جائیں اُس کی ترقی، کامیابی اور پرواز کو کوئی نہیں روک سکتا...... حضرت نانا توی رحمہ اللہ کی عمر بھی کم تھی مگر اُن کا نام بھی ''حجّت'' ہے اور اُن کا کام بھی ''حجّت'' ہے...... اور اُن کے ''صدقات جاریہ'' پوری دنیا میں پھیلے پڑے ہیں...... ہمارے زمانے میں مخلصوں کے امام حضرت مفتی احمد الرحمٰن صاحب رحمہ اللہ...... اور اُن کے مخلص رفقاء حضرت مفتی عبدالسمیع صاحب شہید رحمہ اللہ...... حضرت مفتی نظام الدین صاحب شہید رحمہ اللہ...... اور حضرت مفتی محمد جمیل خان صاحب شہید رحمہ اللہ یہ سب حضرات تقریباً ایک ہی عمر میں اس دنیا سے رخصت ہوئے...... جو لوگ بھی ''اللہ تعالیٰ کی رضا'' کو اپنا مقصود بنا لیتے ہیں...... اُن کے ہر کام میں بہت برکت پیدا ہو جاتی ہے...... اور پھر ان ''مخلصین'' میں سے جو جس قدر ''ہمت'' سے کام لیتا ہے اُسی قدر اونچی کامیابی پاتا ہے...... یہاں ہم تھوڑا سا وقفہ کرتے ہیں...... اور ماضی کے واقعات کی بعض جھلکیاں دیکھتے ہیں...... بدر کے میدان میں تین سو تیرہ نہتے افراد کا مقابلہ

ایک ہزار کے مسلّح لشکر کے ساتھ تھا..... ظاہری طور پر مسلمانوں کے بچنے کا کوئی امکان نہیں تھا.....ان حالات میں رسول پاک ﷺ نے کیا عمل فرمایا؟.....تمام روایات میں یہی آتا ہے کہ اس موقع پر رسول کریم ﷺ نے ''دعاء'' مانگی..... بہت زیادہ ''دعاء'' بہت والہانہ دعاء.....اور پھر یہ ''دعاء'' آسمانی نصرت کو میدان بدر میں کھینچ لائی.....غور فرمائیں ''دعاء'' کتنی بڑی چیز اور کتنی بڑی طاقت ہے.....حضرت موسیٰ ؑ اپنی اہلیہ کے ساتھ سفر میں تھے.....اُن کے پاس نہ کوئی لشکر تھا اور نہ کوئی ظاہری طاقت.....سفر کے دوران حکم ملا کہ جایئے اور فرعون کو ''دعوت'' دیجئے..... فرعون بہت طاقتور اور جابر بادشاہ تھا.....مصر میں حضرت موسیٰ علیہ السلام پر قتل کا مقدمہ بھی درج تھا.....فرعون خود آپ (ؑ) کا ذاتی دشمن اور آپ (ؑ) کی تلاش میں تھا.....ایک اکیلے آدمی کو اُس زمانے کی سپر پاور سے ٹکرانے کا حکم دیا جا رہا ہے..... ظاہری طور پر ناممکن..... بالکل ناممکن.....ان حالات میں حضرت موسیٰ ؑ نے کیا عمل فرمایا؟.....سب جانتے ہیں کہ انہوں نے ''دعاء'' کے لئے ہاتھ پھیلا دیا اور دعاء کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی طاقت کو اپنے ساتھ لے لیا.....اور دعاء یہ فرمائی کہ یا اللہ مجھے ''شرح صدر'' عطاء فرما.....یعنی مجھے ''ہمت'' عطاء فرما.....حضرت ایوب ؑ کو حوادث اور بیماریوں نے ہر طرف سے گھیر کر اکیلا کر دیا.....انہوں نے کیا عمل کیا؟..... قرآن پاک میں ہے کہ انہوں نے ''دعاء'' مانگی..... اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل اور نوازشات کی بوچھاڑ کر دی.....حضرت زکریا علیہ السلام کی اولاد نہیں تھی.....اور دین کے کام کو جاری رکھنے کے لئے اولاد کی ضرورت تھی.....انہوں نے کیا عمل فرمایا؟.....قرآن پاک بتاتا ہے کہ انہوں نے ''دعاء'' مانگی اللہ تعالیٰ نے اولاد عطا فرما دی.....

پورا قرآن مجید اس طرح کی خوبصورت جھلکیوں سے بھرا پڑا ہے.....اور یہ سب جھلکیاں ہمیں سمجھاتی ہیں کہ..... ''دعاء'' بہت بڑی چیز ہے، دعاء بہت بڑی طاقت ہے..... اللہ تعالیٰ نے حضرات صحابہ کرام ؓ کو ''دعاء'' کی طاقت عطاء فرمائی.....آپ تاریخ پڑھ کر دیکھ لیں.....حضرات صحابہ کرام ؓ کی ''دعاؤں'' کے ایسے عجیب واقعات سامنے آتے ہیں کہ عقل حیران ہو جاتی

ہے...... ہمارے استاذ محترم حضرت مفتی احمد الرحمٰن صاحب رحمہ اللہ ''صاحبِ دعاء'' اللہ والے تھے...... اُن کو اُنتالیس سال کی عمر میں حضرت بنوری رحمہ اللہ نے اپنا جانشین مقرر فرمایا...... اس طرح کی ''تقرری'' سے دو فتنے پیدا ہونے کا خطرہ ہوتا ہے...... پہلا یہ کہ بعض لوگ ''کم ہمتی'' کا ثبوت دیتے ہیں کہ ہم اتنا بوجھ کیسے اٹھائیں گے...... اُن کی نظر فوراً اسباب، وسائل، مشکلات اور دنیا پر پڑتی ہے...... وہ بھول جاتے ہیں کہ کام لینے والا تو ''اللہ تعالیٰ'' ہے وہ چاہے تو ایک ''انسان'' سے لاکھوں انسانوں کا کام لے لے...... دوسرا فتنہ یہ پیدا ہوتا ہے کہ...... تقرری قبول کر کے اپنی نفسانی خواہشات پوری کرنے کا شوق دل میں بھر جاتا ہے...... بس اسی کا انتظار رہتا ہے کہ مجھے یہ عہدہ کب ملے گا...... کب میرے ہاتھ میں کھلا مال اور کھلے اختیارات ہوں گے...... میں اپنی تمام خواہشات پوری کروں گا...... مگر ''مخلص ایمان والے'' ان دونوں فتنوں سے ''محفوظ'' رہتے ہیں...... وہ ''کم ہمتی'' دکھانے کی بجائے ''دعاء'' کی طرف دوڑ پڑتے ہیں...... یا اللہ ذمہ داری آگئی ہے میری نصرت فرما، مجھ پر رحم فرما...... اور دوسری طرف وہ اپنے دل سے تمام شوق، تمام خواہشات اور تمام دنیاوی امراض نکال کر...... خود کو اس دینی کام کے لئے وقف کر دیتے ہیں...... حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ نے ذمہ داری قبول کر لی...... دن رات ''دعاء'' کے عمل کو اپنا وظیفہ اور سہارا بنا لیا...... اور دین کے کام اور آخرت کے فکر کے علاوہ اپنی ہر خواہش کو دل سے نکال دیا...... پھر نہ انہیں یہ فکر تھی کہ...... انہوں نے ''مکان'' بنانا ہے...... اپنے بچوں کا ''دنیاوی مستقبل'' سنوارنا ہے...... اور نہ اُنہیں یہ یاد رہا کہ اس فانی دنیا میں سے انہوں نے کتنا جمع کرنا ہے...... اور یہ حقیقت ہے کہ انسان جب تک اپنی ذاتی فکروں اور خواہشات سے آزادی نہ پائے...... اُس وقت تک اُس کام میں ''نورانیت'' پیدا نہیں ہوتی...... حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ پر اللہ تعالیٰ کا عظیم احسان ہوا...... انہیں اخلاص اور ہمت کا وہ مقام حاصل ہوا...... جو اس اُمت میں اُن افراد کو نصیب ہوتا ہے جن کی جھولی میں...... حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی نسبت ہوتی ہے...... آپ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے حالات و واقعات پڑھ لیں...... اور پھر حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ

کے حالات وواقعات پڑھیں تو...... آپ بھی بے اختیار کہہ اٹھیں گے کہ...... حضرت مفتی صاحبؒ کو حضرت صدیق اکبرؓ کی مبارک نسبت حاصل تھی...... ایک طرف مزاج میں ایسی نرمی کہ ہر کسی کے کام آرہے ہیں...... اور ہر کسی کے سامنے جھکے بیٹھے ہیں...... اور دوسری طرف ایسی شدّت کہ وقت کے حکمران اُن کے رعب سے لرز رہے تھے...... حضرت ہجویری ؒ نے اپنی کتاب ''کشف المحجوب'' میں لکھا ہے کہ...... اگر کسی نے ''صوفی'' یعنی اللہ والا بزرگ بننا ہے تو اُسے لازماً حضرت صدیق اکبرؓ کی صفات اختیار کرنی ہوں گی......

انّ الصفا صفة الصدیق: ان اردت صوفیا علی التحقیق

یعنی اگر تم حقیقی اللہ والے بننا چاہتے ہو تو تمہیں حضرت صدیق اکبرؓ کی پیروی کرنی ہوگی...... کیونکہ بلاشبہ باطن کی صفائی حضرت صدیق اکبرؓ کی صفت ہے (کشف المحجوب)

حضرت صدیق اکبرؓ کی بڑی صفت ''اخلاص'' تھی...... اُن کے ''اخلاص'' کا یہ عالم تھا کہ...... رسول اقدس ﷺ کے وصال مبارک کے وقت بھی اُن کی توجہ ''اللہ تعالیٰ'' سے نہ ہٹی...... حالانکہ اس عظیم صدمے نے ہر کسی کو ہلا کر رکھ دیا تھا...... اور حضرت صدیق اکبرؓ کی دوسری صفت ''ہمت'' تھی...... آپؓ کی نظر چونکہ اللہ تعالیٰ پر رہتی تھی اس لئے آپؓ کسی دینی کام کو ''ناممکن'' یا مشکل سمجھ کر نہیں چھوڑتے تھے...... آپؓ نے خلافتِ راشدہ کی بنیاد رکھی...... اور پھر اس کی مبارک روشنی پورے عالم تک پھیل گئی...... جب کسی انسان میں ''اخلاص'' اور ''ہمت'' موجود ہو تو اُس میں ''دینی غیرت'' بھی زیادہ ہوتی ہے...... حضرت صدیق اکبرؓ کی دینی غیرت کا یہ عالم تھا کہ...... حضرت فاروق اعظمؓ جیسے بلند ہمت انسان بھی حیران رہ جاتے تھے...... حضرت صدیق اکبرؓ نے ''مرتدین'' کے خلاف جہاد فرمایا...... اور مانعین زکوٰۃ کے ساتھ جنگیں برپا فرمائیں...... اور یوں خلافت راشدہ...... علی منہاج النبوۃ قائم ہوگئی...... حضرت صدیق اکبرؓ کی دعائیں، آپؓ کی انابت، آپؓ کی تواضع، آپؓ کی سادگی...... آپؓ کا زُہد، آپؓ کی بہادری، آپؓ کی قرآنی اور فلاحی خدمات...... اور آپؓ کا جہاد...... اُمت مسلمہ کے لئے ''روشن

مثالیں‘‘ ہیں...... حضرت ہجویری رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ...... حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا دل اس دھوکے باز دنیا کی محبت سے اتنا خالی تھا کہ (غزوہ تبوک کے موقع پر) اپنا تمام مال، اسباب اور غلام اور جو کچھ بھی آپ رضی اللہ عنہ کے پاس تھا...... سب کچھ ’’راہ حق‘‘ میں دے دیا اور خود ایک گدڑی پہن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوگئے......

اللہ تعالیٰ نے حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ کو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی نسبت سے حصہ عطاء فرمایا...... آپ رحمہ اللہ نے حضرت بنوری رحمہ اللہ کے ادارے کو سنبھال کر قرآن و سنت کی خوب خدمت فرمائی قرآن پاک کی خدمت ’’نسبت صدیقی‘‘ کا خاص اثر ہے...... آپ رحمہ اللہ ہی کے زمانے میں یہ ادارہ پاکستان کا سب سے بڑا اور معتمد مرکز بن گیا...... اور اس کی شاخیں دور دور تک پھیل گئیں...... حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ نے بیواؤں اور یتیموں کی دیکھ بھال کے میدان میں بھی ’’نسبت صدیقی‘‘ کی لاج رکھی...... اور پھر ’’جہاد فی سبیل اللہ‘‘ کی خدمت میں لگ کر ’’نسبت صدیقی‘‘ میں اونچا مقام حاصل کیا......

حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ کو یہ تمام نعمتیں ’’اخلاص‘‘ اور ’’ہمت‘‘ کی برکت سے نصیب ہوئیں...... اور ’’اخلاص‘‘ اور ’’ہمت‘‘ کی نعمتیں اللہ تعالیٰ نے حضرت مفتی صاحبؒ کو ’’دعاء‘‘ کی برکت سے عطاء فرمائیں...... یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے وہ جسے چاہتا ہے عطاء فرماتا ہے...... اللہ تعالیٰ حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ کے درجات بلند فرمائے...... اُن کے خاندان پر اپنی رحمت فرمائے...... اور اُن کے صدقات جاریہ کو تا قیامت جاری رکھے...... اور اللہ تعالیٰ ہمیں بھی ’’اخلاص‘‘ ’’ہمت‘‘ اور ’’دعاء‘‘ کی نعمتیں نصیب فرمائے......

آمین یا ارحم الراحمین

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقه سیدنا محمد واله وصحبه وسلم تسلیما کثیرا کثیرا کثیرا

☆/☆/☆

محبت کا نور

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی ’’محبّت‘‘ کا نور عطا فرمائے...... اللہ تعالیٰ کی ’’محبّت‘‘ بہت بڑی اور بہت میٹھی نعمت ہے...... یہ ایسی نعمت ہے جسے الفاظ میں بیان نہیں کیا جا سکتا...... اللہ تعالیٰ نے ہمارے ’’دلوں‘‘ کو ہمارے ’’جسموں‘‘ سے سات ہزار سال پہلے پیدا فرمایا...... اور ان ’’دلوں‘‘ کو اپنے مقامِ قُرب میں رکھا...... کیا ہمارے لئے جائز ہے کہ اپنا ’’دل‘‘ اللہ پاک کے سوا کسی اور کو دے دیں؟...... یہ عشق نہیں ظُلم ہے کہ...... دل کو اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی یاد میں لگایا جائے......

وساوس کا مسئلہ

وسوسے اور خیالات تو ہر کسی کو آتے ہیں...... شیطان دل کے اوپر بیٹھ کر اپنی ’’سونڈ‘‘ دل سے لگا کر اس میں بُرے خیالات کا زہر چھوڑ دیتا ہے...... لیکن جب دل ’’اللہ، اللہ‘‘ کر رہا ہو تو شیطان اس کے قریب بھی نہیں پھٹک سکتا...... ویسے بھی انسان دنیا میں رہتا ہے...... اُس کی آنکھیں بہت کچھ دیکھتی ہیں...... اُس کے کان بہت کچھ سنتے ہیں...... انسان کے اندر ’’نفس‘‘ بھی موجود ہے...... انسان کو اللہ تعالیٰ نے ’’عقل‘‘ بھی دی ہے...... انسان کوئی معمولی چیز تو نہیں ہے...... یہ تو زمین پر اللہ تعالیٰ کا خلیفہ یعنی نائب بنا کر بھیجا گیا ہے...... اسی لئے اس میں سوچنے، سمجھنے کی طاقت ہے...... سوچنے کے عمل کی وجہ سے ’’وسوسے‘‘ اور ’’خیالات‘‘ بھی پیدا ہوتے ہیں...... کبھی اچھے اور کبھی بُرے...... آپ سب سے پہلے یہ اندازہ لگائیں کہ آپ کو بُرے خیالات زیادہ آتے ہیں یا اچھے...... اگر اچھے خیالات زیادہ آتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں...... اور اگر دل و

دماغ ہر وقت ’’ڈش انٹینا‘‘ بنا ہوا ہے کہ...... ایک کے بعد دوسرا بُرا خیال چلتا رہتا ہے تو پھر بھی...... پریشان نہ ہوں بلکہ ’’علاج‘‘ کی فکر کریں......

ٹریفک اور سڑک

انسان کا ’’دماغ‘‘ ایک ایسی سڑک کی طرح ہے جس پر ہر وقت خیالات کی ’’ٹریفک‘‘ چلتی رہتی ہے...... سڑک پر گھوڑے، گدھے، سائیکل، گاڑی...... اور ٹرک سب کچھ چلتے ہیں...... گھوڑے اور گدھے کبھی کبھار سڑک پر لید اور پیشاب بھی کر دیتے ہیں...... انسان کے دماغ میں چلنے والے خیالات اور وساوس بھی اسی طرح کے ہیں...... کبھی کوئی گدھا، گھوڑا لید اور پیشاب کر دیتا ہے...... اور کبھی کوئی معطر انسان گزرتا ہے تو خوشبو پھیل جاتی ہے...... انسان کے بس میں نہیں ہے کہ وہ اس ٹریفک کو روک دے...... خیالات آتے رہتے ہیں اور آتے رہیں گے...... یہ کبھی نہیں رُکتے...... جو ان خیالات سے پریشان ہو جاتا ہے اُس کو وساوس اور زیادہ آتے ہیں اور خوب ستاتے ہیں...... اس لئے وساوس کو روکنے کی بجائے انہیں ’’قابو‘‘ اور کنٹرول کرنے کا طریقہ سیکھیں...... یاد رکھیں جو لوگ اپنے خیالات اور وساوس کو قابو کرنے کا طریقہ سیکھ لیتے ہیں وہ بہت مزے کرتے ہیں...... بہت دور دور کی سیریں کرتے ہیں...... بہت اونچا اونچا اُڑتے ہیں...... اور بغیر کسی خرچے اور ٹکٹ کے ہر جگہ ہو آتے ہیں...... بے شک اللہ تعالیٰ نے اپنے خلیفہ ’’انسان‘‘ کو بہت طاقت دی ہے...... اب انسان کی مرضی کے وہ بے کار ہو کر مکھیاں مارتا ہے...... یا اپنی قیمت کو سمجھ کر دنیا اور آخرت کی کامیابیاں خرید لے......

اصلاح کا آسان راستہ

وہ خوش نصیب مسلمان جو ’’جہاد فی سبیل اللہ‘‘ میں نکلنے کا ارادہ کر لیتے ہیں...... اُن کا کام تو کافی آسان ہو جاتا ہے...... انسان کے ’’وساوس‘‘ کا تعلق دنیا کی زندگی سے زیادہ ہے...... اب جو آدمی اس زندگی کو قربان کرنے کا ارادہ کر لے تو اُسے کیا وساوس آئیں گے؟...... بارش ہو یا نہ ہو،

پٹرول سستا ہو یا مہنگا...... پڑوس والی اچھی ہو یا بُری اس کو کیا پرواہ؟...... زندگی گناہ مانگتی ہے...... جب زندگی ہی قربان تو گناہوں کے کیا خیالات آئیں گے؟...... اب تو بس یہ فکر ہوگی کہ پچھلے گناہ معاف ہو جائیں...... اور یہ خوف ہوگا کہ قبر پتا نہیں کیسی ہوگی؟...... دل میں اللہ تعالیٰ سے ملاقات کا شوق ابھرے گا تو ''محبت'' کا نور شعلے برسائے گا...... اور جب نور برستا ہے تو خواہشات کی آگ بُجھ جاتی ہے...... ایک آدمی یہ تک سوچتا ہے کہ بیس سال بعد میرے ساتھ کیا ہوگا؟...... اور دوسرا کل کا بھی نہیں سوچتا...... بلکہ ہر آن قربانی کے لئے تیار رہتا ہے...... ان دونوں کے خیالات میں بہت فرق ہوتا ہے...... اور پھر ہر ہر قدم اور ہر ہر ادا پر اجر و ثواب ملتا ہے...... کیونکہ دل میں اللہ تعالیٰ کی ''محبت'' ہوتی ہے...... اور محبت والوں کی کوئی ادا ضائع نہیں جاتی......

باقی لوگ کیا کریں

محاذ کی طرف دوڑنے والوں کیلئے تو آسانی ہوگئی...... مگر باقی لوگ کیا کریں؟...... پہلا کام تو یہ کرلیں کہ آپ بھی ''جہاد'' کی نیت کرلیں...... اور دوسرا کام یہ کریں کہ اپنے خیالات اور وساوس کو قابو رکھنے کے لئے تھوڑی سی محنت کرلیں...... لوگ پوچھتے ہیں کہ یہ کیسے ممکن ہے؟...... جی ہاں بالکل ممکن ہے...... آپ جب اپنی کوئی پسندیدہ چیز دیکھ رہے ہوں تو اس وقت ''خیالات'' کہاں چلے جاتے ہیں؟...... فلموں کے شوقین جب فلم دیکھتے ہیں تو ایسے گُم ہو جاتے ہیں کہ کسی اور چیز کا خیال تک نہیں رہتا...... یہ تو ہم بدنصیب ہیں کہ ''نماز'' میں بھی گُم نہیں ہوتے...... ورنہ لوگ تو کمپیوٹر کی سکرین میں کھو جاتے ہیں...... اور کسی کسی کو ای میل کرتے ہوئے تو اُن کے جسم کے بال تک کھڑے ہو جاتے ہیں...... اللہ تعالیٰ نے انسان کو یہ طاقت دی ہے کہ وہ اپنے خیالات کو ایک حد تک قابو کر سکتا ہے...... پس ہمیں چاہئے کہ اپنے وساوس اور خیالات کو قابو کریں...... اور پھر کچھ وقت اپنے دماغ اور دل پر اچھے خیالات کا بلڈوزر چلایا کریں تاکہ...... دماغ کی سڑک سے ہر ناپاکی دُور ہو جائے......

ایک آسان طریقہ

خیالات اور وساوس کو قابو کرنے کا ایک آسان طریقہ یہ ہے کہ..... کچھ دن تک پابندی سے تھوڑا سا وقت اپنے ’’سانس‘‘ کی نگرانی کریں..... زیادہ سے زیادہ پانچ منٹ..... زمین پر سیدھے بیٹھ جائیں..... اور اپنے سانس کی طرف توجہ کریں کہ وہ اندر جارہا ہے اور باہر آرہا ہے..... ہم روزانہ لاکھوں بار سانس لیتے ہیں مگر یہ ’’آٹو میٹک‘‘ نظام خود چلتا رہتا ہے..... اِس وقت آپ یہ مضمون پڑھ رہے ہیں اور آپ کا سانس جاری ہے..... مضمون پڑھنے کے بعد آپ آنکھیں بند کر کے سانس کی طرف پوری توجہ کرلیں..... تب آپ کو محسوس ہوگا کہ ابھی سانس اندر گیا اور اب باہر آیا..... باقی تمام باتیں سوچنا بند کردیں..... توجہ اِدھر اُدھر بھاگے تو اُس کو پکڑ کر واپس لے آئیں اور سانس کی طرف متوجہ رہیں..... دو منٹ سے پانچ منٹ..... یہ اپنے آزاد خیالات کو قابو میں کرنے کی پہلی مشق ہوگی..... پھر اتنا ہی وقت اپنے سانس سے اللہ تعالیٰ کا ذکر کریں..... سانس اندر جارہا ہے اور کہتا ہے ’’اللہ‘‘ اور باہر آرہا ہے تب بھی کہتا ہے ’’اللہ‘‘..... آنکھیں بند کر کے اپنے سانس کی طرف توجہ رکھیں..... اور سانس کو ذکر اللہ میں لگا دیں..... نہ کوئی خیال نہ کوئی وسوسہ..... تھوڑی دیر ہم نے اپنے سانسوں کو اپنے قابو میں کر کے اُن کے مالک حقیقی کے ذکر میں لگا دیا.....

دل کی تڑپ

دل تو ’’اللہ تعالیٰ‘‘ کا ہے..... یہ بہت عرصہ اللہ تعالیٰ کے ’’مقام قُرب‘‘ میں رہا ہے..... پھر اس کو جسم میں قید کر دیا گیا تو تب بھی اپنے پُرانے مقام کے لئے تڑپتا رہتا ہے..... اسے ہر وقت ’’اللہ تعالیٰ‘‘ کی جستجو لگی رہتی ہے..... جو لوگ اپنے دل کو اللہ تعالیٰ کے ذکر میں لگاتے ہیں..... وہ اپنے ’’دل‘‘ کی تڑپ پوری کرتے ہیں..... دل اُن سے خوش ہوتا ہے اور اُن کو دعائیں دیتا ہے..... اس لئے یہ دل ’’اللہ والوں‘‘ کی صحبت میں بہت مسرّت پاتا ہے..... اور ’’اہل دنیا‘‘ سے

گھبراتا ہے......مگر جولوگ دل کو اُس کی ''غذا'' نہیں دیتے اُن کا دل ناراض ہوتا ہے......وہ سخت اور داغدار ہو جاتا ہے......اور ہر وقت مُرجھایا رہتا ہے......ایسے لوگوں کو خوش رہنے کے لئے شراب، کباب، شباب اور موسیقی کا سہارا لینا پڑتا ہے......مگر خوشی کہاں؟......اصل خوشی تو دل کی ہوتی ہے...... جب دل ہی سخت ہو جائے تو پھر حقیقی خوشی کہاں مل سکتی ہے......

اگلا مرحلہ

سانس کی طرف توجہ کر کے......اور اُس کو ذکر میں لگا کے خیالات کو قابو کرنے کا پہلا مرحلہ تو طے ہو گیا......اللہ کے بندو! یہ بہت آسان ہے مگر غفلت کی وجہ سے دو چار منٹ کا یہ کام بھی مشکل لگتا ہے......وہ مسلمان جن کو حقیقی اللہ والوں کی صحبت مل جاتی ہے......اُن کے لئے تو یہ سارے مرحلے آسان ہو جاتے ہیں...... پانچ منٹ کیا وہ پانچ گھنٹے کے ذکر سے بھی نہیں تھکتے...... ''رنگ و نور'' کے اسی کالم میں سات منٹ کا ایک نصاب کچھ عرصہ پہلے عرض کیا تھا......الحمدللہ کئی مسلمانوں کو اُس سے بہت فائدہ ہوا......اب یہ دوسرا آسان سا نصاب عرض کیا جارہا ہے......اللہ تعالیٰ اسے بھی میرے لئے......اور آپ سب کے لئے نافع بنا دے...... دراصل ہم نے اپنے خیالات کو بہت ''آزاد'' چھوڑ رکھا ہے......اور پھر ہم ہر وقت ''وساوس'' کی شکایت کرتے ہیں...... مجھے بہت عجیب خطوط آتے ہیں...... ہمارے بہت سے باہمت بھائی...... اور بہنیں اب وساوس سے تنگ آ کر مایوس ہوتے جارہے ہیں...... حالانکہ ''مایوس'' ہونے کی کوئی بات ہی نہیں ہے...... آپ اپنے ''خیالات'' اور ''وساوس'' کو اپنے قبضے میں لے لیں......اور پھر روزانہ صرف پانچ منٹ اچھی باتیں سوچا کریں......کبھی اللہ تعالیٰ کی محبت کو سوچیں......کبھی اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو سوچیں......کبھی اللہ تعالیٰ کی مغفرت کو سوچیں......کبھی اپنی قبر اور آخرت کے مراحل کو سوچیں......دماغ کی سڑک پر صرف پانچ منٹ اچھی سوچوں کی ٹریفک چلا دیں تو سڑک مکمل طور پر پاک صاف ہو جائے گی......بس تھوڑی سی ہمت کریں...... یہ دنیا اور پھر آگے آخرت ہمت والوں کی جگہ ہے......

اس چھوٹے سے نصاب پر ایک ہفتہ عمل کریں...... روزانہ پانچ منٹ اپنے دل اور دماغ پر قرآنی آیات، احادیث...... اور اچھے خیالات چلانا شروع کردیں...... باقی باتیں ان شاء اللہ اگلے ہفتے عرض کی جائیں گی......

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقه سیدنا محمد واله وصحبه وسلم تسلیما کثیرا کثیرا کثیرا

☆/☆/☆

دلِ عاشق

اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے میرے اور آپ کے ’’دل‘‘ کی اصلاح فرمادے.....

آئینہ بنتا ہے رگڑے لاکھ جب کھاتا ہے دل
کچھ نہ پوچھو دل بڑی مشکل سے بن پاتا ہے دل

ہر کسی کے سینے میں ’’دل‘‘ نہیں ہوتا..... جی ہاں ’’اصلی دل‘‘ جو ہر وقت ’’محبوب‘‘ کی یاد میں ہو ہر کسی کے پاس نہیں ہوتا..... پچھلے ہفتے سے ہم دل کی اصلاح پر بات کررہے ہیں..... آج بھی اُسی موضوع پر کچھ عرض کرنے کا ارادہ ہے..... مگر آج تو دل میں ’’درد‘‘ سا محسوس ہو رہا ہے..... ایک ارب چالیس کروڑ مسلمانوں کی بہن ’’عافیہ صدیقی‘‘ کو امریکی عدالت نے ’’مجرم‘‘ قرار دے دیا ہے..... عافیہ بہن تو فیصلہ سن کر خوش ہو رہی تھی..... اُس کی والدہ نے بھی ایمانی جرأت کا مظاہرہ کیا اور فرمایا آج کا دن ہمارے لئے ’’عید‘‘ کا دن ہے..... مگر معلوم نہیں کیوں ہمارا دل رو رہا ہے..... امریکی فیصلہ ایک ’’خنجر‘‘ کی طرح ہمارے دلوں کو زخمی کر گیا ہے..... ایک کمزور سی مسلمان ’’بیٹی‘‘ پر سات امریکی فوجیوں پر حملہ کرنے کا الزام..... جب عدالتیں اس طرح کا ’’انصاف‘‘ کریں گی تو پھر اس دنیا میں ’’فساد‘‘ ہی پھیلے گا..... غرور میں مبتلا ججوں نے اتنا بھی نہیں سوچا کہ ’’عافیہ بہن‘‘ لاوارث نہیں ہے..... وہ لاکھوں، کروڑوں جوان بھائیوں کی لاڈلی بہن ہے..... اُس نے عزت کے راستے کو اختیار کرکے اپنی ’’جنت‘‘ کو سجالیا ہے..... اب اُس کے کس کس بھائی کو ’’مجاہد‘‘ اور ’’فدائی‘‘ بننے سے روکو گے..... بے شک ’’عافیہ‘‘ کی قربانی اس اُمت کو ’’عافیت‘‘ کے راستے پر لے جانے میں مددگار ثابت ہوگی..... اور یہ تو سب جانتے ہیں کہ مسلمانوں کے لئے عزت، عافیت اور آزادی کا راستہ ’’جہاد فی سبیل اللہ‘‘ ہے..... ’’عافیہ بہن‘‘

تمہیں ہم سب کی طرف سے سلام پہنچے...... اور ڈھیروں آنسوؤں بھری دعائیں...... اچھا پھر اپنے دل کی اصلاح کی طرف آتے ہیں...... دراصل ہم لوگ ’’دل‘‘ کو پہچانتے ہی نہیں...... ہم اپنی بہت سی بُری خواہشات کو ’’دل‘‘ سمجھ لیتے ہیں...... جیسے آج کل اخبارات میں آرہا ہے کہ انڈیا میں پاکستانی کرکٹرز کی بولی نہ لگنے پر پاکستانیوں کے ’’دل‘‘ دکھے ہوئے ہیں...... توبہ توبہ! دل تو بڑی اونچی چیز ہے وہ اتنی سی بات پر کیسے ٹوٹ سکتا ہے؟...... پاکستان کے مسلمان کھلاڑی اپنے آپ کو بیچنے ’’انڈیا‘‘ گئے تھے...... کیا یہ اچھا کام ہے؟......

طلب کرتے ہو دادِ حُسن تم پھر وہ بھی غیروں سے

مجھے تو سن کے بھی اک عارسی معلوم ہوتی ہے

وہاں کھلاڑیوں پر جس طرح کی ’’بولی‘‘ لگائی جاتی ہے...... اُسے سن کر گھن آتی ہے...... ایک کھلاڑی کا نام لیکر اُس کی ’’قیمت‘‘ بتائی جاتی ہے...... اور پھر انڈیا کے میراثی فنکار اپنی ’’بولی‘‘ لگاتے ہیں...... اور پھر سب سے زیادہ ’’بولی‘‘ لگانے والا اس کھلاڑی کو ’’خرید‘‘ لیتا ہے...... اُف کتنا شرمناک منظر ہے...... کوئی غیرت مند انسان اس کا تصور بھی نہیں کرسکتا...... مگر مال کی لالچ میں ہمارے کھلاڑی خود کو بیچنے انڈیا پہنچ گئے...... ہندو مشرک نے انتہائی نفرت اور حقارت سے ان سب کھلاڑیوں پر تُھوک دیا...... اس پر ہماری قوم کے ’’دل‘‘ دکھ گئے...... لوگ آج کل ’’صوفیاء‘‘ کے کلام کو بھی نہیں سمجھتے...... ’’صوفیاء کرام‘‘ نے بہت تاکید سے فرمایا کہ کسی کا ’’دل‘‘ نہ توڑو...... کیا ’’دل‘‘ سے مُراد نفس کی ’’خواہشیں‘‘ ہیں...... ایک آدمی آپ سے آکر کہے میرا دل چاہتا ہے کہ آپ کے گھر میں گھس جاؤں...... کیا آپ اُس کا دل رکھنے کے لئے اجازت دے دیں گے؟...... کوئی آدمی آپ سے تقاضا کرے کہ میرا دل چاہتا ہے آپ بتوں کو سجدہ کریں...... اور پھر آپ کو وہ کسی صوفی شاعر کا قول سنائے کہ ہر چیز توڑ دو مگر کسی کا دل نہ توڑو...... تو کیا آپ اُس کا دل رکھنے کے لئے ’’شرک‘‘ کرلیں گے؟...... لوگ صرف گناہوں کو ’’حلال‘‘ کرنے کے

لئے صوفیاء کی باتیں پیش کرتے ہیں...... پچھلے دنوں ''بی بی سی'' نے جہاد کے خلاف ایک پروگرام دیا...... اس میں جنوبی پنجاب کے ایک صوفی شاعر کی نظم بار بار سنائی گئی...... اس سرائیکی نظم کا مفہوم یہ تھا کہ...... مسجد توڑ دو، مندر توڑ دو مگر کسی کا ''دل'' نہ توڑو...... میں نے سوچا کہ بی بی سی کے نامہ نگار سے کوئی جا کر کہے...... میرا دل چاہتا ہے کہ آپ کو پانچ تھپڑ اور دس جوتے ماروں...... آپ میرا دل رکھنے کے لئے اس کی اجازت دے دیں کیونکہ...... مسجد توڑ دو، مندر توڑ دو مگر کسی کا دل نہ توڑو...... اگر آپ نے مجھے اجازت نہ دی تو میرا دل ٹوٹ جائے گا...... پھر دیکھیں کہ بی بی سی کا نمائندہ کتنا بڑا ''صوفی'' ہے...... یہ لوگ تو کسی کا دل رکھنے کے لئے دس روپے خرچ نہیں کرتے اور باتیں کرتے ہیں حضرات صوفیاء کرام کی...... حالانکہ صوفیاء کرام کے اشعار میں مسجد کا بھی الگ معنیٰ ہے، مندر کا بھی الگ معنیٰ ہے اور ''دل'' کا بھی اور مطلب ہے...... حضرت خواجہ مجذوب ؒ نے اپنے چند اشعار میں ''دل'' کا لفظ استعمال کیا ہے...... اور کمال یہ ہے کہ ہر شعر میں دل کا مطلب الگ ہے...... ملاحظہ فرمایئے یہ اشعار

آئینہ بنتا ہے رگڑے لاکھ جب کھاتا ہے دل
کچھ نہ پوچھو دل بڑی مشکل سے بن پاتا ہے دل

عشق میں دھوکے پہ دھوکے روز کیوں کھاتا ہے دل
ان کی باتوں میں نہ جانے کیوں یہ آجاتا ہے دل

کٹ گئی اِک عُمر اِس افہام اور تفہیم میں
دل کو سمجھاتا ہوں میں اور مجھ کو سمجھاتا ہے دِل

فصل گل میں سب تو خنداں ہیں مگر گریاں ہوں میں
جب تڑپ اُٹھتی ہے بجلی یاد آجاتا ہے دل

ایک وہ دن تھے محبت سے تھا لطف زندگی
اب تو نام عشق سے بھی سخت گھبراتا ہے دل

کچھ نہ ہم کو علم رستہ کا نہ منزل کی خبر

جا رہے ہیں بس جدھر ہم کو لئے جاتا ہے دل

بی بی سی والے ''بیچارے'' انگریزوں کے نوکر ''اردو'' تک نہیں سمجھتے...... وہ بابا فرید شکر گنجؒ کی شاعری کیا سمجھیں گے...... انہوں نے تو مسجد گرانے کا لفظ سنا تو خوشی خوشی ان اشعار کو نقل کر دیا کہ بابا فرید (نعوذ باللہ) سیکولر ہو گئے ...... کیا مسجد گرنے سے کسی کا دل نہیں دُکھتا؟...... ایک بابری مسجد گری تو لاکھوں مسلمانوں کے دل دُکھے...... پھر بابا فرید ؒ جیسے عبادت گزار بزرگ جن کی عبادت اور ریاضت کے تذکروں پر پوری پوری کتابیں لکھی گئی ہیں...... مسجد گرانے کی بات کس طرح کر سکتے ہیں؟...... یہ حضرات تو اپنی داڑھیوں سے مسجد کی صفائی کرنے کو سعادت سمجھتے تھے...... دل ٹوٹنے کی بات آ گئی تو یہ بھی سن لیجئے کہ ہمارے جگر مراد آبادی ؒ تو اپنے دل کے ٹوٹنے کو اپنی ''فتح'' قرار دیتے تھے۔

ترے دل کے ٹوٹنے پر ہے کسی کو ناز کیا کیا

تجھے اے جگر! مبارک یہ شکستِ فاتحانہ

''دل'' کے بارے میں ''جگر ؒ'' کے چند اور اشعار بھی پڑھ لیجئے...... ممکن ہے ''دل'' کو ''عاشقی'' کی تڑپ ہو جائے......

کیا بتائیں، دل سے مل کر کیا غضب ڈھاتا ہے دل

جس طرح آندھی کوئی آتی ہے، یوں آتا ہے دل

رہ گیا ہے اب تو بس اتنا ہی ربط اک شوخ سے

سامنا جس وقت ہو جاتا ہے، بھر آتا ہے دل

دل تو سینے ہی میں رہتا ہے مگر اُس کے حضور

جیسے اب جاتا ہے دل سینے سے، اب جاتا ہے دل

سامنے اُن کے ہمیں سے اس کی ظالم شوخیاں

وہ نہیں ہوتے، تو کیا نادان بن جاتا ہے دل

رحم بھی، غصہ بھی، کیا کیا آہ آتا ہے جگر!

خود تڑپ کر عشق میں جب مجھ کو تڑپاتا ہے دل

اپنے ایک اور شعر میں ''جگرؒ'' سمجھاتے ہیں کہ..... دل کی آزادی نظروں کی قید میں ہے

یہی ہے رازِ آزادی، جہاں تک یاد ہوتا ہے

کہ نظریں قید ہوتی ہے تو دل آزاد ہوتا ہے

اور عاشق کے ''دل'' کا حال اس شعر میں بیان کرتے ہیں۔

دلِ عاشق بھی کیا مجموعۂ اضداد ہوتا ہے

اُدھر آباد ہوتا ہے، اِدھر برباد ہوتا ہے

اور جب کوئی نیم مردہ دل..... کسی زندہ دل سے مل کر ''چارج'' ہو رہا ہو تو اُس وقت کیا کیفیت ہوتی ہے۔

خوشی سے لبریز شش جہت ہے، زبان پر شور تہنیت ہے

یہ وقت وہ ہے جگر کے دل کو وہ اپنے دل سے ملا رہے ہیں

اس شعر کو سمجھنے کی کوشش کریں..... انشاء اللہ بہت فائدہ ہو گا..... دراصل عاشق مزاج دل..... خشک مزاج دل سے بہتر ہوتا ہے اور جلدی منزل تک پہنچ جاتا ہے..... خود جگر مُراد آبادیؒ کا دل عاشق مزاج تھا..... مگر وہ شراب کے پیچھے پڑ گئے..... پھر دل کی اصلیت رنگ لائی اور اللہ تعالیٰ کی محبت کی شراب سے دل آباد ہو گیا..... شراب چھوڑنے کے بعد ''جگرؒ'' نے جو اشعار کہے وہ پڑھنے کے لائق ہیں..... فرماتے تھے کہ شراب چھوڑ کر تو میں ''بڑا شرابی'' بن گیا ہوں..... اب جو ''سحری'' کے وقت شراب ''محبت'' ملتی ہے اُس کا نشہ تو ایک ایک بال کو مست کر دیتا ہے..... پہلے زمانے میں ''اللہ والے'' جب کسی ایسے آدمی کو دیکھتے جس کا دل ''عشق'' سے خالی ہوتا..... اور ''خود غرضی'' سے بھرا ہوتا تو پہلے اس

میں ’’جذبہ عشق‘‘ بیدار کرتے تھے...... پھر جب ’’خودغرضی‘‘ ختم ہوجاتی اور ایسا ’’عشق‘‘ پیدا ہو جاتا کہ ’’محبوب‘‘ کی خاطر قربانی دینے پر خوشی ہو تو پھر...... اس عشق و محبت کا رُخ ’’محبوب حقیقی‘‘ یعنی ’’اللہ تعالیٰ‘‘ کی طرف پھیرنے کی محنت کرتے...... ایک ’’خشک مزاج‘‘ شخص ایک اللہ والے کی خدمت میں حاضر ہوا اور ’’اصلاح‘‘ کی درخواست کی...... انہوں نے چند دن اپنے ساتھ رکھا تو انہیں محسوس ہوا کہ...... یہ شخص عشق اور محبت سے بالکل خالی ہے...... اِسے تو بس اپنی اور اپنے نفس کی فکر ہے...... انہوں نے اُس شخص کو پہلا سبق یہ دیا کہ...... تم مُراقبہ کی قوت سے اپنے دل میں ’’بھینس‘‘ کی محبت پیدا کرو...... بزرگ نے ایک بھینس پال رکھی تھی اُس شخص کو اس ’’بھینس‘‘ کی خدمت پر لگا دیا...... اور سمجھایا کہ اسے پیار سے دیکھا کرو...... زیادہ وقت اس کے ساتھ رہا کرو...... جب اس سے دور ہو تو آنکھیں بند کر کے اسے یاد کیا کرو...... اپنے ساتھیوں کے سامنے اس کی خوبیاں بیان کیا کرو وغیرہ وغیرہ...... اُس شخص نے چند دن یہی عمل کیا تو اُس کے دل میں ’’حرکت‘‘ پیدا ہونے لگی...... اب اُسے بھینس سے ’’پیار‘‘ ہوتا جا رہا تھا...... پھر یہ محبت اُسے قربانی تک لے آئی کہ اپنی روٹی تک بھینس کو کھلا آتا...... اور اپنی نیند قربان کر کے بار بار اُسے دیکھنے جاتا...... اور پھر یہ محبت اُس کے حواس پر چھا گئی کہ اُس بھینس کے لئے بے چین رہتا اور جب اُس کا تذکرہ ہوتا تو اِس کا دل دھڑکنے لگتا...... تب اللہ والے بزرگ نے اُسے ’’ذکر اللہ‘‘ میں لگا دیا...... وہ عاشق مزاج تو بن چکا تھا...... جلد ہی ’’محبوب حقیقی‘‘ کے عشق میں کامیاب ہو گیا...... دراصل ’’سوچ‘‘ اور ’’دل‘‘ کی عبادت بہت بڑی چیز ہے...... ہم سب اللہ تعالیٰ کا ذکر اپنے ’’دل‘‘ سے کیا کریں...... اور دل سے اللہ تعالیٰ کی محبت کا مراقبہ کیا کریں...... تھوڑی دیر کے لئے کسی بھی نماز کے بعد آنکھیں بند کر کے بیٹھ جائیں اور خوب سوچیں کہ...... اللہ تعالیٰ مجھ سے محبت کرتا ہے...... میں اُس کا بندہ ہوں...... اُس نے مجھے ایمان کی توفیق دی...... مجھے نماز اور جہاد کی توفیق دی...... میرے گناہوں پر اُس نے پردے ڈالے...... میری حالت

لوگوں پر ظاہر ہو جائے تو لوگ مجھ سے کتنی نفرت کریں ......اللہ تعالیٰ نے اپنی محبت سے مجھے معاف کیا...... مجھے مسجد میں لایا...... مجھے اپنے ذکر کی توفیق دی ......اور جو تکلیف مجھ پر ہے وہ میرے گناہوں کی سزا سے بہت کم اور خود میرے فائدے کے لئے ہے......اور اللہ تعالیٰ کی محبت والی ''آیات'' کو سوچیں ''یحبھم ویحبونه '' اللہ تعالیٰ اُن سے محبت فرماتا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہیں...... محبت کا یہ مُراقبہ روز کرتے رہیں تو انشاء اللہ دل زندہ اور بیدار ہو جائے گا......اور اس میں اللہ تعالیٰ سے ملاقات کا شوق پیدا ہو جائے گا...... باقی ''مُراقبہ'' کسے کہتے ہیں اور اس کی کون کون سی قسمیں ہیں ...... یہ انشاء اللہ کسی اور مجلس میں عرض کیا جائے گا......اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو اپنی ''محبت'' کا ''نور'' عطاء فرمائے......

آمین یاارحم الراحمین

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقه سیدنا محمد واله وصحبه وسلم تسلیما کثیرا کثیرا کثیرا

پہلا قطرہ

اللہ تعالیٰ بارش برساتا ہے اور ’’مردہ زمینوں‘‘ کو زندہ فرما دیتا ہے...... کتنے ’’دریا‘‘ ہیں جو سوکھ جاتے ہیں...... مگر جب آسمان کی طرف سے اللہ تعالیٰ کی ’’رحمت‘‘ برستی ہے تو یہ دریا پوری ’’شان‘‘ کے ساتھ چلنے لگتے ہیں...... قرآن پاک نے بار بار یہ بات سمجھائی ہے کہ اللہ تعالیٰ مُردہ زمینوں کو پانی کے ذریعہ زندہ فرماتا ہے...... اور اللہ تعالیٰ ’’مُردوں‘‘ کو دوبارہ زندہ فرمائے گا......

بہتے دریا

جو مسلمان ’’قرآن پاک‘‘ حفظ کر لیتے ہیں کبھی آپ نے اُن کی شان کا اندازہ لگایا...... اللہ اکبر کبیرا...... الحمد سے والناس تک پورا قرآن پاک سینے میں محفوظ...... اتنا اونچا کلام...... جی ہاں اللہ رب العالمین کا کلام...... یہ کلام پہاڑوں پر اُترتا تو اُن کو ریزہ ریزہ کر دیتا...... یہ کلام جس کے ہر حرف میں اجر ہے، ہر لفظ میں ثواب ہے...... ہر نقطے میں شان ہے...... اور ہر زیر زبر میں برکت ہے...... یہ کلام جو ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا، جسے زوال کا خطرہ ہی نہیں...... یہ کلام جو جبریل امین علیہ السلام لائے...... اور سید الکونین آقا مدنی ﷺ کے سینے پر نازل کیا...... ساری دنیا کی تمام طاقتیں اِس ’’کلام‘‘ کی طاقت کے سامنے کچھ بھی نہیں...... کچھ بھی نہیں...... ایسا عظیم کلام جو گرے ہوئے لوگوں کو آسمانوں سے اونچا کر دیتا ہے...... اور موت کے وقت بھی ساتھ رہتا ہے...... اور قبر میں بھی جدا نہیں ہوتا...... اگر کسی انسان کو قارون کا خزانہ ملے اور وہ یہ سارا خزانہ دے کر قرآنِ پاک کی ایک آیت حاصل کر لے...... اور اِس آیت کو اپنے ساتھ ’’قبر‘‘ میں لے جائے تو...... گویا کہ اُس نے ’’مٹی‘‘ دے کر ’’سونے‘‘ کا پہاڑ خرید لیا...... آنکھیں بند ہیں اور زبان پر رب تعالیٰ کا کلام جاری ہے اللہ اکبر کیسا شاندار

منظر ہے...... تنہائی ہے اور زبان پر قرآن پاک کی تلاوت ہے اور آنکھوں میں آنسو...... اللہ اکبر کیسا شاندار منظر ہے...... لوگ مُردے کو اٹھا کر قبرستان لے جاتے ہیں...... ایک گڑھا کھودتے ہیں اور اس میں دفن کر کے سب واپس آجاتے ہیں...... اس تنہائی، وحشت اور بے بسی کے وقت قرآن پاک قبر میں آجاتا ہے تو ہر طرف خوشی، خوشبو اور نور پھیل جاتا ہے...... میرے عزیز مسلمان بھائیو!...... اور بہنو!...... قرآنِ پاک بہت بڑی نعمت ہے...... دنیا کا کوئی علم، کوئی ڈگری، کوئی سند...... اور کوئی عہدہ قرآنِ پاک کے علم اور حفظ کے برابر نہیں ہے...... یہ وہ نعمت ہے جسے حاصل کرنے کے لئے بہت محنت کرنی چاہئے...... اور بہت زور لگانا چاہئے...... بے شک قرآن پاک ہمارے تمام مسائل کا حل ہے...... وہ مسائل دنیا کے ہوں، قبر کے ہوں یا آخرت کے ہوں...... قرآن پاک کی تلاوت، قرآن پاک کا حفظ، قرآن پاک کا ادب، قرآن پاک کا علم، قرآن پاک پر عمل...... اور دنیا کو قرآن پاک کی دعوت...... جس مسلمان کو یہ نعمتیں نصیب ہو جائیں وہ بادشاہ ہے، سلطان ہے، شان والا ہے...... اور ایسا بہتا دریا ہے...... جس دریا کی شان کو الفاظ میں بیان ہی نہیں کیا جا سکتا...... وہ دیکھو! ہلمند کی طرف امریکہ اور اُس کے حواریوں نے ''خوفناک'' حملہ کر دیا ہے...... مگر یہ سب شکست کھا کر، رسوا ہو کر واپس جائیں گے...... کیونکہ اُن کا مقابلہ ''قرآن والوں'' سے ہے...... ارے! بہتے دریاؤں کو کون شکست دے سکتا ہے؟...... ارے! سمندروں کا راستہ کون روک سکتا ہے...... یہ مجاہد رات کے تین بجے اٹھ کر...... مصلّے پر کھڑے ہو کر دو رکعت نماز میں ایک ''پارہ'' تلاوت کریں گے تو...... تم سب کی طاقت ''پارہ پارہ'' ہو جائے گی...... ہاں ربّ کعبہ کی قسم! قرآن پاک کے سامنے اور قرآن والوں کے سامنے...... کوئی باطل نہیں ٹھہر سکتا......

سوکھتے دریا

جب ''مغل حکمرانوں'' سے ہندوستان کی سلطنت چھنی تو معلوم ہے اُن کا کیا حال ہوا؟...... افسوسناک حال، اور عبرت انگیز احوال...... یہ سب بے چارے آسمان سے زمین پر آ گرے...... اور سچی بات یہ ہے کہ بے موت مارے گئے...... آہ! تیموری خاندان کی مغل شہزادیاں بازاروں میں بیچی گئیں...... کتنے شہزادے اور شہزادیاں اس طرح مرے کہ نہ کفن نصیب ہوا اور نہ دفن...... جی ہاں سلطنت چھن جائے تو اکثر ایسا ہی ہوتا ہے...... ''حافظِ قرآن'' کی سلطنت تو مغل بادشاہوں کی حکومت سے بڑی ہوتی ہے...... جب چاہتا ہے سورۂ بقرہ کا سفر کرتا ہے...... جب چاہتا ہے انفال اور براۃ کی بلندیوں میں پرواز کرتا ہے...... جب چاہتا ہے طٰہٰ اور یٰسٓ کے باغات میں گم ہو جاتا ہے...... چلتے پھرتے، اُٹھتے بیٹھتے قرآن پاک اُس کے ساتھ ساتھ رہتا ہے...... اب اگر اس ''حافظ'' سے اُس کی سلطنت چھن جائے...... یعنی وہ قرآن پاک کو بھول جائے تو اُس کا حشر معزول ہونے والے ''مغل شہزادوں'' سے بھی بُرا ہوتا ہے...... دل اُجڑ جاتا ہے، دماغ ویران ہو جاتا ہے...... روح بے چین ہو کر بد روح کی طرح بھٹکتی ہے اور ہر مصیبت اُس کے گھر کا دروازہ دیکھ لیتی ہے...... سچ پوچھیں تو ایسا آدمی بے موت مر جاتا ہے...... اور ایک بڑی سلطنت سے محروم ہو جاتا ہے...... یا اللہ رحم فرما، یا اللہ رحم فرما...... آپ نے دیکھا ہوگا کہ سوکھے دریاؤں میں تو بس...... ریت ہوتی ہے، کیچڑ ہوتا ہے...... خطرناک سانپ اور بچھو ہوتے ہیں...... اور نقصان ہی نقصان ہوتا ہے...... بہتے دریا سے ہر کوئی فائدہ اٹھاتا ہے...... جبکہ سوکھے دریا صرف نقصان پہنچاتے ہیں...... جو لوگ قرآن پاک کو یاد کر کے بھول جاتے ہیں...... جو لوگ علم کو پڑھ کر بھول جاتے ہیں...... وہ لوگ سوکھے دریاؤں کی طرح ہوتے ہیں...... جھاڑیاں، کانٹے، ویرانیاں اور پریشانیاں...... دین کا کوئی کام ایسا نہیں جس میں لگ کر قرآن پاک یا علم بھول جاتا ہو...... حضرات صحابہ کرامؓ کے علوم میں برکت ''جہاد'' میں نکل کر ہوئی...... جو لوگ تنظیمی مصروفیت کا بہانہ بناتے ہیں...... وہ سچ نہیں بولتے...... اصل میں اپنی سستی ہوتی ہے اور اپنی محرومی...... اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے بہتے دریا...... سوکھے کھنڈر بن جاتے ہیں...... یا اللہ رحم

فرما......

ابن مبارک رحمہ اللہ کا قولِ مبارک

مشہورزمانہ محدّث،فقیہ اور مجاہد...... حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ ارشادفرماتے ہیں:

’’جس آدمی نے قرآن پاک کوسیکھا اور پھراُسے بھلا دیا، ایسے آدمی سے یقیناً کوئی گناہ ہوا ہے(جس کی سزا کے طور پراُس کوقرآنِ پاک بُھلا دیا گیا)...... کیونکہ اللہ تعالیٰ ارشادفرماتے ہیں:

وَمَا اَصَابَکُمۡ مِّنۡ مُّصِیۡبَۃٍ فَبِمَا کَسَبَتۡ اَیۡدِیۡکُمۡ وَیَعۡفُوۡا عَنۡ کَثِیۡرٍ

ترجمہ: اور تمہیں جومصیبت بھی پہنچتی ہے وہ تمہارے اپنے کئے ہوئے اعمال کی وجہ سے پہنچتی ہے اور بہت سے گناہوں کواللہ تعالیٰ معاف فرما دیتا ہے‘‘......

ابن مبارک رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

قرآن پاک کا بھول جانا سب سے بڑی مصیبتوں میں سے ایک ہے...... پس معلوم ہوا کہ یہ مصیبت کسی گناہ کی وجہ سے ہی آئی ہوگی......

ہائے ہائے کتنی بڑی مصیبت کہ بیٹھے بیٹھے...... قرآن پاک سے ہی محروم ہوگئے...... العیاذ باللہ، العیاذ باللہ...... اتنی اونچی سلطنت سے محرومی...... **استغفر اللہ، استغفر اللہ، استغفر اللہ......**

بارش کی تاثیر

ابھی کچھ دن پہلے گندم کی فصل لگانے والے کسان...... حسرت سے آسمان کی طرف دیکھ رہے تھے...... کئی ایک تو مایوس ہو چلے تھے کہ اس سال یا تو بھیک مانگیں گے یا بھوکے مریں گے......

ویسے اِس وقت پاکستان عجیب ’’آزمائش‘‘ کے مرحلے سے گزر رہا ہے...... نہ بجلی، نہ گیس، نہ آٹا، نہ چینی...... ہر طرف غربت ہے اور بے چینی...... ہمارے حکمرانوں نے کہا تھا کہ ہم امارتِ اسلامیہ افغانستان کے خلاف امریکہ کا ساتھ اس لئے دے رہے ہیں کہ وہ ہمیں ’’امداد‘‘ دے گا......اور ہمارا ملک مالا مال ہو جائے گا...... مگر ہم تو یہی دیکھ رہے ہیں کہ جب سے امریکی امداد

شروع ہوئی ہے ملک غریب تر ہوتا جا رہا ہے...... حرام کے پیسے حرام خوروں کو ہی ہضم ہوتے ہوں گے...... پاکستانی قوم بہر حال مسلمان ہے وہ تو امریکی امداد آنے کے بعد سے مہنگائی اور بھوک دیکھ رہی ہے...... مشہور زمانہ اغوا کار ''پرویز مشرف'' نے چھ سو نواسی (۶۸۹) پاکستانی اغوا کر کے امریکہ کو فروخت کئے...... اُس نے اپنی کتاب میں اپنے اِس جُرم کا فخر کے ساتھ اعتراف کیا ہے...... ہماری بہن عافیہ صدیقی بھی اِن ''۶۸۹'' افراد میں سے ایک تھی...... ان تمام افراد کو امریکہ کے حوالے کرنے پر باقاعدہ ''قیمت'' وصول کی گئی...... مگر پاکستان ہے کہ گناہ بھی کر رہا ہے اور غریب بھی ہو رہا ہے...... پھر بھی حکمرانوں کو اللہ تعالیٰ کا ڈر نہیں...... اس سال بارش نہیں ہو رہی تھی تو غریب کسان رو رہے تھے...... پھر اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا اب بارش خوب برس رہی ہے...... اس وقت بھی بادلوں کی گھن گرج وقفے وقفے سے سنائی دے رہی ہے...... مُردہ زمینیں زندہ ہو گئی ہیں...... اور خشک ندی نالے پھر شان سے بہہ رہے ہیں...... قرآن پاک کے وہ ''حافظ'' جو ''سوکھی زمین'' یا ''خشک دریا'' بن گئے ہیں...... وہ کیوں مایوس ہو بیٹھے ہیں...... دو رکعت استخارہ کی نماز ادا کریں...... مالک کے سامنے گناہ اور غلطی کا اعتراف کریں...... وہ مالک جو پانچ منٹ کی بارش سے لاکھوں مربع میل زمین کو ''زندہ'' کر دیتا ہے...... وہ اپنی ایک رحمت کی نظر فرما کر...... ہمارے چند انچ کے دل اور دماغ کو زندہ کرنے پر قادر ہے...... ''استخارہ'' کی طاقت ''بجلی'' سے زیادہ ہے...... آج ہم مسلمان ''استخارہ'' سے محروم ہو رہے ہیں ورنہ ''استخارے'' کے ذریعے تو پہاڑوں جیسے مسائل منٹوں میں حل ہو جاتے ہیں...... ہم نے ''استخارہ'' کو علم نجوم کا کوئی شعبہ سمجھ رکھا ہے...... حالانکہ استخارہ تو ''خیر حاصل کرنے'' کی دعاء ہے...... ابھی آپ اپنے بھولے ہوئے ''حفظ قرآن'' کو دوبارہ حاصل کرنے کے لئے مسنون استخارہ کریں...... انشاء اللہ کوئی ترتیب اور انتظام سامنے آ جائے گا...... اور سوکھے دریا...... پھر آن کے ساتھ بہنے لگیں گے......

پہلا قطرہ

بارش کا پہلا قطرہ زمین پر آ گیا ہے...... بہاولپور میں ایک مدرسہ قائم ہوا ہے...... مدرسہ کا نام ہے مدرسہ سیدنا اویس القرنی ...... اس مدرسہ میں اُن حضرات کو داخلہ دیا جائے گا...... جو قرآن بھول چکے ہیں...... اور پھر تین مہینے کی محنت سے اُن کے حفظ کو تازہ کرایا جائے گا...... تین مہینے...... بہت تھوڑا سا عرصہ ہے...... جو آپ آسانی سے نکال سکتے ہیں...... کراچی میں ایک مفتی صاحب تھے...... اللہ تعالیٰ اُن کی مغفرت فرمائے اور درجات بلند فرمائے...... وہ تو ماشاء اللہ تین مہینے میں نیا حفظ کرا دیتے تھے...... حضرت قاری محمد طاہر رحیمی نے اپنی کتاب ''فضائل حفاظ القرآن'' میں پورے قرآن کو ''سورۂ فاتحہ'' کی طرح حفظ کرنے کا نصاب اور طریقہ لکھا ہے...... اللہ کرے ''مدرسہ اویس قرنی'' کے منتظمین اُس نصاب سے استفادہ کریں......

کل یکم ربیع الاوّل ۱۴۳۱ھ سے انشاء اللہ...... اس ''نورانی مدرسے'' کے داخلے شروع ہو رہے ہیں...... دل بہت خوش اور شکر گزار ہے...... کچھ آنسو بار بار اُبل کر آنکھوں کی طرف دوڑتے ہیں...... اس خیال کی وجہ سے کہ کاش اس مبارک مدرسہ کی افتتاحی مجلس میں شرکت ہو جاتی...... مگر اللہ تعالیٰ کی تقدیر ہی میں خیر ہے...... اور ہم اپنے مالک کی تقدیر پر خوش اور مطمئن ہیں...... یہ سالہا سال پُرانا خواب تھا...... جو الحمدللہ اب پورا ہو رہا ہے...... یہ آسمان کی طرف سے نازل ہونے والی وہ رحمت ہے جو ہماری حیثیت سے بہت بڑھ کر ہے...... اب انشاء اللہ کتنے سوکھے دریا...... بہنے لگیں گے...... اور کتنی خشک ندیاں...... پھر تراوٹ میں جولانیاں دکھائیں گی...... بس ایک ہی دعاء ہے کہ...... یہ مدرسہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک مقبول ہو جائے...... اور اس کے منتظمین مکمل اخلاص اور درد کے ساتھ محنت کریں...... اور اس مدرسہ کی شاخیں دیکھتے ہی دیکھتے پوری دنیا میں پھیل جائیں...... قرآن پاک بھی بھلا کوئی بھلانے کی چیز ہے...... قرآن پاک کو بھلانا سب سے بڑی مصیبتوں میں سے ایک مصیبت ہے...... اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ سب کو اس مصیبت سے بچائے......

چھوٹا نصاب

جو حضرات اس مدرسہ میں تشریف لائیں اُن سب کو’’خوش آمدید‘‘ اورڈھیروں دعائیں...... اللہ کرے ہم آپ کی صحیح خدمت کرسکیں...... اور جو دور ہیں اورنہیں آسکتے وہ اپنے طور پر محنت کریں...... جس کوسورۃ یاد تھی...... یا کوئی آیت یاد تھی وہ اُسے دوبارہ تازہ کرے...... اور جو’’مدرسہ اویس قرنیؓ‘‘ کا نظام اپنے ہاں جاری کرنا چاہے وہ تین ماہ بعد’’مرکز‘‘ سے رابطہ کرے...... خواتین اپنے گھروں میں اس کی ترتیب بنائیں...... آخر میں آپ سب سے...... دور ہوں یا قریب...... ایک چھوٹی سی درخواست ہے...... کم از کم ایک بار مکمل اخلاص کے ساتھ...... اس مدرسہ اوراس نظام کی عنداللہ قبولیت اور کامیابی کی دعاء فرمادیں...... آپ دعاء کردیں گےتو آپ کا حصہ بھی اس’’مبارک کام‘‘ میں شامل ہوجائے گا...... انشاءاللہ...... واللہ علی کل شی قدیر...... والصلوٰۃ و السلام علی سیدنا محمد والہ وصحبہ وسلم تسلیما کثیرا کثیرا...... برحمتک یا ارحم الراحمین

خوشی اور غم

اللہ تعالیٰ نے ’’دنیا‘‘ کو امتحان کی جگہ بنایا ہے...... یہاں زندگی بھی ہے اور موت بھی...... خوشی بھی ہے اور غم بھی...... نعمت بھی ہے اور مصیبت بھی...... مسکراہٹیں بھی ہیں اور آنسو بھی...... ملاپ بھی ہے اور جدائی بھی...... ایمان والوں کو چاہئے کہ ہر ’’حالت‘‘ کے لئے تیار رہیں...... اور ہر ’’حال‘‘ میں اپنے ’’ایمان‘‘ کی حفاظت کریں...... ابھی ابھی...... جی ہاں صرف دو منٹ پہلے خبر آئی ہے کہ ’’بہاولپور‘‘ کے ٹول پلازہ پر چند گاڑیوں کا ایک قافلہ...... مولانا ابوجندل صاحب کے استقبال کے لئے موجود ہے...... اور مولانا تھوڑی دیر میں بہاولپور پہنچنے والے ہیں...... اللہ اکبر کبیرا......

الحمدللہ الذی بنعمته تتم الصّالحات

اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو...... ایسی خوشیاں بار بار نصیب فرمائے...... مولانا پندرہ سال کی جیل کاٹ کر آئے ہیں...... مشرکین کی قید، اندھیرے عقوبت خانے، گندی جیلیں، خوفناک تشدّد، زہریلے طعنے، ناقص غذائیں...... ماحول کی گھٹن اور ظاہری بے بسی...... کچھ دن پہلے تک یہی خبر آتی تھی کہ...... مولانا جودھ پور جیل میں ہیں...... اب وہ پیشی بھگتنے جموں میں ہیں...... اب وہ بیمار ہیں...... اب وہ قاتلانہ حملوں کی زد میں ہیں...... اور آج یہ خبر آرہی ہے کہ...... مولانا ’’بہاولپور‘‘ پہنچ رہے ہیں...... اور اُمت کے ’’فاتحین‘‘ اُن کے استقبال کے لئے آنکھوں میں آنسو لئے کھڑے ہیں...... ابھی ابھی پھر فون کی گھنٹی بجی ہے اور مجھے بتایا گیا ہے کہ ’’مولانا‘‘ پہنچ گئے ہیں...... واہ میرے مالک واہ...... بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے...... دل شکر کے ساتھ دھڑک رہا ہے...... اور سرگوشیاں کر رہا ہے یا اللہ! ہماری عافیہ بہن کب آئے گی...... آپ تو ہر

چیز پر قادر ہیں...... یا اللہ حضرت امیر المؤمنین مُلاّ محمد عمر مجاہد کی روپوشی کب ختم ہو گی...... یا اللہ آپ تو قادر مطلق ہیں...... یا اللہ! کشمیر، انڈیا، افغانستان...... اور پاکستان کی جیلوں میں قید مجاہدین کب رہا ہوں گے...... مالک آپ تو بہت کریم ہیں...... میں بہت دور سے بہاولپور کے ٹول پلازہ کے پاس آپ کی رحمت کے ٹھنڈے اور میٹھے مناظر دیکھ رہا ہوں...... راہ حق کا ایک تھکا ہارا مسافر کس طرح سے اپنے رفقاء سے گلے مل رہا ہو گا...... اور پھر تھوڑی دیر بعد...... انشاء اللہ بہاولپور کی جامع مسجد عثمانؓ وعلیؓ...... ایمانی نعروں سے گونج رہی ہو گی...... شاید میرے لکھنے کے دوران ہی وہ ''مسجد'' میں پہنچ جائیں...... اور میرا فون مجھے خبر دے دے...... تب میں انشاء اللہ اپنے ''غمزدہ'' قارئین کو بھی اس خوشی میں شامل کر لوں گا...... اس وقت میرے سامنے اور کئی قیدی بھائیوں کے چہرے...... عجب انوارات کے ساتھ چمک رہے ہیں...... میں اُن کا نام نہیں لکھتا کہ...... کسی کی رہائی میں کوئی رکاوٹ پیدا نہ ہو...... مگر اپنے ''کریم مالک'' کے سامنے تو اُن کا نام لے لے کر اُن کی باعزت اور باعافیت رہائی کی دعائیں ہم سب مانگتے ہیں...... اور کتنے قابل فخر ہیں وہ ''قیدی''...... جو اپنے بھائیوں کو رہا کروانے گئے اور پھر خود ''قیدی'' بن گئے...... اُن سب کی عزیمت کو سلام...... اور کتنے مظلوم اور عظیم ہیں وہ قیدی...... جن کو خود اپنے ملک کے حکمرانوں نے پکڑ رکھا ہے...... بھائی عمر شیخ کا کیا قصور ہے؟...... امریکہ کی عدالت میں القاعدہ کے رہنما ''خالد شیخ'' نے خود اقرار کیا ہے کہ...... ڈینیل پرل کو انہوں نے مارا ہے...... پھر ''عمر شیخ'' کس قتل کے الزام میں جیل میں ہے...... چند دن پہلے کسی ایذاء پہنچانے والے نے مجھے خط لکھا...... اللہ تعالیٰ اُسے معاف فرمائے...... وہ لکھ رہا تھا کہ (نعوذ باللہ) عمر شیخ کو آپ نے پکڑوایا ہے...... نعوذ باللہ، نعوذ باللہ...... مجھے اس خوفناک الزام سے کافی تکلیف پہنچی...... مسلمانوں کے خلاف کافروں کی مدد کرنا حرام ہے...... اور ایسے افراد پر ''لعنت'' برستی ہے جو مسلمانوں کو اُن کے دین اور جہاد کی وجہ سے کافروں کے حوالے کرتے ہیں...... عمر شیخ جیل میں موجود ہیں خود اُن سے اُن کی گرفتاری کا حال معلوم کیا جا سکتا ہے...... کچھ عرصہ پہلے وہ حیدر آباد جیل میں تھے...... پھر اُنہیں

کراچی ......اور کبھی اڈیالہ منتقل کیا جاتا ہے......ڈینیل پرل کی بیوی اور دنیا بھر کی یہودی لابی اس کوشش میں ہے کہ......اس ’’مسلمان نوجوان‘‘ کو موت کی سزا دلوائیں...... ہمارے حکمرانوں کے پاس عمر شیخ کو جیل میں رکھنے کا کوئی جواز نہیں ہے......مگر ’’ڈالروں‘‘ کی خواہش اُن سے ہر ’’جرم‘‘ کروا رہی ہے...... وہ دیکھیں میرے فون کی گھنٹی بجی ہے......مولانا ’’مرکز شریف‘‘ پہنچ گئے ہیں...... ماشاء اللہ خوب نعروں کی گونج ہے......اور تشکر کے آنسوؤں کی جھڑیاں......آپ سب کو خوشی کا ’’لمحہ مبارک‘‘ ہو......اب انشاء اللہ بیانات ہوں گے......اور پھر دعاء...... وہ دیکھیں میرا ٹیلی فون ایک اور خبر سنا رہا ہے......مجاہدین نے زمین پر انڈیا کا ’’ترنگا‘‘ بنایا اور مولانا اُس کو روندتے ہوئے ’’مسجد‘‘ میں داخل ہوئے......ترنگا انڈیا کے تین رنگ والے پرچم کو کہتے ہیں...... یہ دراصل مستقبل کی ایک مشق ہے......اولیاء کرام کی سرزمین ’’ہند‘‘ پھر غازیوں کو بُلا رہی ہے......اللہ والوں نے احادیث مبارکہ کی روشنی میں یہ پیشین گوئی بھی فرمائی ہے کہ......مجاہدین کا لشکر افغانستان سے براستہ پاکستان ہندوستان میں داخل ہوگا...... یہ کوئی جذباتی باتیں نہیں ہیں......اور اگر جذباتی ہوں بھی تو کیا حرج؟......ایک مسلمان کو دین و ایمان کے بارے میں ایمانی جذبات سے لبریز ہونا چاہئے...... اسلام ’’فتح‘‘ کی طرف بڑھ رہا ہے...... اور دنیا ’’خلافت‘‘ کی طرف جا رہی ہے...... قیامت سے پہلے ’’خلافت‘‘ ضرور قائم ہوگی......مگر یہ سب کچھ ’’قربانی‘‘ سے ملتا ہے......اس وقت مسلمانوں پر ’’قربانی‘‘ کا زمانہ ہے......دیکھیں ابھی اور کس کس کی قربانی لگتی ہے......

زمانے کے ایک بڑے ولی حضرت مُلّا عبدالغنی برادر اخوند......زید قدرہ ومجدہ......کی گرفتاری کی خبر آرہی ہے...... کچھ لوگ کہتے ہیں کہ یہ خبر غلط ہے......اللہ کرے ایسا ہی ہو......مگر بُری خبریں اکثر سچی نکلتی ہیں...... کیا کریں ہمارے اعمال ہی کچھ اس قسم کے ہیں......مُلّا برادر صاحب! اکثر افغانستان میں رہتے تھے......وہ حضرت امیر المؤمنین کے نائب، اُن کے معتمد اور اُن کے قریبی رشتہ دار تھے......ممکن ہے کبھی کبھار پاکستان بھی تشریف لے آتے ہوں......اس

میں کیا حرج ہے؟...... اگر بلیک واٹر کے قاتل پاکستان آسکتے ہیں تو ایک ''افغان مؤمن'' کو بھی یہاں آنے کا حق حاصل ہے...... مُلّا برادر اللہ تعالیٰ کے اونچے ولی ہیں...... اُن کو دیکھ کر ''اللہ'' یاد آتا ہے...... آخر پاکستان والوں نے انہیں گرفتار کیوں کیا؟...... ایک ''ولی اللہ'' کو ایذاء پہنچانا اللہ تعالیٰ کے غضب کو دعوت دینا ہے...... کتنے بدقسمت اور بدنصیب ہیں وہ لوگ جنہوں نے زمانے کے اتنے بڑے ولی اور اتنے بڑے مجاہد کی بے حرمتی کی...... کاش وہ اتنا گھناؤنا گناہ کرنے سے پہلے مر گئے ہوتے...... مُلّا برادر صاحب نے پاکستان کا کیا بگاڑا ہے؟...... وہ دس سال تک مجاہدین کو پاکستان میں کارروائیاں کرنے سے روکتے رہے...... وہ اگر اس کی اجازت دے دیتے تو پاکستان میں ہونے والے حملوں میں تین سو فیصد کا اضافہ ہوسکتا تھا...... اس موقع پر آقا مدنی ﷺ کی یہ حدیث مبارک یاد آتی ہے......

عن جابرؓ ان رسول اللہ ﷺ قال: اِتَّقُوا الظُّلْمَ فَاِنَّ الظُّلْمَ ظُلُمَاتٌ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ، وَاتَّقُو الشُّحَّ فَاِنَّ الشُّحَّ اَهْلَکَ مَنْ کَانَ قَبْلَکُمْ حَمَلَهُمْ عَلٰی اَنْ سَفَکُوْا دِمَاءَ هُمْ وَ اسْتَحَلُّوا مَحَارِمَهُمْ (رواہ مسلم)

رسول اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا:

ظلم سے بچو! کیونکہ ظلم قیامت کے دن کے اندھیروں (یعنی عذابوں) میں سے ہے اور حرص سے بچو! کیونکہ حرص نے تم سے پہلے والوں کو ہلاک کیا اور انہیں اس بات پر آمادہ کیا کہ وہ آپس میں خون بہائیں اور حرام کو حلال کریں......

کاش کوئی جا کر حکمرانوں کو یہ حدیث مبارک سنا دے...... یہ لوگ تو ظلم اور حرص کی ہر حد کو پھلانگ چکے ہیں...... امریکی امداد اور امریکی ڈالروں کی حرص میں اپنے ملک کو ویران کر رہے ہیں...... اپنے مسلمانوں کو پکڑ رہے ہیں...... اپنے مسلمانوں کو مار رہے ہیں...... اور اپنے چمن کو آگ لگا رہے ہیں...... اُس دن میں نے خبروں میں جب امریکی ایلچی رچرڈ ہالبروک کی...... پاکستان کے حکمرانوں سے ملاقات کا حال پڑھا تو میرا دل نفرت اور کراہیت سے بھر گیا......

یوں لگتا تھا کہ ابھی خون کی اُلٹی آئے گی...... استغفر اللہ، استغفر اللہ...... عجیب شرمناک مناظر اور بے حیائی کی باتیں...... امریکی ایلچی نے بتایا کہ ہم ہلمند میں آپریشن کر رہے ہیں...... ہمارے حکمرانوں نے اس پر ''خوشی'' کا اظہار کیا...... ہائے افسوس کہ صلیب کا خنجر اہل ایمان کو ذبح کر رہا ہے...... اور خود کو مسلمان کہلوانے والے اس پر خوشی کا اظہار کر رہے ہیں......

امریکی ایلچی نے بتایا کہ یہ آپریشن فیصلہ کن ہوگا...... پاکستانی حکمرانوں نے کہا...... بس اس کا خیال رہے کہ وہاں سے کوئی بھاگ کر ہماری طرف نہ آجائے...... اگر کسی انسان کے دل میں ایک رائی کے دانے کے برابر ''ایمان'' ہو تو وہ اس طرح کی باتیں نہیں کر سکتا...... اگر خدانخواستہ پاکستان نے مُلّا برادر اخوند کو گرفتار کیا ہے تو...... یاد رکھنا یہ حکومت اور پاکستان دونوں کے لئے بہت بڑی ''بدنصیبی'' کی خبر ہے...... یہ عذاب اور زلزلوں کی گھنٹی ہے...... کچھ لوگ آزاد ہوتے ہیں تو بہت سے ''زلزلے'' قید رہتے ہیں...... مگر جب وہ لوگ ''قید'' کر لئے جائیں تو ''زلزلے'' آزاد ہوتے ہیں...... اور اس میں اصل راز یہ ہے کہ...... اللہ تعالیٰ کے بعض اولیاء...... بارگاہ الٰہی میں بہت محبوب ہوتے ہیں......

جب ان اولیاء کو ایذاء پہنچائی جائے...... تو زمین و آسمان اللہ تعالیٰ کے عذاب کے خوف سے ''لرزنے'' لگتے ہیں...... میری اس بات کو ''حکمران'' تو نہیں سمجھیں گے...... وہ تو اسے ایک ''دھمکی'' سمجھ کر نئے آپریشنوں کے مشورے کریں گے...... بہت شوق سے کریں...... جن کو اللہ پاک گمراہی میں ڈالے اُن کو کوئی ''ہدایت'' نہیں دے سکتا...... البتہ مسلمانوں کو میری اس گزارش پر غور کرنا چاہئے...... تمام اہل اسلام خوب استغفار کریں...... جس کے پاس ''دعاء'' کا جو خزانہ ہو وہ اُسے خوب لُٹائے...... اور امیر المؤمنین کی حفاظت کی دعاء...... افغانستان، کشمیر اور فلسطین کے مجاہدین کی کامیابی...... اور حفاظت کی دعاء...... اور مُلّا برادر صاحب کی عزت، ناموس، رہائی اور عافیت کی دعاء...... خبر آرہی ہے کہ...... مولانا ابو جندل صاحب زید قدرہ کا استقبال خوب چل رہا ہے...... ماشاء اللہ، بارک اللہ...... ہزاروں مسلمانوں نے ایمان افروز......

اور پر جوش نعروں سے انہیں ''خوش آمدید'' کہا ہے.....علماء کرام نے اُن کے استقبال میں نئی نظم پیش کی ہے.....اور ہمارے زمانے کے شاعرِ اسلام جناب پروفیسر انور جمیل صاحب نے بھی اپنا نیا کلام نچھاور فرمایا ہے..... اللہ تعالیٰ اس مجلس کو اپنی رحمت سے قبول فرمائے اور خیر کا ذریعہ بنائے..... دنیا کی اس زندگی میں خوشی اور غم دونوں آتے جاتے رہتے ہیں.....خود کو خوشی کا ایسا عادی نہ بنایا جائے کہ غم کے وقت ناشکری ہونے لگے..... ہماری تاریخ میں ایک طرف غزوہ بدر ہے تو دوسری طرف غزوہ اُحد..... ایک طرف مالِ غنیمت اور قیدیوں کے ڈھیر ہیں.....تو دوسری طرف شہداء کرام کے جسموں کے ٹکڑے..... مؤمن کا کام یہ ہے کہ وہ خوشی اور فتح کو اللہ تعالیٰ کا فضل سمجھ کر ''شکر'' ادا کرے..... اور شکست اور غم کو اللہ تعالیٰ کی تقدیر کا حصہ سمجھ کر ''صبر'' کرے..... کامیابی نہ خوشی میں ہے نہ غم میں..... نہ فتح میں ہے نہ شکست میں..... کامیابی..... ایمان اور وفاداری میں ہے..... اللہ تعالیٰ کے ساتھ وفاداری..... آقا مدنی ﷺ کے ساتھ وفاداری..... دینِ اسلام کے ساتھ وفاداری.....اسی لئے غزوہ اُحد کے شہداء اور زخمیوں سے فرمایا گیا کہ!.....تم ہی غالب اور بلند ہو..... اگر تم ایمان پر ہو..... حالات فیصلہ کُن موڑ پر پہنچ رہے ہیں.....ہم سب مسلمانوں کو ہر طرح کی صورتحال کے لئے تیار رہنا چاہئے..... یا اللہ ہمیں ایمانِ کامل نصیب فرما.....اور ہمیں ایمان پر استقامت نصیب فرما.....آمین یا ارحم الراحمین

وصلی اللہ علی النبی الامی الکریم سیدنا محمد والہ وصحبہ وبارک وسلم تسلیما کثیرا کثیرا

☆......☆......☆

عطر

اللہ تعالیٰ کے چار سچے ’’عاشقوں‘‘ کا تذکرہ کر رہا ہوں ...... معلوم نہیں ہمارے حالات عشق کی یہ پرانی داستان لکھنے کی اجازت دیتے ہیں یا نہیں ...... مجھے تو ان ’’عاشقوں‘‘ کی یاد نے ہر طرح کے حالات اور نتائج سے بے پرواہ کر دیا ہے ......

جا بھی اے ناصح! کہاں کا سود اور کیسا زیاں؟
عشق نے سمجھا دیا ہے عشق کا حاصل مجھے

تذکرہ ہو ’’شہیدوں‘‘ کا تو پھر ’’شہادت‘‘ سے کیا ڈر ...... تذکرہ ہو ’’ایمان والوں‘‘ کا تو پھر ’’قربانی‘‘ سے کیا ڈر ...... آج تو دل چاہتا ہے کہ ان چار عاشقوں کی شان میں پوری کتاب لکھ دوں ...... لکھتا جاؤں، لکھتا جاؤں ...... اور پھر اپنے قلم کو توڑ کر وہاں چلا جاؤں ...... جہاں وہ چلے گئے

شیشہ مست و بادہ مست و حسن مست و عشق مست
آج پینے کا مزہ پی کر بہک جانے میں ہے

وہ ہمارے بعد ’’مے خانے‘‘ میں آئے ...... اور ہم سے زیادہ پی گئے ...... ہم کھڑے منہ دیکھتے رہے اور وہ مدہوشی کے مزے اٹھاتے منزل کی طرف کوچ کر گئے ...... پھر بھی دل کو تسلّی ہے کہ وہ ہمارے ہی ’’ہم پیالہ‘‘ تھے ...... اب اُن کی یاد میں لکھنے بیٹھا ہوں تو میرا کلام اور قلم دونوں بہک رہے ہیں ......

صحبتِ رنداں سے واعظ کچھ نہ حاصل کر سکا
بہکا بہکا سا مگر طرزِ کلام آہی گیا

کچھ لوگوں پر اللہ تعالیٰ کا فضل بہت زیادہ ہوتا ہے..... مالک کی مرضی جس کو چاہے جتنا دے، جس کو چاہے جتنا پلا دے......

اچھا پہلے ان چار ''اولیاء'' کے نام تو پڑھ لیں......

(۱) عبدالرشید

(۲) محمد عدنان

(۳) اختر بلوچ

(۴) محمد کامران عثمان

میرے دل میں اس بات کا یقین ہے کہ..... ان چاروں کے لئے جو دعاء کرے گا وہ خود اپنا بھلا کرے گا...... ان چاروں کے لئے جو ایصال ثواب کرے گا وہ خود بڑا ثواب پائے گا...... انشاءاللہ، انشاء اللہ، انشاء اللہ...... ہاں یہ لوگ زمانے کے خاص الخاص بزرگ تھے...... جوان بزرگ، ارے جوان کہاں بالکل نوجوان...... آقا مدنی ﷺ کے لشکر کے شیر دل سپاہی...... زندہ ولی...... کل بھی زندہ...... اور آج بھی زندہ ولی...... القلم پڑھنے والو!...... کیا میں آپ سب کو ان کا ''پتا'' بتا دوں؟...... فون نمبر دے دوں؟...... اللہ پاک کی قسم یہ اس قابل ہیں کہ اُن کی زیارت کے لئے لمبا سفر کیا جائے، بہت سا مال قربان کیا جائے...... مگر اب اُن سے ملاقات آسان نہیں، مشکل بن گئی ہے...... وہ اب ''ترقی یافتہ'' بڑے لوگ بن گئے ہیں......

اپنی اپنی وسعتِ فکرو یقیں کی بات ہے
جس نے جو عالم بنا ڈالا، وہ اُس کا ہو گیا

کہاں ترقی یافتہ لوگ...... اور کہاں تیسری دنیا کے دھکے کھاتے ہم لوگ......

ہم نے سینے سے لگایا، دل نہ اپنا بن سکا

مسکرا کر تم نے دیکھا، دل تمہارا ہو گیا

آپ کسی نوجوان سے کہیں کہ...... اپنے موبائل سے لڑکیوں کی تصویریں ہٹا دو...... کیا وہ ہٹا دے گا؟...... آپ کسی نیک تاجر سے کہیں کہ اپنا آدھا کاروبار اللہ پاک کے لئے قربان کر دو...... کیا وہ ایسا کر دے گا؟...... آپ کسی بزرگ آدمی سے کہیں کہ اپنی دکانوں اور مکانات میں سے ایک اللہ پاک کے راستے میں دے دو...... کیا وہ دے دے گا؟...... آپ کسی صالح آدمی سے کہیں کہ دل سے ہر تمنا نکال کر شہادت کی دعاء مانگو...... کیا وہ مانگ لے گا؟...... کئی لوگ شہادت مانگتے ہیں...... مگر کچھ عرصہ بعد ملے...... کئی لوگ مال لگاتے ہیں مگر دو فی صد...... یا زیادہ سے زیادہ دس فی صد...... کئی لوگ خواہشات چھوڑتے ہیں...... مگر کتنی؟...... ان حالات میں چند طاقتور نوجوان اٹھتے ہیں...... سبحان اللہ، سبحان اللہ...... وہ اپنے جسم پر ہر گناہ حرام کر لیتے ہیں...... دل سے دنیا کی ہر تمنا کھرچ دیتے ہیں...... دماغ پر ''عشق الٰہی'' کا نشہ سوار کر لیتے ہیں...... اور پھر خود کو طرح طرح کی مشقتوں میں ڈال کر...... قربانی کے قابل بناتے ہیں...... گھنٹوں دوڑنا، پہاڑوں کو روندنا...... پانی کے سینے کو چیر کر تیرنا...... بھاری بھاری وزن اٹھانا...... شادی کے لئے نہیں، تمغے اور مقابلے کے لئے نہیں...... بلکہ قربان ہونے کے لئے...... دنیا میں رنگا رنگ فلمیں چل رہی ہیں...... مگر اُن کے دل میں انہیں دیکھنے کی خواہش نہیں...... دنیا طرح طرح کے کھانے اور فاسٹ فوڈز تیار کر رہی ہے...... مگر اُن کو ان کھانوں کی رغبت نہیں...... دنیا طرح طرح کی گاڑیاں...... اور چمکدار لائف اسٹائل متعارف کرا رہی ہے...... مگر اُن کے دل میں ان کی جھاڑو برابر قدر نہیں...... دنیا میں ایک سے ایک حسین لڑکی پڑی ہے...... مگر اُن کے دل میں کسی کا چہرہ نہیں...... دنیا میں جہاد چھوڑنے کی ایک سے بڑھ کر ایک تاویلیں موجود ہیں...... مگر اُن کو اِن تاویلوں کی پرواہ نہیں...... وہ ''اللہ تعالیٰ'' کو مانتے ہیں...... اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہیں...... اللہ تعالیٰ کے دین کی عظمت چاہتے ہیں...... صبح شام اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے ہیں...... اور اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے اللہ تعالیٰ کے در پر ذبح ہونا چاہتے ہیں......

ہر تمنا دل سے رخصت ہو گئی

اب تو آجا اب تو خلوت ہو گئی

وہ اونچی منزل کے پیچھے پڑے......اور چھوٹی خواہشیں انہوں نے دل سے نکال دیں۔

پوچھنا کیا، کتنی وسعت میرے پیمانے میں ہے

سب اُلٹ دے ساقیا! جتنی بھی مے خانے میں ہے

ایک ایسا راز بھی دل کے نہاں خانے میں ہے

لطف جس کا کچھ سمجھنے میں نہ سمجھانے میں ہے

وہ اللہ تعالیٰ سے ''ملاقات'' کی تیاری میں تھے...... دنیا کی ہر لذت اور رنگینی اُن کے لئے ''مٹی'' کی طرح بے قدر ہو چکی تھی کہ......اچانک ایک رات محبت کا پیغام آ ہی گیا......

محبت کا، بالآخر رقص بے تابانہ کام آیا

نگاہ شرمگیں اُٹھی، سلام آیا، پیام آیا

ادب اے گردش دوراں! کہ پھر گردش میں جام آیا

سنبھل اے عہد تاریکی! کہ وقتِ انتقام آیا

نہ جانے آج کس دُھن میں زباں پر کس کا نام آیا

فضا نے پھول برسائے ستاروں کا سلام آیا

اٹھا تعظیم کو ساقی، جھکے شیشے، بڑھے ساغر

نہ جانے آخرِ شب کون رندِ تشنہ کام آیا

جی ہاں......محبت کا پیغام آ گیا......ان چار میں سے ایک کو خواب میں حضرت آقا مدنی ﷺ کی زیارت ہوئی......اور حضرت آقا مدنی ﷺ نے خود اُسکی تشکیل فرما دی......اللہ اکبر کبیرا، اللہ اکبر کبیرا......لیجئے خود اُس ''ولی'' کے الفاظ میں اِس ''پیغام محبت'' کو پڑھئے......

''حضور اقدس ﷺ اپنے صحابہ کرامؓ کے ساتھ ایک گھر میں تشریف فرما ہیں، اور باہر ایک مجمع

مجمع ہے تو اندر سے ایک آدمی نے دروازے میں آکر میرا نام پکارا کہ اندر آجاؤ! میں جیسے ہی داخل ہوا تو حضور ﷺ نے حکم دیا کہ ان دو کمروں والوں کو مار دو جن (دو کمروں) میں ایک ایک آدمی تھا میں نے حکم کے مطابق دونوں کو مار دیا مگر پتا نہیں کس چیز سے (مارا) تو حضور ﷺ کو بتایا کہ دونوں کو مار دیا (ہے) تو حضور ﷺ نے کندھے پر ہاتھ مار کر فرمایا کہ جاؤ مجمع میں بتادو کہ میں نے ان دونوں کو مارا ہے۔ میں چل پڑا لیکن پتہ نہیں دروازے سے باہر آیا یا نہیں اتنے میں آنکھ کھل گئی'' ......

سبحان اللہ! آقا مدنی ﷺ کے ''کاشانۂ مبارک'' کے باہر ''مجاہدین'' کا مجمع جمع ہے...... اندر سے حکم دے کر خاص خاص ''جانبازوں'' کو بلایا جاتا ہے...... اُس خوش نصیب کو بھی بُلایا گیا...... اور وہ کام سونپا گیا جو اللہ تعالیٰ کو بھی ''محبوب'' ہے...... اور آقا مدنی ﷺ کو بھی ''محبوب'' ہے...... آج پتہ نہیں کیوں دل بے قرار ہو رہا ہے...... اندر سے بُلانے والے کس کس کا نام پکار کر اُن کو لے گئے...... معلوم نہیں کس دن قسمت چمکے گی...... ہاں وہ بھی خوش نصیب ہیں جو مسلمانوں کو پکڑ پکڑ کر اس مبارک مجمع میں بٹھا رہے ہیں...... گلی گلی کوچہ کوچہ الجہاد، الجہاد کی صدائیں لگا رہے ہیں...... اب آپ سب اس انتظار میں ہوں گے کہ...... میں آپ کو ان چار ''اولیاء'' کا پتا بتا دوں اور آپ اُن کے دیدار سے اپنی آنکھیں ٹھنڈی کر سکیں...... مگر کیسے بتاؤں؟...... میں خود اُن سے نہیں مل سکا...... جی ہاں محروم رہا...... اور اپنی محرومی پر افسردہ ہوں...... ہاں میری اُن سے خط و کتابت ہوتی ہے...... جی ہاں اُن میں سے ایک نے میرے لئے عطر بھی بھیجا ہے...... میں وہی عطر لگا کر یہ ''داستانِ محبت'' لکھ رہا ہوں...... یہ عطر اُس ''ولی'' نے بھیجا ہے جس نے وہ ''مبارک خواب'' دیکھا تھا...... بہت شکریہ پیارے بہت شکریہ!...... اللہ پاک تمہیں اور تمہارے ساتھیوں کو ہر وہ خوشی عطاء فرمائے جو تمہارے وہم و گمان سے بھی بڑھ کر ہو...... میں بھی ''عطر'' بھیج رہا ہوں قبول فرما لینا...... اور ہاں ایک احسان بھی کرنا...... وہ آدمی جو دروازے پر آکر نام پکارتا ہے...... اُس کو کسی ''بے نام'' کا نام بھی یاد دلا دینا...... خوش رہو، عاشقو! خوش رہو!......

اللہ پاک تمہارے ”عملِ مقبول“ کی برکت سے...... ہمیں بھی ”عشق حقیقی“ نصیب فرمادے......
آمین یاارحم الراحمین

اللھم صل علی سیدنا محمد والہ وصحبہ وبارک وسلّم تسلیما کثیرا کثیرا

☆......☆......☆

یالطیف

اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے توفیق عطاء فرمائے آج انشاء اللہ کئی باتیں عرض کرنی ہیں......اب معلوم نہیں کہ تمام باتیں عرض ہوسکیں گی یا کچھ رہ جائیں گی......سب سے پہلے تو آپ سب کی خدمت میں ایک تحفہ پیش کرنا ہے...... یہ تحفہ ہے حضرت داؤد علیہ السلام کی دعاء......اور پھر اللہ تعالیٰ کے اسم مبارک ''اللّطیف'' کے بارے میں چند باتیں بیان کرنی ہیں......اور آخر میں تذکرہ ایک خوش نصیب مسلمان کا......

حضرت داؤد علیہ السلام کی عجیب دعاء

حضرت سیدنا داؤد علیہ السلام ......اللہ تعالیٰ کے اُن ''انبیاء کرام'' میں سے ہیں جن کا مبارک تذکرہ قرآن پاک میں کئی مقامات پر آیا ہے......اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کو ''زبور'' عطاء فرمائی......اور انہیں زمین پر خلافت و بادشاہت بھی نصیب فرمائی...... حضرت داؤد علیہ السلام نے کم عمری کے زمانے میں ''جالوت'' نامی بڑے کافر کو قتل فرمایا......نادان لوگ کہتے ہیں کہ جہاد و قتال انبیاء علیہم السلام کا کام نہیں......حضرت داؤد علیہ السلام کے ہاتھ مبارک میں یہ تاثیر تھی کہ لوہا آپ کے ہاتھوں میں آتے ہی نرم ہو جاتا تھا اور آپ اُس لوہے سے جنگی زرہیں بنایا کرتے تھے......اللہ تعالیٰ نے آپ کو بہت عجیب نورانی اور دلکش ''آواز'' عطاء فرمائی تھی......آپ جب ''زبور'' کی تلاوت

فرماتے تو پہاڑ اور پرندے بھی آپ کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی تسبیح میں مگن ہو جاتے...... جہاد اور عدل وانصاف کی برکت سے آپ کی سلطنت زمین کے ایک بڑے حصے پر پھیل گئی تھی...... شام، عراق، فلسطین، شرق اردن...... خلیج عقبہ سے لیکر فرات کے تمام علاقے اور حجاز کے کئی حصے آپ کی سلطنت میں شامل تھے...... اتنی بڑی بادشاہت کے باوجود آپ ملکی خزانے سے ایک دانہ تک نہیں لیتے تھے...... بلکہ اپنے اور اپنے اہل وعیال کے خرچے کے لئے خود محنت کر کے رزق حلال کماتے تھے...... صحیح بخاری شریف میں روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

ترجمہ ''انسان کا بہترین رزق اس کے اپنے ہاتھ کی محنت سے کمایا ہوا رزق ہے اور بے شک اللہ کے نبی داؤد ؑ اپنے ہاتھ کی محنت سے روزی کماتے تھے (بخاری، کتاب التجارۃ)

بعض دوسری روایات میں مالِ غنیمت کو ''پاکیزہ ترین'' رزق قرار دیا گیا ہے...... حضرت داؤد علیہ السلام کے فضائل، مناقب، خصوصیات اور قصے بہت زیادہ ہیں...... اگر آپ نے اللہ تعالیٰ کے اس عظیم، مقرّب اور شان والے نبی کے حالات معلوم کرنے ہوں تو قرآن پاک کے درج ذیل مقامات کا کسی مستند تفسیر کے ذریعہ مطالعہ کرلیں......

☆ سورۃ البقرہ آیت (۱۰۲) اور (۲۵۱)

☆ سورۃ النساء آیت (۱۶۳)

☆ سورۃ المائدہ آیت (۷۸)

☆ سورۃ الانعام آیت (۸۴ تا ۹۰)

☆ سورۃ الاسراء آیت (۵۵)

☆ سورۃ الانبیاء آیت (۷۸ تا ۸۲)

☆ سورۃ النمل آیت (۱۰ تا ۴۴)

☆ سورۃ سبأ آیت (۱۰) اور (۱۴)

☆سورۃ ص آیت (۱۷تا۴۰)

ان تہتر (۷۳) آیات میں سولہ مقامات پر حضرت داؤد علیہ السلام کا نام مبارک بھی مذکور ہے......قرآن پاک نے یہ بھی بتایا ہے کہ......اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کو پرندوں کی بولیاں بھی سکھلا دیں تھیں......اور بھی آپ کے معجزات بہت زیادہ ہیں......آج ہمارا موضوع حضرت سیدنا داؤد علیہ السلام کی سیرت مبارکہ نہیں بلکہ ایک دعاء ہے......اور یہ دعاء حدیث شریف کی مشہور کتاب ''مصنف ابن ابی شیبہ'' کی ''کتاب الدّعاء'' کے چالیسویں باب میں مذکور ہے......حضرت کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت داؤد علیہ السلام یہ دعاء مانگا کرتے تھے......

اَللّٰھُمَّ خَلِّصْنِیْ مِنْ کُلِّ مُصِیْبَۃٍ نَزَلَتِ اللَّیْلَۃَ مِنَ السَّمَاءِ فِی الْاَرْضِ

ترجمہ: یا اللہ مجھے ہر اُس مصیبت سے بچائیے جو آج کی رات آسمان سے زمین پر نازل ہوئی ہے......

اور یہ دعاء فرماتے:

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ لِیْ سَھْمًا فِیْ کُلِّ حَسَنَۃٍ نَزَلَتِ اللَّیْلَۃَ مِنَ السَّمَاءِ فِی الْاَرْضِ

ترجمہ: یا اللہ مجھے اُس بھلائی (اور خیر) میں سے حصّہ عطاء فرمائیے جو بھلائی آج کی رات آسمان سے زمین پر اُتری ہے...... (مصنف ابن ابی شیبہ کتاب الدعاء)

دوسری روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ......حضرت داؤد علیہ السلام پہلی دعاء سورج غروب ہونے کے وقت تین بار مانگتے تھے......اور دوسری دعاء صبح سورج طلوع ہونے کے وقت تین بار فرماتے تھے......اللہ اکبر کبیرا، سبحان اللہ......یہ دونوں دعائیں بہت نافع، بہت مفید اور بہت پُر اثر ہیں......رات کے وقت آسمان سے خیر اور شر دونوں نازل ہوتے ہیں......پہلی دعاء میں ہر شر سے حفاظت مانگی گئی اور دوسری دعاء میں ہر خیر میں سے حصّہ مانگا گیا ہے......دل چاہتا ہے کہ......یہ میٹھی اور طاقتور دعاء ہر مسلمان یاد کرلے اور دل کی توجہ سے اس کا اہتمام کرے......

(۱) اَللّٰھُمَّ خَلِّصْنِیْ مِنْ کُلِّ مُصِیْبَۃٍ نَزَلَتِ اللَّیْلَۃَ مِنَ السَّمَاءِ فِی الْاَرْضِ...... (تین بار)

(۲) اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ لِیْ سَھْمًا فِیْ کُلِّ حَسَنَۃٍ نَزَلَتِ اللَّیْلَۃَ مِنَ السَّمَاءِ فِی الْاَرْضِ...... (تین بار)

یالطیف

اللہ تعالیٰ کے پیارے پیارے ناموں کو ''اسماء الحسنٰی'' کہتے ہیں...... اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو حکم دیا ہے کہ...... وہ اللہ تعالیٰ کو ان پیارے پیارے ناموں سے پکاریں...... اور ان ناموں کو پکار کر اللہ تعالیٰ سے دعائیں مانگیں...... ''اسماء الحسنٰی'' میں سے سب سے مستند ''اسماء'' (یعنی نام) وہ ہیں جو قرآن پاک میں آئے ہیں...... اسماء الحسنٰی کے بارے میں آپ نے مزید تفصیلات جاننی ہوں تو ''تحفہ سعادت'' نامی کتاب کا مطالعہ کریں...... جبکہ عربی اور اُردو میں اس موضوع پر بہت عمدہ کتابیں موجود ہیں...... بات دراصل توفیق کی ہے...... اللہ پاک کی نظرِ رحمت ہو جائے تو انسان پر...... علم اور توفیق کے دروازے کھلتے چلے جاتے ہیں...... قریب کا قصہ ہے کہ ایک شخص بہت پریشان تھا...... وہ ہر طرف سے مصائب میں گھر چکا تھا...... ایک رات اُس نے خواب میں اپنے ''شیخ'' کی زیارت کی...... انہوں نے فرمایا کہ ''اسماء الحسنٰی'' پڑھا کرو...... آپ یقین کریں کہ...... اُس نے جیسے ہی ''اسماء الحسنٰی'' کا باقاعدہ وِرد شروع کیا تو حالات بہتر ہوتے چلے گئے...... دراصل ''اسماء الحسنٰی'' خیر، بھلائی اور حَسَنات کا خزانہ ہے...... مالک کی مرضی کہ جس کو اس خزانے میں سے جتنا عطاء فرمادے...... حضرات صحابہ کرام تو اسماء الحسنٰی میں سے چند ایک پڑھ کر دعاء کرتے تھے اور اپنے گھوڑے سمندروں میں ڈال دیتے تھے...... آج کل بہت سے لوگ حالات کی تنگی اور پریشانی کا شکوہ کرتے ہیں...... اُن سے گزارش ہے کہ کچھ توجہ اسماء الحسنٰی کی طرف بھی کریں...... اللہ تعالیٰ کے ''اسماء الحسنٰی'' میں سے ایک ''اللطیف'' جلَّ شانہ ہے...... اللہ تعالیٰ کا یہ مبارک ''اسم'' قرآن پاک کی کئی آیات میں مذکور ہے...... اور ہر آیت میں اس ''اسم مبارک'' کی الگ تاثیر کی طرف واضح اشارہ ہے...... حضرت یوسف علیہ السلام کے معاملے میں بھی اللہ

تعالیٰ کی ’’شانِ لطیفی‘‘ پوری طرح ظاہر ہوئی ...... چنانچہ جب حضرت یوسف ؑ اپنے والدین کو لے کر مصر کے ’’تختِ حکمرانی‘‘ پر جلوہ افروز ہوئے ......اور آپ کے والدین اور آپ کے بھائیوں نے سجدہ کیا تو حضرت یوسف ؑ بے ساختہ پکار اٹھے ......اِنَّ رَبِّیْ لَطِیْفٌ لِّمَا یَشَاءُ ...... بے شک میرا رب جو چاہتا ہے اُسے اپنی خفیہ تدبیر ......اور مخفی طریقے سے پورا فرما دیتا ہے......ظاہری طور پر بہت سی چیزوں میں ’’شر‘‘ نظر آ رہا ہوتا ہے......مگر اللہ تعالیٰ جو ’’لطیف‘‘ ہے وہ نہایت لُطف ،لطافت،اور باریکی کے ساتھ اُن چیزوں کا انجام بہت خیر والا بنا دیتا ہے......ظاہری طور پر بھائیوں کا حسد، والدین سے جُدائی ،قید و بند، جھوٹی تہمتیں ......اور در بدری ہے......مگر اللہ تعالیٰ نہایت لطافت اور باریکی کے ساتھ انہیں راستوں سے اُن کو ......نبوت، خلافت اور دنیا و آخرت کی سعادت کی طرف لے جا رہا ہے......اگر یہ مصیبتیں نہ آتیں تو پھر اتنے اُونچے علوم اور اتنے اُونچے مقام تک پہنچنا آسان نہ ہوتا......اسی طرح باقی انبیاء ؑ کے حالات پڑھ لیں......ظاہری طور پر وہ امتحانات اور مصائب میں ڈالے گئے......مگر بعد میں سب نے دیکھ لیا کہ اللہ تعالیٰ کی مخفی تدبیر نے ہر چیز کا انجام بہترین بنا دیا......حضرات مفسرین نے ’’اللطیف‘‘ کے بائیس (۲۲) معانی لکھے ہیں......ہم اُن میں سے بعض کو یہاں نقل کر رہے ہیں......تاکہ ہم جب اپنے رب کو ’’یا لطیف‘‘ کہہ کر پکاریں تو ہمارے ذہن میں......اس نام کی عظمت اور زیادہ روشن ہو......

(۱) اللطیف......اپنے بندوں کے ساتھ بھلائی کرنے والا......اور اُن پر ایسے طریقے سے احسان کرنے والا جس کا انہیں گمان تک نہ ہو

(۲) اللطیف: نہایت محبت کے ساتھ اپنے بندوں کی حاجتیں پوری فرمانے والا......

(۳) اللطیف: اپنے اُن بندوں پر لطف و کرم کی بارش برسانے والا جو مخلوق سے مایوس ہو کر اُس پر توکل کرتے ہیں...... جب وہ اُس کے سامنے گڑگڑاتے ہیں تو وہ اُن کی دعاء قبول فرماتا ہے......اور اُن کی طرف توجہ فرماتا ہے......

(۴) اللطیف: اپنے بندوں کی خوبیاں لوگوں میں پھیلانے والا اور اُن کے گناہوں کو لوگوں سے چھپانے والا......

(۵) اللطیف: تھوڑے کو قبول کرنے والا اور زیادہ دینے والا......

(۶) اللطیف: اپنے بندوں کو اُن کی اہلیت سے زیادہ دینے والا اور اُن پر اُن کی طاقت سے کم کا بوجھ ڈالنے والا......

(۷) اللطیف: وہ جو اپنی نافرمانی کرنے والوں کو جلدی نہیں پکڑتا اور اپنے سے اُمید رکھنے والوں کو ناکام نہیں فرماتا......

(۸) اللطیف: اُن پر رحم فرمانے والا جو اپنے اوپر رحم نہیں کرتے......

(۹) اللطیف: وہ جس تک انسان کے خیالات تک نہیں پہنچ سکتے......

(۱۰) اللطیف: ہر مشکل کو آسان فرمانے والا اور ہر نقصان کی تلافی فرمانے والا......

آپ نے اندازہ لگایا کہ......کتنا بڑا سمندر ہے......جی ہاں رحمتوں کا میٹھا سمندر......نرمی، محبت، مخفی طریقوں سے خیر پہنچانا......اور اپنے بندوں پر اُن کے حق سے زیادہ رحمت فرمانا......آج ہم سب اللہ تعالیٰ کے لطف و کرم کے محتاج ہیں......اس لئے خوب توجہ اور اہتمام کے ساتھ یا اللہ یا لطیف کا ورد کریں......خوب ورد کریں اور اس نام مبارک کا خوب مراقبہ کریں......اور اللہ تعالیٰ کے لطف و کرم کے پردوں میں چُھپ جائیں، گُم ہو جائیں......ڈوب جائیں اور نور اور سکون کے لمبے لمبے غوطے لگائیں......

اَللّٰھُمَّ یَا لَطِیْفُ،یَالَطِیْفُ،یَالَطِیْفُ اُلْطُفْ بِنَا بِلُطْفِكَ الْخَفِیِّ یَا لَطِیْفُ اُلْطُفْ بِنَافِیْ تَیْسِیْرِ کُلِّ عَسِیْرٍ ......آمین......

اگر آپ نے اسلاف اور اکابر سے منقول ''یا لطیف'' کے ورد کے بعض طریقے معلوم کرنا ہوں تو......لطف اللطیف اور تحفہ سعادت نامی کتابوں کا مطالعہ فرمائیں......اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ سب کو اس مبارک ''اسم'' اور تمام ''اسماء الحسنیٰ'' کی برکات دنیا و آخرت میں نصیب فرمائے......

معذرت

شروع میں تین باتیں عرض کرنے کا ارادہ لکھا تھا......مگر ''کالم'' مکمل ہوگیا اور ایک بات رہ گئی......انشاءاللہ اگلی کسی مجلس میں اُسے بیان کرنے کی کوشش کی جائے گی......

اللهم صلّ علیٰ سیدنا ومولانا محمد عدد مافی علم الله صلوٰة دائمة بدوام ملك الله عزوجلّ وبارك وسلم تسلیما کثیرا

☆......☆......☆

عظیم نسبت کی حفاظت

اللہ تعالیٰ نے نبوت اور رسالت کا سلسلہ حضرت ''محمد'' ﷺ پر مکمل فرمایا ہے...... حضرت محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے آخری نبی اور رسول ہیں...... آپ ﷺ کے بعد نہ کوئی نبی آ سکتا ہے اور نہ کوئی رسول...... ختم نبوت کا تاج اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد ﷺ کے سر مبارک پر رکھ دیا ہے...... آپ ﷺ کے بعد جو کوئی بھی نبوت کا دعویٰ کرے وہ جھوٹا ہے، ملعون ہے، کافر ہے، ناپاک ہے، مردود ہے...... اور جو اس جھوٹے مدّعی نبوت کو مانے...... وہ بھی کافر، ملعون، ناپاک اور مردود ہے...... اور جو کوئی اس جھوٹے نبی کی نبوت کو تو نہ مانے مگر اُسے یا اُس کے ماننے والوں کو مسلمان سمجھے وہ ملحد، زندیق...... اور ایسا خطرناک گمراہ ہے کہ اُس کی گمراہی پر کفر کا خطرہ ہے...... آپ سب نے خبروں میں سُن لیا ہوگا کہ کراچی میں حضرت لدھیانوی شہید رحمہ اللہ کے خلیفہ اور مجلس تحفظ ختم نبوت کے رہنما حضرت مولانا سعید احمد جلالپوری کو شہید کر دیا گیا ہے...... اُن کے ایک بیٹے اور کچھ رفقاء بھی اس گلرنگ سفر میں اُن کے ہمسفر بنے ہیں...... اللہ تعالیٰ ان سب کی شہادت قبول فرمائے...... دوسری طرف کراچی کے صاحبِ حال خطیب حضرت مولانا عبدالغفور ندیم رحمہ اللہ اور اُن کے صاحبزادے بھی گولیوں سے چھلنی ہو کر جام شہادت نوش فرما گئے ہیں...... دونوں خبریں پیچھے والوں کے لئے غمناک ہیں...... اس لئے ہم سب پڑھتے ہیں

انا للہ وانا الیہ راجعون

حضور اقدس ﷺ نے اُمت کو خبر فرما دی ہے کہ...... آپ ﷺ کے بعد اس اُمت میں تیس ایسے دجال پیدا ہوں گے...... جو سب نبوت کا دعویٰ کریں گے......

حضور اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے

سیکون فی اُمتی کذابون ثلثون کلھم یزعم انه نبی ...... وانا خاتم النبیین لانبی بعدی (ابوداؤد)

’’آئندہ میری اُمت میں تیس بڑے کذّاب (جھوٹے) پیدا ہوں گے، اُن میں سے ہر ایک اس بات کا دعویدار ہوگا کہ وہ نبی ہے...... حالانکہ میں (یعنی محمد ﷺ) آخری نبی ہوں میرے بعد کوئی نبی پیدا نہیں ہوگا‘‘......

علامہ ابن حجر رحمہ اللہ، علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ......اور دیگر محدّثین کرام نے اس حدیث پاک کی تشریح میں لکھا ہے کہ...... یہ ’’تیس کذّاب‘‘ وہ ہوں گے جن کا فتنہ لوگوں میں پھیلے گا...... ورنہ نبوت کا دعویٰ کرنے والے تو بے شمار ہوں گے...... اللہ تعالیٰ رحم فرمائے...... ایک مسلمان کس طرح سے اُن لوگوں کو برداشت کرسکتا ہے جو آقا مدنی ﷺ کے ’’تاج ختم نبوت‘‘ کی طرف گستاخی کا ہاتھ بڑھاتے ہیں...... ہندوستان کے صوبہ پنجاب کے ضلع گورداس پور کے قصبے ’’قادیان‘‘ میں ایک شخص پیدا ہوا...... غلام احمد اُس کا نام تھا...... باپ کا نام غلام مرتضیٰ، دادا کا نام عطاء محمد......اور پردادا کا نام گل محمد......

یہ ملعون شخص ۱۸۳۹ء یا ۱۸۴۰ء میں پیدا ہوا......اور ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو مر گیا...... یعنی اسے مَرے ہوئے سو سال سے زائد کا عرصہ گزر چکا ہے مگر اُس کا فتنہ دنیا کے کئی ملکوں میں پھیل چکا ہے...... اس ظالم شخص نے مہدی، مسیح موعود...... اور پھر نبی ہونے کا دعویٰ کیا...... اور اسلام کے سینے پر انگریزوں کی صلیب گاڑنے کی کوشش کی...... مجلس تحفظ ختم نبوت اسی فتنے کی سرکوبی کے لئے دنیا بھر میں محنت کرتی ہے...... حضرت بنوری رحمہ اللہ اسی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ’’امیر‘‘ تھے...... حضرت مفتی احمد الرحمٰن صاحب رحمہ اللہ اور حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمہ اللہ یکے بعد دیگرے اس مجلس کے ’’نائب امیر‘‘ رہے...... حضرت مولانا سعید احمد جلالپوری رحمہ اللہ بھی مجلس تحفظ ختم نبوت کے بے لوث خادم تھے...... پاکستان میں نبوت اور رسالت کے جھوٹے مدّعی وقتاً فوقتاً سر اٹھاتے

رہتے ہیں...... اسلامی خلافت نہ ہونے کی وجہ سے لوگوں کے لئے ہر کفر کی کھلی آزادی ہے...... آج ''مہدی'' کا دعویٰ کرنے والے تو تقریباً ہر شہر میں موجود ہیں...... جبکہ تجدید اور امامت کا دعویٰ کرنے والوں کی بھی کوئی کمی نہیں ہے...... نبوت کا دعویٰ کرنے والے کئی ملعون تو فوراً مارے گئے...... جبکہ بعض نے الفاظ کے ہیر پھیر سے کام لیکر اپنے فتنے کو لوگوں میں پھیلا دیا ہے...... کچھ عرصہ پہلے ''گوہر شاہی'' فتنہ وجود میں آیا...... یہودیوں اور صلیبیوں نے ریاض گوہر شاہی کو فوراً پاکستان سے بحفاظت یورپ منتقل کردیا...... گوہر شاہی نے یہ دعویٰ بھی کیا کہ چاند پر اُس کی منحوس تصویر ظاہر ہوئی ہے...... اور نعوذ باللہ حجر اسود پر بھی اُس کی شبیہ ظاہر ہوئی ہے...... یہ ناپاک شخص ابھی اپنے دعوؤں کی پرواز میں تھا کہ موت کا فرشتہ اُس کو گھسیٹ کر لے گیا...... آج سندھ، پنجاب اور بیرون ممالک میں کئی بدقسمت لوگ اس گمراہ فتنے کا شکار ہو چکے ہیں...... حضرت لدھیانوی شہید رحمہ اللہ نے اپنی زندگی کے آخری ایام میں گوہر شاہی فتنے پر کتاب جمع کرنا شروع فرمائی تھی...... بعد میں حضرت مولانا سعید احمد جلالپوری رحمہ اللہ نے اس کتاب کو مکمل کیا...... اور اہتمام کے ساتھ شائع کیا......

قادیانی فتنہ...... دراصل مسلمانوں کے خلاف ایک بڑی سیاسی سازش ہے...... پاکستان کی جڑوں میں یہ فتنہ گھسا ہوا ہے...... کئی بڑے صحافی، کئی اہم بیوروکریٹ اور کئی بڑے فوجی اور سیاستدان یا تو خود خفیہ قادیانی ہیں...... یا قادیانیوں کے ہمنوا ہیں...... پاکستان کا جو ادارہ، جو عالم یا جو تنظیم ''قادیانیوں'' کے خلاف کام کرے امریکہ اور برطانیہ فوراً اُس کے خلاف اقدامات شروع کر دیتے ہیں...... قادیانی چوہے اُن علماء کرام کو دھمکی آمیز خطوط بھی لکھتے ہیں جو علماء کرام قادیانیوں کے خلاف کام کرتے ہیں...... الحمدللہ، الحمدللہ ثم الحمدللہ اس طرح کے خطوط مجھے بھی مل چکے ہیں...... مجھے بہت خوشی ہوئی کہ میرے آقا ﷺ کے دشمن مجھ سے پریشان ہیں...... قادیانیوں کے علاوہ پاکستان میں ''ختم نبوت'' کے اور بھی کئی دشمن اور گستاخ موجود ہیں...... یہ بڑی بڑی کوٹھیوں میں رہتے ہیں اور بظاہر بہت پڑھے لکھے اور مہذّب سمجھے جاتے ہیں...... ان سب کی سب سے

بڑی علامت یہ ہے کہ...... یہ اپنی طرف سے مستقبل کے بارے میں طرح طرح کی پیشین گوئیاں کرتے رہتے ہیں...... اور لوگوں کو اُن کے مستقبل کے حالات بتا کر اپنے جال میں پھنساتے رہتے ہیں...... یہ لوگ اپنی بات ''انسانیت'' سے شروع کرتے ہیں...... پھر ''روحانیت'' کو اپنا موضوع بناتے ہیں...... نہ دل اسلامی، نہ گھر اسلامی، نہ شکل اسلامی، نہ لباس اسلامی، نہ کھانا پینا اسلامی...... مگر ''روحانیت'' کے اونچے اونچے اشارے...... یہ عجیب روحانیت ہے جو بے پردہ لڑکیوں کے درمیان بیٹھ کر پرواز پکڑتی ہے...... اور موسیقی کی دھنوں میں لشکارے مارتی ہے...... ''روحانیت'' کے بعد اگلا سبق علماء کرام کی مخالفت کا ہوتا ہے...... تاکہ...... اپنے شکار کو ہر روشنی سے کاٹ دیا جائے...... یہ تمام مراحل جب پورے ہو جاتے ہیں تو پھر دعووں اور گمراہیوں کا اصل دروازہ کھولا جاتا ہے...... پاکستان میں ایسے بے شمار ''بزرگ'' موجود ہیں جن کے بقول اُن کے لئے براہ راست ''بغداد'' سے احکامات آتے ہیں...... یعنی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ اُن سے ملاقاتیں کرتے ہیں، اُن کو احکامات دیتے ہیں...... اُن کے ذریعے ملک کے بڑے اور مالدار لوگوں تک اپنے پیغامات، خطوط اور گدڑیاں پہنچاتے ہیں...... ایسے لوگ بھی موجود ہیں جو صاحب کشف کہلاتے ہیں...... اور انہیں کشف ہوتا ہے کہ فلاں ایس پی کب ڈی آئی جی بنے گا...... فلاں صحافی کب ترقی کرے گا...... اور فلاں سیاستدان کب حکومت پائے گا...... حیرت کی بات یہ ہے کہ یہ سارے امام، مجدّد، مہدی...... صرف مالداروں میں کام کرتے ہیں...... اور سیاسی اثر ورسوخ رکھنے والوں تک ''روحانی میسج'' پہنچاتے ہیں...... غریبوں کے لئے ان کے پاس کوئی پیغام، کوئی پیشین گوئی اور کوئی خوشخبری نہیں ہے...... اللہ تعالیٰ اُمت مسلمہ پر رحم فرمائے...... اگر ہم صرف اتنی بات سمجھ لیں کہ دین میں ترقی قربانی سے ہوتی ہے تو ہم...... بہت سے لٹیروں اور گستاخوں سے بچ سکتے ہیں...... کیونکہ یہ لوگ دین کی خاطر کوئی قربانی نہیں دیتے...... بلکہ مشرکین کی طرح نعوذ باللہ اسلام کو بھی...... دنیاوی حاجتیں پوری کرنے کا ایک آستانہ سمجھتے ہیں...... گمراہی کے تاریک بادل تیزی سے اندھیرا پھیلا رہے ہیں...... طرح طرح کے پروفیسر، طرح طرح کے جعلی پیر، طرح

طرح کے نقلی مہدی...... طرح طرح کے خودساختہ خلیفے اور امام...... اور طرح طرح کے اسلامی سکالر...... پھر ان سب کے عجیب عجیب ''کشف'' عجیب عجیب پیشین گوئیاں...... اور عجیب عجیب دعوے...... کہاں جہاد، کہاں قربانی، کہاں راتوں کی بیداری...... اور کہاں سجدوں کے آنسو...... دنیا، دنیا اور دنیا...... روحانیت کے جھوٹے دعوے اور میڈیا کے زور پر امریکہ اور اسرائیل ختم کرنے کے ڈھکوسلے...... مسلمان تو ایک کمزور چوزے کی طرح لرز رہا ہے...... اور گمراہی کی یہ ''چیلیں'' جھپٹ جھپٹ کر مسلمانوں کو نوچ رہی ہیں...... اور اٹھا اٹھا کر تاریکی کے گڑھوں میں ڈال رہی ہیں...... بزدل اور وہمی سیاستدانوں نے اپنی حفاظت کے لئے طرح طرح کے ستارہ شناس...... اور پروفیسر پال رکھے ہیں...... اور ان میں سے کئی ایک ختم نبوت کے منکر...... اور کافروں کے یار ہیں...... ان حالات میں مسلمان کہاں جائیں...... ہم مسلمانوں سے سب کچھ چھن گیا...... نہ خلافت رہی، نہ حکومت رہی...... نہ کوئی اسلامی فوج اور نہ کوئی اسلامی بم...... ایک زمانے تک ہم دنیا سے ''جزیہ'' لیتے تھے مگر آج سانس لینے پر بھی کافروں کو ٹیکس دیتے ہیں...... اب تو ہمارے پاس ایک ہی چیز باقی ہے...... اور وہ ہے جناب رسول اللہ ﷺ کی نسبت...... آج اسی نسبت کے سہارے ہم دنیا میں موجود ہیں...... اور ہم میں سے خوش نصیب اسی نسبت کی برکت سے...... جہاد جیسا عظیم عمل سرانجام دے رہے ہیں...... ظالموں کی کوشش ہے کہ...... وہ ہم سے یہ نسبت چھین لیں...... اے مسلمانو! اگر ہم سے آقا مدنی ﷺ کی نسبت چھن گئی تو پھر ہماری جھولی میں کیا رہ جائے گا...... کس قدر دردناک عذاب ہے کہ...... ہم آقا مدنی ﷺ کی نسبت سے محروم ہو کر...... کسی کذاب کی طرف منسوب ہو کر مریں...... تھوک دو ہر قادیانی پر...... اور قادیانیوں سے نرمی کرنے والوں پر...... تھوک دو ہر ملعون گوہر شاہی...... اور ہر یوسف کذّاب پر......

مسلمانو! مرجانا، کٹ جانا اور جل جانا برداشت کرلو مگر ختم نبوت کے تاج کی طرف اٹھنے والا کوئی ہاتھ برداشت نہ کرو...... یہ ٹھیک ہے کہ...... قادیانیوں اور دوسرے اسی طرح کے فتنوں کے ساتھ امریکہ، برطانیہ، اسرائیل، انڈیا...... اور کرائے کے قاتل ہیں...... مگر یہ بھی تو یاد رکھو کہ...... اسلام

اور تحفظ ختم نبوت پر مر مٹنے والوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ ہے......اور ہمارے لئے ’’اللہ تعالیٰ‘‘ ہی کافی ہے......وہی بہترین کام بنانے والا......اور بہترین مددگار ہے......

حسبنا اللّٰہ و نعم الوکیل نعم المولیٰ و نعم النصیر

وصلی اللّٰہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ سیدنا محمد والہ وصحبہ وبارك وسلم تسلیما کثیرا کثیرا

☆......☆......☆

نماز کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو

اللہ تعالیٰ اُمّت مسلمہ پر رحم فرمائے...... اللہ کے بندو! کیا کوئی مسلمان بھی بے نمازی ہو سکتا ہے؟...... وہ دیکھو بازار بھرے پڑے ہیں اور مسجد آنسو بہا رہی ہے...... یا اللہ یہ سب کچھ ہماری آنکھیں دیکھ رہی ہیں...... اذان ہوگئی مگر مسلمان نماز کے لیے نہیں آرہے۔ یہ کیسے ممکن تھا؟ مگر معاملہ تو بہت خطرناک ہوتا جارہا ہے...... مسلمان مالک اور آفیسر اپنے ملازموں کو نماز سے روک رہے ہیں...... کہ کاروبار خراب نہ ہو جائے...... اسکولوں والے طلبہ کو نماز سے روک رہے ہیں...... کہ تعلیم خراب نہ ہو جائے...... لعنت ہو ایسے کاروبار پر اور ایسی تعلیم پر...... نماز چھوڑنا تو کُفر ہے...... جی ہاں عملی کُفر...... رسول پاک ﷺ کے زمانے میں منافقوں کو بھی نماز میں آنا پڑتا تھا...... کیونکہ نماز کے بغیر کسی کے مسلمان ہونے کا دعویٰ قبول نہیں کیا جاتا تھا...... مشہور تابعی حضرت عبداللہ بن شقیق رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نماز چھوڑنے کو کُفر سمجھتے تھے

کان اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لایرون شئیا من الاعمال ترکہٗ کفر غیر الصلوٰۃ۔ (مشکوٰۃ بحوالہ ترمذی)

پھر یہ سب کچھ کیا ہے؟...... حکمران بے نمازی، مگر اسلام کے اونچے اونچے دعوے...... لیڈر بے نمازی، رہنما بے نمازی، فوج اور پولیس بے نمازی...... مگر ان سب کو گمان ہے کہ وہ اونچی نسل کے مسلمان ہیں...... اذان ہو جاتی ہے مگر اُسے سُن کر ''صاحب'' کی میٹنگ برخواست نہیں ہوتی...... پرویز مشرف تو جان بوجھ کر جمعہ کی نماز کے وقت اجلاس جاری رکھتا تھا...... ہائے میرے مالک نماز جیسے اسلام کے ''رکنِ اعظم'' کی یہ بے حرمتی...... قرآن پاک سمجھاتا ہے کہ......

شیطان تمہیں نماز سے روکنا چاہتا ہے...... جی ہاں شیطان اور اُس کے چیلے انسان ہوں یا جنّ...... مسلمانوں کو نماز سے روکتے ہیں...... کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ نماز سے ایمان نصیب ہوتا ہے...... اور ایمان سے جنت اور کامیابی ملتی ہے...... جبکہ شیطان کا مشن ہی یہ ہے کہ مسلمان ناکام ہو جائے...... انسان برباد ہو جائے...... اللہ کے بندو! شیطان تو پوری محنت سے اپنا کام کر رہا ہے...... لوگوں کو نماز سے روک رہا ہے...... ظالم اتنا بوڑھا ہو کر بھی نہیں تھکتا...... اور اپنا کام اتنا پھیلا کر بھی آرام نہیں کرتا...... تو پھر اللہ پاک کے بندے دین کی دعوت دینے میں محنت کیوں نہیں کر رہے...... وہ کیوں اتنا جلدی تھک جاتے ہیں...... وہ دیکھو! میرے آقا ﷺ کی اُمت میں کتنی تیزی سے کُفر اور ارتداد پھیل رہا ہے...... کوئی ہے اس دردناک صورتحال پر رونے اور تڑپنے والا؟...... اللہ کے بندو! جب نماز نہیں ہوگی تو ایمان کتنے دن سلامت رہے گا؟...... بغیر ستون کے عمارت؟...... بغیر سر کے جسم؟...... بے نمازی بہت جلدی کُفر کا شکار ہو جاتا ہے...... العیاذ باللہ العیاذ باللہ...... بے نمازی کا دل ایک درندے کے دل سے زیادہ حریص اور زیادہ ظالم ہو جاتا ہے...... بے نمازی خود کو مسلمان کہہ کر کس بے دردی سے اسلام کا مذاق اڑاتے ہیں...... کس بے دردی سے مسلمانوں کو قتل کرتے ہیں اور کس بے حیائی سے کھلم کھلاّ گناہ کرتے ہیں...... اللہ کے بندو! اس اُمت کو بچانا ہے تو اسے نماز پر اور جہاد پر لانا ہوگا...... ورنہ کچھ پتہ نہیں چلے گا کہ کون اپنا ہے اور کون غیروں کا ایجنٹ...... آج کی بے نور عورتوں کو نماز کا نور ملے گا تو مسلمان کے حالات میں بہتری آئے گی...... ورنہ تو یہ غافل اور حریص عورتیں ہر کفر کو ہمارے گھر کے دروازے تک لے آئیں گی......

اقامت صلوٰۃ مہم الحمدللہ شروع ہو چکی ہے...... زیادہ سے زیادہ مسلمان مَردوں اور عورتوں تک اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچا دو...... یہ پیغام رسول کریم ﷺ پر یوں نازل ہوا......

”میرے ایمان والے بندوں سے کہہ دو کہ نماز قائم کریں“...... (القرآن)

دیکھو، دیکھو رب تعالیٰ کتنے پیار سے اپنے بندوں کو نماز کا حکم فرما رہا ہے...... ذرا قرآن پاک

میں نماز والی آیات تو پڑھ کر دیکھو...... اور پیارے آقا مدنی ﷺ نے تو آخر وقت تک اپنی اُمت کو نماز کی طرف بلایا......

''نماز کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو، نماز کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو، نماز کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو'' (الحدیث)

اے مسلمانو! اے نماز ادا کرنے والو!...... آپ سب مرد اور عورتیں اس مہم میں شامل ہو جائیں...... نماز کو اپنی زندگی کا سب سے اہم کام بنالیں...... نماز کو سنت کے مطابق خشوع سے ادا کرنے کی پوری زندگی محنت کریں...... اپنی اولاد کو نماز پر لگائیں...... کھانے پینے اور سونے کے اوقات کی ترتیب نماز کا خیال رکھ کر بنائیں...... نوکری، ملازمت، کاروبار میں نماز کو معیار بنا کر ترتیب بنائیں...... رشتے دیں یا لیں نماز کو سب سے پہلے دیکھیں...... دوستی کرنی ہو یا ملازم رکھنا ہو سب سے پہلے نماز کو دیکھیں...... پوری زندگی اپنی نگرانی کریں کہ نماز کیسی جارہی ہے...... جب بھی سُستی، غفلت یا کمی محسوس ہو تو فوراً ڈر جائیں کہ بیماری لگ چکی ہے...... ایمان خطرے میں ہے...... تب اس طرح محنت سے اپنا علاج کریں جس طرح کینسر کا مالدار مریض کرتا ہے...... اے مسلمانو!...... نماز سے محروم ہونا کینسر سے بہت زیادہ خطرناک ہے...... روزآنہ کسی نہ کسی کو نماز کی دعوت دیں...... یہ اُمت بہت اونچے کام کے لیے آئی ہے اُس کام کا اہل بننے کے لیے اسے اپنی نماز اور اپنے جہاد کو پختہ کرنا ہوگا...... اقامتِ صلوٰۃ مہم شروع ہو چکی ہے...... آپ سب ہر نماز کے بعد یہ دعا ضرور کریں کہ...... اللہ تعالیٰ اس مہم کو کامیاب بنائے اور اسے قبول فرمائے......

گرانقدر قرآنی تحفہ

اس مبارک مہم میں شرکت کے لیے سعدی فقیر نے بھی تھوڑی سی کوشش کی ہے...... اللہ تعالیٰ قبول فرمائے...... قرآنِ پاک تو سب کے لیے نازل ہوا ہے...... ہر مسلمان کی ذمہ داری ہے کہ...... وہ معلوم کرے کہ قرآن پاک نے اُسے کیا سمجھایا ہے...... قرآن پاک نے

نماز کا حکم بھی بہت تاکید سے دیا ہے......اور نماز کے فوائد کھول کھول کر بیان فرمائے ہیں......
بندہ نے قرآن پاک کی اکثر ’’آیاتِ صلوٰۃ‘‘ کا ایک مختصر خُلاصہ ترتیب دیا ہے......آپ اسے پڑھ لیں گے تو قرآن پاک کے ’’حکم نماز‘‘ کا ایک مختصر خاکہ آپ کے ذہن میں آجائے گا......اسے پڑھنے سے آپ کو انشاء اللہ اجر و ثواب بھی ملے گا......اور عمل کی ہمت اور حوصلہ بھی......اور طلبۂ علم کے لیے تحقیق کا دروازہ کھلے گا کہ......قرآن پاک میں جہاں بھی نماز کا حکم آیا ہے......وہاں ’’تکرار‘‘ نہیں بلکہ ہر جگہ نئے فوائد ہیں اور نئی حکمتیں......کیونکہ یہ ’’الحکیم جلّ شانہ‘‘ کا کلام ہے......

ہر مسلمان کو چاہیے کہ......نہایت محبت، احترام اور توجہ سے ایک بار اس خلاصے کو پڑھ لے......یہ نماز کی تمام آیات کا خلاصہ نہیں بلکہ اکثر کا ہے......اور خلاصہ میں جو کچھ لکھا گیا ہے وہ آیات کا ترجمہ نہیں......مفہوم اور مضمون ہے......ملاحظہ فرمائیے ’’دعوتِ نماز‘‘ کا قرآنی تحفہ......

قرآنی تحفہ

۱۔ ہدایت اور تقویٰ حاصل کرنے کے لیے نماز کی پابندی لازمی ہے......نماز کی پابندی کے بغیر ہدایت اور تقویٰ حاصل نہیں ہوسکتے (البقرہ:۲،۳)

۲۔ نماز کا پورا اہتمام کرو اور نماز باجماعت ادا کیا کرو (البقرہ:۴۳)

۳۔ نماز کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی مدد حاصل کرو (البقرہ:۴۵)

۴۔ نماز اُن لوگوں کے لیے بھاری ہے جن کے دلوں میں اللہ تعالیٰ کا خوف اور اللہ تعالیٰ سے ملاقات کا شوق نہیں ہے......جن کے دلوں میں یہ نعمت موجود ہے اُن کے لیے نماز ہرگز بوجھ نہیں (البقرہ:۴۶)

۵۔ نماز وہ اہم فریضہ ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے ماضی میں بھی اپنے بندوں سے عہد لیا (البقرہ:۸۳)

۶۔ نماز آخرت میں بہت کام آنے والا عمل ہے (البقرہ:۱۱۰)

دشمن جب بہت ایذا پہنچائیں تو نماز اور زکوٰۃ کے ذریعہ ہمت اور حوصلہ حاصل کرو (البقرہ:۱۱۰)

۷۔ جہاد اور نماز کے ذریعہ اللہ تعالیٰ سے مدد حاصل کرو، اِن دو اعمال کی پابندی سے دین کے سب کام آسان ہوجاتے ہیں (البقرہ:۱۵۳)

۸۔ نمازوں کی بہت زیادہ حفاظت کرو، خصوصاً عصر کی نماز کا خوب اہتمام کرو (البقرہ:۲۳۸)

۹۔ نماز میں ادب کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑے ہوا کرو (البقرہ:۲۳۸)

۱۰۔ حالت خوف میں بھی نماز معاف نہیں، جیسے بَن پڑے پیدل ہو یا سوار ادا کرو (البقرہ:۲۳۹)

نکاح اور طلاق کے تذکرے میں نماز کی پابندی کا حکم ارشاد فرمایا...... پس معلوم ہوا کہ انسان کی ذاتی اور گھریلو زندگی کی اصلاح میں بھی نماز کا بہت دخل ہے (واللہ اعلم بالصواب)

۱۱۔ ایمان والے سودی کاروبار نہیں کرتے بلکہ نماز اور زکوٰۃ کے ذریعہ اللہ تعالیٰ سے بہترین بدلہ پاتے ہیں، اور آخرت کے خوف اور غم سے نجات حاصل کرتے ہیں (البقرہ:۲۷۷)

۱۲۔ حضرت زکریا علیہ السلام کو نماز کے دوران بڑی بشارت دی گئی...... (معلوم ہوا کہ نماز خاص رحمتوں کے نزول کا ذریعہ ہے) (آل عمران:۳۹)

۱۳۔ نماز اللہ تعالیٰ کے فرمانبرداروں کی اہم علامت ہے (آل عمران:۴۳)

۱۴۔ نشے اور ناپاکی کی حالت میں نماز نہ پڑھو، بلکہ نماز کے لیے دل، دماغ اور جسم حاضر اور پاک رکھو (النساء:۴۳)

۱۵۔ حالتِ جنگ اور سفر میں بھی نماز معاف نہیں، البتہ قصر اور صلوٰۃِ خوف کی اجازت ہے، حالتِ جنگ میں نماز کا ایسا طریقہ اللہ تعالیٰ نے سکھا دیا کہ نماز بھی نہ چھوٹے اور جہاد بھی چلتا رہے (النساء:۱۰۱،۱۰۲)

۱۶۔ نماز فرض ہے اور اس کے اوقات اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر ہیں، جب حالتِ خوف نہ ہو تو بہت اطمینان اور تمام شرائط، ارکان اور آداب کی رعایت کے ساتھ نماز ادا کیا کرو (النساء:۱۰۳)

۱۷۔ منافقین کی ایک علامت یہ ہے کہ نماز میں سست کھڑے ہوتے ہیں (النساء:۱۴۲)

۱۸۔ نماز کامیاب اہل ایمان کی ایک علامت ہے (النساء:۱۶۲)

۱۹۔ نماز کی اہمیت کہ اس کے لیے طہارت کا طریقہ اللہ تعالیٰ نے خود سکھایا اور پانی نہ ہو تب بھی نماز معاف نہیں تیمّم کر کے نماز ادا کرو (المائدہ:٦)

۲۰۔ نماز، مریض اور مسافر کو بھی معاف نہیں، البتہ اُن کو طہارت وغیرہ کے معاملات میں کچھ آسانیاں دی گئیں ہیں (المائدہ:٦)

۲۱۔ نماز اللہ تعالیٰ کی معّیت، نصرت، مغفرت اور جنت حاصل کرنے کا ذریعہ ہے (المائدہ:۱۲)

۲۲۔ مسلمانوں کے دوست اور خیر خواہ وہی مسلمان ہو سکتے ہیں جو نماز اور زکوٰۃ کے پابند ہیں (المائدہ:۵۵)

۲۳۔ کافر اذان کی آواز سے جلتے ہیں اور اُس کا مذاق اڑاتے ہیں (المائدہ:۵۸)

۲۴۔ شیطان چاہتا ہے کہ وہ مسلمان کو شراب، جوئے، وغیرہ میں لگا کر نماز سے روک دے...... اے مسلمانو! ان غفلت والی چیزوں سے باز آجاؤ (المائدہ:۹۱)

۲۵۔ اللہ تعالیٰ کا اصلی حکم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے ہی مانگو، اور دعاء کی سب سے عمدہ صورت ''نماز'' ہے تو نماز کا خوب اہتمام کرو (الانعام:۷۲)

۲۶۔ قرآن پاک اور آخرت پر ایمان رکھنے والے نمازوں کا بہت اہتمام کرتے ہیں (الانعام:۹۲)

۲۷۔ فرمانبرداری کے نصاب میں پہلا عمل نماز ہے......نماز صرف اللہ تعالیٰ کے لیے (الانعام:۱۶۲)

۲۸۔ نماز کے لیے زینت یعنی لباس وغیرہ سے آراستہ ہو کر آؤ (الاعراف:۳۱)

۲۹۔ نماز اہلِ ایمان کی اہم علامت ہے (الانفال:۳)

۳۰۔ کافر اگر ایمان کا دعویٰ کریں تو اُن کا دعویٰ تب معتبر ہوگا جب وہ نماز اور زکوٰۃ کا اہتمام کریں (التوبہ:۵)

۳۱۔ اسلامی برادری میں شامل ہونے کے لیے ایمان قبول کرنے کے بعد نماز اور زکوٰۃ کا اہتمام لازمی ہے (التوبہ:۱۱)

۳۲۔ ہدایت یافتہ ہونے کے لیے نماز لازمی ہے (التوبہ:۱۸)

۳۳۔ منافق نماز کے معاملے میں سُست (التوبہ:۵۴)

۳۴۔ ایمان والی جماعت کی ایک بڑی علامت نماز کا اہتمام ہے (التوبہ:۷۱)

۳۵۔ منافق کی نماز جنازہ ادا نہ کی جائے (التوبہ:۸۴)

۳۶۔ نماز اُن مقبول اور کامیاب مجاہدین کی ایک علامت ہے جن کی جانوں کو اللہ تعالیٰ نے جنت کے بدلے خرید لیا ہے (التوبہ:۱۱۲)

۳۷۔ دشمنوں کے شدید غلبے کے وقت بھی نماز قائم رکھنے کا حکم (یونس:۸۷)

۳۸۔ نماز کی پابندی کرنے والوں کی بُرائیاں دور کردی جاتی ہیں (ہود:۱۱۴)

۳۹۔ اللہ کے بندوں کو یہ پیغام پہنچا دو کہ قیامت کا دن آنے سے پہلے نماز اور مالی عبادتوں کا اہتمام کرلیں (ابراہیم:۳۱)

۴۰۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے اہل اولاد کو حرم کے پاس ایک چٹیل میدان میں جا بسایا تاکہ وہ نماز قائم کریں (ابراہیم:۳۷)

۴۱۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعاء کہ اے میرے رب مجھے نماز قائم کرنے والا بنا اور میری اولاد میں سے بھی نماز قائم کرنے والے بنا (ابراہیم:۴۰)

۴۲۔ کافروں کی سازشوں، باتوں اور حرکتوں سے دل تنگ ہو تو نماز کی طرف متوجہ ہو جاؤ...... مرتے دم تک نماز کا اہتمام کرو (الحجر:۹۸،۹۹)

۴۳۔ ان کافروں کی منصوبہ بازیوں کی فکر نہ کیجئے، اپنے مالک کی یاد کے لیے نمازوں کو ٹھیک ٹھیک قائم کیجئے...... تعلق مع اللہ وہ چیز ہے جو ہر مشکل اور مصیبت کا حل ہے (بنی اسرائیل ۷۸)

۴۴۔ پانچ نمازوں کے اوقات، فجر کی نماز کی فضیلت کہ اس میں فرشتوں کی حاضری ہوتی ہے (بنی اسرائیل:۷۸)

۴۵۔ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے تہجد کا حکم (بنی اسرائیل:۷۹)

۴۶۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت سیدنا عیسیٰ ؑ کو آخری دم تک نماز اور زکوٰۃ کی پابندی کا حکم فرمایا (مریم:۳۱)

۴۷۔ حضرت سیدنا اسماعیل ؑ اپنے گھر والوں کو نماز اور زکوٰۃ کا حکم فرماتے تھے (مریم:۵۵)

۴۸۔ نمازیں ضائع کرنا ناخلف اور گمراہ لوگوں کا طریقہ ہے (مریم:۵۹)

۴۹۔ اللہ تعالیٰ کے ذکر اور اُسکی یاد کا بڑا طریقہ نماز قائم کرنا ہے (طٰہٰ:۱۴)

۵۰۔ دشمنانِ اسلام کی باتوں پر دھیان نہ کریں صبر وسکون کے ساتھ عبادت میں لگے رہیں...... اس میں نمازوں کے پانچ اوقات بھی ارشاد فرما دیئے......نماز سے اللہ تعالیٰ کی مدد نازل ہوتی ہے (طٰہٰ:۱۳۰)

۵۱۔ خود بھی نماز پر مضبوط رہیں اور اپنے اہل وعیال اور متعلقین کو بھی نماز کی تاکید فرماتے رہیں (طٰہٰ:۱۳۲)

۵۲۔ انبیاء ؑ کو اللہ تعالیٰ نے نماز قائم رکھنے کا حکم فرمایا (الانبیاء:۷۳)

۵۳۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے خلیل حضرت ابراہیم ؑ کو طواف کرنے والوں اور نماز ادا کرنے والوں کے لیے کعبۃ اللہ کو ہر طرح سے پاک صاف کرنے کا حکم فرمایا (الحج:۲۶)

۵۴۔ اللہ تعالیٰ کے لیے تواضع کرنے والے کامیاب لوگوں کی ایک بڑی علامت یہ ہے کہ وہ نماز قائم رکھتے ہیں (الحج:۳۵)

بیت اللہ کی طرف حج کے لیے سفر کرنے والے سفر کی مشکلات میں نماز سے غافل نہ ہوں

۵۵۔ ایمان والے حکمرانوں کی پہلی ذمہ داری کہ وہ حکومت ملتے ہی نماز قائم کرتے ہیں (یعنی خود بھی اہتمام سے ادا کرتے ہیں اور مسلمان رعایا کو بھی اس کا حکم دیتے ہیں)......اللہ تعالیٰ کے منصور اور محبوب مسلمانوں کو جب زمین پر حکومت ملتی ہے تو وہ سب سے پہلے نماز قائم کرتے ہیں (الحج:۴۱)

۵۶۔ فلاح اور کامیابی حاصل کرنے کے لیے نماز کا اہتمام بھی ضروری ہے (الحج:۷۷)

۵۷۔ اے مسلمانو! تم بڑے کام کے لیے کھڑے کئے گئے ہو اس لیے نماز قائم کرو، زکوٰۃ ادا کرو اور اللہ تعالیٰ ہی کو مضبوط پکڑے رہو (الحج:۷۸)

بے نمازی مسلمان ''شہادت علی الناس'' کی ذمہ داری کس طرح سے ادا کر سکتا ہے؟

۵۸۔ ایمان والوں کے لیے کامیابی اور فلاح کے نصاب میں یہ بھی شامل ہے کہ وہ اپنی نمازیں خشوع سے ادا کریں...... اور نمازوں کی بہت زیادہ حفاظت کریں کہ...... اپنے وقت پر باجماعت تمام شرائط و آداب کی رعایت سے ادا کریں (المومنون:۲،۹)

۵۹۔ مردانِ حق کو تجارت اور دنیاوی مشاغل نماز سے غافل نہیں کرتے یہی لوگ اللہ تعالیٰ کی مساجد کو آباد کرتے ہیں اور نور کے فیض سے منوّر رہوتے ہیں (النور:۳۷)

۶۰۔ اگر اللہ تعالیٰ کی رحمت سے حصہ لینا چاہتے ہو تو تم بھی اللہ تعالیٰ کے مقبول بندوں کی روش اختیار کرو اور روش یہ ہے نمازیں قائم کرنا، زکوٰۃ دیتے رہنا اور زندگی کے تمام شعبوں میں رسول اللہ ﷺ کے احکام پر چلنا (النور:۵۶)

۶۱۔ ''رحمٰن'' کے مخلص بندوں (عباد الرحمٰن) کی ایک صفت یہ ہے کہ وہ اپنی راتیں نماز کے رکوع، سجدوں میں گزارتے ہیں (الفرقان:۶۴)

۶۲۔ قرآن پاک ہدایت اور بشارت ہے اُن ایمان والوں کے لیے جو نماز قائم رکھتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور آخرت پر یقین رکھتے ہیں (النمل:۳) یعنی قرآن پاک سے فائدہ اُٹھانے کی لازمی شرط ایمان کے بعد نماز کی پابندی ہے......

۶۳۔ نماز بے حیائی اور بُری باتوں سے روکتی ہے...... قرآن پڑھیں اور نماز ادا کریں نماز سے تمام نقائص دور ہو جاتے ہیں، نماز اللہ تعالیٰ کے ذکر کا ذریعہ ہے اور ذکر اللہ بہت بڑی چیز ہے (العنکبوت:۴۵)

۶۴۔ جنت چاہتے ہو تو اللہ تعالیٰ کی یاد کرو جو دل، زبان، اعضاء سب سے ہوتی ہے نماز میں تینوں قسم کی یاد جمع کر دی گئی، پس فرض نمازوں کے ان اوقات میں نمازوں کا خوب اہتمام

کرو (الروم:۱۷،۱۸)

۶۵۔ نماز قائم کرواور مشرکین میں سے نہ بنو (الروم:۳۱)

مسلمانوں کے غلبے کے لیے جواصول بیان فرمائے ہیں ان میں سے ایک نماز کی پابندی ہے

۶۶۔ نماز ''محسنین'' کا طریقہ ہے وہ ''محسنین'' جوقرآن پاک سے ہدایت اور رحمت پاتے ہیں (لقمان:۴)

۶۷۔ حضرت لقمان حکیمؒ نے اپنے بیٹے کو کامیابی اور حکمت کے جوراز بتائے ان میں سے ایک یہ ہے کہ بیٹا نماز کا خوب اہتمام کرو (لقمان:۱۷)

۶۸۔ اللہ تعالیٰ کی باتوں کو وہی لوگ مانتے ہیں جوسجدوں اور نمازوں کے عاشق اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں مال خرچ کرنے والے ہیں (السجدہ:۱۶)

۶۹۔ ازواج مطہرات، اُمہات المومنین (رضی اللہ عنہن) کونماز کا تاکیدی حکم (الاحزاب:۳۳)

۷۰۔ رسول نبی کریم ﷺ کی دعوت سے فائدہ وہی لوگ اٹھاتے ہیں جو بن دیکھے اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں اور نمازیں قائم رکھتے ہیں (فاطر:۱۸)

۷۱۔ ایک ایسی تجارت جس میں نقصان کا خطرہ نہیں...... کتاب اللہ کو ماننا اور پڑھنا، نماز کو قائم رکھنا، اور اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے مال میں سے خوب خرچ کرنا (فاطر:۲۹)

۷۲۔ کیا فرمانبردار اور نافرمان دونوں برابر ہو سکتے ہیں، ہرگز نہیں، فرمانبردار کی بڑی صفت راتوں کو نمازیں ادا کرنے والے (الزمر:۹)

۷۳۔ آخرت کی ہمیشہ ہمیشہ والی نعمتوں میں جولوگ عیش وآرام کریں گے اُنکی ایک صفت یہ ہے کہ وہ نمازوں کوقائم رکھتے ہیں (الشوریٰ:۳۸)

۷۴۔ دنیا کی کامیاب ترین جماعت ''حضرات صحابہ کرامؓ'' کی ایک اہم صفت نمازوں کا ایسا عشق اور اہتمام کہ سجدوں کا نور اُن کے چہروں سے عیاں تھا (الفتح:۲۹)

۷۵۔ کفار کی بیہودہ باتوں سے پریشان نہ ہوں، صبح شام اور رات نمازوں کا اہتمام

کریں (ق:۳۹،۴۰)

۷۶۔ جنّت کے مستحق مسلمان رات کو جاگ جاگ کر نمازوں کا اہتمام کرتے ہیں اور سحری کے وقت استغفار کرتے ہیں (الذاریات:۱۷،۱۸)

۷۷۔ آپ صبر و استقامت کے ساتھ اپنے رب کے حکم کا انتظار کریں جو عنقریب آپ کے اور ان کے درمیان فیصلہ کر دے گا، اور آپ کو مخالفین کی طرف سے کچھ بھی نقصان نہیں پہنچے گا، آپ صبر و تحمل اور اطمینان و سکون کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی عبادت میں لگے رہیں (الطّور:۴۸،۴۹)

۷۸۔ عقلمند کا کام نہیں کہ انجام سے غافل ہو کر نصیحت و فہمائش کی باتوں پر ہنسے اور مذاق اڑائے، بلکہ لازم ہے کہ عبادت کی راہ اختیار کرے......اگر نجات چاہتے ہو تو ایک اللہ تعالیٰ کا سجدہ اور اُسی کی عبادت کرو (النجم:۶۲)

۷۹۔ نماز اور زکوٰۃ تزکیہ نفس کا بہترین ذریعہ ہیں (المجادلہ:۱۳)

۸۰۔ جب ’’نماز جمعہ‘‘ کے لیے اذان ہو جائے تو سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر نماز کے لیے دوڑو اس میں تمہارے لیے بڑی خیر ہے (الجمعہ:۹)

۸۱۔ جمعہ کے وقت (اذان سے سلام تک) کوئی خرید و فروخت نہ ہونے پائے، اس وقت کو یاد الٰہی میں صَرف کرنے سے جو اجر ملے گا وہ تجارت کے نفع سے بہت بہتر ہے (الجمعہ:۱۱)

۸۲۔ قیامت کے دن جب اللہ تعالیٰ ساق کی تجلّی فرمائے گا تو ایمان والے سجدہ میں گر جائیں گے مگر ریاکار، منافق اور کافر سجدہ نہ کر سکیں گے اُن کو سجدہ کے لیے بلایا جائے گا مگر وہ اسکی طاقت نہیں پائیں گے (اُنکی کمر تختہ کر دی جائے گی) اس دن شرم کی وجہ سے اُنکی آنکھیں جھکی ہوئی ہوں گی اور اُن پر ذلت چھائی ہوئی ہوگی، اس رسوائی کا سبب یہ ہوگا کہ اُن کو دنیا میں سجدہ کے لیے بلایا جاتا تھا اور وہ سجدہ نہیں کرتے تھے حالانکہ اُسوقت وہ تندرست تھے اور سجدہ کر سکتے تھے (القلم:۴۲،۴۳)

۸۳۔ نماز کی مکمل پابندی اور پوری حفاظت کرنے والے بے صبری اور طبیعت کے کچے پن سے

محفوظ رہتے ہیں (المعارج ۲۳،۳۴) ایسے لوگوں کی دیگر صفات بھی اسی مقام پر مذکور ہیں

۸۴۔ رسول پاک ﷺ کے لیے قیام اللیل کا حکم اور اُس کے فوائد (المزمل:۱تا۶)

۸۵۔ تہجد کی نماز کا منظر اور اُس کے بعض احکام اور اقامتِ صلوٰۃ کا حکم (المزمل:۲۰)

۸۶۔ نماز میں اللہ تعالیٰ کی بڑائی بیان کریں (المدثر:۳) اس سے دعوت الی اللہ کے کام میں مدد ملتی ہے......

۸۷۔ جنت والے، جہنم والوں سے پوچھیں گے کہ تمہیں کس چیز نے جہنم میں ڈالا؟ وہ کہیں گے کہ ہم نماز نہیں پڑھتے تھے اور مسکینوں کو کھانا نہیں کھلاتے تھے (المدثر:۴۱تا۴۴)

۸۸۔ موت اور آخرت کی تیاری کے لیے نماز کا توشہ ضروری ہے، بے نمازی کے لیے ہلاکت ہے (القیامہ:۳۱)

رب کے پاس جارہا ہوگا اور کافر کے پاس کوئی تیاری نہیں ہوگی نہ ایمان لایا نہ نماز ادا کی......

۸۹۔ مضبوطی، استقامت اور کافروں کے فتنے سے حفاظت کے لیے رات کی نماز کا اہتمام کریں......مُراد شاید مغرب وعشاء ہے یا تہجد (الدھر:۲۶)

۹۰۔ نماز کا حکم نہ ماننا مجرموں اور کافروں کا طریقہ ہے (المرسلات:۴۸)

۹۱۔ نماز تزکیہ نفس کا بہترین ذریعہ ہے (الاعلیٰ:۱۴،۱۵)

۹۲۔ نمازی کے لیے فلاح اور پاکی ہے (الاعلیٰ:۱۴،۱۵)

۹۳۔ بدترین کافر، ابوجہل جیسے مشرک ''نماز'' سے روکتے ہیں (العلق:۹،۱۰)

۹۴۔ کافروں کی بات نہ مانیں بلکہ خوب سجدے کریں (العلق:۱۹)

سرکش کفار کی ہمیشہ کوشش ہوتی ہے کہ مسلمان نماز اور دیگر عبادات سے غافل ہوجائیں مسلمان کو چاہیے کہ اُن کی باتوں اور فتنے میں نہ آئیں اور نماز وسجدوں کا خوب اہتمام کریں

۹۵۔ نماز اور سجدہ اللہ تعالیٰ کے قُرب کا ذریعہ ہے(العلق:۱۹)

۹۶۔ نماز ہر سچے دین کا پسندیدہ اور اہم عمل رہا ہے (البیّنہ:۵)

۹۷۔ نماز پہلی امتوں پر بھی فرض تھی (البیّنہ:۵)

۹۸۔ نماز میں سُستی ہلاکت ہے (الماعون:۴،۵)

۹۹۔ نماز میں ریاکاری ہلاکت ہے (الماعون:۶)

۱۰۰۔ شکرادا کرنے کا بہترین طریقہ نماز اور قربانی ہے...... بدنی اور روحی عبادات میں سب سے بڑی عبادت نماز ہے...... اے نبی (ﷺ) ہم نے آپ کو بہت زیادہ اور بڑی خیر عطاء فرمائی ہے پس (اس کا شکرادا کرنے کے لیے) آپ اپنے رب کے لیے نماز ادا کریں اور قربانی کریں (الکوثر:۲)

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ سیدنا محمد والہ وصحبہ وبارك وسلم تسلیما کثیرا کثیرا کثیرا

☆......☆......☆

سنت، میڈیا، کشکول

اللہ تعالیٰ رحمت و نصرت فرمائے...... اور مجھے وہ باتیں لکھنے کی توفیق عطاء فرمائے جو اُس کی ’’رضا‘‘ کے مطابق ہوں...... اور ان باتوں سے مجھے اور آپ سب کو فائدہ نصیب فرمائے...... آج کئی باتیں جمع ہو گئی ہیں...... آیئے مختصر طور پر ایک ایک کو لیتے ہیں......

ایک پیاری سنت ادا کیجئے

پچھلے سال اپنے عظمت و جلال والے ربّ ’’اللہ تعالیٰ‘‘ کے بھروسے پر چوبیس مساجد کی تعمیر کا کام شروع ہوا تھا...... اللہ تعالیٰ کے بندوں نے دل کھول کر خرچ کیا...... اور اللہ تعالیٰ کے جانثاروں نے پوری محنت کی...... مگر کام مکمل نہ ہو سکا...... اموال ختم ہو گئے...... ’’مساجد‘‘ کی تعمیر ادھوری رہ گئی...... اِدھر اُدھر سے پیسہ جوڑ کر ان ’’مساجد‘‘ کو مکمل کیا جا سکتا تھا مگر یہ عزم تھا کہ ’’مساجد‘‘ جیسے مقدس ترین مقامات پر ’’مساجد‘‘ کی مدّ کا پیسہ ہی لگایا جائے...... چنانچہ کام روک دیا گیا...... اس پر غور و فکر جاری تھا کہ دوبارہ ’’مہم‘‘ چلا کر اِس مدّ کے اموال فراہم کئے جائیں...... یا کیا کیا جائے؟...... کسی مسجد میں دو لاکھ کا کام باقی تھا تو کسی میں آٹھ لاکھ کا...... ان تمام مساجد کی تکمیل کے لیے ’’ساٹھ لاکھ‘‘ روپے کی ضرورت تھی...... اپنے ربّ عظیم و جلیل کے سامنے دعاء کر رہے تھے کہ...... یا اللہ! مسجد تو آپ کا گھر ہے...... اُسکی آبادی میں ہماری نصرت فرما...... ’’مہم‘‘ کے بارے میں غور جاری تھا کہ...... اللہ تعالیٰ کی عجیب نصرت نور برساتی ہوئی زمین پر اُتر آئی...... اللہ تعالیٰ کے ایک مخلص اور خوش نصیب بندے نے خود کسی ذریعے سے رابطہ کر کے...... مساجد کی تعمیر کے لیے ایک خاطر خواہ رقم دینے کی خواہش ظاہر کر دی...... اللہ اکبر کبیرا...... اِن صاحب کو اس بات کا علم بھی نہیں تھا کہ مساجد کی تعمیر ادھوری رہ گئی ہے...... اور نہ اُن کو ہم نے خاص طور پر کوئی ترغیب دی تھی...... بس اللہ پاک نے اُن پر رحمت اور محبت کی نظر

فرمائی اور اُن کے مال کے ایک حصّے کو اپنی رضا کے لیے قبول فرما لیا...... انہوں نے اتنی رقم کا اعلان کیا جس سے انشاء اللہ یہ تمام مساجد بھی مکمل ہو جائیں گی...... اور مدرسہ اویس قرنی ؓ کی مسجد بھی...... انشاء اللہ...... کافی حد تک تعمیر ہو جائے گی...... الرحمت ٹرسٹ کے شعبہ مساجد نے فوراً تفصیلی اجلاسات بُلائے...... تمام مساجد کے لیے نگران مقرر کیئے...... دو کمیٹیاں بنائی گئیں...... اور آج ماشاء اللہ یہ صورتحال ہے کہ اکثر مساجد میں کام شروع ہو چکا ہے...... اور انشاء اللہ تین ماہ میں یہ تمام مساجد اللہ تعالیٰ کی رحمت اور نصرت سے ''آباد'' ہو جائیں گی...... اس وقت جبکہ میں یہ کالم لکھ رہا ہوں...... جماعت کی دو کمیٹیاں پوری محنت، امانت اور لگن کے ساتھ مساجد کے کام میں نکلی ہوئی ہیں...... والحمدللہ ربّ العالمین...... الحمد للّٰہ الذی بنعمتہ تتمّ الصّالحات...... اللہ تعالیٰ مال تو بہت لوگوں کو عطاء فرماتا ہے...... مگر اس مال کو اپنے لئے بہت کم لوگوں سے قبول فرماتا ہے...... حضرات صحابہ کرام ؓ کی کامیابی کا بڑا نکتہ یہ تھا کہ...... اللہ تعالیٰ نے اُنکو سمجھا دیا کہ ''جان'' میں نے اس لیے دی ہے کہ اسے میرے لئے قربان کر کے میری رضا حاصل کرو...... اور مال میں نے اس لئے دیا ہے کہ اسے میرے لئے خرچ کر کے ''جنت'' خرید لو...... اُمت میں سے جس کو بھی یہ عقلمندی والا نکتہ سمجھ آ گیا وہ کامیاب ہو گیا...... اور جس کو سمجھ نہیں آیا وہ جان اور مال دونوں کی ذلّت اور تکلیف میں مبتلا ہوا...... پلاٹ پر پلاٹ، دکان پر دکان اور مکان پر مکان...... صبح شام مال اور مال...... یہ لوگ جمع کر کر کے تھکتے ہیں، گِن گِن کر مرتے ہیں...... اور پھر سب کچھ یہیں چھوڑ کر مر جاتے ہیں...... حضرات صحابہ کرام ؓ نے اپنا مال اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے خرچ کیا...... اللہ تعالیٰ نے دنیا میں اُن کو اِس مال سے سینکڑوں گنا زیادہ عطاء فرمایا...... اور آخرت میں اُن کے لیے جنت اور اُس کے محلّات کو سجا دیا...... آپ صرف حضرت جی مولانا محمد یوسف کاندھلوی ؒ کی کتاب ''حیاۃ الصحابہ'' میں حضرات صحابہ کرام ؓ کے مال خرچ کرنے کے واقعات پڑھ لیں...... رب کعبہ کی قسم دل روشن ہو جاتا ہے...... اُن کے مَرد اُن کی عورتوں سے اور اُن کی عورتیں مَردوں سے زیادہ سخی تھیں...... اور اخلاص کا یہ عالم تھا کہ اللہ پاک

کی رضا اور آخرت کے اجر کے سوا کوئی نیت اُن کے قریب نہ آتی تھی...... پھر سب سے زیادہ مزے کی بات یہ تھی کہ...... جب وہ خرچ کرتے تھے تو ربّ کریم اُن کی تعریف میں قرآن پاک کی آیات نازل فرماتا تھا......اور رسول پاک ﷺ کے چہرہ انور پر خوشی کی ''بہار'' آجاتی تھی...... اور پھر آپ ﷺ ہاتھ اور جھولی پھیلا کر اُن کو دعائیں اور بشارتیں دیتے تھے......اللہ اکبر کبیرا، اللہ اکبر کبیرا...... تعمیر مساجد میں رقم خرچ کرنے والے ہمارے بھائی کو بہت مبارک ہو......قرآن پاک کی آیات اور رسول اللہ ﷺ کی دعاؤں کی برکت آپ کو بھی نصیب ہوگئی......ہم مسافروں نے بھی آپ کے لیے قبولیت اور برکت کی دعائیں مانگی ہیں......اور اپنے ربّ عظیم سے عاجزی کے ساتھ درخواست کی ہے کہ...... وہ آپ کو اس کا بہترین بدلہ دنیا اور آخرت میں عطاء فرمائے...... پیارے بھائی! جنت کے اتنے سارے مکانات کی خریداری مبارک ہو...... اللہ پاک کی رضا کے لئے مال خرچ کرنے والوں کو ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ خوب دعاؤں سے نوازتے تھے......اور آپ ﷺ اُن کے اس مقبول خرچ پر بہت خوشی کا اظہار فرماتے تھے...... القلم کے پڑھنے والے تمام مسلمان مرد اور خواتین......آج آقا مدنی ﷺ کی اس سنت مبارک کو زندہ کریں......اور اُس مسلمان بھائی کے لئے اللہ تعالیٰ کی رحمت، مغفرت، قبولیت اور برکت کی دعاء کردیں......جس نے اللہ تعالیٰ کے گھر ''مساجد'' کو آباد کرنے کے لئے اِس ضرورت کے موقع پر یہ مال خرچ کیا ہے......اللہ تعالیٰ تمام دعاء کرنے والوں کو جزائے خیر عطاء فرمائے...... آمین

ویڈیو تو جعلی نکلی

کچھ عرصہ پہلے دنیا کے تمام ذرائع ابلاغ پر ایک ''ویڈیو'' کا شور تھا...... کچھ ڈاڑھی والے لوگ ایک لڑکی کو بدکاری کی سزا کے طور پر کوڑے مار رہے ہیں...... کیا بی بی سی اور کیا سی این این سب نے خوب ماتم کیا......اور دل کھول کر واویلا...... ہر ٹی وی چینل پر مغرب زدہ دانشور بھونک رہے تھے......اور بے پردہ عورتوں نے آسمان سر پر اُٹھا رکھا تھا...... کراچی میں لاکھوں لوگوں کو جمع

کر کے ریلی نکالی گئی جس میں ’’لندن‘‘ کے ایک انگریزی پیر نے رو رو کر بیان کیا......اور مجمع کو گن پوائنٹ پر رُلا یا...... یوں لگتا تھا کہ دنیا میں بس یہی ایک مسئلہ سب سے اہم ہے......اور تو اور عدالتوں نے بھی نوٹس لینا شروع کر دیئے تھے......اب راولپنڈی کی پولیس نے ’’اُس ویڈیو‘‘ کے ہیرو کو پکڑ لیا ہے......موصوف ایک مغرب پال ’’این جی او‘‘ کے معزز نمائندے ہیں......اور اُس ہیروئن کو بھی گرفتار کر لیا گیا ہے جس نے دو لاکھ روپے لیکر پیٹھ پر کوڑے کھائے......تمام تفصیلات آپ نے اخبارات میں پڑھ لی ہوں گی...... پوچھنا یہ چاہتا ہوں کہ......کیا اب بھی آپ ’’میڈیا‘‘ پر اعتماد کرتے رہیں گے؟...... چند دن پہلے انڈیا کے ایک بڑے ٹی وی چینل نے ایک تحقیقی رپورٹ جاری کی ہے......اس میں نقشوں کی مدد سے بتایا گیا ہے کہ......جیش محمد ﷺ نے کراچی کے قریب بہاولپور میں اپنا نیا ٹریننگ سینٹر کھول لیا ہے...... یہ رپورٹ اور اس کی ویڈیو میرے پاس موجود ہے......کیا واقعی ’’بہاولپور‘‘ کراچی کے قریب ہے؟......ہمیں تو جب بھی کراچی سے بہاولپور جانا ہوتا ہے تو سفر سے کمر دُکھ جاتی ہے......یقین جانیں اگر اللہ کریم جلّ شانہ کی فرض کردہ نمازیں نہ ہوتیں تو اس سفر سے کمر بالکل اکڑ جاتی......نماز بھی عجیب تحفہ ہے...... راستے میں رُک کے وضو کیا، نماز ادا کی تو بالکل تر و تازہ ہو گئے......مگر اِنٹرنیشنل میڈیا بتاتا ہے کہ...... ’’بہاولپور‘‘ کراچی کے قریب ہے......اب بھی آپ رات دن اسی میڈیا پر اعتماد کر کے مایوس ہوتے رہیں گے؟......میڈیا بتا رہا ہے کہ......ہلمند میں امریکہ اور اُس کے اتحادیوں کا ’’آپریشن مشترک‘‘ بہت کامیاب جا رہا ہے......اس آپریشن نے طالبان کی کمر توڑ دی ہے اور وہ چاروں طرف سے گھِر چکے ہیں...... حالانکہ یہ سب کچھ جھوٹ ہے......آپ ہلمند کے آپریشن سے بحفاظت نکل کر آنے والے مجاہدین کو......افغانستان اور پاکستان کے کئی علاقوں میں بے فکری کے ساتھ گنڈیریاں چوستے دیکھ سکتے ہیں...... وہ نیٹو فورسز کو انگوٹھا دکھا کر آگئے......اور کچھ آرام کر کے پھر واپس پہنچ جائیں گے......ارے دنیا والو! اللہ تعالیٰ بہت بڑا ہے، اللہ تعالیٰ سب سے بڑا ہے......اور اللہ تعالیٰ ’’ایک‘‘ ہے وحدہ لاشریک لہ......آیئے ہم سب کہہ دیں......اللہ اکبر کبیرا

فاتحین واپس آ گئے

کئی ماہ سے شور تھا کہ...... ’’پاک امریکہ مُذاکرات‘‘ ہونے والے ہیں...... ان مذاکرات کے نتیجے میں پاکستان کو اتنا کچھ ملے گا کہ...... یہاں دودھ کی نہریں بہنے لگیں گی...... شاید امریکہ کے ’’مخبر‘‘ حسین حقانی نے حکومتِ پاکستان کو بتا دیا ہو گا کہ...... اس بار ’’اوبامہ‘‘ جیب کھول کر اور ’’ہیلری‘‘ دل کھول کر دے گی...... ہمارے وزراء ان مذاکرات کی تیاری میں کئی ماہ سے رنگ گورا کرنے والی کریمیں لگا رہے تھے...... اور سیکورٹی فورسز کو حکم تھا کہ...... امریکہ کو خوش کرنے کے لئے نہ جان کی پرواہ کرو نہ ایمان کی...... حضرت ملّا برادر کی دھوکے کے ساتھ گرفتاری بھی انہیں مذاکرات کی تیاری کا حصّہ تھی...... وزیرِاعظم صاحب نے کئی بار اجلاسات بُلائے اور اس پر مشورہ ہوا کہ...... امریکہ سے کیا کیا مانگنا ہے اور اِس بار امریکہ کو کس طرح سے دبانا ہے...... اُن طوائف ملکوں کے ریٹ بھی منگوائے گئے جو بہت مہنگے داموں امریکہ کو اپنی عزت بیچتے ہیں...... مثلاً مصر اور ازبکستان وغیرہ...... اور اس پر افسوس کے آنسو بھی بہائے گئے کہ...... امریکہ ہماری ’’عزت‘‘ کیوں اتنی سستی خریدتا ہے...... بہرحال کشکولوں، فائلوں اور فہرستوں کے اسلحہ سے لیس ہمارا یہ وفد امریکہ پہنچا...... اور واقعی پہلے دو، تین دن تو امریکیوں کے چھکّے چھُڑا دیئے...... کسی نے امریکیوں سے کہا! ہمیں فوراً پینتیس ارب ڈالر چاہئیں...... دوسرے نے کہا امریکہ جی! ڈرون ٹیکنالوجی ہمارے حوالے کردو...... تیسرے نے کہا ہمیں بھارت کی طرح ایٹمی پلانٹ لگا کر دو...... چوتھے نے کہا دہشت گردی جنگ کے بقایا جات نکالو...... پانچویں نے کہا ہمارا صوبہ تباہ ہو گیا ہے تعمیر کے لئے پیسے دو...... چھٹے نے کہا جہالت کی وجہ سے دہشت گردی پھیل رہی ہے تعلیم کے لئے پیسے نکالو...... ساتویں نے کہا غربت کی وجہ سے لوگ مجاہدین بن رہے ہیں ہمیں مالدار بناؤ...... آٹھویں نے کہا ملک میں خشک سالی ہے ڈیموں کے لئے پیسے دو...... نویں نے کہا بیماریوں کی وجہ سے لوگ خودکُش حملہ آور بنتے ہیں ہسپتالوں کے لئے پیسے دو...... دسویں نے کہا روشن خیالی پھیلانے کے لیے کچھ ڈالر دو...... وغیرہ وغیرہ...... بیس پچیس موٹے تازے وزراء

نے جب پیسہ دو، ڈالر دو کی فائرنگ کی تو امریکی بے چارے اپنے دفتروں میں جا چھپے...... یہ وقت شاید امریکہ کے لئے ویتنام اور عراق کی شکست سے بھی زیادہ مشکل تھا...... پاکستانی وفد کے ارکان جہاں کسی امریکی وزیر، مشیر یا چپڑاسی کو دیکھتے فوراً کہتے پیسہ نکالو، ڈالر دو...... اور وہ بے چارہ عزت بچا کر بھاگ جاتا...... اور اِدھر پاکستان میں حکومتی صحافیوں نے شور ڈال دیا کہ امریکہ اب کی بار پوری طرح جھک گیا ہے...... اور چند دن تک پاکستان میں ڈالروں کا سیلاب آجائے گا...... مگر دو چار دن کی پسپائی کے بعد امریکی سنبھل گئے...... انہوں نے پُرانے سفارتکاروں کو بُلا کر پوچھا کہ پاکستانی حکومت کے اس حملے کا کیا توڑ ہو...... پُرانے لوگوں نے بتایا یہ تو بالکل آسان کام ہے...... کسی کے بیٹے کو گرین کارڈ، کسی کی بیٹی کو تعلیمی داخلہ، کسی کو امریکہ میں ایک آدھ فلیٹ...... اور کسی کو بوتل اور ٹھمکا...... مشورے پر عمل ہوا...... اور حالات ہی بدل گئے...... آخری خبریں آنے تک ہمارے حکمران خالی کشکول اٹھائے واپس آچکے ہیں...... پینتیس ارب تو کیا پینتیس لاکھ بھی نہیں ملے...... وہ جو مسلمانوں کے خون کے ڈرم بھر کر لے گئے تھے...... شاید ولائتی شراب کی چند بوتلیں اُس کے عوض لے آئے...... یا اللہ ہم پر رحم فرما...... اور ہمارے حکمرانوں کو ہدایت عطاء فرما

آمین یا ارحم الراحمین

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقه سیدنا محمد واله وصحبه وبارک وسلم تسلیما کثیرا کثیرا

☆......☆......☆

وقائع سیّد احمد شہیدؒ

اللہ تعالیٰ بہت کریم ہے، بہت رحیم ہے اور بہت مہربان...... وہ جب چاہتا ہے تو بغیر کسی محنت کے اپنے بندوں کو بڑے بڑے انعامات عطاء فرما دیتا ہے...... جی ہاں! بعض اوقات گھر بیٹھے ایسی نعمت مل جاتی ہے کہ...... انسان خوشی، حیرت اور شُکر میں ڈوب جاتا ہے...... چند دن پہلے بندہ کے ساتھ بھی ایسا ہی واقعہ ہوا...... میری ڈاک میں ایک بھاری بھرکم کتاب بھی تھی...... پہلے دن تو ڈاک کھولنے کا موقع ہی نہیں ملا...... دوسرے دن کھولی تو اُس کتاب کی زیارت نصیب ہوئی...... یہ تقریباً ڈھائی ہزار صفحات پر مشتمل ہے...... ''وقائع سیّد احمد شہیدؒ''...... اس کا نامِ نامی، اسم گرامی ہے...... چھاپنے والوں نے ایک ہی جلد میں یہ کتاب سمیٹنے کے لیے اسے بہت باریک کاغذ پر چھاپا ہے...... چنانچہ صفحہ الٹتے وقت بہت احتیاط سے کام لینا پڑتا ہے کہ ایک کی بجائے کئی صفحے نہ الٹ جائیں...... یہ کسی ایک مصنف کی تصنیف نہیں ہے بلکہ ریاست ٹونک کے نواب صاحب مرحومؒ کے حکم پر ''حضرت سید احمد شہیدؒ'' کے رفقاء اور عزیز و اقارب کی حکایات پر مشتمل ہے...... اکثر واقعات ''حضرت سید بادشاہؒ'' کے خادم جناب دین محمد صاحبؒ کی زبانی ہیں...... یہ کتاب کئی ضخیم رجسٹروں میں لکھی ہوئی ''تکیہ رائے بریلی'' (حضرت سیّد صاحبؒ کے آبائی وطن) میں محفوظ تھی...... اتنی بڑی کتاب کو کون چھاپتا اور کیسے چھاپتا؟...... چنانچہ جس کی قسمت جاگتی وہ ''تکیہ شریف'' جا کر کچھ کچھ دیکھ اور پڑھ آتا تھا...... مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن ندویؒ تو خود ماشاءاللہ ''حضرت سیّد بادشاہؒ'' کے خاندان سے تھے...... انہوں نے اس کتاب کو مکمل پڑھا اور پھر ان الفاظ میں خراج تحسین پیش فرمایا

''میں نے ''وقائع احمدی'' کے اس دفتر کو جو کئی ضخیم جلدوں پر مشتمل ہے لفظ بلفظ پڑھنا شروع کیا، جو وقت اس ذخیرہ کے مطالعہ اور تلخیص میں گزرا وہ عمر کے بیش قیمت ترین لمحات میں سے

تھا، قلب پر ان حالات وواقعات کا عکس پڑتا تھا، ان واقعات نے جو سادی پوربی اردو میں بیان کئے گئے تھے بار بار دل کے ساز کو چھیڑا، بار بار قلب کو ایمانی حرارت بخشی، بار بار آنکھوں کو غسلِ صحت دیا، اہل یقین ومقبولین کی صحبت کے جو اثرات بیان کئے گئے ہیں ان واقعات کے مطالعہ اوران کتابوں کی ورق گردانی کے دوران میں ان کا بارہا تجربہ ہوا، اور صاف محسوس ہوا کہ یہ وقت ایک ایمانی اور روحانی ماحول میں گذر رہا ہے، معلوم نہیں کہ ان اللہ کے بندوں کے انفاس قدسیہ اور اُن کی صحبت میں کیا تأ ثیر ہوگی جن کے واقعات کے مطالعہ اور جن کے حالات کے دفترِ پارینہ کی ورق گردانی میں یہ تأ ثیر ہے (مقدمہ وقائع احمدی)

پھر ایسا ہوا کہ...... ہمارے زمانے میں حضرت سید احمد شہید رحمہ اللہ کے عاشق زار حضرت اقدس سید نفیس الحسینی شاہ صاحب رحمہ اللہ نے اس ’’نافع ومقبول‘‘ کتاب کو شائع فرما دیا...... اب یہ کتاب لاہور میں بآسانی ملتی ہے اور ہر مسلمان اپنی استعداد کے مطابق اس سے نفع حاصل کرسکتا ہے...... میرے ایک قریبی ساتھی جو ماشاء اللہ...... حضرت سید نفیس الحسینی شاہ صاحب رحمہ اللہ کے خلیفہ مجاز بھی ہیں...... انہوں نے مجھے یہ کتاب بھجوادی...... اپنی گوشہ نشینی کی وجہ سے مجھے اس کے شائع ہونے کا علم نہیں تھا...... پہلے ایک دودن تو میں کتاب کی ’’آزاد سیر‘‘ کرتا رہا...... میرا خیال تھا کہ میں اتنی ضخیم کتاب کے لئے اپنے کاموں سے وقت نہیں نکال پاؤں گا...... چنانچہ مختلف مقامات سے کتاب کے کئی صفحات پڑھ ڈالے...... کتاب میں لکھا ہوا ہے کہ کئی افراد کو حضرت سید احمد شہید رحمہ اللہ نے اصرار فرما کر اپنے پاس بُلایا اور انہیں اپنے انفاس قدسیہ سے فیض یاب فرمایا...... بعد میں وہ لوگ حضرت سید صاحب رحمہ اللہ کو پوری زندگی دعائیں دیتے تھے...... بالکل اسی طرح تیسرے دن میری توجہ بھی کتاب کے مکمل مطالعہ کی طرف خود ہی مائل ہوگئی...... اور اب تک الحمدللہ ایک تہائی سے زائد حصّہ تھوڑے ہی وقت میں ہو چکا ہے...... اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے پوری کتاب پڑھنے کی توفیق عطاء فرمائے...... اور اس سے خوب فیض یاب فرمائے (آمین)......

یہ ماشاء اللہ بہت خوب کتاب ہے...... آپ نے حضرت سید ابوالحسن علی ندوی رحمہ اللہ کی رائے تو پڑھ

لی......اب اُن کے بعد کسی اور کی گواہی کی کیا ضرورت باقی رہ جاتی ہے...... کتاب چونکہ حکایات پر مشتمل ہے اس لئے کئی غیر ضروری باتیں بھی اس میں آگئی ہیں......حضرت سید صاحب رحمہ اللہ کے رفقاء کو سلام کہ انہوں نے اُنکی ایک ایک بات کو محفوظ رکھنے کی کوشش کی ...... ورنہ آجکل تو اہم باتیں بھی منٹوں میں ''ڈیلیٹ'' ہو جاتی ہیں...... بندہ کو تو الحمدللہ اس بابرکت کتاب سے بہت سکون مل رہا ہے...... بارک اللہ، ماشاء اللہ لاقوۃ الاّ باللہ......حضرت سیّد احمد شہید رحمہ اللہ کو اللہ تعالیٰ نے عجیب و غریب نعمتوں سے نوازہ......وہ ''قطب الاقطاب'' تھے......یہ اولیاء کرام کا بہت اونچا مقام ہے......حضرت سیّد صاحب رحمہ اللہ مستجاب الدعوات بھی تھے...... ہزاروں لاکھوں لوگوں کو اُنکی دعاء سے فائدہ پہنچا......وہ اپنا ہر معاملہ ''دعاء'' کے ذریعہ حل کرانے کے قائل تھے......جب بھی کسی کا کوئی مسئلہ انفرادی یا اجتماعی سامنے آتا تو اپنا سر ننگا کر کے بہت آہ وزاری سے دعاء فرماتے......اور اللہ تعالیٰ اُنکی لاج رکھتا اور دعاء قبول فرماتا......اس کتاب میں ایسے سینکڑوں واقعات مرقوم ہیں......حضرت سید صاحب رحمہ اللہ مسلمانوں کی اصلاح کے لئے بہت فکر مند تھے......لوگوں کو شرک و بدعت اور گناہوں سے بچنے کی تلقین فرماتے اور اسی بات پر ''بیعت'' لیا کرتے تھے......اُن کے ہاتھ پر کئی کافر مسلمان ہوئے...... بے شمار رافضی تائب ہو کر اہل سنت والجماعت میں شامل ہوئے......اور لاکھوں گناہگاروں نے اُن کے ہاتھ پر توبہ کر کے خالص اسلامی زندگی گزارنے کا سچا عہد کیا......اس کتاب میں اس طرح کے واقعات بہت پر اثر انداز میں بیان کیئے گئے ہیں......دراصل حضرت سید احمد شہید رحمہ اللہ اپنی ذات کو بھول چکے تھے......اُن کے دل تو کیا اُن کے حواس پر بھی اللہ تعالیٰ کا ذکر اور اُسکی محبت غالب آچکی تھی...... چنانچہ وہ جدھر قدم اٹھاتے وہاں اللہ تعالیٰ کی رحمت اور نصرت اُن کا استقبال کرتی تھی......صرف برصغیر ہی نہیں بلکہ تبت، چین اور بخارا و افغانستان تک اُن کا یہ روحانی فیض اُن کی زندگی ہی میں پھیل چکا تھا...... یہاں تک کہ کئی بے حیا اور فاحشہ عورتیں اُن کی بیعت میں آکر اللہ تعالیٰ کی ''ولیّہ'' بن گئیں......حضرت سید صاحب رحمہ اللہ کو نماز اور مسجد کا بہت اہتمام تھا...... انہوں نے کتنے ہی

مسلمانوں کو ’’پکّا نمازی‘‘ بنایا اور کتنی ہی ویران مسجدوں کو آباد فرمایا...... وہ خود بہت شوق سے مسجدوں کی صفائی کرتے، انہیں پاک صاف کرتے...... اور نئی مساجد بہت اہتمام سے تعمیر اور آباد کراتے تھے...... اس کتاب میں حضرت سیّد صاحب ؒ کی زندگی کے اس پہلو پر آپ کوئی عجیب واقعات ملیں گے...... اور بھی بہت کچھ اس کتاب میں مذکور ہے...... مگر سب سے بڑھ کر جو بات ہے وہ حضرت سید صاحب ؒ کی ’’جہاد فی سبیل اللہ‘‘ سے محبت ہے...... اللہ اکبر کبیرا...... حضرت سیّد صاحب ؒ کسی بھی عمل اور کسی بھی کیفیت کو ’’جہاد‘‘ کے برابر نہیں سمجھتے تھے...... وہ ہمیشہ اچھے سے اچھے اسلحہ کی جستجو میں رہتے تھے...... اور خود بھی ہتھیار باندھتے تھے...... اُن کے بعض بڑے مریدوں نے جب اس پر اعتراض کیا تو حضرت سیّد صاحب ؒ نے بہت جلال میں اُنکو تنبیہ فرمائی...... اور انہیں بتایا کہ جہاد کے بارے میں یا جہادی اسلحے یا حُلیے کے بارے میں اگر دل میں کوئی اعتراض لاؤ گے تو تمہارا سب کچھ برباد ہو جائے گا...... جہاد تو وہ مبارک عمل ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے اپنے انبیاءؑ کو حکم فرمایا ہے...... اور جہاد ہی کی برکت سے کفار ناہنجار کی گردن ٹوٹتی ہے اور اسلام پھیلتا ہے...... حضرت سید صاحب ؒ فرماتے تھے کہ لوگو! اگر جہاد نہ ہوتا تو معلوم نہیں تم اور ہم آج کس حالت میں ہوتے...... یہ جہاد کی برکت ہے کہ ہم سب مسلمان ہیں...... یہ کتاب جہاد کے متعلق ایک اہم اور مدلل دستاویز ہے...... حضرت سیّد صاحب ؒ نے کئی مقامات پر فرمایا کہ...... کوئی شخص ولی اور قطب بن جائے...... مگر جہاد کا رتبہ ان سب چیزوں سے بڑھ کر ہے...... حضرت سید صاحب ؒ کے خاص مرید اور خلیفہ حضرت حاجی عبدالرحیم صاحب ؒ کے بعض جہادی اقوال بھی اس کتاب میں بہترین سند کے ساتھ مذکور ہیں...... حضرت حاجی عبدالرحیم صاحب ؒ تمام دیوبندیوں کے شیخ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکّی کے دادا پیر ہیں...... تیرہویں صدی میں جب مسلمان غفلت، گمراہی...... اور غلامی میں بُری طرح دھنس چکے تھے...... اللہ تعالیٰ نے اُنکی رہنمائی کے لئے حضرت سید احمد شہید ؒ کو مجدّد بنا کر کھڑا کیا...... حضرت سید صاحب ؒ کے پاس علم بھی تھا، روحانیت بھی تھی...... اور جہاد بھی تھا...... پھر اللہ

تعالیٰ نے اُن کو خاص تأ ثیر اور توفیق بھی عطاء فرمائی تھی...... اور وہ اسلامی احکام کی ترتیب سے بھی واقف تھے کہ...... کونسا عمل کتنا اہم ہے...... اس کتاب میں ''مجاہدین'' کے لئے اصلاح اور نظم و ضبط کا بہترین سامان موجود ہے...... اور اسی طرح اُن ''بے بنیاد عناصر'' کے لئے بھی بہت سے اسباق ہیں...... جو اپنے جہاد کے لئے کوئی مضبوط رُخ متعین نہیں کرتے...... بلکہ ہر بھونکنے والے کتّے کے پیچھے پتھر لیکر بھاگ پڑتے ہیں...... اور کسی بھی جماعت کو منظّم اور مضبوط نہیں ہونے دیتے...... حضرت سیّد احمد شہیدؒ جہاد کے شیدائی تھے...... اور اتنے بڑے ''شیخ طریقت'' ہوکر بھی سلوک و احسان کو جہاد کے تابع قرار دیتے تھے...... مگر جہاد کے ساتھ اس محبت اور عشق کے باوجود انہوں نے کئی مقامات پر اپنے ساتھیوں کو...... ہتھیار تک نہیں باندھنے دیئے...... اور کئی مقامات پر مخالفین سے معاہدے کئے...... اور کئی مقامات پر اپنے اندر کے جذباتی عناصر کو سختی سے فرمایا کہ خبردار کوئی حملہ یا گڑ بڑ نہ کرے ورنہ ہم سزا دیں گے...... یا اپنی جماعت سے نکال دیں گے...... ایسے مواقع پر ممکن ہے کچھ لوگ یہ کہتے ہوئے الگ ہوئے ہوں کہ...... سید صاحبؒ پہلے تو جہاد کی بہت باتیں کرتے تھے اب ان کی غیرت کہاں گئی؟...... لیکن اس کتاب میں اسطرح کے لوگوں کا کوئی تذکرہ نہیں ہے...... البتہ بعض ایسے لوگوں کا تذکرہ ضرور ہے جو سید صاحبؒ کے اچھا کھانے اور پہننے پر اعتراضات کرکے کچھ لوگوں کو جماعت سے توڑ گئے...... بے شک اُس زمانے کے لوگ خوش نصیب تھے کہ اُنکو حضرت سید احمد شہیدؒ جیسا رہنما، امام اور امیر ملا...... اور وہ لوگ سعادتمند تھے جنہوں نے اس موقع کا فائدہ اٹھا کر حضرت سید صاحبؒ کا ساتھ دیا اور اپنی آخرت بنالی...... ہمیں حضرت سیّد احمد صاحب شہیدؒ کا زمانہ تو نہیں ملا...... مگر اُنکی لذیذ حکایتوں پر مشتمل کتاب ''وقائع احمدی'' مل گئی ہے...... ہم اس کتاب کے آئینے میں اپنا بہت کچھ سنوار سکتے ہیں...... یا اللہ توفیق عطاء فرما...... آمین یا ارحم الراحمین

اللھم صل علیٰ سیدنا و مولانا محمد صاحب الفرق والفرقان وجامع الورق و منزله من سماء القرآن وعلی اٰل محمد وسلم تسلیما کثیراً

کثیرا

☆☆☆

قافلے کی تلاش

اللہ تعالیٰ حضرت سیّد احمد شہیدؒ اور اُن کے اہل وعیال اور رفقائے کرام کے درجات بلند فرمائے..... حضرت سیّد صاحبؒ نے بظاہر تھوڑی عمر پائی مگر اللہ تعالیٰ نے اُن سے بہت کام لیا اور اُن کے کام اور اوقات میں ''برکت'' عطاء فرمائی..... آپ کی ولادت ''صفر ۱۲۰۱ھ'' اور شہادت ''ذوالقعدہ ۱۲۴۶ھ'' میں ہوئی..... مطلب یہ ہوا کہ تقریباً پینتالیس (۴۵) سال عمر پائی..... اس چھوٹی سی عمر میں ''برکت'' کا یہ عالم ہے کہ آج بھی اُن کا نام اور کارنامے سُن کر بہت سے لوگ ''جہاد فی سبیل اللہ'' کے لئے تیار ہو جاتے ہیں..... حالانکہ اُن کی شہادت کو دوسو سال کا عرصہ ہونے والا ہے..... اور خود اُن کے اپنے زمانے میں اُن کی مقبولیت کا ایک عجیب رنگ تھا..... مولانا عبدالاحد صاحب لکھتے ہیں:۔

''حضرت سیّد صاحب قدس سرہ کے ہاتھ پر چالیس ہزار سے زیادہ ہندو وغیرہ کفار ''مسلمان'' ہوئے اور تیس لاکھ مسلمانوں نے آپؒ کے ہاتھ پر بیعت کی اور جو سلسلۂ بیعت آپؒ کے خلفاء اور خلفاء کے خلفاء کے ذریعے تمام روئے زمین پر جاری ہے۔ اس سلسلے میں تو کروڑوں آدمی آپؒ کی بیعت میں داخل ہیں (روحانی رشتے ص ۳۷)

اتنے بڑے مجاہد، قطب اور مجدّد کے ساتھ بھی کئی بدنصیب لوگوں نے طرح طرح کی زیادتیاں کیں..... کئی لوگ آپؒ کو قتل کرنے آئے ان میں سے بعض تو بعد میں تائب ہو گئے جبکہ بعض اپنی بدنصیبی پر ڈٹے رہے..... پشاور کے ایک سردار نے آپؒ کے کھانے میں زہر ملا دیا..... آپؒ اس زہر سے شہید تو نہ ہوئے البتہ کئی دن تک بیمار رہے..... شکر گزاری کا یہ عالم تھا کہ اس واقعہ پر بھی شکر ادا کیا کہ ایک سنت اور پوری ہوئی..... کیونکہ آقا مدنی ﷺ کو بھی یہودیوں نے زہر دیا تھا..... اللہ تعالیٰ نے حضرت سیّد صاحب کو بہت عجیب فراست عطاء فرمائی تھی..... ارشاد فرماتے تھے کہ تین چیزوں کے پہچاننے میں مجھ سے بہت کم غلطی ہوتی ہے (۱) گھوڑا (۲) اسلحہ (۳) آدمی..... آپؒ کے رفقاء تصدیق کرتے ہیں کہ واقعی اسی طرح تھا.....

مگر اللہ تعالیٰ کا نظام بہت وسیع ہے...... اتنی فراست کے باوجود بہت سے بدنصیب لوگ آپ کو دھوکا اور فریب دیتے رہے...... بے شک علم غیب کے خزانے صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کے پاس ہیں...... خود حضرت سیّد صاحب بھی یہی فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کی مرضی! جب چاہتا ہے اپنے بندوں کو کسی پوشیدہ بات کا الہام فرما دیتا ہے اور جب چاہتا ہے تو پوشیدہ کو پوشیدہ ہی رہنے دیتا ہے...... حضرت سیّد صاحب نے خود کو اور اپنی جان کو اللہ تعالیٰ کے لئے وقف فرما دیا...... اور یہ بات یقینی ہے کہ جو اللہ تعالیٰ کا ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اُس کا ہو جاتا ہے...... چنانچہ سیّد صاحب کی صحبت میں عجیب قوّت اور عجیب برکت تھی...... آپ کے ایک ''اصلاحی سفر'' کا حال حضرت ندوی ان الفاظ میں بیان فرماتے ہیں:

''ہر ہر جگہ سینکڑوں آدمی متقی، متورّع، عابد، متبع سنّت اور ربّانی بن گئے۔ ہزاروں فاسق صالح اور اولیاء اللہ ہو گئے، بیسیوں آدمی قتل کے ارادے سے آئے اور جانثار بن گئے اور گھر بار چھوڑ کر آپ کے ساتھ ہو گئے، یہاں تک کہ میدان جنگ میں شہید ہو گئے، جس نے ایک مرتبہ زیارت کر لی وہ آپ کے رنگ میں رنگ گیا اور مرتے مرتے مر گیا مگر شریعت سے ایک قدم نہ ہٹا'' (روحانی رشتے ص۲۶)

پچھلے ہفتے کی مجلس میں عرض کیا تھا کہ...... آج کل ''وقائع سیّد احمد شہید'' نامی کتاب کا مطالعہ جاری ہے...... اللہ تعالیٰ کے فضل وتوفیق سے گزشتہ رات اس مبارک کتاب کا مطالعہ مکمل ہوا...... تقریباً ڈھائی ہزار صفحات پر مشتمل یہ کتاب ایک دلکش تحفہ ہے...... یہ ایک ایسا سمندر ہے جس میں جہاد اور روحانیت کے موتی ہی موتی بھرے ہوئے ہیں...... آپ نے اس کتاب کا خلاصہ پڑھنا ہو تو حضرت مولانا سیّد ابوالحسن علی ندوی کی یہ تین کتابیں پڑھ لیجئے

(۱) جب ایمان کی بہار آئی

(۲) سیرت سیّد احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ

(۳) کاروانِ ایمان و عزیمت

(یا مولانا غلام رسول مہرؒ کی درج ذیل کتب کا مطالعہ کر لیجئے

(۱) سیّد احمد شہیدؒ

(۲) جماعتِ مجاہدین

(۳) سرگزشت مجاہدین

اور اگر آپ کے پاس وقت کم ہے اور آپ ان تمام کتابوں کا خلاصہ اور عطر پڑھنا چاہتے ہیں تو پھر حضرت سیّد نفیس الحسینی شاہ صاحبؒ کی کتاب ''روحانی رشتے'' ضرور پڑھ لیجئے...... اس کتاب کا پورا نام ''سیّد احمد شہیدؒ سے حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کے روحانی رشتے'' ہے...... یہ کتاب صرف دوسو چالیس ۲۴۰ صفحات پر مشتمل ہے...... اس کتاب میں آپ کو انشاء اللہ بہت کچھ مل جائے گا...... آج اکثر لوگوں کا جہاد کے بارے میں ''نظریہ'' مکمل اسلامی نہیں ہے...... حضرت سیّد احمد شہیدؒ کا بڑا تجدیدی کارنامہ یہ ہے کہ انہوں نے مسلمانوں کو جہاد اور خلافت کا حقیقی مفہوم...... اپنے علم اور عمل دونوں سے سکھایا...... اس لئے ہم جب حضرت سیّد صاحبؒ کے حالاتِ زندگی پڑھتے ہیں تو ہمیں ''جہاد فی سبیل اللہ'' کا حقیقی مفہوم پوری وضاحت کے ساتھ سمجھ آتا ہے...... اور ساتھ ساتھ شہادت کا حسین انجام اور راستہ بھی روشن دکھائی دینے لگتا ہے...... حضرت سیّد صاحبؒ کو اللہ تعالیٰ نے جو روحانی مقام عطاء فرمایا تھا اور لوگ جس طرح سے آپؒ کی طرف رجوع کر رہے تھے...... اس میں حضرت سیّد صاحبؒ کے لئے ایک پرامن اور پرآرائش زندگی گزارنا بہت آسان تھا...... بڑے بڑے رئیس اور نواب آپؒ کے قدموں میں ہدیے اور نذرانے ڈھیر کرتے تھے اور بڑے بڑے مالدار آپؒ کی توجہ حاصل کرنے کے لئے اپنا سارا مال لٹانے کو تیار رہتے تھے...... مگر حضرت سیّد صاحبؒ نے اللہ تعالیٰ کی رضاء کے لئے ہجرت اور جہاد کا راستہ اختیار فرمایا...... اور اسی راستے کو سب سے افضل اور بہترین جانا...... بالاکوٹ کے سفر میں ایک بار آپؒ نے ارشاد فرمایا:۔

''بھائیو! میں جو اپنے وطن سے اتنے بندگان خدا کو جابجا سے لے کر اور طرح طرح کی سختی اور

مصیبت اُٹھا کر تمہارے اس مُلک کوہستان میں آیا ہوں فقط اس واسطے کہ تم مسلمانوں کے مُلک پر کفار غالب ہوگئے اور وہ طرح طرح کی تم کو تکلیف اور ذلّت دیتے ہیں، اُن کو مدد الٰہی سے مار کر مغلوب کروں تا کہ تم اپنی اپنی ریاستوں پر قابض اور متصرّف ہو اور دین اسلام قوت پکڑے اور اگر میں طالب عیش و آرام کا ہوتا تو میرے واسطے ملک ہندوستان میں ہر طرح کی عیش و آرام تھی، اس کوہستان میں کبھی نہ آتا سو مُراد اس گفتگو سے یہ ہے کہ تم بھی سب بھائی حکومتِ کفار سے غیرت کرو اور جان و مال سے میری شراکت کرو اور کافروں کو مار کر یہاں سے نکالو (وقائع ص ۲۲۰۹)

اللہ اکبر! کس قدر ''درد'' ہے اور کس قدر ''غیرت'' کہ اے مسلمانو!...... اس بات سے غیرت کھاؤ کہ تم پر کفار کی حکومت ہے......

حضرت سیّد صاحب ؒ اللہ تعالیٰ کی رحمت اور ہدایت کا بادل بن کر...... تکیہ رائے بریلی سے اٹھے اور بالاکوٹ کی طرف روانہ ہوئے...... راستے میں آپ بہت سے شہروں سے گزرے...... موجودہ صوبہ سرحد کے ایک بڑے حصّے پر آپ ؒ نے اسلامی حکومت بھی قائم فرمائی...... اور پشاور پر بھی قابض ہوئے...... آپ ؒ نے دعوت جہاد کے کئی وفود دوسری اسلامی ریاستوں میں بھی بھیجے...... مگر جان، مال، عہدے اور ظاہری امن کے لالچی حکمرانوں نے صرف تحفے تحائف بھیجنے پر ہی اکتفا کیا...... اس دوران بہت سی بغاوتیں اور شرارتیں بھی ہوئیں...... کئی ظالم لوگوں نے حضرت سیّد صاحب ؒ کو (نعوذ باللہ) انگریزوں کا ایجنٹ بھی قرار دیا...... اور کئی لوگوں نے آپ ؒ پر کم علم ہونے کا فتویٰ بھی صادر کیا...... مگر حضرت سیّد صاحب ؒ اپنے حق کام میں لگے رہے...... پہاڑوں سے زیادہ بھاری مشکلات بھی آپ ؒ کا راستہ اور طریقہ تبدیل نہیں کرسکیں اور نہ ہی...... لوگوں کی جہالت اور ضد دیکھ کر آپ کسی موقع پر شریعت سے نیچے اترے...... آپ ؒ نے ہر جہالت کا جواب بُردباری اور حلم سے اور ہر ضد کا جواب شریعت پر استقامت سے دیا...... آپ ؒ نے اپنے زیر حکومت علاقوں میں بہت محبت، نرمی اور حکمت کے ساتھ شریعت

کے احکامات نافذ فرمائے...... آپ ؒ دین نافذ کرنے کے معاملہ میں ڈنڈے سے زیادہ ترغیب اور دعوت کا طریقہ استعمال فرماتے تھے...... آپ ؒ نے لوگوں کو عُشر اور زکوۃ دینے کی ترغیب دی اور پھر ''عُشر'' وصول کرنے کے لئے جا بجا نمائندے بھی مقرر فرمائے...... بعد میں بدنصیب ظالموں نے ان نمائندوں میں سے کئی ایک کو بہت مظلومیت کے ساتھ شہید کر دیا...... اسی طرح حضرت سیّد صاحب ؒ نے اپنے زیر حکومت علاقوں میں نکاح اور شادی کے معاملے کو ''اسلامی'' طریقے پر لانے کی بہت محنت فرمائی...... افسوس کہ آپ ؒ کی اس محنت سے بہت کم لوگوں نے فائدہ اٹھایا...... جبکہ اکثر لوگ اپنی پرانی غیر شرعی رسومات اور طریقوں پر ڈٹے رہے......

اس وقت حضرت سیّد صاحب ؒ کی تعلیمات کو پھر عام کرنے کی ضرورت ہے...... کیونکہ بہت سے لوگ جہاد کے معنیٰ کو بدل رہے ہیں...... حضرت سید صاحب ؒ کے خطبات اور عمل میں اس فتنے کا توڑ موجود ہے...... اسی طرح کچھ لوگوں نے ''جہاد'' کو ہر طرح کی مار دھاڑ اور ہر طرح کے فساد کے معنیٰ میں لے رکھا ہے...... حضرت سیّد صاحب ؒ نے بار بار لوگوں کو سمجھایا کہ ہمارا مقصد صرف ہلّہ گُلّہ کرنا، فساد پھیلانا اور مار دھاڑ کرنا نہیں ہے...... بلکہ ہم تو شریعت اور سنت کے مطابق ''جہاد'' کا احیاء چاہتے ہیں...... آج کی بہت سی نام نہاد جہادی تحریکوں کے ذمہ دار اگر سیّد صاحب ؒ کے حالات، واقعات اور ارشادات کا مطالعہ کریں تو اُن کو معلوم ہوگا کہ وہ سیدھے راستے پر نہیں جا رہے...... اسی طرح ہمارے زمانے کا ایک بڑا فتنہ ''خلافت'' کے نام پر شور مچانے والے بے عمل اسکالروں کا ہے...... لاہور، اسلام آباد اور کراچی میں کئی تنظیمیں ''خلافت'' کے نام پر کام کر رہی ہیں...... یہ لوگ ظاہری طور پر ''خلافت'' کے قیام کی باتیں کرتے ہیں مگر خود اُن کا عمل مسلمانوں ''کو خلافت راشدہ'' کے پاکیزہ نظام سے دور لے جا رہا ہے...... خلافت کے قیام کے لئے دو چیزیں فرض کے درجے میں ہیں...... ایک ہجرت اور دوسری جہاد...... مگر ان تنظیموں اور اسکالروں کے پاس نہ ہجرت ہے اور نہ جہاد...... بس ہوائی باتیں ہیں...... اور خود فریبی کے

ڈھکوسلے......

کیا خلافت گھر بیٹھے قائم ہو جائے گی؟......قرآن پاک کی وہ آیات جن میں خلافت کا تذکرہ ہے اُن کو غور سے پڑھا جائے تو یہی سمجھ میں آتا ہے کہ......خلافت کی نعمت مسلمانوں کو تب نصیب ہوتی ہے جب وہ ایمان اور اعمال صالحہ کی قوت سے لیس ہو کر......ہجرت اور جہاد یعنی ہر طرح کی قربانی کے لئے کھڑے ہوتے ہیں......حضرت سیّد صاحب رحمہ اللہ نے جب ''خلافت'' کا مشن شروع فرمایا تو پھر تکیہ رائے بریلی میں بیٹھ کر لیکچر نہیں دیتے رہے...... بلکہ انہوں نے ہجرت اور جہاد کا راستہ اختیار فرما کر......اُمت مسلمہ کو ''خلافت'' پانے کا طریقہ اور راستہ سمجھا دیا......اور خود بھی زمین کے ایک حصّے پر اس کا نمونہ قائم فرما دیا......مگر مسلمانوں کے مجموعی حالات اس معیار کے نہیں تھے کہ اُن کو ''خلافت'' کی نعمت نصیب ہوتی...... چنانچہ اللہ تعالیٰ نے سیّد صاحب رحمہ اللہ کو اپنے پاس بُلا لیا......اور اُن کے مخلص رفقاء کو مغفرت، سعادت اور شہادت کی نعمتوں سے مالا مال فرما دیا......حضرت سیّد صاحب رحمہ اللہ جس قافلے کو لیکر چلے تھے وہ قافلہ آج بھی الحمدللہ رواں دواں ہے......سیّد صاحب رحمہ اللہ کا قافلہ کوئی نئی چیز یا نئی بدعت نہیں تھی...... یہ وہ قافلہ ہے جو ''بدر'' کے میدان سے چلا تھا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تشریف آوری تک بغیر کسی وقفے کے چلتا رہے گا...... اس قافلے کے پہلے امیر حضرت آقا مدنی ﷺ تھے اور آخری امیر حضرت امام مہدی علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہوں گے...... پندرہویں صدی جاری ہے......پچھلے چودہ سو سال میں یہ قافلہ ایک دن کے لئے بھی نہیں رکا......حضرت آقا مدنی ﷺ نے واضح اعلان فرما دیا ہے کہ یہ قافلہ ہر زمانے میں موجود ہوتا ہے...... اور یہ حق پر ہو گا اور اس میں چلنے والے کامیاب لوگ ہوں گے......تیرہویں صدی میں اس قافلے کی سالاری کے لئے اللہ تعالیٰ نے حضرت سیّد صاحب رحمہ اللہ کو منتخب فرمایا......اور یہ قافلہ اور اُس کے کارنامے اُمت کے سامنے ظاہر ہوئے......بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ یہ قافلہ گمنام چلتا رہتا ہے اور دنیا کے دوسرے مسلمانوں کو اس کی خبر نہیں ہوتی...... دنیا تو بہت بڑی ہے اور زمین اور سمندر بہت وسیع ہیں......آج سائنسدانوں نے ساری

دنیا کو ناپنے کا دعویٰ کر رکھا ہے مگر ہر چند سال کے بعد کوئی نئی جگہ سامنے آجاتی ہے...... حضرت سیّد صاحب رحمہ اللہ چونکہ اس اُمت کے ''مجددین'' میں سے تھے اس لئے اُن کے قافلے کے حالات مسلمانوں کے سامنے آگئے...... تاکہ وہ لوگ جن کا ''قبلہ'' دائیں بائیں ہو چکا ہے وہ اس قافلے سے روشنی لے کر ''صراط مستقیم'' کی طرف گامزن ہوں...... بدراور بالاکوٹ والا قافلہ آج بھی الحمدللہ...... اپنی منزل کی طرف رواں دواں ہے...... وہ خوش نصیب مسلمان جن کی قسمت میں کامیابی اور جنت لکھی ہے وہ اس قافلے کو ڈھونڈ لیتے ہیں......اور پھر اپنی پونجی یعنی جان و مال لگا کر اللہ تعالیٰ کی رضا اور جنت کے مستحق بن جاتے ہیں...... میری آپ سب سے گزارش ہے کہ...... دنیا پرستی کے دھوکے میں نہ پڑیں...... لوگ دھڑا دھڑ اس دنیا کو چھوڑ کر مر رہے ہیں...... معلوم ہوا کہ دنیا فانی ہے یہ دل لگانے اور جان کھپانے کی جگہ نہیں ہے...... آپ سب حضرت سیّد احمد شہید رحمہ اللہ کے مبارک حالاتِ زندگی اور آپ رحمہ اللہ کے ارشادات کو پڑھیں...... سیّد صاحب رحمہ اللہ گویا کہ ہمارے اپنے زمانے ہی کے آدمی ہیں...... دوسو سال کا عرصہ کوئی زیادہ عرصہ نہیں ہے...... اُن کے زمانے میں تقریباً وہ تمام فتنے موجود تھے جن کا سامنا آج ہمیں بھی ہے...... پھر ان حالات میں حضرت سیّد صاحب رحمہ اللہ اور اُن کے رفقاء نے ''حق راستے'' اور کامیابی کو کیسے تلاش کیا؟...... ہم سب کو اگر اپنی آخرت کی فکر ہے تو ہم سیّد صاحب رحمہ اللہ کے قافلے سے قرآن وسنت کا کامیابی والا راستہ معلوم کر آئیں...... اور پھر اپنے زمانے میں اس قافلے کو تلاش کریں...... اور پھر مرتے دم تک اسی قافلے میں جڑے رہیں...... یا اللہ روشنی عطاء فرما، نور عطاء فرما، توفیق عطاء فرما...... آمین یا ارحم الرحمین

اللھم صل علیٰ سیّدنا ومولانا محمد عدد مافی علم اللہ صلوٰۃ دائمۃ بدوام ملك اللہ عزوجل وبارك وسلم تسلیما کثیرا

☆......☆......☆

تحفۂ سیّد احمد شہید......

اللہ تعالیٰ ''رزق'' کی تنگی سے ہم سب مسلمانوں کی حفاظت فرمائے...... حضرت سیّد احمد شہید رحمہ اللہ نے کئی غریب، فقیر اور پریشان حال مسلمانوں کو روزی میں برکت کے وظیفے بتائے ......اور بعض لوگوں کو روزی میں برکت کے طریقے بھی ارشاد فرمائے...... ماشاءاللہ ان تمام مسلمانوں کو ان وظیفوں اور طریقوں پر عمل کرنے سے فائدہ ہوا......اور اللہ تعالیٰ نے اُن کی تنگی اور پریشانی دُور فرمادی...... دراصل حضرت سیّد صاحب رحمہ اللہ کو دو چیزوں کا بے حد شوق تھا......

(۱) جہاد (۲) مخلوق کی خدمت......

حضرت ندوی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:

''آپ رحمہ اللہ کو بچپن ہی سے مردانہ اور سپاہیانہ کھیلوں کا شوق تھا سنّ بلوغ کو پہنچے تو خدمت خلق کا ایسا ذوق پیدا ہوا کہ اچھے اچھے بزرگ حیران رہ گئے، ضعیفوں اور محتاجوں اور بیواؤں کی خدمت کرنے کا جذبہ، اس کے ساتھ عبادت، ذکر الٰہی کا ذوق بہت بڑھا ہوا تھا، ورزش اور مردانہ کھیلوں کا بہت شوق تھا، پانچ پانچ سو ڈنڈ لگاتے تھے اور تیس تیس سیر کے گرز گھماتے، تیرنے اور پانی میں دیر تک ٹھہرنے کی مشق کرتے (جب ایمان کی بہار آئی، تسہیل)

اسلام کے اہم ترین فریضے ''جہاد فی سبیل اللہ'' کے بارے میں آپ رحمہ اللہ کی خدمات کا سلسلہ تو ابھی تک جاری ہے......اس پر بہت کچھ لکھا جاچکا ہے اور ان شاءاللہ آئندہ بھی لکھا جاتا رہے گا...... آج کی مجلس میں حضرت سیّد صاحب رحمہ اللہ کے اُن وظائف اور طریقوں کا تذکرہ کرتے ہیں...... جو آپ رحمہ اللہ نے روزی کی تنگی اور پریشانی میں مبتلا افراد کو تلقین فرمائے......ان وظائف سے پہلے چند ضروری باتیں......

روزی کی تنگی کی کئی قسمیں

روزی میں تنگی کی کئی قسمیں ہیں......اور ہر قسم دوسری سے زیادہ تکلیف دہ ہے......

(۱) مال و اسباب کی اتنی کمی کہ اہم ضروریات بھی پوری نہ ہوں...... یہ بھی رزق کی تنگی ہے......

(۲) دل میں اتنی لالچ اور حرص پیدا ہو کہ جتنا بھی ملے کم محسوس ہو...... یہ بھی رزق کی تنگی ہے......

(۳) مال بہت ہو مگر اس مال سے کوئی فائدہ نہ ہو......سارا مال ایک کاروبار کے بعد دوسرے کاروبار میں لگتا جائے...... مٹی اور گارے میں ضائع ہوتا رہے......اور مال کے مالک کو اس مال سے کوئی آرام، آسائش اور راحت نہ ہو...... بلکہ الٹی تکلیف، پریشانی اور تھکاوٹ ہو...... یہ بھی رزق کی تنگی ہے......

(۴) رزق تو پورا ملے مگر اسراف، فضول خرچی اور لاپرواہی کی عادت ہو جس کی وجہ سے قرضوں پر قرضے چڑھتے جائیں......اور انسان دوسرے انسانوں کے سامنے رسوا ہوتا رہے...... یہ بھی رزق کی تنگی ہے......

(۵) مال موجود ہو مگر دل میں اتنا بخل پیدا ہو جائے کہ...... ہر روپیہ خرچ کرنے پر تکلیف ہو...... اور اس کی وجہ سے اپنی اور اپنے اہل و عیال کی ضروریات تک پوری نہ کر سکتا ہو...... یہ بھی رزق میں تنگی کی ایک قسم ہے......

رزق میں تنگی کے بعض اسباب

رزق میں تنگی کے کئی اسباب ہیں مثلاً

(۱) اجتماعی اموال...... یا کسی اور کے مال میں خیانت کرنا......حضرت سیّد صاحب رحمہ اللہ جب نواب امیر الدولہ کے لشکر میں تھے تو آپ رحمہ اللہ کو خواب کے ذریعہ معلوم ہوا کہ......لشکر کے ہاتھی کا جو نگران ہے وہ ہاتھی کے حق میں خیانت کرتا ہے......یعنی نواب صاحب رحمہ اللہ اُسے ہاتھی کے لئے جتنا خرچہ دیتے تھے وہ پورا ہاتھی کو نہیں کھلاتا تھا...... کچھ حصّہ خود ہڑپ کر جاتا تھا...... چنانچہ وہ جہادی ہاتھی بھوکا رہ جاتا تھا......سیّد صاحب رحمہ اللہ کو حکم ملا کہ اس کو سمجھائیں ورنہ وہ سخت مصیبت میں گرفتار ہوگا...... اتفاق سے اُس نگران نے حضرت سیّد صاحب رحمہ اللہ کی دعوت کی...... اور درخواست کی کہ میری روزی میں بہت تنگی ہے، کچھ پورا نہیں پڑتا آپ میرے لئے سفارش

کریں...... حضرت سیّد صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا آپ اس ہاتھی کا حق پورا اس کو کھلایا کریں انشاءاللہ چند دن میں خوب روزی ملے گی...... انہوں نے فوراً خیانت سے توبہ کی...... اور چند دن بعد ماشاء اللہ مالا مال ہو گئے...... اگر آپ نے یہ دلچسپ واقعہ پورا پڑھنا ہے تو وقائع صفحہ (۵۱) تا صفحہ (۵۳) پر ملاحظہ فرمائیں......

(۲) بعض اوقات کسی گناہ کی وجہ سے رزق میں تنگی آجاتی ہے...... اس لئے اگر استغفار کا معمول بنایا جائے...... اور صدقہ وغیرہ دیا جائے تو وہ تنگی فوراً دور ہو جاتی ہے...... جس طرح کسی پائپ میں کچرا آجائے تو پانی رُک جاتا ہے...... وہ کچرا دور کر دیا جائے تو پانی جاری ہو جاتا ہے...... حضرت سیّد صاحب رحمہ اللہ جب نواب امیر الدولہ مرحوم کے لشکر میں تھے تو اسلحہ کے کچھ تاجر آئے اور انہوں نے آپ رحمہ اللہ کے پاس قیام کیا...... کئی دنوں بعد انہوں نے شکایت کی کہ ہمارا اسلحہ فروخت نہیں ہو رہا...... اور کھانے پینے کا خرچ الٹا ہم پر پڑ رہا ہے...... حضرت سیّد صاحب رحمہ اللہ نے اُن سے کہلوایا کہ وہ اگر اپنی تیر کمانوں میں سے سب سے بہترین کمان اور ایک ترکش اُس مجاہد کو دے دیں جس کا ہم نام بتائیں تو انشاءاللہ اُن کا تمام سامان فروخت ہو جائے گا اور مزید مال بھی ملے گا...... انہوں نے اس ''نسخہ'' پر عمل کیا تو فوراً اُن کا تمام اسلحہ فروخت ہو گیا اور نواب صاحب نے اُن کو مزید انعام بھی دیا...... تاجر لوگ اگر اسی طرح جہاد میں قیمتی مال خرچ کریں...... اور غریب مسلمان بھی اپنا کچھ نہ کچھ مال جہاد میں لگایا کریں تو اس سے اُن کے گناہ معاف ہوں گے...... اور انشاءاللہ روزی میں بہت برکت ہوگی......

(۴) فجر کے بعد سورج نکلنے سے پہلے سونا، فجر کی نماز قضا کرنا، قرض لیکر واپس نہ لوٹانا، اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کے مال پر نظر رکھنا کہ وہ ہمیں دے...... یہ بھی رزق کی تنگی کے اہم اسباب ہیں......

اسماء الحسنیٰ کا عمل

حضرت سیّد صاحب رحمہ اللہ کو ''جہاد فی سبیل اللہ'' کی برکت سے اتنی اونچی نسبت اور مقام حاصل تھا کہ...... آپ رحمہ اللہ کے شیخ امام المحدثین حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب رحمہ اللہ بھی اپنے

مریدوں اور رشتہ داروں کو اصلاح، دعاء اور توجّہ کے لئے حضرت سیّد صاحب کے پاس بھیجتے تھے...... ایک بار حضرت شاہ صاحب ؒ کے کچھ رشتہ داروں نے رزق کی تنگی کی شکایت کی تو حضرت سیّد صاحب نے اُن کو برکت والے روپے دیئے اور اُن کے ساتھ دو افراد اور تھے اُن کو یہ وظیفہ ارشاد فرمایا:

اکتالیس دن تک ہر روز یَا مُغْنِیُ اور یَا بَاسِطُ گیارہ گیارہ ہزار بار پڑھیں......یعنی گیارہ ہزار بار یَا مُغْنِیُ اور گیارہ ہزار بار یَا بَاسِطُ ......اور اس وظیفہ کے اوّل اور آخر میں سات سات بار درود شریف اور سورہ فاتحہ پڑھیں......

اکتالیس دن کے بعد یہ عمل بند کر دیں......اُن حضرات نے یہ عمل کیا تو ماشاء اللہ چند دن بعد اُن کی تمام تنگی بہت عجیب طریقہ سے دور ہوگئی...... یہ پورا قصہ ’’وقائع احمدی‘‘ کے صفحہ ۱۲۹ پر مرقوم ہے......

بسم اللہ کا عمل

ایک صاحب جن کا نام ’’محمد میاں‘‘ تھا......انہوں نے حضرت سیّد صاحب ؒ اور آپ کے رفقاء کی دعوت کی......اور پھر انہوں نے اور ایک دوسرے صاحب نے آپ ؒ کی خدمت میں اپنی پریشانی عرض کی کہ...... ہماری قدیم جاگیریں انگریز حکومت نے ضبط کر لی ہیں...... جبکہ ہمارے اخراجات اپنی پُرانی طرز پر جاری ہیں جس کی وجہ سے ہم ہمیشہ قرضدار رہتے ہیں، حضرت ہمیں ایسی دعا بتا دیں کہ جس کی برکت سے اللہ تعالیٰ قرض سے نجات بخشے اور ہماری گزر بسر خوبی سے چلے...... حضرت سیّد صاحب نے ان میں سے ایک شخص کو یہ مؤثر اور طاقتور وظیفہ ارشاد فرمایا:

پانچ سو بار درود شریف پڑھ کر گیارہ سو بار بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھیں اور آخر میں پھر پانچ سو بار درود شریف پڑھیں......

اللہ تعالیٰ آپ کا مقصد پورا کرے گا (وقائع ص ۱۷۱)

سعدی فقیر عرض کرتا ہے کہ...... یہ عمل رزق میں برکت کے علاوہ اور بھی بہت سی پریشانیوں اور مسائل کا حل ہے......شرط یہ ہے کہ اخلاص اور توجہ سے کیا جائے......

اَللّٰہُ الصَّمَدُ کا عمل

ایک شخص نے حضرت سیّد صاحب ؒ سے عرض کی کہ میں روزی سے بہت تنگ حال ہوں...... کچھ ایسا عمل ارشاد فرمائیں کہ روزی کشادہ ہوجائے...... آپ ؒ نے ارشاد فرمایا:

تم ہر روز گیارہ سو مرتبہ اَللّٰہُ الصَّمَدُ پڑھا کرو...... اوّل آخر درود شریف (جتنی بار ہو سکے)

اللہ تعالیٰ تمہاری روزی میں برکت کرے گا...... انشاء اللہ۔ (وقائع ص۱۴۵)

’’اَللّٰہُ الصَّمَدُ‘‘ کا یہ عمل بہت نافع اور مجرب ہے......

قرآنی آیت مبارکہ کا عمل

ایک شخص نے حضرت سیّد صاحب ؒ سے رزق میں وسعت اور برکت کا عمل پوچھا تو آپ ؒ نے ارشاد فرمایا:

تم گیارہ سو بار یہ آیت پڑھا کرو

اِنَّ اللّٰہَ ھُوَالرَّزَّاقُ ذُوالْقُوَّۃِ الْمَتِیْنُ

اوّل آخر درود شریف (وقائع ص۱۴۵)

قرآنی آیت کا یہ عمل بہت مبارک، مفید اور قوی ہے......

دنیا اور آخرت دونوں کی فلاح کا عمل

’’ناگور‘‘ کے ایک میاں جی جن کا نام خدا بخش تھا...... اور وہ بچوں کو قرآن پاک پڑھاتے تھے، حضرت سیّد صاحب ؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے...... اور عرض کی کہ آپ میرے واسطے دعاء کریں کہ اللہ تعالیٰ مجھ سے راضی ہو اور دین و دنیا میں مجھ کو فلاح (کامیابی) دے...... حضرت سیّد صاحب ؒ نے ہنس کر فرمایا کہ تم تو آپ میاں جی ہو! اور تم کو معلوم ہے کہ قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا خزانہ ہے، اسی میں سے کوئی آیت پڑھا کرو...... انہوں نے عرض کی کہ بے شک قرآن مجید نعمتوں کا خزانہ ہے مگر آپ جس آیت کی اجازت دیں میں پڑھا کروں...... سیّد

صاحب ؒ نے فرمایا......

ہر روز گیارہ سو بار یہ آیت پڑھا کریں

اِنَّ اللّٰہَ ھُوَالرَّزَّاقُ ذُوالْقُوَّۃِ الْمَتِیْنُ

اوّل آخر گیارہ گیارہ بار درود شریف......

اللہ تعالیٰ تمہارا دنیا کا مقصد پورا فرمائے گا اور آخرت کی فلاح اور کامیابی کے لئے یہ آیت پڑھا کرو

سَلامٌ قَوْلاً مِنْ رَبٍّ رَحِیْمٍ (وقائع ص۶۵۳)

راوی کہتے ہیں کہ کچھ عرصہ بعد میری ''میاں صاحب'' سے ملاقات ہوئی تو ماشاء اللہ بہت خوشحال......اور فارغ البال تھے......

سورہ فاتحہ اور اخلاص کا عمل

حضرت سیّد صاحب ؒ کے قاصد ''میاں پیر محمد صاحب ؒ'' سے ایک غریب مسلمان نے روزی کی تنگی کی شکایت کی......اور رزق میں برکت اور وسعت کا عمل پوچھا......میاں پیر محمد صاحب ؒ نے فرمایا:

تم ہر روز ایک سو بار سورہ فاتحہ اور ایک سو بار سورۂ اخلاص پڑھا کرو، اللہ تعالیٰ تمہاری روزی میں برکت دے گا اور یہ وظیفہ مجھے میرے مرشد (حضرت سیّد صاحب ؒ) نے بتایا ہے۔ (وقائع ص ۲۲۷۹)

چند اور وظائف

آپ نے رزق میں وسعت کے وظائف ملاحظہ فرمالئے......یہ آپ سب کے لئے حضرت سیّد صاحب ؒ کی طرف سے تحفہ ہیں......آپ میں سے جو بھی رزق کی کسی طرح کی تنگی کا شکار ہو وہ اخلاص کے ساتھ ان وظائف سے فائدہ اٹھائے......''وقائع سیّد احمد شہید ؒ'' میں چند اور وظیفے بھی درج ہیں......مثلاً

(۱) کسی کے ساتھ دشمنی یا لڑائی ختم کر کے اتفاق پیدا کرنے کا عمل

تہجد کے وقت ساٹھ دن تک تین سو اکتالیس بار ''اَللّٰہُ الصَّمَدُ'' پڑھنا۔(ملاحظہ فرمایئے وقائع ص ۶۷۵)

(۲) جنگ اور خوف کی جگہ جاتے وقت امن اور عافیت کے لئے گیارہ بار سورۂ القریش (لایلٰف قریش) پڑھ کر اپنے اوپر دم کرنا......

یہ عمل کتاب میں کئی جگہ مذکور ہے......

(۳) رزق میں بے حد برکت، وسعت اور پریشانیوں کے حل کے لئے سورۂ مزمّل کا چلّہ......

یہ عمل وقائع صفحہ ۱۳۰ پر مختصر اور حج کے بیان میں مکمل شرائط اور تفصیل کے ساتھ مذکور ہے......

(۴) سمندر کے سفر میں حفاظت کے لئے

سورہ الزخرف کا پہلا رکوع روزانہ تلاوت کیا جائے (وقائع ص ۱۰۲۷)

حج کے سفر کے دوران حضرت سیّد صاحب رحمہ اللہ بحری جہاز پر......روزانہ فجر کے بعد ''حزب البحر'' پڑھتے تھے۔ (وقائع ص ۱۰۲۹)

☆......☆......☆

اللہ تعالیٰ حضرت سیّد احمد شہید رحمہ اللہ......اور اُن کے اہل و عیال اور رفقاء کرام کے درجات مزید بلند فرمائے......اور ہمیں بھی اپنی رحمت سے ''صراط مستقیم'' کی ہدایت اور استقامت نصیب فرمائے......

آمین یا ارحم الراحمین

اللھم صل علیٰ سیّدنا محمد النبی الامّی وانزله المقعد المقرب عندك وبارك وسلم تسلیما کثیرا کثیرا کثیرا

☆......☆......☆

مجلسِ سیّد احمد شہیدؒ

اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ سب کو ’’پورا مسلمان‘‘ بنائے...... اور ہم سب کو ایمانِ کامل نصیب فرمائے......آج کی محفل میں بھی حضرت سیّد احمد شہیدؒ کا بابرکت تذکرہ جاری رکھتے ہیں......

اُس سے پہلے چند تازہ خبروں پر ایک مختصر سی نظر......

(۱) پاکستان میں ''اٹھارویں ترمیم'' منظور ہو گئی...... یہ عام سا واقعہ ہے کیونکہ حکمرانوں کے نزدیک ملک کا آئین ایک ''کھلونا'' ہے وہ حسب خواہش اس سے کھیلتے رہتے ہیں......کل کوئی اور آئے گا تو ''انیسویں ترمیم'' بھی منظور کرالے گا......

(۲) یورپ میں ایک آتش فشاں پہاڑ نے دھواں اُگلا تو سارا یورپ مفلوج ہو کر رہ گیا......سات دن تک کئی ملکوں میں کوئی جہاز نہیں اُڑا...... اور لاکھوں لوگ ہوائی اڈوں پر پھنس کر رہ گئے...... یہ ہے ترقی اور یہ ہے طاقت کہ...... اللہ تعالیٰ کی ایک ادنیٰ مخلوق کا مقابلہ کر نہیں سکتے اور دعوے کرتے ہیں خُدائی کے......

(۳) اُدھر امریکہ اور ایران اوپر اوپر سے ایک دوسرے پر برس رہے ہیں جبکہ اندر سے دونوں کے مفادات ایک ہیں...... مسلم دنیا میں ایران کی مقبولیت جب کم ہونے لگتی ہے تو امریکہ اُس کے خلاف ایسا شور مچاتا ہے کہ ایران پھر ''کاغذی ہیرو'' بن جاتا ہے......افغانستان میں امریکہ اور ایران اکٹھے کھڑے ہیں......عراق میں امریکہ اور ایران ایک ساتھ بیٹھے ہیں...... بلکہ عراق میں امریکہ کو کامیابی ایران کے تعاون سے ملی ہے......

(۴) کشمیر کے معروف اور بزرگ رہنما سیّد علی گیلانی......تہاڑ جیل جا کر بھائی محمد افضل گورو صاحب سے ملاقات کر آئے ہیں...... اللہ تعالیٰ اُن کو اس کارِ خیر پر جزائے خیر عطاء فرمائے......انہوں نے ایک جلسہ عام میں تقریر کرتے ہوئے کہا ہے کہ......افضل گورو صاحب سے ملاقات کر کے میرا ایمان تازہ ہوا ہے......اور میرے ایمانی جذبات کو ترقی نصیب ہوئی ہے......افضل گورو صاحب خوش خرّم، مطمئن اور اپنے ایمانی نظریات پر قائم ہیں......القلم کے قارئین تو محمد افضل گورو صاحب کو جانتے ہیں...... کشمیر کا ایک بہادر اور شیر دل نوجوان جو تہاڑ جیل دہلی میں......سزائے موت وارڈ میں ہے......ایک شخص موت کے منہ میں بیٹھا ہے......مگر اپنے ملنے والوں میں ''امیدیں'' اور ''روشنیاں'' تقسیم کر رہا

ہے......اور اللہ تعالیٰ کی محبت کے جذبات بانٹ رہا ہے...... سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم ......اللہ تعالیٰ جس پر چاہتا ہے اپنا فضل فرماتا ہے...... اب آتے ہیں اپنے اصل موضوع کی طرف...... حضرت سیّد احمد شہید رحمہ اللہ کے تذکرے سے خود مجھے اور قارئین کو الحمدللہ فائدہ پہنچ رہا ہے......حضرت سیّد صاحب پر اللہ تعالیٰ کا بڑا فضل تھا......حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ کی خدمت میں بخارا کے ایک عالمِ دین اصلاح، توجہ اور سلوک و احسان کی تکمیل کے لئے حاضر ہوئے...... حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ نے اُن کو انتظار کا حکم فرمایا...... یہاں تک کہ جب حضرت سیّد احمد شہید رحمہ اللہ دوبارہ حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ کے پاس تشریف لائے تو آپ نے ''بخاری عالم'' کو حضرت سیّد صاحب کے سپرد کیا...... بخاری عالم نے جب حضرت سیّد صاحب رحمہ اللہ کی جہادی وضع قطع دیکھی تو دل میں سوچا کہ یہ تو مجاہد آدمی لگتے ہیں یہ مجھے روحانی و باطنی علوم کی کیا تعلیم دیں گے......اور حضرت سیّد صاحب رحمہ اللہ سے پوچھنے لگے کہ آپ نے کون کون سی کتابیں اور علوم پڑھے ہیں؟...... حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ نے ان کو ٹوک کر فرمایا کہ اس طرح کی گفتگو سے آپ کو کیا مطلب؟ آپ یہ سمجھ لو کہ جو کچھ آپ کو میرے پاس بارہ برس میں ملے گا ان کی خدمت میں وہ سب کچھ بارہ دن میں حاصل ہو جائے گا......(وقائع ص ۹۳)

ہم بھی حضرت سیّد احمد شہید رحمہ اللہ کا تذکرہ اس لئے کر رہے ہیں کہ......اُن پر اللہ تعالیٰ کا بہت فضل تھا......اور جن لوگوں پر اللہ تعالیٰ نے اپنا خاص فضل فرمایا ہو اُن کا تذکرہ کرنے سے بہت سی نعمتیں نصیب ہوتی ہیں...... آیئے حضرت سیّد احمد شہید رحمہ اللہ کی صحبت میں چلتے ہیں اور کامیابی کی باتیں سیکھتے ہیں......

نماز کی سخت تاکید

حضرت سیّد صاحب رحمہ اللہ نماز کی بہت تاکید فرماتے تھے......رسالہ اشغال میں ہے:۔

’’نماز پنجگانہ (یعنی پانچ وقت کی نماز) ادا کرنا فرض ہے، اوراس کا ترک کُفر ہے، لازم ہے کہ ہر مؤمن جان ودِل سے اللہ تعالیٰ کا حُکم بجالائے‘‘ (رسالہ اشغال، روحانی رشتے)

ہر مسلمان کو چاہئے کہ نماز کے بارے میں یہی عقیدہ اور نظریہ رکھے...... حضرات صحابہ کرامؓ کا نماز کے بارے میں یہی عقیدہ اور نظریہ تھا...... پس ہر مسلمان خود کو اس کا پابند بنائے...... اور اپنی آل، اولاد، رشتہ داروں اور اپنے تابعداروں میں نماز کو قائم کرے...... اور نماز چھوڑنے کو کافروں والا کام سمجھے......

مساجد کا ادب واحترام

بخارا کے جس عالم دین کا تذکرہ اوپر گزرا ہے...... وہ چند دن حضرت سیّد صاحبؒ کی صحبت میں رہے تو اپنے مقصد کو پہنچ گئے...... انہیں اللہ تعالیٰ کی معرفت کا بہت اونچا مقام نصیب ہوا...... ایک روز حضرت سیّد صاحبؒ اُن کو ’’تعلیم‘‘ فرمارہے تھے کہ اچانک اُنہیں قے (یعنی اُلٹی) آنا شروع ہوگئی...... حضرت سیّد صاحبؒ نے مسجد کو ناپاکی سے بچانے کے لئے پہلے مٹی کی چلمچی اُن کے آگے کی...... مگر وہ چھوٹی تھی تو باقی اپنے دامن میں لیکر آپ اور ملّا بخاری مسجد سے باہر نکلے...... اور باہر آکر آپ نے اپنے ہاتھ کپڑے وغیرہ دھو لئے...... اس واقعہ کے چھ سات دن بعد آپ نے فرمایا...... اُس دن جو ملّا بخاری کی قے میں نے اپنے ہاتھ میں لی کہ مسجد نجس نہ ہو تو اس کام سے اللہ تعالیٰ بہت راضی ہوئے اور اللہ تعالیٰ نے اس پر مجھے بڑی نعمت عطاء فرمائی کہ اُس کا شکر ادا نہیں کرسکتا...... اور فرمایا کہ تو نے ہماری مسجد کا ادب کیا ہم نے تجھ کو یہ انعام دیا...... (وقائع ص ۹۵)

اس سلسلے کا دوسرا واقعہ یہ ہے کہ...... حضرت سیّد صاحبؒ حضرت شاہ عبدالقادر صاحبؒ کی مسجد میں رہتے تھے...... حضرت شاہ عبدالقادر صاحبؒ نے قرآن پاک کا ترجمہ اور تفسیر ’’موضح قرآن‘‘...... جس کو عام طور سے ’’موضح القرآن‘‘ کہا جاتا ہے اسی مسجد میں تحریر فرمائی...... حضرت سیّد صاحبؒ نے خواب میں دیکھا ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ...... یہ

مسجد جب سے بنی ہے اس کی چھت کو کبوتروں اور ابابیلوں کی بیٹ سے کسی نے پاک نہیں کیا...... صبح بیدار ہو کر آپ رحمہ اللہ نے تحقیق فرمائی تو یہی معلوم ہوا کہ مسجد کی چھت بہت طویل مدت سے پاک نہیں کی گئی...... مسجد کی چھت بہت اونچی تھی...... آپ رحمہ اللہ نے حضرت شاہ اسماعیل شہید رحمہ اللہ کو حکم دیا کہ کئی سیڑھیاں جوڑ باندھ کر اونچی سیڑھی تیار کی جائے...... پھر آپ رحمہ اللہ اس سیڑھی کے ذریعہ چھت پر چڑھے اور بہت محنت سے صفائی، دُھلائی کی...... اور بھی کئی لوگ اس مبارک کام میں آپ رحمہ اللہ کے ساتھ شریک ہو گئے...... اس واقعہ کے کئی دن بعد حضرت سیّد صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا...... اللہ تعالیٰ جلّ شانہ نے اس چھت کو صاف کرنے کے بدلے مجھے بڑی نعمت عطاء فرمائی کہ اس کا شکر مجھ سے ادا نہیں ہوسکتا...... (وقائع ص ۱۰۴ تسہیل)

ان دو واقعات سے حضرت سیّد صاحب رحمہ اللہ کی زندگی کا ایک اور خوبصورت اور قابل تقلید پہلو ہمارے سامنے آ گیا...... مساجد سے محبت، مساجد کی خدمت، مساجد کی صفائی، مساجد کا احترام...... اور مساجد کے لئے محنت...... حضرت سیّد صاحب رحمہ اللہ جہاں بھی گئے آپ رحمہ اللہ نے مسجد کو آباد فرمایا...... کئی جگہوں پر نئی مساجد تعمیر کروائیں...... کئی گمراہ بدعتیوں نے جب توبہ کی تو آپ نے اُن کے امام باڑوں کو مساجد میں تبدیل فرمادیا...... ایک غریب آدمی سے آپ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ تم...... مسجد کے پانی، روشنی اور لوٹوں وغیرہ کا بندوبست اپنے ذمہ لے لو تو اللہ تعالیٰ تمہیں رزق کی وسعت عطاء فرمائے گا...... اُس آدمی نے یہ خدمت اپنے ذمہ لے لی مگر وہ حیران تھا کہ...... اُس جیسے غریب آدمی سے یہ کام کیسے ہو پائے گا؟...... اُس نے اللہ تعالیٰ کے بھروسے پر مسجد کی خدمت شروع کر دی تو اللہ تعالیٰ نے اُس کی روزی اور رزق میں خوب برکت عطاء فرما دی...... مسجد کی تعمیر، مسجد کی آبادی اور مسجد کی خدمت یہ وہ اعمال ہیں جو اللہ تعالیٰ کے فضل کو دعوت دیتے ہیں...... ہم سب کو چاہیے کہ...... مسجد کی صفائی کیا کریں...... جو مسجد ہمارے زیرِ انتظام ہو وہ شیشے کی طرح صاف شفاف ہونی چاہیے...... اگر مسجد کی چٹائی پھٹ گئی ہو تو ہم نئی خرید لائیں...... مسجد میں جب جائیں تو ادب سے جائیں...... آواز بلند نہ کریں، شور شرابا نہ کریں......

اور دنیا کی باتیں نہ کریں...... مسجد کی خدمت کا موضوع بہت طویل ہے آج بس اتنا ہی کافی ہے......

ہمیشہ جہاد کی تیاری

سیرت سیّد احمد شہید رحمہ اللہ میں ہے:

''یوں تو عبادت وسلوک کے ساتھ جہاد کی تیاری آپ ہمیشہ کرتے رہتے تھے، لیکن (رائے بریلی کے) اس قیام میں اس طرف سب سے زیادہ توجہ تھی...... جہاد کی ضرورت کا احساس روز بروز بڑھتا جاتا تھا اور یہ کانٹا تھا، جو آپ کو برابر بے چین رکھتا تھا...... دن رات اسی کا خیال رہتا تھا...... زیادہ تر یہی مشاغل بھی رہتے (یعنی جہاد کی تیاری، ٹریننگ وغیرہ) آپ اکثر اسلحہ لگاتے تاکہ دوسروں کو اس کی اہمیت معلوم ہو اور شوق ہو...... دوسروں کو بھی اس کی ترغیب دیتے'' (روحانی رشتے ص۶۱)

ہر مسلمان کو جہاد کی ایسی ہی فکر اور تیاری رکھنی چاہئے...... یہ اسلام کا تقاضا اور ایمان کامل کی شرط ہے......

پردے کی تاکید

حضرت سیّد صاحب رحمہ اللہ نے عورتوں کی اصلاح کے لئے بھی بہت کام کیا...... آپ رحمہ اللہ جہاں بھی تشریف لے جاتے وہاں مردوں کے ساتھ عورتوں کی بیعت بھی لیتے...... اور انہیں وعظ ونصیحت فرماتے...... جو عورتیں حلال مال میں سے آپ رحمہ اللہ کو کوئی ہدیہ پیش کرتیں تو آپ رحمہ اللہ قبول فرماتے اور دعاء سے نوازتے...... لیکن اگر ہدیہ کسی حرام مال سے ہوتا تو آپ رحمہ اللہ وہ واپس فرمادیتے...... اور بہت خیر خواہی کے ساتھ حرام کاموں سے بچنے کی تلقین فرماتے...... عورتوں کی اصلاح کا یہ سارا معاملہ پردے کے پیچھے سے ہوتا تھا...... سفر حج کے راستے میں ایک بار ایک بڑے رئیس نے آپ رحمہ اللہ کی دعوت کی اور بیعت ہوئے...... پھر وہ آپ کو عورتوں کی بیعت کے

لئے گھر کے اندر لے گئے...... حضرت یہ سمجھ کر اُن کے ساتھ چلے گئے کہ خواتین پردے کے پیچھے ہوں گی...... مگر وہاں تو خواتین سامنے بیٹھی تھیں...... حضرت فوراً باہر نکل آئے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اُس رئیس کو پردے کی بہت تاکید کی اور ارشاد فرمایا:

''پردہ نہ کرنا کفار کا طریقہ ہے اور اس میں بڑے بڑے فساد اور بہت قباحتیں ہیں اور اس میں سب سے بڑا گناہ یہ ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ اور رسول ﷺ کی نافرمانی ہے'' (وقائع ص۹۰۲ تسہیل)

پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ صحیح پردہ کروا کے اندر تشریف لے گئے اور عورتوں سے بیعت لی...... اور آپ رحمۃ اللہ علیہ نے سر ننگا کر کے بہت عاجزی و آہ وزاری سے اُن عورتوں کی اصلاح کی دعاء فرمائی...... راوی کہتے ہیں کہ دعاء قبول ہوئی اور اُس علاقے کی عورتوں میں بہت حیا اور دینداری عام ہوئی......

ہم سب مسلمانوں کو پردے کا خوب اہتمام کرنا چاہئے...... اور خواتین پردے کو رسم یا مجبوری سمجھ کر نہیں بلکہ شان اور عبادت سمجھ کر خوشی اور ایمانداری سے اختیار کریں......

سیّد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی بیٹی کا صدقہ

حضرت سیّد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ تعالیٰ نے...... توکّل اور سخاوت کی صفت عطاء فرمائی تھی...... آپ رحمۃ اللہ علیہ نے جب سے ہوش سنبھالا کسی محتاج سائل کو حتی الامکان خالی ہاتھ واپس نہیں فرمایا...... جن دنوں آپ بالاکوٹ تشریف لے جانے کے لئے قصبہ ''راج دواری'' میں اپنے جانثار مجاہدین کے ساتھ ٹھہرے ہوئے تھے...... وہاں ایک دن اشراق کے بعد چارپائی پر لیٹے ہوئے اپنے رفقاء کو کچھ وعظ و نصیحت فرما رہے تھے...... اسی وعظ میں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا:

''بعض اوقات کوئی چھوٹا سا عمل اللہ تعالیٰ کے ہاں ایسا مقبول ہوتا ہے کہ نجات کا ذریعہ بن جاتا ہے...... اور بعض اوقات کوئی بڑا عمل جس میں بہت مال خرچ ہوا قبولیت کے اس مقام تک نہیں پہنچتا، کیونکہ اللہ تعالیٰ غنی ہے اس کو تھوڑے، زیادہ کی کوئی پروا نہیں...... چنانچہ ایک دن کا قصہ ہے کہ میں اپنے تکیہ کی مسجد میں بیٹھا تھا کہ ایک محتاج فقیر نے سوال کیا...... اس وقت میرے پاس دینے کے لئے کچھ نہیں تھا میں اس کو ٹھہرا کر اپنے گھر گیا اور گھر کی عورتوں سے کہا کہ اس وقت کسی کے

پاس کوئی پیسہ ہو یا کچھ کوڑیاں ہوں ہم کو دے، اللہ تعالیٰ اس کو جنت عطاء کرے گا.....سب نے جواب دیا کہ اس وقت ہمارے پاس پیسہ، کوڑی کچھ نہیں ہے۔ اُس وقت ہماری بیٹی ''سارہ'' کھیل رہی تھی اُس نے سنا تو مجھ سے کہا میاں! چھدام کی کوڑیاں میرے پاس ہیں، اگر اتنی کوڑیوں کے دینے سے جنت ملتی ہے تو میں لیتی ہوں، میں نے اپنے دل میں کہا کہ جس کو پروردگار جنت دیوے وہ پاوے..... دیکھو تو چھوٹی سی بچی کس طرح اس بات کو سمجھ گئی، یہ اللہ تعالیٰ کی عنایت ہے، پھر وہ ''کوڑیاں'' سارہ سے لیکر میں مسجد میں گیا اور اس سائل کو دے کر رخصت کیا (وقائع تسہیل ۲۱۸۰)

ہم سب مسلمانوں کو صدقہ، خیرات میں بڑھ چڑھ کر حصہ ڈالنا چاہئے.....اور اپنی اولاد میں بھی اس مقبول عمل کی عادت ڈالنی چاہیے.....

اسلام کے پانچ اہم فرائض

رنجیت سنگھ کا ایک فوجی آفیسر فرانسیسی تھا..... نام اُس کا جنرل وینٹورہ تھا..... یہ جنرل دوبار حضرت سیّد صاحب رحمہ اللہ کے مقابلے میں اترا مگر دونوں بار اُسے بھاگنا پڑا..... یہ کافی سمجھدار اور مذاہب کا علم رکھنے والا شخص تھا..... دوسری لڑائی سے پہلے اس نے حضرت سیّد صاحب رحمہ اللہ سے مراسلت بھی کی اور اپنا کوئی نمائندہ بات چیت کے لئے بھیجنے کو کہا..... حضرت سیّد صاحب رحمہ اللہ نے اپنی جماعت کے ایک صاحب علم فہیم، بہادر اور بزرگ عالم دین حضرت مولانا خیرالدین شیرکوٹی کو ''جنرل ونیٹورہ'' کے پاس بات چیت کے لئے بھیجا حضرت مولانا خیرالدین شیرکوٹی رحمہ اللہ نے اس ملاقات میں حضرت سیّد صاحب رحمہ اللہ اور اُمت مسلمہ کی بہترین ترجمانی فرمائی.....اور جنرل ونیٹورہ کو لاجواب کردیا..... جنرل ونیٹورہ نے جب مولانا سے یہ پوچھا کہ..... حضرت سیّد صاحب رحمہ اللہ کو اپنے علاقے میں بڑی عزت حاصل تھی پھر وہ یہاں کیا کرنے آئے ہیں؟ کیا اپنے سے بہت زیادہ طاقتور دشمن کے ساتھ لڑنے کے لئے چلے آنا کوئی دانشمندی ہے؟.....تو حضرت مولانا رحمہ اللہ نے ارشاد فرمایا:

''سیّد صاحب ؒ کے آنے کا سبب یہ ہے کہ آپ کو معلوم ہے کہ دینِ اسلام میں پانچ احکام ''فرض'' کا درجہ رکھتے ہیں، جن کی ادائیگی کی اللہ تعالیٰ کی طرف سے سخت تاکید ہے اور وہ نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج اور جہاد ہیں۔ (جب ایمان کی بہار آئی ص ۱۶۷)

یہ تھا جہاد کے بارے میں حضرت سیّد صاحب ؒ اور اُن کی جماعت کا عقیدہ...... اور یہی وہ عقیدہ ہے جو قرآن پاک نے...... اور جناب رسول کریم ﷺ نے بیان فرمایا ہے...... اللہ تعالیٰ ہم سب کو اسی عقیدے پر زندہ رکھے اور اسی پر شہادت نصیب فرمائے...... آمین یا ارحم الراحمین

اللھم صل علیٰ سیّدنا محمد النبی الامی بقدر علمه و کماله وحُسنه وجماله وعلیٰ ال محمد وسلم تسلیما کثیرا کثیرا

☆......☆......☆

نظریہ سیّد احمد شہید

اللہ تعالیٰ میری اور آپ سب کی ''قسمت'' اچھی فرمائے...... اور ہم سب کو بدنصیبی سے بچائے...... آمین یا ارحم الراحمین...... ''ابولہب'' بدقسمت تھا حالانکہ اُس نے رسول اکرم ﷺ کا زمانہ پایا...... صرف زمانہ ہی نہیں قریب کی رشتہ داری بھی...... جی ہاں آدمی بدنصیب ہو تو اُسے ''پیغمبر ﷺ'' کی رشتہ داری بھی کام نہیں دیتی...... جبکہ دجّال کے زمانے میں ایسے مسلمان ہوں گے جو سیدھے جنت میں جائیں گے...... جی ہاں آدمی ''خوش نصیب'' ہو تو پھر اُسے ''دجّال'' بھی

نقصان نہیں پہنچا سکتا...... مجھے حیرت ہوتی ہے اُن لوگوں پر جو خود کو مسلمان کہلواتے ہیں......مگر جہاد کی مخالفت کرتے ہیں......شہداء کرام کے گرم لہو جنازے بھی اُن کی سوچ اور ہٹ دھرمی نہیں بدل سکتے...... جہاد کے خلاف وہی پرانی باتیں اور پُرانے اعتراضات......اللہ تعالیٰ بد نصیبی سے بچائے......قرآن پاک جہاد کے تذکرے بار بار فرماتا ہے......مگر بدنصیب لوگ نہیں سمجھتے......ان کو ''سائنس'' کی کوئی بات بتادو تو فوراً مان لیتے ہیں......مگر سورۂ انفال اور سورہ براۃ کی پکار اِن کے کانوں پر اثر نہیں کرتی......بس یہی کہتے ہیں کہ آج کا جہاد ''بے مقصد'' ہے...... ان کو کون سمجھائے کہ جہاد اللہ تعالیٰ کا حکم ہے......اور اللہ تعالیٰ کا حکم ماننا اور زندہ کرنا خود بہت بڑا مقصد ہے......شہداء بالاکوٹ کا تذکرہ بار بار اسی لئے کیا جارہا ہے کہ...... اُس تحریک کا بھی ظاہری نتیجہ لوگوں کو نظر نہیں آیا......مگر اُس تحریک کے مجاہدین کو جنت کی حوریں آسمان سے اُترتی ہوئی اپنی آنکھوں سے نظر آگئیں...... ''دعوتِ جہاد'' دینے والے رفقاء سے بار بار یہی عرض کرتا ہوں کہ......فضول سوال و جواب میں جہاد کے عظیم الشان فریضے کی توہین نہ ہونے دیں......بس مسلمانوں کو رو رو کر سمجھائیں کہ...... جہاد اللہ تعالیٰ کا حکم ہے......اے مسلمانو! رب تعالیٰ کے حکم کو پورا کرو...... جہاد کی فرضیت، جہاد کے فضائل، جہاد کے مناقب، جہاد کی شان، شہادت کے فضائل......اور ترک جہاد کی وعیدیں بیان کرو جو خوش نصیب ہوگا وہ ایک حدیثِ پاک سن کر ہی کھڑا ہوجائے گا...... باقی آج کے جہاد کا کیا نتیجہ نکل رہا ہے؟......مسلمانوں سے نہیں کافروں سے جا کر پوچھو کہ وہ آج کے جہاد سے کس قدر ہیبت زدہ ہیں......اور کس طرح سے اُن کے منصوبے خود اُن کے منہ کی کالک بن رہے ہیں...... ہمارے لئے تو بس اتنا ہی کافی ہے کہ اللہ پاک ہمیں اپنے راستے کا ''مجاہد'' بنادے......اور ہمارے دل میں ''اعلاء کلمۃ اللہ'' کا جنون ہو اور ہمارا جسم اپنے محبوب رب کے راستے میں بکھر جائے......

حضرت سیّد احمد شہید رحمہ اللہ نے پوری زندگی مسلمانوں کو یہ مسئلہ سمجھایا کہ......ایمان کا سب سے اونچا مقام جہاد فی سبیل اللہ سے حاصل ہوتا ہے......اسلام کی سب سے بلند چوٹی جہاد فی سبیل

اللہ ہے...... اور اللہ تعالیٰ سے محبت کا سب سے اہم تقاضہ جہاد فی سبیل اللہ میں قربانی پیش کرنا ہے...... پس وہ شخص جو اسلام، ایمان اور محبت الٰہی کا دعویٰ کرتا ہے وہ جہاد فی سبیل اللہ میں نکل کر اپنے دعوے کو سچّا ثابت کرے...... اور اللہ تعالیٰ کے ہاں کامیابی کا مقام پائے...... حضرت سیّد صاحب کی جماعت میں چوٹی کے علماء کرام موجود تھے...... خانوادۂ ولی اللّٰہی کا پورا علمی نچوڑ اُن کے قافلے میں شامل تھا...... آج جو لوگ جہاد فی سبیل اللہ پر سوالات کرتے ہیں اُن کو چاہئے کہ...... بدنصیبی سے نجات حاصل کرنے کی دعاء کریں اور حضرت سیّد احمد شہید کے قافلے کے مکمل حالات پڑھیں...... انشاء اللہ نظریئے کی اصلاح ہو جائے گی...... جہاد پر اشکالات اور سوال کرنے والے لوگ کئی طرح کے ہیں......

(۱) بعض لوگوں نے اپنے دل میں یہ تہیّہ کر رکھا ہے کہ...... وہ کبھی بھی جہاد کے لئے نہیں نکلیں گے...... جی ہاں ایک منٹ کے لئے بھی نہیں...... ایسے لوگوں کے ہر سوال کا جواب اگر قرآنی آیات سے بھی دے دیا جائے تب بھی...... اُن پر کوئی فرق نہیں پڑتا...... وہ صرف الفاظ سے کھیلتے ہیں...... کبھی کہتے ہیں ہم مطمئن ہیں اور کبھی پھر غیر مطمئن ہونے کا اعلان کر دیتے ہیں...... ان کی قسمت میں نہیں ہوتا کہ اُن کا ایک روپیہ جہاد میں قبول ہو...... یا اُن کو جنت کے زیورات یعنی جہادی اسلحہ نصیب ہو...... وہ روز نئے سوالات ڈھونڈتے ہیں...... مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ جب ابتداء میں ''جیش محمد ﷺ'' کا اعلان ہوا تو بعض لوگوں نے ایک ''صاحب'' کے بارے میں بہت اشکالات کئے کہ...... ان کو ''جیش'' میں کیوں شامل کیا گیا ہے؟...... چند سال بعد اُن ''صاحب'' کی ''جیش'' سے علیحدگی ہوگئی تو انہی لوگوں نے پھر شور مچایا کہ...... ان کو کیوں نکالا گیا ہے؟...... بہر حال وہ کبھی بھی کسی بھی حال میں جہاد یا مجاہدین کی جماعت کے حامی نہیں ہوتے...... اُن کے نزدیک جہاد ایک عظیم فریضہ نہیں...... بلکہ نعوذ باللہ ایک کھلونا ہے...... ایسے لوگوں سے بحث کرنے کا کیا فائدہ؟

(۲) بعض لوگ جہاد کو ایک اچھا کام سمجھتے ہیں...... مگر خود کو اور اپنے غیر جہادی کام کو جہاد سے

بہت زیادہ افضل مانتے ہیں...... ان کے سامنے نہ قرآن پاک کی وہ نص قطعی ہے جس میں مجاہدین کی افضلیت کا صاف اعلان ہے...... اور نہ ان کے سامنے رسول اللہ ﷺ کے جہادی فرمودات اور آپ ﷺ کی زندگی ہے...... یہ لوگ چونکہ شریعت کی ایک ترتیب کو الٹتے ہیں اس لئے یہ بھی وساوس میں غوطے کھاتے رہتے ہیں...... اور جہاد کے مبارک عمل میں دو لفظوں کی شرکت بھی ان کو نصیب نہیں ہوتی...... کہ کسی مجاہد کی حوصلہ افزائی کر دیں...... یا کسی مجاہد کو اخلاص کے ساتھ دعاء دے دیں...... حالانکہ یہ ''ختم نبوت'' کی برکت ہے کہ...... رسول کریم ﷺ نے جو جہاد شروع فرمایا تھا وہ آج بھی...... تروتازہ، سرسبز اور شاندار ہے...... میں آپ سب مسلمانوں کو کھلی دعوت دیتا ہوں کہ...... آج بھی شرعی جہاد کے کسی محاذ پر جا کر دیکھیں...... آنے اور جانے میں جو ایمانی کیفیات نصیب ہوتی ہیں...... اُن کو الفاظ میں بیان ہی نہیں کیا جا سکتا...... الیکشن لڑنے والوں سے پوچھیں کہ...... تیس دن کی انتخابی مہم چلانے سے ''ایمان'' کی کیا حالت بنتی ہے...... تجربہ کار لوگ بتاتے ہیں کہ...... ایمان، نماز، دینی کیفیات کا جنازہ نکل جاتا ہے...... یوں محسوس ہوتا ہے کہ...... سینے میں دل نہیں ایک کالا پتھر رکھا ہوا ہے...... اب یہی تیس دن آپ جہاد کا سفر کریں...... اللہ اکبر کبیرا...... زندہ راتیں، حسین دن، جاندار نمازیں...... اور عرش تک پہنچتی دعائیں...... ذکر کا الگ مزہ، مراقبے کا الگ لطف...... اور دل پر رحمت اور نور کی برسات...... جہاد کی تو آج بھی یہ شان ہے کہ...... کوئی مسلمان عورت اپنے ہاتھوں سے سونے کی ایک چوڑی جہاد میں دینے کے لئے اُتارتی ہے تو اُسی وقت اُس کے دل کی حالت بدل جاتی ہے...... اندھیرے اور شہوات غائب اور نور ہی نور، نور ہی نور...... اللہ نور السمٰوٰت والارض...... آج بھی کوئی پریشان حال آدمی اچانک ''فدائی جہاد'' کی نیت کرتا ہے تو اُسی وقت سے اُس پر...... سکینہ طاری ہونا شروع ہو جاتا ہے...... اور جب آدمی جہاد میں مال خرچ کرنے کے لئے اپنی جیب یا تجوری میں ہاتھ ڈالتا ہے تو اُسی وقت اُس کی روح آسمانوں کے اوپر کی سیر کر آتی ہے...... اللہ کے بندو! جہاد بہت بڑی چیز ہے...... بہت بڑی چیز ہے...... یہ بات خود اللہ تعالیٰ نے اور آقا

مدنی ﷺ نے سمجھائی ہے..... اُمتِ مسلمہ کے جن خوش نصیب لوگوں نے اللہ تعالیٰ اور رسولِ پاک ﷺ کی اس بات کو سمجھا ان میں حضرت سیّد احمد شہید رحمہ اللہ بھی تھے..... حضرت سیّد صاحب رحمہ اللہ ارشاد فرماتے ہیں.....

تمام عبادتوں کی بنیاد، تمام طاعتوں کی اصل اور تمام سعادتوں کا مدار یہ ہے کہ بندے کا اللہ تعالیٰ کے ساتھ عبودیت یعنی بندگی کا رشتہ قائم ہو جائے..... یہ رشتہ قائم ہونے کی نشانی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی محبت تمام رشتوں اور چیزوں کی محبت سے بڑھ کر نصیب ہو جائے.....اب اس بات کا پتہ کس طرح چلے گا کہ اللہ تعالیٰ کی محبت سب سے بڑھ کر ہے تو اس محبت کی سب سے بڑی امتحان گاہ ''میدان جہاد'' ہے.....پس جہاد کے لئے قدم اٹھانا جسے حدیث شریف میں اسلام کی چوٹی کی بلندی قرار دیا گیا ہے اس بات کی مضبوط علامت ہے کہ اللہ تعالیٰ کی محبت تمام مخلوقات کی محبت پر غالب ہوگئی ہے۔(سیّد احمد شہید ص ۲۵۲ تسہیل)

یہ ہے جہاد کے بارے میں صحیح اسلامی نظریہ.....خوش قسمت ہیں وہ مسلمان مرد اور عورتیں جو اس زمانے میں کسی بھی طرح..... جہاد فی سبیل اللہ کے عظیم اور مبارک عمل کے ساتھ منسلک ہیں.....ان سب کو پوری اُمت مسلمہ کی طرف سے بہت بہت مبارک.....اللہ تعالیٰ توفیق دے تو ''فتح الجوّاد'' کا مطالعہ کرلیں..... ''فضائل جہاد'' کو ایک بار پڑھ لیں..... حضرت سیّد احمد شہید رحمہ اللہ کے متعلق حضرت مولانا سیّد ابوالحسن ندوی رحمہ اللہ ......اور مولانا غلام رسول مہر رحمہ اللہ کی کتابیں پڑھ لیں..... حضرت سیّد صاحب رحمہ اللہ کے بیانات اور واقعات پڑھ لیں.....انشاءاللہ آپ ضرور کہیں گے کہ..... بے شک جہاد کی نعمت صرف ''سعادت مندوں'' کو نصیب ہوتی ہے.....اللہ تعالیٰ میری اور آپ سب کی قسمت اچھی فرمائے اور ہم سب کو شقاوت اور بدبختی سے بچائے.....آمین یاارحم الراحمین

وصلی اللہ علی النبی الطاھر الزکی الکریم الھاشمی محمد والہ وصحبہ وسلم تسلیما کثیرا ...... صلوٰۃ تحل بھا العقد وتفك بھا الکُرب

☆......☆......☆

شاندار محفل

اللہ تعالیٰ نے ایک ''پتھر'' پر محبت کی نظر فرمائی تو وہ...... کالا پتھر یعنی ''حجر اسود'' کتنا ''محبوب'' ہوگیا......لاکھوں، کروڑوں مسلمان اُس کی زیارت کرتے ہیں...... اور لپک لپک کر اُس کے بوسے لیتے ہیں......اللہ تعالیٰ کی محبت عجیب نعمت ہے یہ جس کو بھی نصیب ہو جائے وہ ''محبوب'' بن جاتا ہے......

وَأَلْقَيْتُ عَلَيْكَ مَحَبَّةً مِّنِّيْ

خواہ وہ کوئی انسان ہو، پتھر ہو یا پانی ہو...... ''زمزم شریف'' کتنا محبوب ہے، حالانکہ وہ بھی پانی ہے...... مگر اللہ تعالیٰ کی ''نظر محبت'' نے اُسے کیا سے کیا بنا دیا ہے......

سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم

حضرت سیّد احمد شہید بھی ایک ''انسان'' تھے......اور ہماری طرح رسول پاک ﷺ کے ایک اُمّتی تھے...... وہ نہ پیغمبر تھے اور نہ صحابی...... مگر اللہ تعالیٰ نے اُن پر اپنی محبت کی نظر فرمائی......اور اُن کو اپنی محبت والے خاص راستے یعنی ''جہاد فی سبیل اللہ'' کے لئے منتخب فرمایا...... اللہ تعالیٰ کی اس ''محبت'' نے حضرت سیّد صاحب کو ایسا ''محبوب'' بنا دیا کہ...... مسلمان آج بھی اُن سے محبت رکھتے ہیں، اُن سے روشنی لیتے ہیں...... اور اُن کے لئے دعائیں کرنا اپنے لئے سعادت سمجھتے ہیں......

سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم

القلم کی شاندار محفل

جہاد، روحانیت اور محبت کے اس خوبصورت ''سنگم'' پر القلم آج ایک شاندار محفل سجا رہا ہے...... اس میں آپ کو ایک ''مرد مجاہد'' کے کارنامے...... اور ایک کامیاب مسلمان کے حالاتِ زندگی سنائے جائیں گے...... آج القلم آپ کو اپنے ساتھ لیکر ایک جانباز قافلے کے پیچھے پیچھے عقیدت کے ساتھ دوڑے گا...... رائے بریلی سے دہلی...... کلکتہ سے مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ...... تکیہ علم اللہ سے قندھار...... پشاور سے پنجتار...... طورو اور مایار...... سوات، ہزارہ اور پھر بالاکوٹ...... ایمان اور نفاق کے عجیب مناظر...... وفا اور دغا کی انمٹ کہانیاں...... جرأت اور غیرت کے مثالی شاہکار...... بالاکوٹ کے آنسو اور روشنی کے ٹوٹتے بکھرتے ذرّات...... معطّر خون اور منوّر قبریں...... اور قرون اولیٰ کی یادیں تازہ کرنے والے جہادی زمزمے...... واہ القلم! واہ تو بھی

بہت خوش نصیب ہے......اللہ تعالیٰ نظرِ بد سے بچائے...... بے شک تو...... تپتے صحراؤں میں بادل اور گھٹا ٹوپ اندھیروں میں چراغ ہے......اللہ تعالیٰ تجھے سلامت رکھے......مسلمانوں کو سچے لوگوں کی داستانیں سناتا جا......اور انہیں اُن کی عزت و عظمت کا آئینہ دکھاتا جا......

سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم

ایک سوال

کیا ہر کسی کو ''محبوبیت'' اللہ تعالیٰ کی ''نظر محبت'' سے ملتی ہے؟......آج کروڑوں لوگ ''بتوں'' کی محبت میں مبتلا ہیں...... لاکھوں لوگ درختوں، پنڈتوں اور بدعتی پیروں کے گرد جمع ہیں......کیا (نعوذ باللہ) ان بتوں، آستانوں، اور مشرکوں کو اللہ تعالیٰ کی محبت حاصل ہے؟...... نہیں ہر گز نہیں......آپ نے مکھیوں کو دیکھا ہوگا کہ غلاظت پر جمع ہو جاتی ہیں......شیطان غلط اور ناپاک چیزوں کی محبت......ناپاک لوگوں کے دلوں میں مزیّن کر دیتا ہے......دیکھنے میں یہ بھی محبت نظر آتی ہے......مگر اندر جھانک کر دیکھیں تو محض ''نفسانیت'' ہوتی ہے......نفس پرستی، مفاد پرستی......اللہ تعالیٰ جس شخص یا چیز کو اپنی محبت عطاء فرماتے ہیں......وہ ''محبت'' لوگوں کو اللہ تعالیٰ سے جوڑنے کا ذریعہ بنتی ہے......حجر اسود کو چومنے اور دیکھنے سے توحید کا عقیدہ مضبوط ہوتا ہے......زمزم شریف پینے سے ''لا الہ الا اللہ'' پر یقین بڑھتا ہے......اب اس معیار پر آپ حضرت سیّد احمد شہید ﷫ کو دیکھ لیں......آپ کو اُن کے حالات پڑھ کر توحید، سنت اور جہاد سے محبت حاصل ہوتی ہے......شرک، بدعت، بزدلی اور حبّ دنیا سے نفرت ہوتی ہے......جو شخص لوگوں کو اللہ تعالیٰ سے جوڑتا ہو، مسلمانوں کی آزادی کے لئے تڑپتا ہو، اسلام کے غلبے کے لئے سب کچھ لٹاتا ہو......اُس کی محبت......مقبول محبت ہوتی ہے......اللہ تعالیٰ نے حضرت سیّد صاحب ﷫ کو ایسی مقبول محبت عطاء فرمائی کہ......زمانے کے بڑے بڑے علماء اور اولیاء اُن کی جوتیاں اٹھانا سعادت سمجھتے تھے......ہزاروں لاکھوں لوگ آپ کی زیارت کے لئے ترستے تھے......آپ کے قدموں کی مٹی لوگ برکت کے لئے اٹھا کر لے جاتے تھے......آپ کی طرف مخلوق کا ہجوم

دیوانہ وار دوڑ رہا تھا...... مگر آپ خود اپنے محبوب رب کے راستے میں دوڑے جا رہے تھے...... آپ ہر ایک کو بتا رہے تھے کہ...... اللہ تعالیٰ ایک ہے، اُس کا کوئی شریک نہیں...... وہی ہم سب کا رازق ہے...... وہی قادر اور مشکل کشا ہے...... اے لوگو! اگر رب سے محبت کرتے ہو تو آؤ...... رب کی خاطر قربانی دو...... کافروں نے مسلمانوں کے علاقوں پر قبضہ کر لیا ہے...... مظلوم مسلمان ہر طرف تڑپ رہے ہیں...... ہماری زندگیوں میں شعائر اسلام پر پابندی لگائی جا رہی ہے...... اے مسلمانو! محبت تو غیرت سکھاتی ہے...... اسلام کے لئے غیرت کرو...... اور کفر کی طاقت کو نابود کر دو...... ہزاروں لوگ حضرت سیّد صاحب ؒ کی طرف کھنچے چلے آ رہے تھے...... جبکہ سیّد صاحب ؒ پہاڑوں، وادیوں اور جنگلوں میں...... اسلام کے لئے عظمت اور اپنے لئے شہادت ڈھونڈتے پھر رہے تھے...... اللہ اکبر کبیرا......

آپ یہ نہ سمجھیں

آپ یہ نہ سمجھیں کہ حضرت سیّد احمد شہید ؒ کو اللہ تعالیٰ نے ''محبوبیت'' عطاء فرمائی تو کوئی بھی اُن کا مخالف نہ تھا...... حضرت سیّد صاحب ؒ کے مخالفین بہت زیادہ تھے...... غیر تو مخالف ہوتے ہی ہیں...... اپنوں نے بھی اعتراضات، الزامات اور بہتان تراشی میں کوئی کسر نہیں چھوڑی...... حضرت سیّد صاحب ؒ پر جو اعتراضات کئے گئے اُن میں سے چند ایک یہ ہیں:۔

(۱) حضرت سیّد صاحب (نعوذ باللہ) انگریزوں کے ایجنٹ ہیں...... اور جہاد کا لبادہ اوڑھ کر درحقیقت انگریزوں کا کام آسان کر رہے ہیں...... ہندوستان کے کئی پیرزادوں اور مولویوں نے اس تہمت پر مشتمل ایک فتویٰ نامہ تیار کرا کے دور دور تک تقسیم کیا...... اور اس فتویٰ یا پمفلٹ نے بہت سے لوگوں کو حضرت سیّد صاحب ؒ کا مخالف بنایا......

(۲ حضرت سیّد صاحب ؒ کے پاس لشکر اور ساز و سامان کم ہے، جبکہ مدّ مقابل دشمن بہت طاقتور ہے...... جب تک اُس دشمن جتنی طاقت مہیا نہ ہو جائے یہ جہاد شرعاً درست نہیں ہے......

۳) کئی بڑے بڑے لوگ سیّد صاحب ؒ سے بیعت کر کے...... کچھ ہی عرصہ بعد منحرف ہو گئے اور انہوں نے ’’بیعت‘‘ توڑ دی...... آخر کوئی خرابی تو دیکھی ہو گی؟...... جب اتنے لوگ بیعت توڑ گئے تو باقی کا کیا پتہ کہ کب توڑ دیں...... تو ایسے لشکر کا کیا اعتبار؟

۴) جہاد فرض کفایہ ہے...... چند لوگوں کے ادا کرنے سے باقی تمام کے ذمہ سے ساقط ہو جاتا ہے...... تو سیّد صاحب ؒ عمومی طور پر اس کی دعوت کیوں دے رہے ہیں؟

۵) جہاد کے لئے ’’جامع الشروط‘‘ امام کی ضرورت ہے...... یعنی ایسا امیر جس میں فلاں فلاں شرطیں موجود ہوں...... کیا سیّد صاحب ؒ میں یہ تمام شرطیں پائی جاتی ہیں؟

یہ اور اس طرح کے کئی فضول اور گمراہ کن اعتراضات اور شبہات...... مختلف لوگ حضرت سیّد صاحب ؒ اور اُن کی جماعت کے متعلق پھیلا رہے تھے...... مگر حضرت سیّد صاحب ؒ کے لشکر میں شیخ الاسلام حضرت مولانا عبدالحی صاحب ؒ اور حجۃ الاسلام حضرت شاہ اسماعیل شہید ؒ جیسے اہل علم موجود تھے...... ان حضرات نے تمام اعتراضات کا مدلّل جواب دیا اور مسئلہ جہاد کو خوب اجاگر فرمایا...... لیکن بدقسمتی اور ضد کا کوئی علاج نہیں ہے...... ہر بزدل کو جہاد میں موت نظر آتی ہے...... مگر کئی بزدل اپنے اس اندرونی خوف کو ’’علمی پاجامہ‘‘ پہنا دیتے ہیں...... کہ فلاں فلاں دلیل کی وجہ سے جہاد ٹھیک نہیں ہو رہا...... حضرت شاہ اسماعیل شہید ؒ نے ایسے ہی بدنصیب لوگوں کے بارے میں نہایت درد کے ساتھ ارشاد فرمایا:

’’سبحان اللہ! کیا اسلام کا حق یہی ہے کہ اُس کے ’’رُکنِ اعظم‘‘ (یعنی جہاد فی سبیل اللہ) کو جڑ سے اکھاڑا جا رہا ہو اور جس شخص کے سینے میں ضُعف اور ناتوانی (یعنی کمزوری) کے باوجود اسلامی حمیّت (یعنی غیرت) نے جُوش مارا، اُسے طعن وملامت (یعنی اعتراضات) کا ہدف بنایا جائے؟ آیا یہ (اعتراض کرنے والے) لوگ نصرانی، یا یہودی یا مجوس یا ہنود ہیں کہ ملّتِ محمدیہ کے ساتھ دشمنی کر رہے ہیں؟ محمدیت (یعنی مسلمانی کا) مقتضا یہ تھا کہ اگر کوئی شخص ہنسی، مذاق میں بھی جہاد کا نام لیتا تھا تو مسلمانوں کے دل پُھول کی طرح کھل جاتے تھے اور سنبل کی طرح تر و تازہ ہو جاتے

تھے اگر دور دست (یعنی بہت دور دراز) مقامات سے بھی جہاد کا آوازہ غیرت مندانِ اسلام کے کانوں میں پہنچتا تھا تو وہ دیوانہ وار دشت و کہسار (یعنی صحراؤں اور پہاڑوں) میں دوڑ پڑتے بلکہ شہباز کی طرح اُڑنے لگ جاتے، آیا! جہاد کے معاملے کو، عظمتِ شان کے باوجود حیض ونفاس کے مسائل پڑھنے پڑھانے سے بھی کم تر سمجھ لیا گیا؟'' (سیّد احمد شہید ص۲۶۲)

تربیت کے مراحل

حضرت سیّد صاحب رحمہ اللہ ''ماشاء اللہ'' ایک کامیاب، مقبول، محبوب اور شاندار زندگی گزار گئے...... اور اپنے پیچھے اپنے لئے ''صدقاتِ جاریہ'' کے بڑے بڑے ذخیرے چھوڑ گئے...... حضرت سیّد صاحب رحمہ اللہ نے تربیت اور ترقی کے یہ مراحل جس ترتیب سے طے فرمائے...... اُس پر ایک نظر ڈالتے ہیں......

(۱) شعوری اسلام

بچپن سے ہی اسلام کی نظریاتی تعلیم حاصل کی جائے تاکہ دل اور دماغ کے نرم خلیوں میں بس اسلام ہی رچ بس جائے...... یہ تعلیم کچھ تو گھر میں والدین دیں اور باقی قرآنی اور دینی مکاتب سے حاصل کی جائے...... حضرت سیّد صاحب رحمہ اللہ کو یہ مرحلہ کامیابی سے طے کرنا نصیب ہوا......

(۲) جسمانی مضبوطی

جسم کی کمزوری اور سُستی انسان کے نظریات کو کمزور اور غلامانہ بنا سکتی ہے...... حضرت سیّد صاحب رحمہ اللہ کی کامیاب زندگی کا آغاز ''جسمانی مضبوطی'' کی محنت سے ہوا...... پہلوانی، تیراکی اور دیگر مردانہ کھیلوں میں آپ نے کمال درجہ محنت کی...... ہر مسلمان کو چاہئے کہ...... اپنے بچوں کو پہلوانی، تیراکی، گھڑ سواری، بنوٹ اور اسلحہ کی تربیت دلوائے تاکہ وہ آگے چل کر ''برائلر'' نہیں ''شہباز'' بنیں...... ان کو ویڈیو، کمپیوٹر، کرکٹ، شطرنج، کیرم اور لڈو جیسے فضول اور گناہ خیز کھیلوں سے بچایا جائے......

(۳) نسبت، یعنی تعلق مع اللہ

حضرت سیّد صاحب رحمہ اللہ نے خاص اس مرحلے کی تکمیل کے لئے بہت پُر مشقت سفر فرمایا اور حضرت شاہ عبدالعزیز محدّث دہلوی کے در پر حاضری دی...... حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ نے آپ کو اپنے بھائی حضرت شاہ عبدالقادر صاحب رحمہ اللہ کے سپرد فرمایا......اور کچھ دن بعد اپنی بیعت میں بھی قبول فرمالیا...... حضرت شاہ عبدالقادر رحمہ اللہ قرآن پاک کے مفسّر اور آیاتِ جہاد کے ''عارف'' تھے...... اُن کی صحبت اور تربیت نے حضرت سیّد صاحب رحمہ اللہ کو اسلام کے بلند ترین مقام...... یعنی جہاد فی سبیل اللہ کا سچا عاشق بنا دیا...... اُدھر حضرت شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ نے سیّد صاحب رحمہ اللہ کے احوال اور مقامات دیکھ کر اُن کو ''خلافت'' سے نوازہ...... پس ہر مسلمان کو چاہئے کہ وہ تربیت اور ترقی کے اس مرحلے کو طے کرنے کے لئے...... کسی ایسے صاحب نسبت اللہ والے سے تعلق جوڑے جس کے پاس جہاد سمیت مکمل دین کا نصاب ہو......اور جس کے ہاں عقیدہ توحید، اتباع سنت اور دین کے لئے قربانی کا سبق ملتا ہو......اور جو معرفت، تصحیح نیت، اخلاص اور احسان کی منزلیں طے کرنے کے طریقے سکھاتا ہو...... خبردار! کسی دنیا پرست، بدعتی، خلافِ شرع اور جہاد کے مخالف یا منکر ''پیر'' سے ہرگز بیعت نہ کریں...... جو شخص دین کے کسی فریضے کا منکر یا مخالف ہو وہ کبھی صاحب معرفت نہیں ہوسکتا...... جو شخص خود دین کے لئے جان و مال کی قربانی کا جذبہ نہ رکھتا ہو وہ لوگوں کی اصلاح نہیں کرسکتا......

(۴) عسکری تربیت

حضرت سیّد صاحب رحمہ اللہ کو اتنے بڑے شیخ سے ''خلافت'' مل چکی تھی...... کئی عجیب خواب اور بشارتیں بھی آپ کو نصیب ہوچکی تھیں...... مگر آپ کسی ''گدّی'' پر بیٹھنے کی بجائے...... اسلام کے بلند ترین مقام کی طرف نکل پڑے...... جی ہاں آپ نے جہاد فی سبیل اللہ کو سیکھنے کے لئے نواب امیر خاں مرحوم کے لشکر میں باقاعدہ شمولیت اختیار فرمالی...... تاکہ ''فریضہ جہاد'' کو ہر پہلو سے

سیکھ لیں اور اس میں عملی شرکت کا تجربہ بھی حاصل کرلیں...... بے شک جو مسلمان اللہ تعالیٰ کے ہاں محبت کا اونچا مقام چاہتا ہے......اور اُس کے دل میں اسلام کے غلبے اور مظلوم مسلمانوں کے تحفظ کا درد ہوتا ہے تو وہ...... خود کو جہاد کے میدانوں کا خوگر بناتا ہے......تاکہ وہ اسلام اور مسلمانوں کے کسی کام آسکے......اور اللہ تعالیٰ کے حضور اپنی جان و مال کا سودا کرسکے......سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم...... یہ ہے پانچ نکاتی، بالکل سیدھا سادہ سا ایک نصاب......کیا ہی اچھا ہو کہ......ہم اپنی اور اپنی اولاد کی تربیت میں اس نصاب کو بھی مدنظر رکھیں......

شرعی جہاد اور محاذ کی تلاش

ہر لڑائی اور جنگ کا نام ''جہاد'' نہیں ہے...... جہاد ایک اسلامی فریضہ ہے......اور نماز، روزے اور حج کی طرح اسلام نے اُس کے احکامات کو بھی بیان فرمایا ہے......پس جو لڑائی ان احکامات کے مطابق ہوگی وہی ''جہاد'' بنے گی...... بہت سے لوگ ہر کارروائی کو ''جہاد'' سمجھ لیتے ہیں...... یہ اس طرح ہے کہ جیسے کوئی ہر اُٹھک بیٹھک کو ''نماز'' کا نام دے دے...... کئی لوگ جہاد کی فرضیت اور فضیلت سنتے ہیں تو فوراً...... اپنے ارد گرد شکار ڈھونڈنے لگتے ہیں......لیکن حضرت سیّد صاحب رحمہ اللہ نے جب ''احیاءِ جہاد'' کا ارادہ فرمایا تو اپنے آس پاس کے کافروں اور منافقوں پر فوری حملہ شروع نہیں کر دیا...... بلکہ بہت غور، فکر، تدبیر، دعاء، مشورے اور استخارے کے بعد جہاد کے آغاز کے لئے ایک ''شرعی محاذ'' کا انتخاب فرمایا......اور پھر اس محاذ تک پہنچنے کے لئے ایسا پر مشقت سفر فرمایا کہ...... اُس کے حالات پڑھ کر دانتوں کو بھی پسینہ آجاتا ہے...... حضرت سیّد صاحب رحمہ اللہ صاف فرماتے تھے کہ...... میرا مقصد ہنگامہ کرنا یا ہلّہ کرنا نہیں ہے...... میں تو مظلوم مسلمانوں کی آزادی، اسلام کے غلبے اور نفاذ اور کفر کی طاقت کو توڑنے کے لئے جہاد کرتا ہوں......حضرت سیّد صاحب رحمہ اللہ کے مختصر سے جہاد میں اتنی برکت اس لئے ہوئی کہ اُس کی ترتیب بھی شریعت کے مطابق تھی...... اور اُس کا محاذ جنگ بھی شرعی تھا...... حضرت سیّد صاحب رحمہ اللہ نے جب پشاور بغیر کسی جنگ اور مزاحمت کے فتح فرمالیا تو...... ہر کسی نے آپ کو یہی

مشورہ دیا کہ پشاور کو اب نہ چھوڑا جائے...... مگر حضرت سیّد صاحب رحمہ اللہ دھوکہ کھانے والے ’’سادہ بزرگ‘‘ نہیں تھے کہ...... لوگوں کی باتوں میں آ کر ایک نئی اور فضول جنگ میں اپنے رفقاء کو مرواتے...... آپ نے بیعت کرنے والوں کے ’’ہجوم‘‘ اور آئندہ مدد کے وعدے کرنے والوں سے دھوکہ نہیں کھایا...... بلکہ اپنی دور اندیش نگاہوں سے معاملے کی حقیقت اور تہہ کو سمجھ لیا...... کہ اگر پشاور پر قبضہ برقرار رکھا گیا تو پورا اسلامی لشکر...... اسی کے دفاع میں لگا رہے گا...... ہر آئے دن مسلمانوں اور منافقوں سے جنگیں ہوں گی اور اُدھر کافر مزے سے مسلمانوں پر مظالم ڈھاتے رہیں گے...... چنانچہ سیّد صاحب رحمہ اللہ نے اس محاذ کو چھوڑ دیا اور سکھوں کے مقابلے کے لئے روانہ ہو گئے...... اور آپ نے منافقوں کی بجائے کافروں کے ہاتھوں شہید ہونے کو ترجیح دی...... آج کے مجاہدین کو بھی اس عظیم جہادی حکمت عملی اور شرعی ترتیب سے سبق لینا چاہئے......

جہاد سب سے بڑا کام

قرآن وسنت نے سمجھایا ہے کہ...... ایک مسلمان کے لئے ’’جہاد فی سبیل اللہ‘‘ ہی سب سے بڑا کام ہے...... حضرت سیّد صاحبؒ نے یہ مسئلہ اپنے قول اور عمل سے واضح فرمایا...... آپ نے برصغیر کی سب سے بڑی خانقاہ چلاتے ہوئے...... مسلمانوں کو سمجھایا کہ سلوک واحسان سب جہاد کے تابع ہیں...... اور جہاد سے بڑا کوئی مقام نہیں ہے...... بعض نادان لوگ سلوک واحسان...... اور جہاد کو ایک دوسرے کا مدّ مقابل بنا کر پیش کرتے ہیں جو غلط ہے...... جہاد ایک مستقل فریضہ ہے...... جبکہ تزکیہ، اخلاص اور تصحیح نیت اس کے ہر حکم میں لازم ہے...... اور ہر حکم کی جان ہے...... دوسری طرف مجاہدین میں ایک وبا صدیوں سے چلی آتی ہے کہ...... کچھ لوگ خود کو ’’زیادہ قیمتی‘‘ سمجھ کر...... جہاد میں کسی ’’بڑے کام‘‘ کی خواہش لے کر گھر بیٹھے رہتے ہیں...... ان لوگوں کو جہاد کی دعوت دی جائے تو کہتے ہیں...... ہم سے کوئی بڑا کام لیا جائے تو ہم تیار ہیں...... ماضی میں یہ مطالبہ کچھ باصلاحیت لوگ کرتے تھے...... مگر آج کل تو کمپیوٹر جیسی بے کار چیز کے ماہر بھی خود کو بڑا قیمتی اور عقلمند سمجھ لیتے ہیں...... انا للہ وانا الیہ راجعون......

یہ ’’سائبر عقلمند‘‘ عام مجاہدین کو بالکل بے وقوف اور نادان سمجھتے ہیں...... اور ہر وقت اسی خیال میں کھوئے رہتے ہیں کہ...... کوئی بڑا کام ہو تو ہم بھی نکلیں...... اللہ کے بندو! کمپیوٹر تو اب ہر چوڑھے، چمار، بھنگی، کافر اور منافق کو آتا ہے...... اور آپ سے اچھا آتا ہے...... زیادہ معلومات تک رسائی انسان کو اکثر کمزور اور معطّل کر دیتی ہے...... روم و فارس کو جن صحابہ کرام ؓ نے شکست دی ان میں سے بعض کو یہ پتا بھی نہیں تھا کہ ایک ہزار سے اوپر گنتی ہوتی ہے...... آج بھی امریکہ، نیٹو اور انڈیا کو...... اُن سادہ لوح اور بھولے بھالے مجاہدین نے لوہے کی لگام دے رکھی ہے جو...... ستارے اور سیارے کا فرق تک نہیں جانتے...... حضرت سیّد صاحب ؒ نے سمجھایا کہ...... جہاد خود بڑا کام ہے...... دراصل بڑا کام وہ ہوتا ہے جس میں آدمی کا اخلاص کامل، محنت مکمل اور قربانی پوری ہو...... ان تین شرطوں کے ساتھ جہاد کا ہر کام...... بڑا کام ہے...... خواہ وہ روٹی پکانے کی محنت ہو یا آگے بڑھ کر حملہ کرنے کی مشقت...... خود قرآن پاک نے غزوہ تبوک کے ضمن میں یہ مسئلہ تفصیل سے سمجھایا ہے...... حضرت سیّد صاحب ؒ نے اس موضوع پر خاص محنت فرمائی چنانچہ...... آپ نے اپنے مجاہدین کو جس کام اور محاذ پر لگایا انہوں نے اُسی کو بڑا سمجھ کر خوشی سے قبول کر لیا...... اور ’’بڑے کام‘‘ کی خواہش میں کسی نے الگ دھڑا یا گروپ نہیں بنایا...... سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم

ایک فہرست

آج حضرت سیّد صاحب ؒ اور اُن کی مبارک جماعت اور تحریک کے متعلق کئی باتوں کو لکھنے کا ارادہ تھا...... مگر چند باتوں میں ہی ’’کالم‘‘ مکمل ہونے کو ہے...... چنانچہ اُن ’’عنوانات‘‘ کی فہرست پیش کر رہا ہوں...... جن پر مذاکرے کا ارادہ تھا...... شائقین خود ان پر غور فرما لیں......

(۱) حضرت سیّد صاحب ؒ کی بلند جہادی نیت اور اونچے جہادی عزائم

(۲) حضرت سیّد صاحب ؒ کی یہ تمنا کہ اسلام غالب اور نافذ ہو...... خواہ اُن کے ہاتھ سے ہو یا کسی اور کے ہاتھ سے

(۳) سیّد صاحب ؒ کی وہ کوششیں جو انہوں نے مسلمانوں اور منافقوں سے نہ لڑنے کیلئے فرمائیں

(۴) شرعی پردے کے بارے میں حضرت سیّد صاحب ؒ اور اُن کی جماعت کا مسلکِ اعتدال

(۵) حضرت سیّد صاحب ؒ کے جہادی لشکر کا ماحول...... عبادت، تلاوت، ذکر اذکار، مراقبات، دینی تعلیم و تعلّم...... وہاں نہ تو دنیاداری اور بزنس کے چرچے تھے نہ شادیوں کے ہوس انگیز تذکرے۔

(۶) حضرت سیّد صاحب ؒ کا یہ اسلامی نظریہ کہ...... جہاد میں ہماری نظر فتح یا شکست پر نہیں...... اخلاص کے ساتھ جہاد کرنا ہی مسلمانوں کی فتح اور کامیابی ہے۔

(۷) حضرت سیّد صاحب ؒ کا شوقِ شہادت اور اس پر آپ کی عجیب ترغیبات۔

(۸) غریبوں اور مسکینوں پر حضرت سیّد صاحب ؒ کی خاص شفقت......

ایک دعاء

عجیب اتفاق ہے کہ...... شہدائے بالاکوٹ سے اتنی محبت اور عقیدت کے باوجود اُن کے بارے میں مفصل ''مطالعہ'' کا موقع اب جا کر ملا...... جب سے جہاد کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے تعلق عطاء فرمایا...... زیادہ توجہ آیات جہاد، احادیث جہاد اور علم جہاد کی طرف رہی...... اب الحمدللہ حضرت سیّد صاحب ؒ اور اُن کی تحریک کا تفصیلی مطالعہ بھی نصیب ہو رہا ہے...... یقیناً اللہ تعالیٰ کے ہاں یہی وقت اس کے لئے مناسب ہوگا...... حضرت سیّد صاحب ؒ اور اُن کی تحریک کو پڑھ کر...... اپنے جہادی نظریات پر مزید مضبوطی اور اطمینان نصیب ہوا...... اور آج کے جہاد میں اُن کے جہاد جیسی جو خوبیاں نظر آ رہی ہیں اُن کو دیکھ کر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا...... اور جو کمی، کوتاہی سامنے آئی...... اُس کے ازالے کی دعاء مانگی...... اللہ تعالیٰ ہم سب کو...... اور ہماری جماعت کو حضرت سیّد صاحب ؒ کے فیوض و برکات نصیب فرمائے...... اور خاص اپنا فضل فرما کر...... ہماری ناقص محنتوں کو قبول فرمائے......

آمین یا ارحم الراحمین

اللھم صل علی سیّدنا محمد بقدر حسنه وجماله ودعوته وجهاده واله وصحبه وبارک وسلم تسلیما کثیرا

☆......☆......☆

جاپانی دجّال

اللہ تعالیٰ ہر فتنے سے ہم سب کی حفاظت فرمائے...... کچھ لوگ ’’بے کار‘‘ کاموں میں اُلجھے رہتے ہیں...... اور اُن کی کوشش یہ ہوتی ہے کہ...... دوسرے مسلمانوں کو بھی ان ’’فضولیات‘‘ میں اُلجھا دیں...... ابھی ایک بہت ہی عزیز شخصیت نے بتایا کہ...... موبائل پر ایک میسج چل رہا ہے...... اس میں یہ بتایا گیا ہے کہ...... ’’دجّال‘‘ جاپان کے ایک جزیرے سے نکلنے والا ہے...... اور اسی سال حضرت امام مہدی ؓ ظاہر ہونے والے ہیں...... جاپان کے سمندر میں ایک آتش فشاں پھٹا ہے...... اُس سے ایک نیا جزیرہ ظاہر ہوگا...... جاپان چونکہ مشرق میں ہے اور دجّال نے مشرق سے نکلنا ہے...... اس لئے وہ اس جزیرے سے نمودار ہوگا...... یہ اور اس طرح کی بہت سی باتیں اس ’’میسج‘‘ میں لکھی ہوئی ہیں...... کئی لوگ دھڑا دھڑ اس میسج کو ثواب سمجھ کر پھیلا رہے ہوں گے کہ...... ہم نے دجّال کا ’’ایڈریس‘‘ معلوم کرلیا اور یہ کہ ’’دجّال‘‘ میڈ اِن جاپان ہے......

انا للہ وانا الیہ راجعون......

کیا اسلام نے ہمیں یہ حکم دیا ہے کہ ہم ''دجّال'' کو تلاش کرتے پھریں؟...... کیا دجّال کا فتنہ کوئی معمولی چیز ہے؟...... اللہ کے بندو! یہ روئے زمین کا سب سے بڑا فتنہ ہے...... آپ اس طرح کے فضول ''مِسِیج'' کی جگہ وہ دعائیں میسج کریں جو ہر نماز میں اور نماز کے بعد ''مسیح دجّال'' کے فتنے سے حفاظت کے لئے سکھائی گئی ہیں...... آپ وہ احادیث ''میسج'' کریں جن میں جمعہ کے دن سورۃ الکہف کی آیات کی تلاوت کو ''مسیح دجال'' سے حفاظت کا ذریعہ فرمایا گیا ہے...... دجّال کے فتنے کا مقابلہ تو جہاد فی سبیل اللہ کے ذریعہ ہوگا...... آپ مسلمانوں میں جذبۂ جہاد پیدا کریں...... دجّال کا فتنہ کوئی ایسا چھوٹا یا مخفی فتنہ نہیں ہوگا کہ...... جسے جاننے اور پہچاننے کے لئے کتابیں دیکھنا پڑیں گی...... یہ تو وہ عالمگیر اور خوفناک فتنہ ہے جس سے تمام انبیاء ؑ نے اپنی اُمتوں کو ڈرایا ہے...... کچھ عرصہ پہلے ایک صاحب مجھے ملے اور فرمایا کہ...... ایک مسئلے پر بات کرنی ہے کیا آپ تحمّل سے سن سکیں گے؟...... اُن سے عرض کیا کہ انشاءاللہ ضرور پورے تحمّل سے سنوں گا...... فرمانے لگے کہ دجّال کسی فرد یا شخص کا نام نہیں ہے...... بلکہ ایک ''عمومی فتنے'' کا نام ہے...... اور آج کل امریکہ اور یورپ ہی ''دجّال اکبر'' اور ''فتنہ مسیح الدجال'' ہیں...... اس پر انہوں نے بہت لمبی چوڑی تقریر کی اور بتایا کہ...... ہمیں چاہیئے کہ تمام کام چھوڑ کر اس فتنے کے بارے میں مسلمانوں کو بتائیں...... بندہ نے اُن سے چند سوالات کئے...... اُن صاحب کے پاس امریکہ کی نیشنلٹی تھی...... انگریزی فرفر بولتے تھے...... اُن سے پوچھا کہ دجّال اکبر نے آپ جیسے اپنے اتنے بڑے مخالف کو اپنے ملک کی نیشنلٹی کیسے دے رکھی ہے؟...... وہ گرم ہونے لگے...... عرض کیا کہ تحمّل سے سنیں...... دجّال کا مقابلہ صرف اور صرف جہاد سے ہوگا...... آپ کے پاس جہاد کا کیا نظام ہے؟...... وہ سٹپٹا گئے...... اُن سے عرض کیا کہ...... آپ کا کام صرف ''دجّال'' کا تعارف پیش کرنا ہے یا اُس کا مقابلہ کرنا؟...... اگر صرف تعارف کرانا ہے تو پھر آپ دجّال کی خدمت کر رہے ہیں...... اور اگر مقابلہ کرنا ہے تو اُس کی آپ کے پاس کیا ترتیب ہے؟...... وہ

صاحب کافی گھبرا گئے...... اور غصّے میں اٹھ کر چلے گئے...... اُن کے بھائی نے بتایا کہ کئی سال سے یہ اس موضوع پر علماء سے بات کر رہے ہیں...... مگر اِن کو اس طرح سے بھاگتے ہوئے آج دیکھا ہے...... ورنہ یہ تو اپنی معلومات کے زور پر کئی علماء کرام کو شرمندہ کر چکے ہیں...... دراصل اس طرح کے لوگوں کی خواہش یہ ہوتی ہے کہ...... آپ اُن کے ساتھ بیٹھ کر دجّال کی باتیں کریں...... دجّال کی طاقت کے گُن گائیں...... دجّال کے ضمن میں یہودیوں کی طاقتوں اور سازشوں پر لمبی گفتگو کریں...... اُن کے ایٹم بم شمار کریں، اُن کے طیارے گنیں...... اُن کی ٹیکنالوجی کے ہوشربا تذکرے کریں...... اور اُن کو ناقابل تسخیر قرار دے کر...... جہاد کا کام حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور امام مہدی ؓ کے ذمہ لگا دیں کہ...... وہ آئیں گے تو کچھ ہوگا...... ہم سے تو اس خوفناک طاقت اور فتنے کے خلاف جہاد نہیں ہوسکتا...... چند دن پہلے ایک رسالے میں دیکھا کہ...... ایک خاتون صاحبہ نے پوری اُمت مسلمہ کے ذمہ یہ کام لگا دیا کہ...... انگریزی میں حضور اقدس ﷺ کے نام مبارک کے ساتھ ’’صلی اللہ علیہ وسلم‘‘...... فلاں طریقے سے لکھیں اور جو عام طریقے سے لکھا جاتا ہے...... وہ غلط ہے اور اس کے فلاں فلاں معنیٰ ہیں...... انا للّٰہ وانا الیہ راجعون...... یہ ہے ’’نیٹ‘‘ کے کھلاڑیوں کا جہاد کہ ہر لفظ میں سازش کی ’’بُو‘‘ سونگھ کر...... پھر اس ’’بو‘‘ کو پورے زور سے مسلمانوں میں پھیلاتے ہیں...... ایک اور خاتون اس مشن پر تھیں کہ...... انگریزی میں جب ’’اللہ‘‘، ’’قرآن‘‘ اور ’’رسول‘‘ جیسے الفاظ لکھے جائیں تو...... پہلا حرف بڑی اے، بی، سی میں لکھا جائے...... ورنہ گناہ ہوگا...... اور مسلمان سازش کا شکار ہو جائیں گے...... اسی طرح ہر چند روز بعد کوئی ’’سائبر مفکر‘‘ اچانک یہ اعلان چلا دیتا ہے کہ...... مکہ، مدینہ وغیرہ الفاظ کو...... اگر فلاں ’’اسپیلنگ‘‘ میں لکھا تو...... مطلب یہ ہو جائے گا اور مسلمان ایک گمنام سازش کا شکار ہو جائیں گے...... اسی طرح یہ ’’کمپیوٹر کھلاڑی‘‘ مختلف چیزوں پر گستاخی کی سازش پکڑ لیتے ہیں اور پھر اس گستاخی کی اتنی تشہیر کرتے ہیں کہ...... انسان کا دل غم سے پھٹنے لگتا ہے...... حالانکہ انسان کسی بھی مصلّے، جائے نماز، جوتے یا نقشے کو مختلف زاویوں سے دیکھے تو کئی خیالی تصاویر اور الفاظ

بن جاتے ہیں...... مگر چونکہ ان بے کار لوگوں نے نہ تو جہاد کرنا ہوتا ہے اور نہ ان کو تلاوت اور نوافل کی فکر ہوتی ہے...... یہ ہر چیز کی تصاویر اور نقشوں میں الجھے رہتے ہیں اور پھر کوئی نہ کوئی سازش اور گستاخی تلاش کر کے...... مسلمانوں کا دل مزید زخمی کرتے ہیں...... اور اس کو دین کی بڑی خدمت سمجھتے ہیں...... اللہ کے بندو! مسلمانوں کے خلاف اس طرح کی سازشیں اُس وقت ہوتی تھیں جب کفار مغلوب تھے...... اور وہ اپنے دل کی بھڑاس چُھپ چُھپ کر نکالتے تھے...... کہیں کوئی صلیب چھپادی...... کسی جگہ مسلمانوں کے مقدس ناموں کی چھپ کر گستاخی کر دی...... مگر اِس وقت تو وہ غالب ہیں...... اور مسلمان خود بھاگ بھاگ کر اُن کی جھولی میں گر رہے ہیں...... وہ کھل کر ہمارے پاک نبی ﷺ کی شان میں گستاخی کرتے ہیں...... مگر پھر بھی اُن کے سفارتخانوں کے باہر مسلمانوں کی لمبی قطاروں میں کوئی کمی نہیں آتی...... عام لوگ تو درکنار دیندار اور صاحب علم بھی اُن کے ملکوں میں جانا...... اور اُن کے طریقوں کو اپنانا فخر کی بات سمجھتے ہیں...... ہمارے ملکوں کی سیاست پر اُن کا قبضہ ہے...... ہماری معیشت اُن کے جھوٹے برتنوں کو چاٹنے کا نام ہے...... ہماری فوجیں اُن کے حکم پر مسلمانوں کی گردنیں کاٹنے کیلئے ہر وقت تیار ہیں...... ان حالات میں اُن کو خفیہ سازشوں اور چوری چھپے وارداتوں کی کیا ضرورت ہے؟...... اِس وقت اُن کی سازشوں کے چرچے کرنا مسلمانوں میں مزید کمزوری اور بے ہمتی پھیلانے کا ذریعہ ہیں...... کیونکہ اُمتِ مسلمہ کو اس وقت الفاظ کی نہیں عمل کی ضرورت ہے...... آج سے پندرہ، بیس سال پہلے لاہور میں ایک صاحب سے ملاقات ہوئی...... وہ عالم نہیں تھے مگر مطالعہ کے زور پر درس قرآن دیتے تھے...... اور ''احیائے خلافت'' اُن کا موضوع تھا...... تین گھنٹے کی تفصیلی بات چیت سے اُن کو فائدہ ہوا...... اور وہ جہاد کے حامی ہو گئے...... اُن سے یہی بات عرض کی تھی کہ...... ''خلافت'' کوئی ناراض بیوی تو نہیں ہے کہ...... صرف آوازیں دینے سے واپس آجائے گی...... ہائے خلافت، اری خلافت، آہ خلافت، پیاری خلافت...... ہم جتنا بھی پکاریں ''خلافت'' قائم نہیں ہوگی...... ایک بزرگ عالم دین کافی پہلے عراق کا سفر کر کے واپس تشریف لائے...... انہوں

نے بتایا کہ عراق میں ''سامرہ'' کے مقام پر ایک غار ہے..... شیعہ لوگوں کا عقیدہ ہے کہ اسی غار میں اُن کے بارہویں امام ''روپوش'' ہیں..... زائرین اس غار پر جاتے ہیں..... وہاں موجود ''مجاوروں'' کو نذرانے دیتے ہیں اور غار کے دھانے کھڑے ہو کر..... روتے پیٹتے اور پکارتے ہیں کہ امام صاحب! جلدی نکل آؤ..... وہ عالم کہتے ہیں کہ میں نے وہاں کے ایک مقامی شخص سے پوچھا..... کیا واقعی امام اس غار میں ہیں؟..... وہ کہنے لگا یہ تو پتا نہیں کہ امام غار میں ہیں یا نہیں..... لیکن اگر ہوئے بھی تو کبھی نہیں نکل سکیں گے..... بلکہ جب وہ نکلنے لگیں گے تو مجاور اُن کو مار کر واپس غار میں ڈال دیں گے..... کیونکہ اُن کے چلے جانے سے مجاوروں کی کروڑوں کی آمدن بند ہو جائے گی..... خلافت، خلافت کا شور کرنے والے اکثر ''مفکرین'' خود خلافت کے دشمن ہیں..... کیونکہ یہ لوگوں کو ''جہاد'' سے روکتے ہیں..... اور بغیر جہاد کے خلافت قائم نہیں ہو سکتی..... خلاصہ یہ ہے کہ..... مسلمان فضول کاموں اور بے کار تحقیقات میں وقت ضائع نہ کریں..... حضرت امام مہدیؒ کے تشریف لانے سے پہلے بھی جہاد کا حکم ہر مسلمان کے لئے موجود ہے..... بس اس حکم کو پورا کریں..... اگر وہ ہماری زندگی میں تشریف لے آئے تو جہاد کرتے ہوئے اُن کے ساتھ شامل ہونا ہمارے لئے..... انشاء اللہ آسان ہوگا..... اور اگر وہ ہماری زندگی میں تشریف نہ لائے تو بھی ہمیں عمل جہاد کا پورا اجر ملے گا..... دجّال جب آئے گا تو پوری دنیا کو پتا چل جائے گا اور دجّال کے فتنے سے وہی لوگ محفوظ رہ سکیں گے جن کا ایمان کامل ہوگا اور وہ موت سے نہیں ڈرتے ہوں گے..... اور مال و ہوس کے پجاری نہیں ہوں گے..... یہ لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لشکر میں شامل ہو کر دجّال کا مقابلہ کریں گے..... اور دجّال حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھوں مارا جائے گا..... چنانچہ ہم سب دجّال کا ایڈریس معلوم کرنے کی بجائے..... دجّال سے مقابلے کے لئے..... جہاد کے ساتھ اپنا رشتہ مضبوط کریں.....

اللھم انا نعوذبك من فتنة المسیح الدجال

آمین یا ارحم الراحمین

اللھم صل علیٰ سیدنا محمد صاحب الفرق والفرقان وجامع الورق ومنزلہ من سماء القرآن وال محمد وسلم تسلیما کثیرا کثیرا

☆......☆......☆

بائیکاٹ یا تفرقہ

اللہ تعالیٰ ہر فتنے سے میری اور آپ کی حفاظت فرمائے......اور ہم سب مسلمانوں کو ’’خلافت‘‘ کی نعمت نصیب فرمائے......آج چند باتیں ’’بائیکاٹ‘‘ کے متعلق عرض کرنی ہیں......

سب کو پیتے دیکھا

بچپن سے جوانی تک پاکستان......اور دیگر کئی ممالک میں مسلمانوں کو پیپسی، کوک، سیون اپ، مرنڈا، ٹیم......اور سپرائٹ کی بوتلیں بے تکلف پیتے دیکھا......عام مسلمانوں کے ساتھ علماء کرام بھی خوب پیتے تھے......اور ایک دوسرے کو پلاتے تھے......حضرت مفتی اعظم مفتی رشید احمد صاحب ؒ کو سیون اپ اور اپنے مرشد مفتی اعظم مفتی ولی حسن صاحب ؒ کو ’’ٹیم‘‘ کی بوتلیں پیتے دیکھا......خلاصہ یہ کہ......جس کسی کو شوگر یا کوئی اور پرہیز نہ تھا وہ یہ بوتلیں خوشی خوشی پیتا تھا......یقیناً آپ سب نے بھی خوب پی ہوں گی......اور بعض اب تک پیتے ہوں گے......

پیپسی، کوک تقویٰ کی علامت

اُن دنوں بعض ایسے ممالک میں بھی جانا ہوا...... جہاں پیپسی اور کوک پینا تقویٰ کی علامت سمجھا جاتا تھا...... دراصل کافروں کے ان ممالک میں شراب اور دوسری غلاظتیں کھلے عام ملتی ہیں...... ماحول کے اس رگڑے میں کئی مسلمان بھی اپنا ایمان کمزور کر بیٹھے ہیں...... وہاں بازاروں اور گلیوں میں شراب کی بو ہر طرف پھیلی پڑی ہے...... ایسے ماحول میں جو مسلمان شراب نہیں پیتے بلکہ...... پیپسی اور کوک پیتے ہیں اُن کو بہت متقی سمجھا جاتا ہے...... اور ان کے تعارف میں یہ بات ذکر کی جاتی ہے کہ...... یہ صاحب تو پیپسی اور کوک سے آگے نہیں بڑھتے......

بے بسی

عربی زبان میں ''پ'' کا حرف نہیں ہے...... چنانچہ عرب لوگوں کو اگر مجبوراً ''پ'' بولنا پڑے تو وہ اُسے ''ب'' بنا کر بولتے ہیں...... مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ...... اور سعودی عرب کے دوسرے شہروں میں ''پیپسی'' خوب بکتی ہے...... مگر وہ اسے ''بیبسی'' کہتے ہیں...... ایک صاحب نے جگہ جگہ ''بیبسی'' کے بورڈ دیکھے تو کہنے لگے یہ ہر جگہ ''بے بسی بے بسی'' کے بورڈ لگے ہوئے ہیں...... مسلمانوں کی بے حسی سمجھیں یا بے بسی کہ...... اُن کے ہر ملک میں ''بے بسی'' بکتی ہے...... اور خوب پی جاتی ہے......

اچانک رُخ بدلا

مسلمانوں میں پیپسی، سیون اپ پینے والے بھی موجود تھے...... اور نہ پینے والے بھی...... مگر اس مسئلہ پر الحمدللہ کوئی اختلاف نہیں تھا...... کسی عالم دین یا مفتی صاحب نے ان بوتلوں کو حرام یا مکروہ قرار نہیں دیا تھا...... یہ بوتلیں اصل میں تو کافروں اور یہودیوں کے ممالک کی ایجاد تھیں...... مگر اسلامی ملکوں میں ان کے بنانے اور خریدنے والے عام طور پر مسلمان تاجر تھے...... کچھ حکیم حضرات ان بوتلوں کو صحت کے منافی قرار دیتے تھے...... مگر اُن کی بات زیادہ لوگ قبول

نہیں کرتے تھے...... پھر اچانک مسلمانوں میں...... پیپسی اور کوک کے خلاف ایک تحریک اور آواز اٹھی...... اُدھر جب یورپ گستاخی پر اترا تو...... ڈنمارک، ہالینڈ اور ناروے وغیرہ کی مصنوعات کے بائیکاٹ کی آواز بھی اٹھی...... دنیا بھر کے کسی ملک میں چونکہ خالص اسلامی حکومت نہیں ہے...... اس لئے ''تجارتی مقاطعہ''...... یعنی ''بائیکاٹ'' کا یہ عمل مضبوطی کے ساتھ تو نہ چل سکا مگر جزوی طور پر یہ کئی ممالک میں چل رہا ہے...... اب بہت سے لوگ پیپسی اور سیون اپ نہیں پیتے...... بہت سی خواتین ''ہیڈ اینڈ شولڈرز'' شیمپو نہیں لگاتیں...... بہت سے بچے ''نیسلے'' کا دودھ نہیں پیتے...... اور بہت سے افراد ''ٹیلی نار'' کی سم استعمال نہیں کرتے......

بات زیادہ آگے بڑھ گئی

''بائیکاٹ'' کا یہ عمل اسی قدر رہتا تو بہت اچھا تھا...... لیکن ایسا لگتا ہے کہ...... مرچ مصالحہ کچھ زیادہ ہی لگ گیا...... اور یہ عمل اب مسلمانوں میں ایک نئی ''تفریق'' کی بنیاد بنتا جا رہا ہے......

(۱) وہ لوگ جنہوں نے ان چند چیزوں کا بائیکاٹ کر رکھا ہے خود کو بس اسی عمل کی بدولت بڑا مسلمان اور بڑا مجاہد سمجھنے لگے ہیں......

(۲) جو مسلمان ابھی تک پیپسی، سیون اپ، ٹیلی نار وغیرہ کا بائیکاٹ نہیں کر سکے...... اُن کو بائیکاٹ کرنے والے مسلمان بہت حقیر اور گناہ گار سمجھتے ہیں......

(۳) ان چند چیزوں کے بائیکاٹ کو دینداری اور تقویٰ کا معیار سمجھ لیا گیا ہے...... یعنی جو پیپسی نہ پیئے وہ دیندار اور جو پی لے وہ گناہ گار...... حتیٰ کہ کسی بڑے مفتی یا عالم کو یہ بوتلیں پیتا دیکھ لیں تو اُن کے ایمان میں شک کرنے لگتے ہیں......

تھوڑا سا سوچو

کل تک آپ خود ''پیپسی'' شوق سے پیتے تھے...... شائد کئی ڈرم پی گئے ہوں گے...... اُس وقت آپ مؤمن تھے یا فاسق؟...... آج بھی ممکن ہے کہ...... آپ کے پاؤں کا جوتا جرمنی کا......

ہاتھ کی گھڑی سوئیزرلینڈ کی...... اور سواری کی گاڑی جاپان یا امریکہ کی ہو گی...... آپ اپنے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟...... ہمارے بازار غیر ملکی چیزوں سے بھرے پڑے ہیں...... عام استعمال کی پچھتر فیصد چیزیں باہر سے آتی ہیں...... اب اس کا فیصلہ کون کرے گا کہ...... کون سی چیز استعمال کریں اور کس کا بائیکاٹ کریں...... بہت سے مسلمان اسلام دشمنی کی وجہ سے نہیں...... بلکہ اپنی سادگی اور لاعلمی کی وجہ سے ان چیزوں کو استعمال کرتے ہیں...... یہی حال علماء کرام اور مجاہدین کا بھی ہے کہ...... وہ شرعی حلال حرام کے علاوہ باقی معاملات پر بعض اوقات غور کرنے کی فرصت نہیں پاتے...... اگر آپ ان تمام باتوں کو سوچیں تو انشاء اللہ سوچ میں ''اعتدال'' پیدا ہو گا......

ایک بات تو پکی ہے

اگر علماء کرام...... اور مفتیانِ عظام، شرعی اصولوں کی روشنی میں کسی چیز کو ''حرام'' قرار دیں تو پھر...... اس میں کسی بات کی گنجائش نہیں رہتی...... تمام مسلمانوں کا فرض بنتا ہے کہ...... ایسی چیزوں کو فوراً اپنی دکانوں اور گھروں سے نکال پھینکیں اور کبھی اُن کے استعمال کا خیال تک دل میں نہ لائیں...... لیکن وہ ''اشیاء'' جن کو علماء کرام نے حرام قرار نہیں دیا اُن کے بارے میں زیادہ شدّت ہمارے ایمان کے لئے...... اور مسلمانوں کے اتحاد کے لئے خطرناک ہو سکتی ہے...... پہلے ہماری بھی یہ شدید خواہش تھی کہ...... مسلمان ان بوتلوں اور چیزوں کا سختی سے بائیکاٹ کریں...... مگر بعد کے کچھ حالات دیکھ کر...... بائیکاٹ نہ کرنے والوں کے لئے اب دل میں نفرت نہیں آتی...... ہم مسلمان ہر بات پر آپس میں کیوں لڑیں؟...... اللہ پاک نے ارشاد فرمایا

فمالکم فی المنافقین فئتین (سورہ النساء)

کہ مسلمانو! تمہیں کیا ہوا کہ منافقوں کے بارے میں آپس میں گروہ بندی کر رہے ہو...... آج جب کہ ہر طرف سے مسلمانوں پر کفار کے حملے ہو رہے ہیں ہم اس بات کی طاقت نہیں رکھتے کہ...... پیپسی اور کوک کو حق اور باطل کا معیار...... یا غیرت کے اظہار کا واحد ذریعہ سمجھ کر...... آپس

میں لڑیں......

اعتدال کیسے آتا ہے

(۱) ایک بار ایک بزرگ عالم دین کی زیارت کے لئے گئے...... انہوں نے ہمارے اکرام کے لئے سیون اپ وغیرہ کی بوتلیں منگوالیں...... بندہ کے ساتھ جو مجاہدین اور حارسین تھے وہ بہت نفرت سے کبھی بوتلوں کو...... اور کبھی اُن بزرگوں کو دیکھتے...... اور آپس میں کانا پھوسی بھی کرتے...... وہ بزرگ بہت شرمسار ہو رہے تھے...... اُن کی یہ حالت دیکھ میں بہت شرمندہ ہوا...... اور مجھے احساس ہوا کہ...... یہ معاملہ بائیکاٹ سے بڑھ کر ''الحاد'' تک نہ پہنچ جائے کہ ایک چیز کو شریعت مطہرہ نے ''حرام'' قرار نہیں دیا...... مگر اب کئی مسلمان اُسے حرام سے بھی بدتر سمجھ رہے ہیں...... اور اسی کو دین اور تقوے کا معیار قرار دے رہے ہیں...... حالانکہ ان سب نے کچھ ہی عرصہ پہلے یہ بوتلیں پینا چھوڑا ہے......

(۲) ان بوتلوں کے بائیکاٹ کے بعد...... کئی کمپنیاں ''حلال بوتلیں'' لے کر میدان میں اُتریں...... انہوں نے اپنے تجارتی مفادات کے لئے بائیکاٹ مہم کی خوب تشہیر کی...... مگر مسلمانوں کو کوئی معیاری چیز پیش نہ کی...... یہ بڑے بڑے کروڑ پتی لوگ...... دیندار بھی نہیں تھے...... خود اُن کے اکاؤنٹ کافروں کے ملکوں میں کھلے پڑے تھے...... اور خود اُن کو کافروں اور یہودیوں کی کسی چیز سے پرہیز نہیں تھا...... انہوں نے تو توّا گرم دیکھا تو دھڑا دھڑ روٹیاں لگانے لگے......

(۳) بائیکاٹ کی مہم کے لئے زیادہ معلومات...... وہ مسلمان بھیج رہے ہیں جو خود کافروں کے ملکوں میں مقیم ہیں...... وہی انٹرنیٹ وغیرہ کے ذریعہ کمپنیوں کے نام اور کوڈ بھیجتے ہیں...... اور وہی اس مہم کی زیادہ تشہیر کرتے ہیں...... اور ان میں کئی لوگ ایسے ہیں جو خود شریعت کے پابند نہیں ہیں بلکہ اُن کا تو اٹھنا، بیٹھنا، کھانا پینا سب کافروں کی چیزوں پر ہے...... یہ ہر ماہ بلکہ ہر ہفتے کافروں کو ٹیکس دیتے ہیں...... اور ہر چیز اُن کی بنی ہوئی استعمال کرتے ہیں...... اور کسی بھی طرح کافروں

کے ملکوں کو چھوڑنے پر تیار نہیں ہیں...... بعض اوقات ایسا محسوس ہوتا ہے کہ یہ لوگ مسلمانوں کو عملی جہاد سے روک رہے ہیں...... کیونکہ مسلمان کی دینی غیرت اُسے جہاد فی سبیل اللہ پر کھڑا کرتی ہے...... اور یہ لوگ اسی غیرت کو صرف ''پیپسی'' نہ پینے تک محدود کر رہے ہیں...... چنانچہ بہت سے مسلمان بس اسی ''غیرت'' کو کافی سمجھ کر جہاد سے محروم رہتے ہیں......

(۴) کافروں کے غلبے کو توڑے بغیر اُن کی مصنوعات سے جان چُھڑانا کافی مشکل ہے...... گاڑیاں، جہاز، گھڑیاں، فون اور تقریباً ہر چیز اُن کے ہاں سے آتی ہے...... اب ایک مسلمان اُن کے بنائے ہوئے جہاز پر حج کر آئے...... اُن کی بنائی ہوئی گاڑی پر دن رات گھومے...... اُن کے بنائے ہوئے فون استعمال کرے...... اُن کے تیار کردہ کپڑے پہنے...... اور پھر کسی ''پیپسی'' پینے والے غریب کو...... بے غیرتی کے طعنے دے تو یہ بات ایک طرح کا ظلم لگتی ہے......

یا اُن جیسے بن جاؤ

متحدہ عرب امارات کے ایک سفر کے دوران...... ''فجیرہ'' جانا ہوا...... مقامی میزبان نے بتایا کہ یہاں ساحل سمندر پر ایک شخص رہتے ہیں جو کوئی بھی جدید چیز استعمال نہیں کرتے...... نہ بجلی، نہ فون اور نہ کوئی مشینری...... ایک جھونپڑی میں رہتے ہیں...... انگریزی دواء استعمال نہیں کرتے...... بیمار ہو جائیں تو عربوں کے خاص طریقے ''کیّ'' یعنی داغنے کے ذریعہ اپنا علاج کرتے ہیں...... فریج یا برف کا ٹھنڈا پانی نہیں پیتے...... اور اپنی جھونپڑی کو بھی...... جدید اشیاء سے پاک رکھتے ہیں...... وہ بزرگ واقعی ایسے تھے...... بہت شدّت کے ساتھ ''بائیکاٹ'' کرنے والے حضرات بھی اگر اُن صاحب جیسے بن جائیں تو پھر...... اُن کا حق ہے کہ پیپسی، سیون اپ پینے والوں سے نفرت کریں...... لیکن خود پچھتر فیصد چیزیں کافروں کی استعمال کریں...... اور ایک دو چیزوں کو ''اسلامی غیرت'' کا معیار قرار دیں تو یہ بات دل کو نہیں لگتی......

اعتدال، اعتدال

اے مسلمانو! اعتدال اختیار کرو کیونکہ ان چیزوں کی وجہ سے مسلمانوں میں بہت زیادہ باہمی نفرت پھیل رہی ہے..... ایک مسلمان کا عقیدہ ٹھیک ہو..... اور وہ پانچوں فرائض کا پابند ہو...... بس یہی بات دینداری کے لئے کافی ہے..... اور اگر وہ عالم اور مفتی ہو اُس کا اکرام مزید بڑھ جاتا ہے..... اب اُسے مزید چیزوں پر نہ تولو..... گھڑی پہنتا ہے یا نہیں..... سیدھے ہاتھ میں پہنتا ہے یا اُلٹے میں..... کون سی حلال بوتل پیتا ہے..... یا نہیں پیتا..... آپ اپنے اپنے معیار بنا کر نہ چلیں..... بلکہ مسلمانوں کی عزت اور حرمت کے معاملے میں اللہ تعالیٰ سے ڈریں..... ان چیزوں کی وجہ سے مسلمانوں سے نفرت کرنا اور اُن سے بدگمانی رکھنا جائز نہیں ہے..... اللہ کے لئے تفرقہ بازی کے نئے نئے ..... ذریعے نہ نکالیں..... آپ خود شوق سے کسی چیز کا بائیکاٹ کریں..... مگر کوئی مسلمان اگر کسی حلال چیز کا بائیکاٹ نہیں کر رہا تو اُس کے ایمان اور تقوے میں شبہ نہ کریں..... ایمان کے بعد پانچ چیزوں کو ماننا اور..... حسب شرائط اُن پر عمل کرنا فرض ہے..... نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ..... اور جہاد..... اپنی طرف سے کوئی کسی نئی چیز کو فرض قرار نہ دے..... اور نہ ہی کسی چیز کو اپنی طرف سے حرام قرار دے.....

آخری گزارش

بات مختصر کرتے ہیں..... ہم خود ''بائیکاٹ'' کے حامی ہیں اور ماضی میں اس تحریک کی حمایت کر چکے ہیں..... ہماری تو تمنا ہے کہ کفر کی طاقت اور شوکت ہی ختم ہو جائے..... اور اپنی اس تمنا کے لئے الحمدللہ عملی محنت کرتے رہتے ہیں.....

☆ وہ مسلمان جو پیپسی وغیرہ چھوڑ چکے ہیں وہ اس ''کالم'' کو آڑ بنا کر دوبارہ نہ شروع ہو جائیں، آپ زمزم شریف پئیں دودھ اور شہد پئیں، تازہ پھلوں کا جوس پئیں..... یا اللہ پاک کی نعمت سادہ پانی پئیں، پیپسی وغیرہ ویسے بھی معدہ کے لئے نقصان دہ ہیں.....

چند چیزوں کا بائیکاٹ کرنے والے حضرات خود کو اُن مجاہدین کے برابر نہ سمجھیں جو اپنی جانوں کو اسلامی غیرت اور عظمت کے لئے نچھاور کر رہے ہیں......اور دن رات اپنے جسموں کے ٹکڑے کرا کے کافروں کو نا قابل تلافی نقصان پہنچا رہے ہیں......

○ اگر ملک کے اکثر علمائے کرام کسی چیز کے بائیکاٹ کا فتویٰ دے دیں تو پھر...... تمام مسلمانوں کو شدّت کے ساتھ اُس کا ''بائیکاٹ'' کرنا چاہئے۔

○ اور اگر تمام یا اکثر علماء کرام فتویٰ نہ دیں اور کسی مسلمان کو یقین ہو کہ......اس چیز کی آمدنی ''اسلام دشمنی'' کے کاموں میں لگ رہی ہے تو......وہ خود بائیکاٹ کرے اور اپنے قریبی لوگوں کو اس کی دعوت دے......مگر اس کی وجہ سے دوسرے مسلمانوں کو حقارت یا نفرت کا نشانہ نہ بنائے......

○ ''شیزان'' کمپنی کے بائیکاٹ کا فتویٰ ملک کے تمام علماء کرام نے دے رکھا ہے......مسلمان مضبوطی کے ساتھ اس کا بائیکاٹ کریں......

○ تمام مسلمان پوری قوت کے ساتھ جہاد فی سبیل اللہ میں لگ کر......کفر کی جڑ کاٹیں...... صرف پتے اور شاخیں جھاڑنے سے کام نہیں بنے گا بلکہ......اس سے مزید پتے اور شاخیں نکل آئیں گی......اللہ تعالیٰ اسلام اور مسلمانوں کو قوت و شوکت عطاء فرمائے......اور ہم سب کی ہر فتنے سے حفاظت فرمائے......آمین یا ارحم الراحمین

اللھم صل علی سیدنا محمد بقدر علمه و کماله وعلی آل محمد وسلم تسلیما کثیرا کثیرا

☆......☆......☆

جانوروں سے بدتر

اللہ تعالیٰ رحم فرمائے ’’گستاخانہ خاکوں‘‘ کا معاملہ ایک بار پھر اہل ایمان کو تڑپا رہا ہے...... آیئے اس معاملے کو سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں......

لکھنے میں تأخیر کیوں ہوئی

سب سے پہلے بی بی سی پر خبر دیکھی کہ...... ’’فیس بک‘‘ کی ویب سائٹ پر گستاخانہ خاکوں کا مقابلہ چل رہا ہے...... دل پر سخت چوٹ لگی اور پوری خبر پڑھنے کی ہمت ہی نہ ہوئی...... پھر پتہ چلا کہ لاہور ہائیکورٹ نے پاکستان میں ’’فیس بک‘‘ پر پابندی لگا دی ہے...... یہ خبر دل کو اچھی لگی...... اور جب ’’یوٹیوب‘‘ پر پابندی لگی تو دل بہت خوش ہوا...... مگر زیادہ بولنے والے وزیر داخلہ خاموش نہ رہ سکے انہوں نے فوراً کہہ دیا کہ یہ پابندی جلد اٹھالی جائے گی...... پھر پتہ چلا کہ ملک بھر میں احتجاجی مظاہرے ہو رہے ہیں...... اچھی بات ہے مسلمان عشق رسول ﷺ میں تڑپے ہیں...... اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطاء فرمائے...... کچھ احباب نے ان مظاہروں میں شرکت کی

اجازت مانگی تو خوشی سے دے دی کہ...... اُمت کو اس مسئلہ پر یک جان ہونا چاہئے...... مگر مجھے اب تک پوری بات معلوم نہیں ہے...... اور نہ میں معلوم کرنے کی ہمت رکھتا ہوں...... اور نہ میں کسی سے پوچھوں گا...... کچھ دن پہلے اپنے انٹرنیٹ کے شعبے کے نگران سے ملاقات ہوئی...... خیال آیا کہ پوری بات پوچھ لوں مگر دل رونے لگا...... آنکھیں گیلی ہو گئیں...... حضرت آقا مدنی ﷺ کی شان اطہر و اقدس میں گستاخی کی بات کیسے پوچھوں، کیسے سمجھوں، کیسے سنوں؟...... بہت مشکل ہے، بلکہ ناممکن ہے...... اخبار وغیرہ پر جب اس طرح کی کوئی خبر نظر آتی ہے...... میں آنکھیں پھیر لیتا ہوں...... بس اتنا معلوم ہوا کہ...... برطانیہ کی ایک انگریز عورت نے اس خباثت کا آغاز کیا...... اور پھر پاگل کتے جمع ہو کر جہنّم کے انگارے جمع کرنے لگے......

برباد ہو جاؤ گے ظالمو!...... دنیا میں بھی ذلت پاؤ گے...... اور پھر

وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَشَدُّ وَ اَبْقٰی (طٰہٰ ۱۲۷)

اور آخرت کا عذاب بہت سخت ہے اور زیادہ باقی رہنے والا ہے......

ان سے جانور اچھے

ایک تمثیلی حکایت ہے کہ...... جنگل کے جانوروں کا ایک جلسہ ہوا...... طے یہ کرنا تھا کہ کونسا جانور سب سے زیادہ ''بے حیا'' بدبودار اور گندہ ہے...... مختلف جانوروں کے نام آئے اور طرح طرح کے دلائل آئے...... بالآخر طے پایا گیا کہ خنزیر یعنی ''سؤر'' سب سے زیادہ بے حیا، بدبودار اور گندہ جانور ہے...... صدر جلسہ جب اس نتیجے کا اعلان کرنے کھڑا ہوا تو ایک بہت بوڑھا خنزیر کھڑا ہو گیا...... اور بولنے کی اجازت چاہی...... صدر جلسہ نے اجازت دے دی...... بوڑھے سؤر نے کہا جناب میں نے بچپن اور جوانی کا اکثر حصّہ یورپ میں گزارا ہے...... کچھ انگریز مجھے جنگل سے پکڑ کے لے گئے تھے اور پھر ایک انگریز گھرانے نے مجھے پالا پوسا...... جناب والا! وہاں میں نے انگریز مردوں اور عورتوں کی جو بے حیائی، بدبو اور گندگی دیکھی...... اُسے الفاظ میں بیان نہیں کر سکتا...... خود مجھے اُس گھر میں صاحب خانہ سے زیادہ حقوق حاصل تھے...... مگر میں تو

اس بے حیائی اور گندگی سے تنگ آ گیا...... وہاں ایک دو کتے بھی تھے وہ بھی اکثر یہی شکایت کرتے تھے...... بالآخر جب معاملہ حد سے بڑھ گیا تو ایک رات میں چپکے سے بھاگ نکلا...... اس کے بعد اُس بوڑھے سور نے انگریزوں کے کچھ واقعات سنائے تو پورے جلسے میں شیم شیم اور توبہ توبہ کی آوازیں گونجنے لگیں...... اور پھر صدر جلسہ نے یہ اعلان کر دیا کہ...... دنیا میں سب سے بے حیا، بدبودار اور گندی نسل انگریزوں کی ہے...... جبکہ خنزیر تو اُن کے مقابلے میں کچھ بھی نہیں ہیں...... سنا ہے کہ...... گستاخانہ خاکوں کی اس نئی مہم کا آغاز...... ایک انگریز عورت نے کیا ہے...... ایک بے حیاء، بدبودار، نجس اور ناپاک عورت سے اور کیا توقع کی جاسکتی ہے؟......

اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطاء فرمائے

دل زخمی تھا اور آنکھیں اس وحشتناک خبر سے بچنے کی کوشش میں تھیں کہ...... کابل میں ایک فدائی مجاہد نے اپنی گاڑی نیٹو فورسز کے ایک خصوصی دستے سے ٹکرا دی...... اس حملے میں کینیڈا کا ایک کرنل...... اور امریکہ کے تین کرنل اور کئی فوجی مارے گئے...... اور بہت سے زخمی ہو کر اپنے ملکوں کو واپس ہوئے...... یہ ایک ایسا حملہ تھا جس میں اللہ تعالیٰ کی خاص مدد ہر پہلو سے بالکل واضح نظر آ رہی ہے...... اللہ اکبر کبیرا...... صرف ایک مجاہد اور پھر اُس کے سامنے کفر کے بڑے بڑے سرداروں کی بکھری لاشیں...... یہ ہے ''احتجاج'' کا درست اور مفید طریقہ...... اور یہ ہے عشق رسول ﷺ کا بالکل صحیح اظہار...... اگر تمام مسلمان اسی راستے کو اختیار کر لیں تو خاکے بنانے والے خاک میں مل جائیں گے...... اور پھر کسی کو ہمت نہیں ہو گی کہ...... وہ ایسی قیامت خیز گستاخی کا ارتکاب کر سکے...... افغانستان کے طالبان نے اس حملے کی ذمہ داری قبول کر لی ہے...... اللہ تعالیٰ اُس مجاہد کی شہادت قبول فرمائے اور اُسے پوری اُمتِ مسلمہ کی طرف سے بہترین جزائے خیر عطاء فرمائے...... آمین......

احتجاج کریں مگر گستاخی نہ پھیلائیں

جہنّمی کیڑے ماضی میں بھی اس لرزہ خیز گناہ کا ارتکاب کر چکے ہیں...... خود رسولِ اقدس ﷺ کے مبارک زمانے میں بعض ’’بد بختوں‘‘ نے گستاخی کا ارتکاب کیا...... الحمدللہ، الحمدللہ ان میں سے اکثر مارے گئے...... اور کچھ نے سچی توبہ کر لی...... ہمیں سیرت اور تاریخ کی کتابوں میں...... ان ناپاک لوگوں کے نام تو ملتے ہیں کہ...... کوئی ’’ابن خطل‘‘ تھا کوئی کعب بن اشرف...... اور کوئی عصماء یہودیہ...... مگر یہ لوگ کیا گستاخی بکتے تھے اس کا کوئی تذکرہ سیرت اور تاریخ کی کتابوں میں نہیں ہے...... وجہ یہ ہے کہ کوئی مسلمان بطور نقل کے بھی اپنی زبان پر حضرت آقا مدنی ﷺ کی گستاخی نہیں لا سکتا...... چنانچہ ان بے ہودہ لوگوں کی گستاخیوں کو نہ کسی نے نقل کیا اور نہ پھیلایا...... آج بھی مسلمانوں پر لازم ہے کہ...... گستاخی کے ان خاکوں اور باتوں کو نہ پھیلائیں...... کوئی بھی ان خاکوں کو نہ دیکھے اور نہ دوسروں کو دکھائے...... اور نہ ان کا بہت زیادہ تذکرہ کیا جائے...... البتہ اپنے احتجاج کو مؤثر بنانے کے لئے ’’قربانی‘‘ دی جائے صرف رسمی جلسے، اجتماعات اور شور شرابے سے کام نہیں بنے گا......

فیس بُک اور یوٹیوب

انٹرنیٹ کی جن دو ویب سائٹوں نے یہ ظلم کیا ہے...... اُن دونوں کو حسب استطاعت نقصان پہنچایا جائے...... آسان طریقہ تو یہ ہے کہ مسلمان ان دونوں سائٹس پر جانا ہی چھوڑ دیں...... جس جگہ آقا محبوب مدنی ﷺ کی گستاخی بکی جاتی ہو ایک مسلمان اُس جگہ کس طرح جا سکتا ہے؟...... بہت سخت دینی مجبوری کے علاوہ ان سائٹس پر ’’وزٹ‘‘ کرنا چھوڑ دیں...... ویسے تو کمپیوٹر اور انٹرنیٹ ہی ہم مسلمانوں کے ایمان کا دشمن ہے...... فیس بک اور یوٹیوب کو اور کس کس طرح سے نقصان پہنچایا جا سکتا ہے یہ بات...... کمپیوٹر کے ماہرین اچھی طرح سمجھتے ہیں...... اللہ تعالیٰ ہمت اور توفیق عطاء فرمائے......

مسلمان حکمران؟

اسلامی ملکوں کے جتنے بھی حکمران ہیں...... یہ سب اپنے آپ کو ’’بڑا مسلمان‘‘ سمجھتے ہیں...... ہمارے مُلک پر تو پیروں، گدّی نشینوں اور صاحبزادوں کی حکومت ہے...... کیا ان لوگوں کا حضرت آقا مدنی ﷺ سے کوئی رشتہ نہیں ہے؟...... کوئی ظلم ہو، کوئی گستاخی ہو ان کے منہ بند اور زبانیں خاموش رہتی ہیں...... یہ چاہیں تو فیس بک اور اس جیسی تمام سائٹس کو اپنے ممالک میں ’’بینڈ‘‘ کردیں...... مگر یہ تو صرف مجاہدین اور دینداروں کو ’’بینڈ‘‘ کرتے ہیں...... ان ہی لوگوں نے اسلامی ملکوں میں فسادات کی آگ بھڑکا رکھی ہے...... دو دن سے ’’وزیر داخلہ‘‘ کی زبان مجاہدین پر قینچی کی طرح چل رہی ہے...... اگر اس طرح کے بیانات اور اقدامات سے امن قائم ہوسکتا ہے تو پھر وہ کب کا قائم ہوگیا ہوتا...... معین الدین حیدر اور فیصل صالح حیات بھی یہی زبان بولتے بولتے چلے گئے...... پرویز مشرف نے بھی اندھی طاقت اور گندی زبان خوب استعمال کی...... مگر حالات تو بد سے بدتر ہوتے جا رہے ہیں...... ہمارے لئے تو آمریت اور جمہوریت سب ہی ’’مصیبت‘‘ بن کر آتے ہیں...... اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ’’خلافت‘‘ کی نعمت عطاء فرمائے...... جمہوریت کا تذکرہ آیا تو ایک اہم بات یاد آگئی......

کالم نگار کی بے وقوفی

برطانیہ کے حالیہ انتخابات میں پاکستان سے تعلق رکھنے والی کوئی ’’وکیلانی‘‘ پارلیمنٹ کی رکن منتخب ہوگئی ہے...... یہ خاتون آج کل اپنے تیسرے خاوند کے ساتھ برطانیہ میں مقیم ہے اور وہاں کی شہری ہے...... پاکستان کے ایک کالم نویس نے اس خاتون کی شان میں پورا ایک کالم لکھا ہے...... اس کالم میں پہلے تو ’’خاتون‘‘ کے ذاتی حالات لکھے ہیں کہ...... اب تک کس کس خاوند کو طلاق دے چکی ہے...... اور کون کون سے تنازعات کا شکار رہی ہے...... اس کے بعد لکھتے ہیں کہ...... ذاتی کمزوریوں کے باوجود اس خاتون نے محنت جاری رکھی اور چونکہ اُس کا راستہ ’’سیدھا‘‘ تھا چنانچہ وہ اتنی عظیم منزل تک پہنچ گئی...... کاش ڈاکٹر عافیہ صدیقی بھی غلط راستہ اختیار نہ کرتیں...... بلکہ اسی خاتون کی طرح سیدھے راستے پر چلتی تو شاید وہ بھی آج امریکہ میں ’’رکن

پارلیمنٹ‘‘ ہوتی……

انا للہ وانا الیہ راجعون……انا للہ وانا الیہ راجعون

کتنی ظالمانہ، فاسقانہ اور فضول بات ہے……کہاں ایک حُور اور کہاں ایک لنگور……کہاں فرشتہ اور کہاں شیطان……کہاں حیاء کا مقدّس آبگینہ……اور کہاں بے پردگی کا گٹر……کہاں ایمان و عزیمت کا زندہ شاہکار……اور کہاں غلامی اور مادہ پرستی کا انبار……محترمہ عافیہ صدیقی صاحبہ کی زندگی کا تو ایک ایک لمحہ عبادت ہے……کیونکہ جو مسلمان دین کے راستے میں کافروں کے ہاتھوں قید ہو جاتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے راستے کا معتکف بن جاتا ہے……کہاں وہ عافیہ جس کو مجبوری کی تلاشی بھی گوارہ نہیں……اور کہاں غیر مردوں کے درمیان آٹے کی بوری کی طرح بھاگتی لڑھکتی بیرسٹر شبانہ……مگر کیا کریں آج کل ہمارے کالم نویسوں کے دماغ پر ’’مادہ پرستی‘‘ حد سے زیادہ سوار ہو چکی ہے……یہ مسلمان ہیں مگر کافروں کے حق میں کالم لکھتے ہیں……جب دجّال آئے گا تو یہ لوگ شاید بھاگ بھاگ کر اُس کے ساتھ شامل ہوں گے……کیونکہ دجّال تو ٹیکنالوجی اور مادہ پرستی کا بادشاہ ہوگا……آج کی جس سائنس اور ٹیکنالوجی کو یہ کالم نویس سجدے کر رہے ہیں وہ سائنس تو کسی بوڑھے کو جوان نہیں کر سکتی……جبکہ دجّال تو مُردوں کو زندہ کر دے گا……یہ بے چارے کالم نویس تو بل گیٹس کی دولت پر رال ٹپکاتے کالم لکھتے ہیں جبکہ……دجّال کی دولت تو کسی گنتی اور شمار میں بھی نہیں آسکے گی……ایک کالم نویس نے……امریکہ کی ایک کافرانہ یونیورسٹی کی تعریف میں کالم لکھا تو……پوری امتِ مسلمہ کے ’’ماموں‘‘ حضرت سیدنا امیر معاویہ ؓ کی شان میں گستاخی بک دی……میں اکثر سوچتا ہوں کہ……ان کالم نگاروں نے ’’کامیابی‘‘ کا جو معیار مقرر کر رکھا ہے……اُس کی رو سے تو فرعون، قارون، نمرود……اور ابوجہل سب کامیاب تھے……جبکہ سیدنا ابراہیم ؑ سیدنا نوح ؑ اور دیگر انبیاء ؑ کی زندگیاں تو بہت مشقت اور تکالیف میں گزریں……تو خود کو مسلمان کہلوانے والے یہ کالم نویس قرآن پاک کا کس طرح سے مطالعہ کرتے ہوں گے؟……اللہ تعالیٰ ان بے رنگ لفافوں کے شر سے مسلمانوں کی حفاظت

فرمائے......ان میں بعض کالم نگار تو بہت رنگ برنگے ہیں...... چار کالم مادہ پرستی کے حق میں لکھ کر...... پھر ایک اسلامی کالم لکھ مارتے ہیں...... اور لوگ سمجھتے ہیں کہ ان سے بڑا غیرت مند مسلمان اور کوئی نہیں ہے......اور تعجب کی بات یہ ہے کہ......بعض کالم نویس مکمل انگریزی زندگی گزارتے ہیں......اور اپنے گھروں میں ہر غیر ملکی چیز استعمال کرتے ہیں......اور پھر پیسے لے کر ملٹی نیشنل کمپنیوں کے بائیکاٹ پر کالم بھی لکھتے ہیں......حالانکہ وہ جس قلم سے کالم لکھ رہے ہوتے ہیں وہ بھی کسی ملٹی نیشنل کمپنی کا ہوتا ہے......دراصل یہ لوگ سادہ دل مسلمانوں کے جذبات سے کھیلتے ہیں...... اور قوم کو بیوقوف بنانے کی کوشش کرتے ہیں...... اللہ تعالیٰ ہم سب کو ’’حق‘‘ دکھائے اور ’’حق‘‘ پر چلائے......آمین

یا حقُّ یا رحمٰنُ یا ارحم الراحمین

اللھم صلی علیٰ سیدنا و مولانا محمد عدد مافی علم اللّٰہ صلوٰۃ دائمۃ بدوام ملك اللّٰہ عزوجل و بارك وسلم تسلیما کثیرا

☆......☆......☆

دروازہ سب کے لئے کھلا ہے

اللہ تعالیٰ زیادہ توبہ کرنے والوں سے ''محبت'' فرماتا ہے

اِنَّ اللہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ (البقرہ ۲۲۲)

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں کو پسند فرماتا ہے:

سبحان اللہ! گناہ گاروں کے لئے کتنی عظیم بشارت ہے کہ..... توبہ کریں اور اللہ تعالیٰ کے ''محبوب'' بن جائیں..... شیطان کہتا ہے کہ..... کب تک تمہاری توبہ قبول ہوگی؟..... روز توبہ توڑتے ہو..... اب توبہ کرنا چھوڑ دو، توبہ تمہارے بس کی بات نہیں ہے..... گناہ تم سے نہیں چھوٹ سکتے..... تم تو ہو ہی بدنصیب..... اس لئے یہ روز روز کا توبہ کرنا اور پھر اُسے توڑ کر پھر توبہ کرنا بس کرو..... میرے سامنے ہتھیار ڈالو اور خود کو بدنصیب سمجھ کر گناہوں میں ڈوب جاؤ..... یہ ہے شیطان کا سبق..... مگر ہمارا عظیم رب سمجھاتا ہے کہ..... توبہ کرتے رہو، توبہ کرتے رہو..... تائب بنو، توّاب بنو..... جتنا بڑا گناہ ہو جائے فوراً بھاگ کر میرے پاس آ کر توبہ کرو..... تمہارا

کوئی گناہ میری رحمت سے بڑا نہیں ہے...... توبہ توڑنے کا گناہ ہو گیا تو اس گناہ پر بھی توبہ کرو...... ایک دن میں ستّر بار توبہ ٹوٹے تو...... ہر بار سچی توبہ کرتے رہو...... تم جتنی زیادہ توبہ کرو گے اُتنے میرے محبوب بنو گے......

اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیۡنَ (البقرہ۲۲۲)

بے شک اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں سے محبت فرماتا ہے

جب گناہ بار بار ہو...... توبہ بار بار ٹوٹے تب بھی...... بندہ اللہ تعالیٰ سے نہ بھاگے بلکہ روتے روتے اُس کے سامنے گر پڑے...... وضو کر کے کسی مسجد کے کونے میں جا بیٹھے...... اور نیک لوگوں کی صحبت اختیار کرے...... اللہ تعالیٰ سے بھاگ جانا ''محرومی'' ہے...... اور اللہ تعالیٰ کی طرف بھاگ پڑنا سعادت ہے......

فَفِرُّوۡۤا اِلَی اللّٰہِ (الذاریات۵۰)

ترجمہ: پس اللہ تعالیٰ کی طرف دوڑو

یعنی گناہ ہوتے ہی اللہ تعالیٰ کی طرف بھاگو کہ...... اے عظیم مالک پھر ظلم ہو گیا...... میں نے اپنی جان پر ظلم کر ڈالا...... آپ مجھے بخش دیجئے...... شیطان روکے گا مگر اُس ملعون کی باتوں میں نہ آئیں...... اور اللہ تعالیٰ کی طرف دوڑ پڑیں...... اور اللہ تعالیٰ کے سامنے گر پڑیں...... ؎

سنبھل کر یوں تو ہم گزرے کسی کی راہ میں لیکن
کچھ ایسے بھی مقام آئے کہ گر پڑنا ہی کام آیا

قرآن پاک میں ''توبہ'' کا لفظ عام طور سے دو معنی پر آیا ہے

(۱) کسی بندے کا گناہوں کو چھوڑ دینا

وَاِنِّیۡ لَغَفَّارٌ لِّمَنۡ تَابَ وَ آمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهۡتَدٰی (طٰہٰ۸۲)

ترجمہ: بے شک میں بڑا بخشنے والا ہوں اُس کو جو توبہ کرے اور ایمان لائے اور اچھے کام کرے پھر ہدایت پر قائم رہے۔

(۲) اللہ تعالیٰ کا بندے کی توبہ کو قبول فرمانا

اِلَّا الَّذِیۡنَ تَابُوۡا وَاَصۡلَحُوۡا وَبَیَّنُوۡا فَاُولٰٓئِکَ اَتُوۡبُ عَلَیۡہِمۡ (البقرہ۱۶۰)

ترجمہ: مگر وہ لوگ جنہوں نے توبہ کی اور اصلاح کر لی اور (اللہ تعالیٰ کے احکامات کو) ظاہر کر دیا پس یہی لوگ ہیں کہ میں اُن کی توبہ قبول کرتا ہوں......

جب بندہ سچے دل سے توبہ کرتا ہے......یعنی گناہ چھوڑتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اُس پر توبہ فرماتا ہے......یعنی اُس کی واپسی کو قبول فرمالیتا ہے......

پھر دیر کس بات کی؟......ہم سب کو فوراً توبہ کے لئے اٹھ کھڑا ہونا چاہئے......اور معافی کے پورے یقین کے ساتھ توبہ کرنی چاہئے......ہم کیوں اپنے اوپر ''رحمت'' کے دروازے بند کریں......اور یہ سوچیں کہ میرا معاف ہونا مشکل ہے......**استغفر اللہ، استغفر اللہ**......ایسا سوچنا بہت بری بات ہے کیونکہ......اللہ تعالیٰ کے لئے کوئی کام مشکل نہیں ہے......

میں اپنے تمام مسلمان بھائیوں اور بہنوں سے کہتا ہوں کہ...... اپنی ذات پر رحم کھائیں...... جی ہاں ہم سب اپنے اوپر رحم کھائیں اور خود کو عذاب سے بچانے کے لئے...... تمام گناہوں سے توبہ کر لیں......اور پھر سب سے پہلا کام یہ کریں کہ......اپنی نماز کو بالکل ٹھیک کر لیں...... باجماعت، مکمل اہتمام، پوری محبت، مکمل توجہ...... اور لذّت و شوق کے ساتھ نمازیں ادا کریں......ارے بھائیو! نماز تو جنت کی حُور سے زیادہ لذیذ اور میٹھی ہے...... یہ کیا ہو جاتا ہے کہ مسلمان ہو کر نماز میں غفلت کرنے لگتے ہو......اللہ کے لئے ایسا نہ کرو......اللہ تعالیٰ نے خود ہمیں پانچ وقت اپنے عالی شان دربار میں حاضری کے لئے بُلایا ہے......جی ہاں بہت تاکید سے بُلایا ہے......

مسلمان اور نماز میں سستی...... یہ دو باتیں کبھی جمع نہیں ہو سکتیں......مسلمان نماز میں تب ہی سست ہوتا ہے...... جب شیطان اُسے کفر کے جراثیم کا انجکشن لگا دیتا ہے...... یا اُسے نفاق کا زہر پلا دیتا ہے...... مجھے جب کوئی مسلمان مرد یا عورت یہ لکھتے ہیں کہ......ہم سے نماز میں سستی

ہوتی ہے تو میرے دل پر ایک مکّا سا لگتا ہے...... مسلمان اور نماز میں سستی ...... ہائے یہ کیسے ہو گیا؟...... نماز میں سستی تو منافق کرسکتا ہے...... مسلمان ہرگز نہیں ...... کیونکہ نماز دین میں اسی طرح ہے جس طرح جسم میں سر...... کیا بغیر سر کے کوئی زندہ رہ سکتا ہے؟...... معلوم نہیں کیا مصیبت آئی کہ...... مسلمان عورتیں تک ''نماز'' میں سستی کرتی ہیں...... حالانکہ یہ بات مشہور ہے کہ...... مسلمان عورتوں کو تو نماز سے عشق ہوتا تھا...... توبہ کرو میری بہنو! توبہ کرو...... مسلمان عورت نماز میں سکون اور قرار پاتی ہے اور وہ نماز میں ہرگز سستی نہیں کرسکتی ...... بلکہ وہ تو اپنا ہر مسئلہ نماز کے ذریعہ حل کراتی ہے...... یہ بازاروں میں جانے کی نحوست ہے...... کیا آج کل کے بازار اس قابل ہیں کہ کوئی مسلمان بہن ان میں جا سکے؟...... میری بہنو! اللہ کے لئے، اللہ کے لئے بازار جانا چھوڑ دو...... بہت ہی سخت مجبوری میں جانا پڑے تو صرف اور صرف خاوند کے ساتھ جاؤ...... نہ والد کے ساتھ نہ بھائی اور بیٹے کے ساتھ...... صرف خاوند کے ساتھ...... اور مسلمان خاوندوں سے گزارش ہے کہ وہ اپنی بیویوں کو بازار لیکر ہی نہ جائیں...... بلکہ سارا سامان خود لا کر دیا کریں...... یاد رکھیں اگر جوان عورتیں بازاروں میں جاتی رہیں تو بہت کچھ تباہ ہو جائے گا...... ہماری مسلمان بہنیں بہت اونچے مقام والی ہیں...... ان کا یہ کام نہیں ہے کہ...... بازار جا کر مَردوں سے خرید و فروخت کریں...... یا موبائل فون پر اپنا وقت برباد کریں...... آج کی مسلمان عورت نماز کی لذت اور طاقت سے محروم ہوئی ہے تو اس کی بڑی وجہ...... بازاروں میں جانا اور موبائل کا ناجائز یا فضول استعمال کرنا ہے...... میری بہنو! قبریں منہ پھاڑ کر انتظار کر رہی ہیں...... کچھ عرصہ پہلے ایک بزرگ کے پاس جانا ہوا...... وہاں معلوم ہوا کہ کچھ دن پہلے یہ بزرگ بہت پریشان اور غمگین ہو گئے تھے...... ان کا رنگ زرد پڑ گیا تھا اور ہر وقت آنسو جاری رہتے تھے......لوگوں نے بہت پوچھا تو بالآخر بتایا کہ...... گاؤں کے قبرستان میں ایک عورت پر عذاب ہو رہا ہے...... اُس کے عذاب کی شدّت نے میری یہ حالت بنا دی ہے...... پھر اُن بزرگوں نے اور تمام اہل مسجد نے خوب گڑگڑا کر دعائیں مانگیں...... تب وہ عذاب کا سلسلہ ٹھنڈا

ہوا...... کہاں گئیں سجدوں میں رونے والی عبادت گزار خواتین؟...... کہاں گئیں حیاء کی پیکر وہ خواتین جنہوں نے پردے کو رب تعالیٰ کی نعمت سمجھ کر...... دل سے قبول کیا اور پھر اپنے چہرے، کانوں اور آنکھوں کی ہر گناہ سے حفاظت کی...... اے مسلمان بہنو! نماز کا معاملہ ٹھیک کر لو...... ہر برائی اور بے حیائی سے طبیعت خود متنفر ہو جائے گی...... نماز کے لئے خوب پاکی، اوقات کی پابندی...... اور آداب کی رعایت...... اختیار کرو...... آپ کا اپنا ہی فائدہ ہوگا...... آپ کی اولاد کا فائدہ ہوگا...... کل کے دن تو کوئی کسی کے کام نہیں آسکے گا...... حضرت نوح علیہ السلام اور حضرت لوط علیہ السلام کی ''بیویاں'' جہنم میں دھکیلی جا رہی ہوں گی...... اُن کو اپنی ناک، عزت، زبان اور چالاکیوں نے برباد کر دیا...... قرآن پاک پڑھنے والا ہر مسلمان اُن دو عورتوں کے کُفر اور بُرے انجام کو بیان کرتا ہے...... حالانکہ وہ سمجھتی تھیں کہ وہ بہت عقلمند ہیں اور زمانے کے تقاضوں کا خیال رکھتی ہیں...... انہوں نے اپنی قوم اور برادری کو خوش رکھنے کے لئے اللہ تعالیٰ کو ناراض کیا...... اپنے پیغمبر خاوندوں کی ناقدری کی...... پتہ نہیں قوم اور برادری اُن سے خوش ہوئی یا نہیں...... مگر یہ بات پکّی ہے کہ وہ دونوں ہزاروں سال سے عذاب میں جل رہی ہیں...... اور قیامت کے دن اُن کو جہنم میں ڈال دیا جائے گا...... توبہ، توبہ، توبہ میرے مالک...... آپ کی پناہ عذاب قبر سے...... آپ کی پناہ آخرت کے عذاب سے...... مجاہدین سے خاص طور پر درخواست ہے کہ...... نمازوں کا معاملہ بہت ٹھیک کریں...... باجماعت، لمبی لمبی، خشوع خضوع والی نمازیں...... تب آپ کے جہاد میں عجیب برکت ہوگی...... اور اس برکت سے پوری اُمتِ مسلمہ کو فائدہ ملے گا...... نمازوں میں غفلت اور سستی کرنے والے مجاہدین زیادہ عرصہ ''مخلص جہادی قافلے'' کے ساتھ نہیں چل سکتے...... وہ یا تو دنیاداری کی مصیبت میں مبتلا ہو جاتے ہیں...... یا پھر کسی اور فتنے کا شکار ہو جاتے ہیں...... العیاذ باللہ، العیاذ باللہ......

توبہ دراصل ''روحانی پاکی'' کا نام ہے...... یہ انسان کے اندر کی میل کچیل اور گندگیوں کو دور کر دیتی ہے...... توبہ کا دروازہ چوبیس گھنٹے کُھلا رہتا ہے...... جب تک موت کا ''غرغرہ''

شروع نہ ہو جائے انسان کی توبہ قبول ہوتی ہے...... توبہ کے بہت سے فائدے ہیں...... مثلاً

(۱) توبہ کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ کی محبت نصیب ہو جاتی ہے......

(۲) توبہ کرنے سے گناہ مٹ جاتے ہیں، اُن کے اثرات ختم ہو جاتے ہیں...... اور بسا اوقات وہ گناہ بھی نیکیاں بنا دیئے جاتے ہیں......

(۳) توبہ سے انسان کو فلاح اور کامیابی ملتی ہے......

وَ تُوْبُوْٓا اِلَی اللّٰہِ جَمِیْعًا اَیُّہَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ (النور ۳۱)

سچی توبہ کے لئے کچھ شرطیں ہیں...... صرف زبان سے توبہ توبہ کہنا کافی نہیں ہے...... ان چند چیزوں کا لحاظ رکھ کر توبہ کریں تو وہ توبہ انشاء اللہ قبول ہوتی ہے......

(۱) اخلاص...... یعنی توبہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے کی جائے...... بہت سے لوگ صرف اس لئے توبہ کرتے ہیں کہ...... دنیا میں اُن پر کوئی مصیبت نہ آ جائے......

(۲) ندامت...... یعنی اپنے گناہ پر نادم اور شرمندہ ہونا......

(۳) اقلاع...... یعنی اُس گناہ کو چھوڑ دینا......

(۴) عزم...... یعنی آئندہ گناہ نہ کرنے کی مضبوط نیت رکھنا......

(۵) وقت...... یعنی موت کی سکرات شروع ہونے سے پہلے پہلے توبہ کر لینا......

ہم سب کو چاہئے کہ...... ان پانچ باتوں کا لحاظ رکھ کر اپنے تمام گناہوں سے آج ہی توبہ کر لیں...... اگر خدانخواستہ توبہ کی ہمت نہیں ہو رہی تو...... ہر نماز کے بعد یہ دعاء شروع کر دیں کہ...... یا اللہ مجھے سچی توبہ کی توفیق نصیب فرما...... جب رو رو کر عاجزی کے ساتھ توبہ کی دعاء کریں گے تو...... انشاء اللہ توبہ کا سکون بھرا دروازہ ہمارے لئے کُھل جائے گا...... جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کو توبہ کی توفیق دیتے ہیں...... اور پھر اُس کی توبہ قبول بھی فرما لیتے ہیں تو...... کچھ ایسی علامات ظاہر ہوتی ہیں جن سے اندازہ ہو جاتا ہے کہ...... اس بندے کی توبہ قبول ہو چکی ہے...... اور یہ اللہ تعالیٰ کی محبت کا مستحق بن چکا ہے......

اُن علامات میں سے چند یہ ہیں......

(۱) اچھی صحبت...... توبہ قبول ہونے کی بڑی علامت یہ ہے کہ...... انسان کو صدیقین، مجاہدین...... اور صالحین کی صحبت نصیب ہو جاتی ہے...... اور بُرے دوستوں سے جان چھوٹ جاتی ہے...... یاد رکھیں اچھی صُحبت ہزاروں نیک اعمال کو آسان بنا دیتی ہے......

(۲) نیکیوں کی رغبت...... توبہ قبول ہو جائے تو دل نیکیوں کی طرف راغب ہوتا ہے اور گناہوں سے اُسے وحشت ہوتی ہے......

(۳) حُبِّ دنیا سے چھٹکارا...... توبہ قبول ہونے کے بعد انسان کا رُخ دنیا سے ہٹ کر آخرت کی طرف ہو جاتا ہے...... یعنی اُس کا اصل مقصود اللہ تعالیٰ کی رضا اور آخرت کی تیاری بن جاتا ہے...... دنیا اُس کے ہاتھ میں تو رہتی ہے مگر اُس کے دل میں اُتر کر اُس کا مقصود نہیں بن جاتی کہ...... بس اُسی کی خاطر جیتا مرتا ہو......

اے مسلمانو! توبہ کا دروازہ سب کے لئے کُھلا ہے...... اللہ تعالیٰ جو ہمارا عظیم رب ہے خود ہم سب کو توبہ کے لئے بُلا رہا ہے...... کوئی ڈاکو ہو یا چور...... کوئی شرابی ہو یا زانی...... کوئی جھوٹا ہو یا فریبی...... کوئی خائن ہو یا قاتل...... کوئی جواری ہو یا نشئی

قُلْ يٰعِبَادِیَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ (الزمر ۵۳)

فرما دیجئے! اے میرے بندو! جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا ہے، اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس نہ ہو، بے شک اللہ تعالیٰ سب گناہ بخش دے گا بے شک وہ بخشنے والا رحم والا ہے......

سبحان اللہ! کسی کے لئے توبہ کا دروازہ بند نہیں...... نہ کسی مشرک کے لئے اور نہ کسی کافر کے لئے...... وہ بھی توبہ کر کے ایمان قبول کر سکتے ہیں...... اور نہ کسی کبیرہ گناہ کرنے والے مسلمان کے لئے...... آؤ! سارے آجاؤ...... رب کی رحمت کی طرف، رب کی مغفرت کی طرف...... اور رب کی جنت کی طرف...... یا اللہ ہم سب کو سچی توبہ کی توفیق عطاء فرما...... اور ہم

سب کی توبہ قبول فرما...... اور ہم سب کو ''توّابین'' میں سے بنا...... آمین **یا غفّار یا غفور یا توّابُ یاَ عَفُوَّ یاَ رؤفُ یاَ ارَحم الَراحمین**...... آج کی مجلس کا اختتام کرنے سے پہلے اس آیت مبارکہ پر ''کلام برکت'' بھی پڑھ لیتے ہیں...... یعنی حضرت شاہ عبدالقادر ؒ کی تفسیر...... آپ ؒ فرماتے ہیں......

''جب اللہ تعالیٰ نے اسلام کو غالب کیا...... جو کفار دشمنی میں لگے رہے تھے سمجھے کہ لا ریب (یعنی بلاشبہ) اُس طرف ''اللہ'' ہے...... یہ سمجھ کر اپنی غلطیوں پر پچھتائے لیکن شرمندگی سے مسلمان نہ ہوئے کہ اب ہماری مسلمانی کیا قبول ہوگی؟...... دشمنی کی، لڑائیاں لڑے اور کتنے خداپرستوں کے خون کئے، تب اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا کہ ایسا گناہ کوئی نہیں جس کی توبہ اللہ تعالیٰ قبول نہ کرے، ناامید مت ہو، توبہ کرو، اور رجوع کرو، بخشے جاؤ گے، مگر جب سر پر عذاب آیا یا موت نظر آنے لگی، اُس وقت کی توبہ قبول نہیں'' (موضح از تفسیر عثمانی)

ہم مسلمانوں سے شکست کھا کر جانے والے...... سوویت فوجی اور حکمران...... اور عراق اور افغانستان میں ہم مسلمانوں کے ہاتھوں شکست اور زخم کھا کر واپس جانے والے اتحادی فوجی...... اس آیت مبارکہ...... سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں کہ...... توبہ کر کے ایمان قبول کر لیں...... ان لوگوں نے تو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا ہے کہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے ساتھ ہے...... ورنہ اتنی خوفناک عسکری طاقتوں کو نہتے مجاہدین کے سامنے اتنی بے بسی محسوس نہ ہوتی......

اللھم صلِ علیٰ سیّدنا محمد النبی الامی المجاھد صاحب الغزوات وعلیٰ الہ وصحبہ وسلم تسلیما کثیرا

☆......☆......☆

ایک پیارا خاندان

اللہ تعالیٰ توفیق عطاء فرمائے...... آج چند باتیں مختصر طور پر عرض کرنی ہیں......

تبدیلی ہو سکتی ہے

پاکستان کے داخلی اور خارجی حالات کافی خراب ہو چکے ہیں...... ملک کے تمام خزانے تقریباً خالی ہیں...... زرّ مبادلہ کے ذخائر تیزی سے خرچ ہو رہے ہیں...... بیرونی قرضہ اتنا ہو چکا ہے کہ اُسے ادا کرنے میں پورا ملک گروی رکھا جائے تب بھی کام نہ بنے...... حکمرانوں کو پتہ ہے کہ یہ حکومت ''فانی'' ہے اس لئے وہ اندھا دُھند مال جمع کر رہے ہیں...... مہنگائی نے قوم کی گردن توڑ رکھی ہے...... ملکی تجارت آزاد ہو چکی ہے، جو چاہتا ہے مہنگائی بڑھا دیتا ہے...... امریکہ کے مطالبات حد سے زیادہ بڑھ چکے ہیں...... اب اُس کا مطالبہ ہے کہ ایٹمی پروگرام ختم کرو، انڈیا سے یاری لگاؤ اور کشمیر کو بھول جاؤ...... ملک میں تین ادارے الگ الگ حکومت کر رہے ہیں...... فوج، عدالت اور وفاقی حکومت...... حکمرانوں کی یہ حالت ہے کہ...... امریکہ اور

انڈیا سے مذاکرات کے دوران اُن کا ہر مطالبہ قبول کر کے آجاتے ہیں...... ان مطالبات کو پورا کرنے کے لئے فوج کو جگہ جگہ لڑنا پڑتا ہے...... اس لڑائی میں فوجی جوان مارے بھی جاتے ہیں ...... اور افسروں کے خواب بھی چکنا چور ہوتے ہیں...... فوج میں تو لوگ روشن مستقبل کے لئے بھرتی ہوتے ہیں...... کوئی اپنے ملک والوں سے لڑنے مرنے کو تو نہیں آتا...... فوج اب اس صورتحال سے تنگ آچکی ہے...... عدلیہ اپنی آزادی کا زور لگا رہی ہے...... مگر اُس کے مقابلے میں قوم کے گدّے ہیں جو زور دیا جائے تو دبتے جاتے ہیں مگر جیسے ہاتھ ہٹایا جائے واپس پہلے جیسے ہو جاتے ہیں...... عدلیہ چینی سستی کرتی ہے مگر بازار میں عدلیہ کی نہیں پولیس کی چلتی ہے...... اور پولیس کو وزیر داخلہ صاحب چلاتے ہیں جن کی اپنی تین سالہ سزا ابھی صدر نے معاف کی ہے...... قانونی زبان میں سزا یافتہ آدمی کو ''مجرم'' کہا جاتا ہے...... اور اگر کیس چل رہا ہو اور ابھی سزا نہ ہوئی ہو تو اُسے ''ملزم'' کہتے ہیں...... کراچی میں ''ٹارگٹ کلنگ'' کا سلسلہ تیزی سے چل رہا ہے...... لوگ دھڑا دھڑ مارے جا رہے ہیں...... اور اُدھر بلوچستان میں بھی روزانہ آٹھ دس لاشیں گرتی ہیں...... ان تمام حالات کو دیکھ کر...... محسوس ہوتا ہے کہ شاید ملک میں کوئی بڑی تبدیلی ہو جائے...... جب ہر طرف آپریشن چل رہے ہوں تو کچھ نہ کچھ ضرور ہوتا ہے...... دعاء کریں جو کچھ ہو خیر والا ہو...... اور اگر کوئی تبدیلی ہو تو...... وہ اُمتِ مسلمہ اور اہل پاکستان کے لئے خیر کا پیغام لائے...... یا اللہ رحمت فرما......

رجب اور شعبان کی دعاء کا اہتمام

آج الحمدللہ ''رجب'' کی ایک تاریخ ہے...... رجب اسلامی سال کا ساتواں مہینہ ہے...... اور یہ حُرمت والے چار مہینوں میں سے ایک ہے...... چنانچہ آج کی ہجری اسلامی تاریخ یوں لکھی جائے گی یکم رجب ۱۴۳۱ھ...... آپ سب سے گزارش ہے کہ رجب اور شعبان کے مہینے میں اس بابرکت مسنون دعاء کا خوب اہتمام فرمائیں......

اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لَنَا فِیْ رَجَبَ وَ شَعْبَانَ وَبَلِّغْنَا رَمَضَانَ

اس دعاء کی برکت سے انشاء اللہ..... رجب اور شعبان کے مہینے کی برکات بھی نصیب ہوں گی......اور رمضان المبارک بھی اچھا گزرے گا......

کچھ اپنی فکر بھی

الحمدللہ مرکز عثمانؓ و علیؓ میں ’’دورۂ تربیہ‘‘ پابندی سے جاری ہے......اس دورۂ میں شرکت کرنے والے خوش نصیب افراد عجیب ایمان افروز تأثرات کا اظہار کرتے ہیں...... ایک صاحب نے مجھے لکھا کہ ’’دورۂ تربیہ‘‘ تو ماشاء اللہ اپنے اندر کا ’’ایکسرے‘‘ ہے...... دوسرے تیسرے دن ہی اپنی تمام برائیاں سامنے آجاتی ہیں......اور اُن کے ازالے اور اصلاح کی فکر دل میں پیدا ہوجاتی ہے......اکثر لوگوں کے ایسے ہی تاثرات ہوتے ہیں......مگر کچھ لوگ کسی جگہ اور کسی بھی ماحول سے فائدہ نہیں اٹھاتے......اُن کو صرف تنقید کرنے اور دوسرے کے عیب دیکھنے کا شوق ہوتا ہے......اُن کے کان ہر وقت تنقید سننے کے لئے......اور اُن کی زبانیں ہر کسی پر اعتراض کرنے کے لئے تیار رہتی ہیں......کراچی کے ایک صحافی اتفاقاً حج کرنے گئے تو واپسی پر وہاں کے تمام معاملات پر ایک تنقیدی مضمون لکھ مارا...... حضرت لدھیانوی شہیدؒ نے اُس مضمون کا دندان شکن جواب تحریر فرمایا......اسی طرح کے ایک تنقیدی مزاج شخص نے دورہ تربیہ میں شرکت کے بعد...... مجھے خط لکھا اور اس میں دیگر چند باتوں کے علاوہ نہایت شدّت کے ساتھ یہ مسئلہ بھی اٹھایا کہ سالن میں شوربہ کم ہوتا ہے......اور کبھی تو بالکل نہیں ہوتا......اے اللہ کے بندے! آپ وہاں اپنی اصلاح کے لئے گئے تھے یا شوربہ پینے کے لئے؟......آپ کو اپنی اصلاح مطلوب تھی یا مرکز والوں کی؟......انسان کو چاہئے کہ کبھی تو اپنی فکر بھی کرلے...... ہر وقت دوسروں کے عیبوں کی فکر انسان کو برباد کردیتی ہے......تنقیدی مزاج انسان اکثر محروم رہتا ہے...... اُسے بار بار غیبت کرنے اور سننے کا گناہ کرنا پڑتا ہے...... اور اُس کے اپنے ذاتی حالات خراب سے خراب تر ہوتے چلے جاتے ہیں...... ایسا آدمی کسی بزرگ کے پاس جاتا ہے تو جلد بدگمان ہوجاتا ہے......ایک صاحب کسی بزرگ کے پاس بیعت کے لئے گئے اور نماز

میں ان سے ’’ضاد‘‘ کا مخرج سن کر بدگمان ہوگئے ..... اور بیعت کئے بغیر واپس آگئے ......

اللہ کے بندو! حضرات انبیاء ؑ کے علاوہ دنیا میں کون ہے جو ’’بے عیب‘‘ ہو؟ ...... اگر عیب دیکھتے رہو گے تو کس سے کچھ حاصل کرو گے؟ ..... کبھی دو منٹ کا ٹائم خود کو بھی دو اور اپنے عیب دیکھو! ...... ہزاروں لوگوں کو دورۂ تربیہ سے توبہ کی توفیق ملی ..... مگر ایک صاحب ان سات دنوں میں ’’اللہ اللہ‘‘ کی صدا کے دوران بھی عیب ڈھونڈتے رہے اور ..... دل ہی دل میں جلتے اور کڑھتے رہے ..... کاش آپ آتے ہی مجھے پیغام بھیج دیتے کہ ..... میں ذکر کرنے، استغفار کرنے اور اللہ والوں کی صحبت پانے کے لئے نہیں آیا بلکہ شوربا پینے آیا ہوں تو ..... آپ کے لئے شوربے کی دیگ کا بندوبست کر دیا جاتا ..... باقی جہاد اور مجاہدے میں تو قربانی لگتی ہے ...... اور جو جتنی قربانی پیش کرتا ہے اُتنا ہی نفع پاتا ہے ......

دورۂ تربیہ کے لئے تشریف لانے والوں سے عرض ہے کہ ..... صرف یہ سات دن آپ اپنی فکر کریں ..... دوسروں کے عیب اور غلطیاں نہ دیکھیں ..... قبر میں ہر ایک نے اکیلے جانا ہے ...... اور ہر ایک نے اپنے اعمال کا حساب دینا ہے ..... صرف ان سات دنوں کے لئے عزم کرلیں کہ ..... نہ تنقید کریں گے اور نہ تنقید سوچیں گے ..... بس صرف اور صرف اپنی اصلاح کی فکر کریں گے ..... آپ میں سے جس نے ’’دورۂ تربیہ‘‘ میں اس بات پر عمل کیا وہ انشاء اللہ عجیب احوال دیکھے گا ......

ایک پیارا خاندان

تبع تابعین ...... اُن حضرات کو کہتے ہیں جنہوں نے ایمان کے ساتھ حضرات تابعین کی صحبت پائی ہے ..... اور تابعین وہ ہیں جنہوں نے ایمان کے ساتھ حضرات صحابہ کرام ؓ کی صحبت پائی ہے ..... تبع تابعین میں ایک بڑے مجاہد گزرے ہیں ..... وہ حدیث اور فقہ کے امام بھی تھے اور اولیاء اللہ کے سردار بھی ...... وہ ایک سال جہاد کے لئے تشریف لے جاتے تھے ..... اور ایک سال حج کے لئے ...... اُن کا نام ’’عبد اللہ‘‘ اور اُن کے والد محترم کا نام ’’مبارک‘‘ تھا ..... یقیناً

آپ حضرات نے حضرت امام عبداللہ بن مبارک ؒ کا نام نامی بار بار سنا ہوگا...... آپ ۱۱۸ھ میں پیدا ہوئے...... اُس وقت ہشام بن عبدالملک کی حکومت تھی...... بنو امیہ کا دور زوال پذیر تھا اور ''بنو عباس'' کی آمد آمد تھی...... حضرت عبداللہ بن مبارک ؒ پیدا تو اموی دور میں ہوئے مگر آپ ؒ نے عباسی دور کا عروج...... یعنی ہارون الرشید کی حکومت کا زمانہ بھی پایا...... آپ ؒ کا خاندان...... امانت داری کی بنیاد پر وجود میں آیا...... بے شک ''امانت'' بہت اونچی نعمت ہے...... یہ نعمت جس انسان کو نصیب ہو جائے اُس پر اللہ تعالیٰ کا بہت فضل ہو جاتا ہے...... حضرت عبداللہ ؒ کے والد...... جن کا نام ''مبارک'' تھا...... ایک تاجر کے غلام تھے اور اُس کے باغ میں کام کرتے تھے...... آپ کافی عرصہ اُس باغ کی دیکھ بھال کرتے رہے...... پھر ایک دن اُن کا مالک باغ میں آیا اور اُس نے انہیں باغ سے میٹھے انار توڑ کر لانے کا حکم دیا...... مبارک باغ سے انار توڑ کر لائے تو وہ کھٹے نکلے...... مالک بہت غصہ ہوا اور تاکید کی کہ میٹھے انار توڑ کر لاؤ...... وہ دوبارہ توڑ کر لائے تو وہ بھی کھٹے نکلے...... اسی طرح تیسری بار بھی ہوا تو مالک کو بہت غصہ آیا...... وہ کہنے لگا! کیا تمہیں معلوم نہیں کہ میٹھے کون سے ہیں اور کھٹے کون سے؟...... مبارک نے کہا جی مجھے معلوم نہیں...... آپ نے اس باغ کی رکھوالی کا حکم دیا تھا...... چونکہ آپ نے اس میں سے کھانے کی اجازت نہیں دی تھی اس لئے میں نے کبھی کوئی پھل نہیں چکھا...... مالک نے جب تحقیق کی تو یہ بات درست نکلی...... اُس نے مبارک کو آزاد کر دیا...... اور اپنی بیٹی سے اُن کا نکاح کر دیا...... یہ خاتون بہت دیندار اور اللہ والی تھیں...... ان کا نام ''ہند'' تھا...... ان دونوں کو...... اللہ تعالیٰ نے عبداللہ بن مبارک جیسا بیٹا...... اور کئی بیٹیاں عطاء فرمائیں...... اپنی بیٹی سے نکاح کے ساتھ ہی اُس تاجر نے مبارک کو اپنی جائیداد میں سے بھی کافی حصہ دیا...... اس میں ایک باغ بھی تھا جو مبارک نے اپنے اکلوتے بیٹے حضرت عبداللہ بن مبارک کو دے دیا...... حضرت عبداللہ بن مبارک جب جوان ہوئے اور وہ علماء کی صحبت میں علم حاصل کرنے لگے تو اُن کو احساس ہوا کہ...... مجھے اپنے اس باغ میں سے اپنی بہنوں کو بھی حصّہ دینا چاہئے...... وہ اپنی بہنوں کے پاس

تشریف لائے اور فرمایا...... والد محترم کو چاہئے تھا کہ یہ باغ ہم سب میں تقسیم فرماتے مگر انہوں نے ایسا نہیں کیا...... اب میں اس باغ کو والد صاحب کی وراثت قرار دے رہا ہوں...... والد صاحب سے ایسا کام ہوا جو انہیں نہیں کرنا چاہئے تھا وہ تم سب معاف کر دو اور اس باغ میں سے اپنا حصہ لے لو...... اُن کی بہنیں بھی عجیب تھیں...... انہوں نے کہا ہم نے والد محترم کو معاف کیا...... اور اس باغ سے اپنا حصّہ وصول کر کے وہ آپ کو ہدیہ کر دیا حضرت عبداللہ بن مبارک نے بہنوں کا ہدیہ قبول نہ فرمایا...... پھر حضرت عبداللہ بن مبارک ؒ کا بیٹا پیدا ہوا تو...... آپ ؒ کی بہنوں نے اُس باغ میں سے اپنا اپنا حصّہ اُس بچے...... یعنی اپنے بھتیجے کو ہدیہ کر دیا...... چند دن بعد اُس بچے کا انتقال ہو گیا تو وہ باغ واپس حضرت عبداللہ بن مبارک ؒ کے حصے میں بطور وراثت آ گیا...... یہ تھی اُس پیارے خاندان کی امانت، خوش اخلاقی، ایثار...... اور باہمی محبت...... بھائی کو بہنوں کے حق کی فکر...... اور بہنیں اپنے بھائی کی خاطر ہر قربانی کو تیار...... ایسے بابرکت خاندان نے...... اُمت مسلمہ کو ایک عظیم امام دیا...... جس کا نام حضرت عبداللہ بن مبارک ؒ تھا...... انشاءاللہ آئندہ کسی نشست میں حضرت امام عبداللہ بن مبارک ؒ کے کچھ حالات عرض کئے جائیں گے...... اللہ تعالیٰ ہم سب کے گھرانوں میں ایمان، تقویٰ، دیانت، امانت...... اور باہمی ایثار و محبت نصیب فرمائے......

آمین یا ارحم الراحمین

اللھم صل علیٰ سیدنا محمد و أَنْزِلْهُ الْمَقْعَدَ الْمُقَرَّبَ عِنْدَکَ وعلی الہ وصحبه وبارک وسلم تسلیما کثیرا

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ

اللہ تعالیٰ کے بعض بندے ایسے ہیں کہ اُن کے تذکرے سے...... اللہ تعالیٰ کی رحمت نازل ہوتی ہے...... اُمت مسلمہ کے امام، مجاہدین کے سردار حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ بھی اُنہی شخصیات میں سے ہیں...... یہ بات اُمت کے ایک اور امام حضرت نووی رحمۃ اللہ علیہ ان الفاظ میں سمجھاتے ہیں:

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ وہ شخصیت ہیں جن کی امامت اور جلالت پر اُمت کا اتفاق ہے...... وہ ایسے شخص ہیں جن کے تذکرے سے رحمت نازل ہوتی ہے...... اور جن سے محبت پر مغفرت کی اُمید کی جاتی ہے (تہذیب الاسماء)

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ خود بہت بڑے آدمی ہیں...... انہوں نے ماشاءاللہ بہت پرنور کتابیں لکھی ہیں...... آپ نے اُن کی کتاب ''ریاض الصالحین'' تو ضرور دیکھی ہوگی...... امام نووی رحمۃ اللہ علیہ ایک رات چراغ کی روشنی میں لکھ رہے تھے...... اچانک وہ چراغ بجھ گیا تو اللہ تعالیٰ نے اُن کی انگلیوں میں روشنی ظاہر فرمادی...... اور وہ کافی دیر تک اپنی انگلیوں کی روشنی میں لکھتے رہے...... یہ امام نوویؒ

فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ کے تذکرے سے اللہ تعالیٰ کی رحمت نازل ہوتی ہے...... واقعی بالکل سچ فرمایا...... آپ انشاء اللہ آج ہی اس کا تجربہ کرلیں گے...... مجھے اصل میں تو حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ کا ''جہاد'' بیان کرنا ہے...... وہ اُمت کے کامیاب ترین مجاہدین میں سے تھے...... اور اُن کے جہاد کو دیکھ کر مجاہدین اپنے جہاد کو درست اور مقبول بنا سکتے ہیں...... مگر اُن کے جہاد سے پہلے اُن کی زندگی کے کچھ دیگر حالات عرض کئے جاتے ہیں...... تاکہ...... آپ سب حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ کی شخصیت اور مقام سے کسی قدر واقف ہو جائیں...... اُن کے خاندان کے بارے میں چند باتیں گزشتہ کالم میں عرض کر دی گئیں تھیں...... آج اُن کی کچھ دیگر صفات کو بیان کیا جا رہا ہے...... آپ حیران ہوں گے کہ...... جب اُمت مسلمہ کے بڑے مجاہدین کا تذکرہ لکھا جاتا ہے تو ان میں حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ پہلی صف میں نظر آتے ہیں...... اور جب صوفیاء کرام کا تذکرہ لکھا جاتا ہے تو اس میں بھی حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ پہلی صف میں موجود ہوتے ہیں...... حضرت ہجویری رحمہ اللہ نے اپنی کتاب کشف المحجوب میں اُن کا تذکرہ بڑے صوفیاء کرام میں فرمایا ہے...... اسی طرح جب اُمت مسلمہ کے فقہاء، حفاظ اور محدّثین کا تذکرہ آتا ہے تو اس میں بھی حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ پہلی صف میں شمار کئے جاتے ہیں...... آپ اپنی عمر کے ابتدائی زمانے کچھ غفلت میں پڑ گئے تھے...... بڑے رئیس زادے تھے پیسے نے اثر دکھایا تو لہو ولعب میں مشغول ہو گئے...... مگر جب عمر بیس سال کی ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے آپ پر توبہ، محبت، معرفت، علم اور جہاد کا دروازہ کھول دیا...... آپ کی توبہ کا واقعہ بھی بہت عجیب ہے جو انشاء اللہ اگلی کسی مجلس میں عرض کیا جائے گا......

آج ملاحظہ فرمایئے حیات ابن مبارک رحمہ اللہ کے کچھ بکھرے اوراق......

مثالی سخاوت

آپ بڑے مالدار تھے...... وراثت میں کافی مال ملا تھا اور تجارت بھی کرتے تھے تاکہ...... فقراء پر خرچ کریں، مجاہدین کو کھلائیں پلائیں اور طلبۂ حدیث کی خدمت کریں، حج

کریں...... اور لوگوں کو حج کروائیں اور جہاد میں اپنا اور اپنے رفقاء کا خرچہ برداشت کریں......

ایک بار مشہور تارک الدنیا بزرگ حضرت فضیل بن عیاضؒ سے ارشاد فرمایا:

اگر آپ اور آپ جیسے لوگ نہ ہوتے تو میں تجارت نہ کرتا (تہذیب التہذیب)

یعنی آپ جیسے لوگ دنیا چھوڑ کر عبادت اور دین کے کاموں میں لگے ہوئے ہیں...... میں آپ کی خدمت کرنے کے لئے تجارت کرتا ہوں...... اللہ تعالیٰ نے حضرت عبداللہ بن مبارک ؒ کے مال میں خوب برکت عطاء فرمائی تھی...... وہ خیر کے کاموں میں خرچ کرتے جاتے تھے اور اُن کا مال اور بڑھتا جاتا تھا...... تھوڑا سا اندازہ لگائیں کہ

☆ ہر سال فقراء کرام پر ایک لاکھ درہم خرچ کرتے تھے......

☆ ایک سال جہاد پر جاتے اور سارا خرچہ خود کرتے اور دوسرے سال حج پر جاتے تب بھی اپنا اور اپنے رفقاء کا خرچہ خود اٹھاتے...... جہاد میں مال غنیمت بھی نہیں لیتے تھے اور حج پر اپنے رفقاء کو اچھے کھانے کھلاتے اور گھر والوں کے لئے سامان بھی خرید کر دیتے تھے......

☆ کبھی اکیلے کھانا نہیں کھاتے تھے، ہمیشہ علماء طلبہ اور دیگر مہمانوں کو بُلاتے اور بڑے بڑے دستر خوان بچھا کر انہیں کھانا کھلاتے...... اور طرح طرح کے فالودے بنوا کر انہیں پیش کرتے...... انہیں اپنے والد محترم کی وراثت میں سے جو چھ لاکھ درہم ملے ان میں سے بھی...... چار لاکھ ساٹھ ہزار درہم خیر کے کاموں میں خرچ کر دیئے...... بے شک خیر کے کاموں میں سخاوت...... اللہ تعالیٰ کی طرف سے بہت بڑی نعمت ہے...... بہت ہی عظیم نعمت......

حُسنِ اخلاق

حضرت عبداللہ بن مبارک ؒ ''حُسنِ اخلاق'' میں اپنی مثال آپ تھے...... اُن کے اخلاق بناوٹی نہیں تھے کہ...... لوگوں میں شہرت اور عزت حاصل کرنے کے لئے ہوں...... بلکہ اللہ تعالیٰ نے اُن کی فطرت اور خصلت ہی ایسی بنائی تھی کہ...... ماشاء اللہ حُسنِ اخلاق کا پیکر نظر آتے تھے...... اور پھر امانتدار اور متقی والدین کی تربیت نے بھی خوب رنگ جمایا......

مشہور محدّث حضرت اسماعیل بن عیاش ؒ فرماتے ہیں:

روئے زمین پر عبداللہ بن مبارک ؒ جیسا (اُن کے زمانے میں) کوئی نہیں ہے...... اور میرے علم کے مطابق اللہ تعالیٰ نے خیر کی جتنی بھی عادتیں اور خصلتیں پیدا فرمائی ہیں......اُن سب سے عبداللہ بن مبارکؒ کو حصہ عطاء فرمایا ہے (سیر اعلام النبلاء)

حضرت نعیم بن حماد ؒ فرماتے ہیں...... میں نے عبدالرحمٰن بن مہدی ؒ سے پوچھا کہ...... عبداللہ بن مبارک ؒ اور سفیان بن عیینہ ؒ میں سے کون افضل ہے؟...... فرمایا عبداللہ بن مبارک!...... میں نے عرض کیا لوگ آپ کی یہ بات نہیں مانتے......ارشاد فرمایا لوگوں نے قریب سے نہیں دیکھا......ورنہ عبداللہ بن مبارک ؒ جیسا کوئی نہیں ہے (تہذیب الاسماء)

حضرت عبداللہ بن مبارک ؒ...... اتنے بلند مقام کے باوجود تواضع اختیار فرماتے تھے...... اپنی گردن پر لکڑیاں لادتے......اور ننگے پاؤں بازار سے چیز خرید لاتے...... اور حضرت سفیان بن عیینہؒ جیسے بزرگوں کے سامنے کسی کو مسئلہ بتانا بے ادبی سمجھتے تھے......ایک بار کسی نے پوچھا کہ...... حضرت! تواضع کسے کہتے ہیں؟......ارشاد فرمایا مالداروں کے سامنے تکبّر کرنا...... اللہ اکبر کبیرا...... یعنی انسان مال اور دنیا کے لالچ میں اپنے نفس کو ذلیل نہ کرے......آپ سے پوچھا گیا کہ تکبر کسے کہتے ہیں؟......ارشاد فرمایا لوگوں کو حقیر سمجھنا......

مثالی تقویٰ

عبادت اور تقویٰ کے معاملے میں ......عبداللہ بن مبارک ؒ پر اللہ تعالیٰ کا بہت فضل تھا...... جہاد میں نکل کر ساری ساری رات عبادت کرنا...... مجاہدین کے لشکر کی پہرے داری کرنا......سفر کے دوران اپنے کجاوے میں نفل نماز کا مسلسل اہتمام کرنا...... راتوں کو اپنے رفقاء کو سُلا کر خود چھپ کر نماز ادا کرنا......سفر کے دوران اپنے رفقاء کو قیمتی حلوے کھلانا اور خود روزے سے رہنا......اللہ تعالیٰ کے خوف سے اتنا رونا کہ داڑھی مبارک تر ہو جاتی ......اور پھر اپنے تقوے اور عبادت کو لوگوں سے چھپانا...... حضرت احمد بن حنبل ؒ فرماتے ہیں کہ......

عبداللہ بن مبارک ؒ کو اللہ تعالیٰ نے اتنا اونچا مقام اُن کی مخفی عبادت کی وجہ سے عطاء فرمایا ہے...... اور خود حضرت عبداللہ بن مبارک ؒ فرماتے تھے کہ..... تم میں سے جو اللہ تعالیٰ سے جتنا ڈرتا ہے وہ اتنا بڑا عالم ہے..... آپ جب بغداد تشریف لائے تو وہاں کے حکمران کچھ ظالم تھے..... آپ کو شبہ ہوا کہ میرا اس شہر میں قیام کرنا ٹھیک ہے یا نہیں؟..... چنانچہ آپ روزانہ ایک دینار صدقہ کرتے تھے..... تاکہ اس شہر میں قیام کا جو گناہ ہے اُس کا کفارہ ہو جائے..... ایک بار آپ نے ملکِ شام میں ایک شخص سے اُس کا قلم عاریۃً لیا اور اُسے واپس کرنا بھول گئے اور خراسان تشریف لے گئے..... خراسان پہنچ کر آپ ؒ کو یاد آیا تو..... صرف قلم واپس لوٹانے کے لئے شام کا سفر فرمایا..... سفرِ وفات میں آپ کو ستّو پینے کی رغبت ہوئی..... رفقاء نے ستّو تلاش کیا تو وہ صرف ایک آدمی کے پاس تھا جو بادشاہ کے ہاں ملازم تھا..... رفقاء نے آپ کو صورتحال بتائی تو آپ نے لینے سے منع فرما دیا..... اور ستّو پیئے بغیر اس دنیا سے تشریف لے گئے..... جی ہاں وہ شخص نے جس نے ساری زندگی لوگوں کو طرح طرح کے کھانے کھلائے اور مشروبات پلائے..... وہ اپنی زندگی کی آخری گھڑیوں میں ستّو بھی نہ پی سکا..... اسے کہتے ہیں امانت اور اسے کہتے ہیں تقویٰ کہ..... کسی حال میں بھی انسان اللہ تعالیٰ کے خوف سے غافل نہ ہو..... اور نہ ہی کسی مجبوری کا بہانہ بنا کر مشتبہ چیزوں میں منہ مارے.....

سبحان اللہ!..... اللہ تعالیٰ کے انعامات دیکھئے..... اُمت کا امام، فخر المجاہدین، تارک الدنیا لوگوں کے قائد..... سخی، بہادر، باحیا، عفیف، متقی، بہادر، جانباز..... بہترین گھڑسوار..... اور زمانے کے مایہ ناز محدّث..... رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ.....

سرکاری عہدوں سے پرہیز

اُس زمانے کے حکّام..... ہمارے دور کے حکمرانوں سے بہت نیک، متقی اور غیرت مند تھے..... وہ جہاد کے لئے خود بھی نکلتے تھے اور اسلامی لشکروں کو بھی دور دراز علاقوں میں جہاد پر بھیجتے تھے..... مگر اس کے باوجود حضرت عبداللہ بن مبارک ؒ..... ان حکام سے دور رہے اور

انہوں نے سرکاری عہدے قبول نہ کرنے میں...... اپنے محبوب استاذ حضرت امام اعظم ابوحنیفہؒ کی مکمل پیروی کی...... اورآپؒ ہمیشہ حضرت امام ابوحنیفہ ؒ کی اس بات پر تعریف کرتے تھے کہ انہوں نے قاضی القضاۃ کے عہدے کو ٹھکرایا...... چنانچہ ارشاد فرماتے ہیں:

میں نے ابوحنیفہ ؒ سے زیادہ متقی کوئی نہیں دیکھا انہیں کوڑوں اور اموال کے ذریعہ آزمایا گیا (تاریخ بغداد للخطیب)

حضرت عبداللہ بن مبارک ؒ حکمرانوں سے دور دور رہے...... تو اللہ تعالیٰ نے انہیں لوگوں کے دلوں پر حکومت عطاء فرما دی...... ایک بار خلیفہ ہارون الرشید رقّہ شہر میں تھے...... حضرت عبداللہ بن مبارک ؒ بھی وہاں تشریف لے آئے تو لوگ اُن کی زیارت کے لئے ٹوٹ پڑے...... زیارت کرنے والوں کا اتنا مجمع تھا کہ لوگوں کے جوتے ٹوٹ گئے اور فضاء غبار سے بھر گئی...... ہارون الرشید کی ایک باندی نے خلیفہ کے محل کے بُرج سے یہ منظر دیکھا تو پوچھا کہ یہ کیا ہو رہا ہے؟...... اُسے بتایا گیا کہ خراسان کے ایک عالم جن کا نام عبداللہ بن مبارک ؒ ہے ''رقّہ'' تشریف لائے ہیں...... وہ کہنے لگی...... اللہ کی قسم بادشاہت تو یہ ہے...... اس کے مقابلے میں ہارون الرشید کی بادشاہت کیا ہے کہ لوگوں کو پولیس کے ذریعہ جمع کیا جاتا ہے......

فقراء والی موت

آپ ؒ کا انتقال جہاد سے واپسی پر حالت سفر میں ہوا...... جب موت کا وقت قریب آیا تو اپنے آزاد کردہ غلام ''نصر'' سے فرمایا...... میرا سر مٹی پر رکھ دو...... غلام رونے لگا...... ارشاد فرمایا کیوں روتے ہو؟...... وہ کہنے لگا مجھے یہ بات رُلا رہی ہے کہ آپ کیسی ناز و نعمت والی زندگی میں تھے اور اب فقیری اور مسافری کی حالت میں اس دنیا سے جا رہے ہیں...... ارشاد فرمایا: چپ ہو جاؤ میں نے اللہ تبارک و تعالیٰ سے دعاء کی تھی کہ...... مجھے اغنیاء والی زندگی اور فقراء والی موت عطاء فرمائے...... پھر ارشاد فرمایا...... اب مجھے کلمے کی تلقین کرتے رہو، کوئی اور بات نہ کرو...... (ابن عساکر)

جہاد سب سے افضل عمل

مشہور عابد اور محدّث حضرت فضیل بن عیاض ؒ کے بیٹے ’’محمد ؒ‘‘ فرماتے ہیں: میں نے حضرت عبداللہ بن مبارک ؒ کو خواب میں دیکھا تو پوچھا: آپ نے کس عمل کو افضل پایا؟......ارشاد فرمایا وہی عمل جس میں لگا ہوا تھا......میں نے پوچھا یعنی رباط اور جہاد......ارشاد فرمایا جی ہاں...... میں نے عرض کیا آپ کے رب نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟......ارشاد فرمایا......میرے رب نے مجھے پکّی مغفرت عطاء فرمادی اور میرے ساتھ حور عین نے گفتگو کی......(صفۃ الصفوۃ)

اللہ تعالیٰ حضرت عبداللہ بن مبارک ؒ کے درجات بلند فرمائے......ہم سب مسلمانوں کو بھی اُن جیسی مبارک صفات نصیب فرمائے......آمین یا ارحم الراحمین

اللھم صل علی سیدنا و مولانا محمد النبی الطّاھر الزکیّ صلوٰۃً تُحَلُّ بھا العُقَدُ وتُفَکُّ بھا الکُرَب وعلی الہ وصحبہ وسلم تسلیما کثیرا

☆......☆......☆

مبارک اسباق

اللہ تعالیٰ کا فضل ہو جائے تو انسان فرشتوں سے بھی آگے نکل جاتا ہے...... حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ کو ہی دیکھ لیں کہ تریسٹھ سال کی عمر پائی...... اور کتنے بڑے بڑے کام کر گئے اور کتنا اونچا مقام پا گئے......

سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم

کتنے لوگوں کی پوری زندگی ایک بلڈنگ بنانے پر خرچ ہو جاتی ہے...... بالآخر وہ بلڈنگ بن جاتی ہے مگر بنانے والا اس کو دوسروں کے لئے چھوڑ کر قبر کے گڑھے میں جا گرتا ہے...... یا اللہ الأمان الأمان......

کتنے لوگوں کی پوری زندگی جائیداد کے جھگڑوں میں بیت جاتی ہے...... جبکہ کئی لوگوں کی زندگی کھیل کود اور عیش وعشرت میں بسر ہو جاتی ہے...... پُرانے دور کے ایک شخص کا واقعہ پڑھا تھا اُسے شوق تھا کہ میرے پاس اتنی دولت آجائے کہ میں رومی باندیاں خرید سکوں......

اُس زمانے میں غلام اور باندی ہوا کرتے تھے...... اور باندیوں کو رکھنا حلال بھی تھا...... جبکہ آج کل جس کو شیطان بہکاتا ہے...... وہ پلاننگ کرتا ہے کہ کوئی ایسا کام شروع کر دوں جس

میں بہت سی عورتوں کو ملازم رکھ لوں...... بہر حال وہ شخص رومی باندیوں کے شوق میں پیسے کماتا رہا...... دن رات محنت کرتا رہا...... جب اُس کی عمر اسّی سال کی ہوئی تو وہ خوب مالدار ہو گیا اور اُس نے رومی باندیاں خرید لیں...... مگر عمر اور بیماریاں اتنی زیادہ ہو گئی تھیں کہ جب کوئی باندی اُسے ہاتھ لگاتی تو باباجی کی چیخیں نکل جاتیں...... خلاصہ یہ کہ پوری زندگی ایک خواہش میں گزار دی......اور جب وہ خواہش پوری ہونے کا وقت آیا تو جسم میں جان اور طاقت نہ رہی...... اے میرے بھائیو! اور بہنو! یہ دنیا اپنے چاہنے والوں کے لئے حسرتوں کا قبرستان ہے...... حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ پر اللہ تعالیٰ نے اپنا فضل فرمایا تو انہوں نے دنیا کی کسی چیز کو اپنا مقصد نہیں بنایا...... بلکہ وہ ایک سچے اور وفادار غلام کی طرح اس دنیا میں اپنے مالک کی رضا مندی ڈھونڈتے رہے...... ہم اپنی آج کی مجلس میں حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ سے کامیابی کے بعض نسخے سیکھنے کی کوشش کریں گے...... انشاء اللہ تعالیٰ......

عصر کے بعد ذکر اللہ

عبدہ بن سلیمان رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ جب عصر کی نماز ”جامع مسجد المصیصہ“ میں ادا کر لیتے تو قبلہ رُخ بیٹھ کر ذکر اللہ میں مشغول ہو جاتے اور مغرب تک کسی سے بات نہ فرماتے...... (الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم)

عصر سے مغرب تک کا وقت اکثر اولیاء کرام کے نزدیک ذکر و مناجات کے لئے بہترین وقت ہے...... جس کو اللہ تعالیٰ توفیق عطاء فرمائے وہ اس وقت کو اپنے لئے آخرت کا ذخیرہ بنائے...... خصوصاً جمعہ کے دن عصر تا مغرب کا وقت ذکر تلاوت اور مناجات میں قیمتی بنانا چاہئے......اور اگر کسی کو اس کی فرصت نہ ملے تو عصر کی نماز کے بعد تھوڑی دیر اور سورج غروب ہونے سے کچھ دیر پہلے ذکر و مناجات میں لگ جانا چاہئے......اور عصر کے بعد کم از کم سورۃ ”النباء“ (پارہ ۳۰) کا اور مغرب کے وقت شام کی مسنون دعاؤں کا اہتمام کر لینا چاہئے......

ایک سال جہاد، ایک سال حج

جہاد کے ساتھ حضرت عبداللہ بن مبارک ؒ کا تعلق بہت گہرا تھا...... وہ کبھی اس انتظار میں نہیں رہے کہ نفیر عام ہو تو جہاد پر نکلیں ...... یاد رہے کہ نفیر عام کے وقت جہاد فرض عین ہو جاتا ہے...... حضرت عبداللہ بن مبارک ؒ نے دشمنوں کے حملے کے وقت بھی جہاد کیا اور ایک ایک لڑائی میں درجنوں کافروں کو قتل فرمایا...... اور جب لڑائی کا وقت نہیں ہوتا تھا تو آپ دور دراز کی اسلامی سرحدوں پر پہرے کے لئے تشریف لے جاتے اور رباط فی سبیل اللہ کا اجر حاصل کرتے...... آپ ؒ کا انتقال بھی طرسوس کے رباط سے واپسی پر ہوا...... اور حدیث شریف میں آتا ہے کہ جہاد سے واپس لوٹنا بھی جہاد میں جانے کی طرح ہے...... آپ ؒ نے اپنی زندگی کی یہ ترتیب بنا رکھی تھی کہ...... ایک سال حج پر تشریف لے جاتے اور ایک سال جہاد پر...... زندگی کا یہ معمول آخری وقت تک جاری رہا...... اور جہاد کے آخری سفر سے واپسی پر مالک حقیقی سے ملاقات ہوگئی......

یحج سنة و یغزو سنة حتی نهایة عمره (تاریخ بغداد)

ہمیں چاہئے کہ...... ہم بھی آخرت کی ہمیشہ ہمیشہ والی کامیابی کے لئے اسی طرح جہاد اور حج سے محبت کریں...... اور مکمل استقامت کے ساتھ جہاد میں ڈٹے رہیں......

قرأت اور نماز کا اہتمام

حضرت حسن بن شقیق ؒ فرماتے ہیں:

میں نے حضرت عبداللہ بن مبارک ؒ سے زیادہ اچھی قرأت کرنے والا اور زیادہ نماز ادا کرنے والا کوئی نہیں دیکھا...... آپ سفر اور حضر میں پوری پوری رات نماز میں گزار دیتے تھے......

ہر مسلمان کے لئے لازم ہے کہ...... قرآن پاک کو تجوید سے پڑھنا سیکھے اور پھر کبھی تلاوت کا ناغہ نہ کرے...... ایک مسلمان کے لئے وہ دن بڑے خسارے والا ہوتا ہے جس میں وہ

قرآن پاک کی تلاوت نہیں کرتا...... اور نماز تو مؤمن کی ترقی اور معراج ہے...... جس کی نماز جتنی اچھی وہ اتنا اچھا مسلمان ...... اور جس کی نماز جتنی زیادہ وہ اس قدر خوش نصیب ...... یا اللہ ہم سب کو توفیق عطاء فرما......

خوف اور خشیت الٰہی

حضرت قاسم بن محمد ؒ فرماتے ہیں:

ہم نے عبداللہ بن مبارک ؒ کے ساتھ کئی سفر کئے، مجھے ہر سفر میں یہ خیال رہتا تھا کہ آخر اس شخص نے ہم سب پر کس چیز کی وجہ سے فضیلت حاصل کر لی ہے...... حالانکہ اگر یہ نمازیں ادا کرتے ہیں تو ہم بھی ادا کرتے ہیں...... یہ روزے رکھتے ہیں تو ہم بھی رکھتے ہیں...... یہ جہاد کرتے ہیں تو ہم بھی مجاہد ہیں...... اگر یہ حج کرتے ہیں تو ہم بھی حج کرتے ہیں...... اسی دوران ہم ایک سفر میں تھے رات کو کھانے کے لئے ہم ایک گھر میں رُکے...... کھانے کے دوران چراغ بجھ گیا...... ہمارا ایک ساتھی اُسے دوبارہ جلانے کے لئے اٹھا...... اور تھوڑی ہی دیر میں جلا کر واپس لے آیا...... میری نظر حضرت عبداللہ بن مبارک ؒ کے چہرے پر پڑی تو آپ ؒ کی داڑھی آنسوؤں سے بھر چکی تھی...... میں نے دل میں کہا...... ان کی ہم پر فضیلت اسی خوف اور خشیت کی وجہ سے ہے کہ...... تھوڑی دیر کا اندھیرا ہوا تو ان کو قیامت یاد آ گئی اور یہ اللہ تعالیٰ کے خوف سے رونے لگے...... (صفۃ الصفوۃ)

بے شک اللہ تعالیٰ کا خوف اور خشیت بہت بڑی نعمت ...... اور ایمان کی بڑی علامت ہے...... وہ طالب علم جو مدرسے میں پڑھتے ہیں اگر ان میں علم کے اضافے کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا خوف بھی بڑھتا جائے تو اُن کا علم مقبول ہوتا ہے...... یہی حال عبادت کا ہے اور یہی حال جہاد کا ہے...... اور جس عمل میں دل میں قساوت اور سختی آتی جائے اس عمل میں کوئی کھوٹ اور کجی ہوتی ہے......

مشہور عابد اور محدّث حضرت فضیل بن عیاض ؒ نے ایک بار فرمایا:

ہاں میں عبداللہ بن مبارک ؒ سے محبت رکھتا ہوں ...... کیونکہ وہ اللہ عزوجلّ سے ڈرتے

ہیں......(تاریخ دمشق)

ظالم حکمرانوں کے مددگار بھی ظالم

حضرت ابن مبارک ؒ کے زمانے میں بغداد کے کچھ حکام...... ظالم تھے، ایک درزی اُن کے کپڑے سیتا تھا، وہ حضرت عبداللہ بن مبارک ؒ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا...... کیا میں ظالموں کا مددگار تو شمار نہیں کیا جاؤں گا؟...... ارشاد فرمایا نہیں!...... ظالموں کے مددگار تو وہ لوگ ہیں جو تجھے سوئی اور دھاگہ بیچتے ہیں...... جبکہ تو تو خود ظالم ہے...... اپنی جان پر ظلم کرنے والا......(الغزالی)

معلوم ہوا کہ...... ظالم حکمرانوں کے ساتھ کسی بھی طرح کا تعاون نہیں کرنا چاہئے...... اور اُن سے دُور رہنا چاہئے...... اور ہمیشہ رزق حلال کی فکر کرنی چاہئے...... اور اپنی روزی کا جائزہ لیتے رہنا چاہئے کہ...... وہ حلال ذرائع سے آرہی ہے یا نہیں......

بغیر مانگے عطاء کرنا

حضرت حسن بن حماد ؒ فرماتے ہیں:

حضرت حماد بن اُسامہ ؒ ایک بار حضرت عبداللہ بن مبارک ؒ کے پاس آئے...... حضرت عبداللہ بن مبارک ؒ نے ان کے چہرے پر فقر و فاقے کے آثار محسوس کئے...... جب وہ چلے گئے تو آپ ؒ نے ان کے گھر چار ہزار درہم بھجوا دیئے...... اور ساتھ کچھ اشعار بھی لکھ کر بھیجے......(سیر اعلام النبلاء)

سخاوت یہ نہیں ہے کہ...... کوئی آپ سے مانگے تو آپ اُسے دیں...... سخاوت تو یہ ہے کہ خود مستحق کو تلاش کریں...... اور پھر عزت واکرام کے ساتھ اُن کی خدمت کریں...... اصل بات یہ ہے کہ دینے والا خود اس بات کا محتاج ہے کہ...... اللہ تعالیٰ اس کے مال کو قبول فرمائے...... کیونکہ اگر اللہ تعالیٰ قبول نہ فرمائے تو مال غلط کاموں میں خرچ ہو جاتا ہے...... یا پڑا پڑا ضائع ہو

جاتا ہے......اور جو مال اللہ تعالیٰ قبول فرمائے وہ مال......انسان کے لئے محفوظ ہو جاتا ہے اور بڑھتا رہتا ہے......

بناوٹی زُہد نہیں

حضرت عبداللہ بن مبارک......اپنے ذاتی مال میں خوب سخاوت کرتے مگر اجتماعی اموال اور اموال غنیمت میں بے حد احتیاط کرتے تھے......ایک مسلمان کا یہی طرز عمل ہونا چاہئے کہ اگر اس کو اللہ تعالیٰ نے ذاتی مال دیا ہے تو...... پھر اس میں خوب سخاوت کرے......اُسے جہاد میں لگائے، غریبوں کو دے، لوگوں کو کھانے کھلائے......لیکن اگر اللہ تعالیٰ نے ذاتی مال زیادہ نہیں دیا تو پھر خود کو مصیبت میں نہ ڈالے...... بلکہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کر کے اسی مال میں گزارہ کرے اور اپنی استطاعت کے مطابق مہمان نوازی کرے......اور اجتماعی اموال میں تو کسی کو بھی سخی بننے کی اجازت نہیں ہے...... یہ مال تو سخت امانت ہوتا ہے......اس کو اپنی ذات کی شہرت اور عزت کے لئے کسی کو نہ کھلائے......حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ کے زُہد کے واقعات بھی مشہور ہیں......آپ رحمہ اللہ روزے رکھتے تھے......اور اتنے بڑے مالدار ہونے کے باوجود آپ رحمہ اللہ کی زندگی بہت سادہ تھی......مگر آپ رحمہ اللہ نے زُہد میں بھی مبالغہ اور ریاکاری اختیار نہیں کی...... بلکہ......حلال اور اچھی چیزوں کا استعمال فرماتے رہے......آپ رحمہ اللہ کے دستر خوان پر بھنا ہوا گوشت، مرغیاں......اور فالودے کثرت سے نظر آتے تھے......آپ رحمہ اللہ خود بھی یہ چیزیں تناول فرماتے اور دوسروں کو بھی خوب کھلاتے بے شک جس کو اللہ تعالیٰ حلال طور پر یہ چیزیں عطاء فرمائے......اور پھر اُسے جہاد، شکر اور عبادت کی توفیق بھی دے تو یہ بھی اللہ تعالیٰ کی پاکیزہ نعمتیں ہیں......لوگوں نے جو یہ سمجھ رکھا ہے کہ بزرگ وہی ہوتا ہے جو غریب اور بھوکا ہو تو یہ بات بالکل غلط ہے......

اللہ تعالیٰ حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ کے درجات بلند فرمائے......اور ہم سب کو اُن کے معتدل اور مبارک نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطاء فرمائے......

آمین یا ارحم الراحمین

اللهم صل علی سیدنا و مولانا محمد کلما ذکرہ الذاکرون و کلما غفل عن ذکرہ الغافلون وعلی آلہ و صحبہ و بارک وسلم تسلیما کثیرا کثیرا

☆......☆......☆

دریا

اللہ تعالیٰ کی بڑی بڑی نشانیاں زمین پر موجود ہیں...... اور ہر آئے دن ظاہر ہوتی رہتی ہیں مگر...... ہر کوئی ان نشانیوں سے فائدہ نہیں اٹھا سکتا..... نمرود نے اپنی آنکھوں سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے معجزات دیکھے..... فرعون نے بارہا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے معجزات کا مشاہدہ کیا...... مگر بدقسمتی غالب رہی...... اللہ تعالیٰ کی نشانیوں سے صرف ’’عقل‘‘ والے فائدہ اٹھاتے ہیں...... عقل والے کون ہوتے ہیں؟...... حکمران بن جانا عقلمند ہونے کی علامت نہیں ہے...... بڑے بڑے بددماغ لوگ حکمران بن جاتے ہیں...... عقل والے تو وہ ہوتے ہیں جو ’’اللہ تعالیٰ‘‘ کو پہچانتے ہیں اور اُن کا رُخ آخرت کی طرف ہوتا ہے...... دنیا کی طرف نہیں...... پرویز مشرف کو حکومت ملی...... مگر وہ عقل اور سمجھ سے محروم انسان تھا...... اُس کی نظر میں صرف دنیا تھی...... دنیا، دُنیا اور صرف دُنیا...... جی ہاں وہی دنیا جو تیزی سے اُس کے قدموں سے کھسک رہی ہے...... حکومت چھن گئی، جرنیلی نے ساتھ چھوڑ دیا...... وردی اوروں کے پاس چلی گئی...... کیا حاصل کیا؟ اور کیا کمایا؟...... چند دن بعد ایسی قبر یقینی ہے جہاں سے واپسی نہ ہوگی...... تب کیا کام آئے گا؟...... بُش اور کولن پاول کی دوستی یا ناچ گانے کی محفلیں؟...... پرویز مشرف اس ملک میں ایک آگ سُلگا گیا...... اور اب موجودہ حکمران اُس آگ کو مزید بھڑکاتے جا رہے ہیں...... لاہور میں حضرت ہجویری رحمہ اللہ کے مزار کے پاس ’’ظالمانہ دھماکے‘‘ ہوئے...... حقیقت یہ ہے کہ دل بہت دُکھا...... معلوم نہیں کس نے یہ خونی قدم کس مقصد کے تحت اٹھایا ہے؟...... پینتالیس افراد کا خون اپنے سر لینا کوئی آسان

کام نہیں ہے...... خون کے تو ایک ایک قطرے کا حساب دینا ہوگا...... یہ لوگ جو مار دیئے گئے ان کا اس جنگ سے کیا تعلق تھا؟...... حملہ کرنے والوں نے جو گناہ کمانا تھا کمایا مگر پرویز مشرف بھی اس جرم میں برابر کا شریک ہے...... یہ اُسی کی لگائی ہوئی آگ ہے جس کے شُعلے کبھی کسی کو جلاتے ہیں اور کبھی کسی کو...... امریکہ، برطانیہ اور انڈیا کے اشارے پر اُس نے پاکستان کی کئی دینی جماعتوں کو ''کالعدم'' قرار دیا...... آخر کس وجہ سے؟...... ان تنظیموں نے پاکستان کا کیا بگاڑا تھا؟...... مگر وہ شخص اقتدار، غلامی اور شراب کے مشترکہ نشے میں فیصلہ کرتا تھا...... اُس کے حکم پر خفیہ ایجنسیاں اور پولیس میدان میں اتر آئیں...... گھروں کے دروازے ٹوٹے، مساجد کی حرمت پامال کی گئی...... اور مدارس پر چھاپے مارے گئے...... اُس وقت نہ وزیرستان میں کوئی مسئلہ تھا اور نہ سوات میں...... مگر ظلم بڑھتا گیا...... بڑے بڑے دریاؤں کو کاٹا گیا تو آزاد ندی نالے ہر طرف بہنے لگے...... تنظیموں کی کمان کو توڑا گیا تو...... منظّم جماعتیں انتقامی دستوں میں بٹتی چلی گئیں...... یہ باتیں سب کو معلوم ہیں...... پرویز مشرف کے قریبی جرنیل تک کہہ رہے ہیں کہ...... پرویز مشرف کا یہ فیصلہ غلط تھا اور ہم نے اُسے سمجھانے کی کوشش کی تھی...... پھر پرویز مشرف چلا گیا...... ملک پر سیاستدانوں کی حکومت آگئی...... ان لوگوں نے پرویز مشرف کے کئی اقدامات پر روک لگا دی...... مگر وہ آگ...... جو اُس ظالم نے لگائی تھی بدستور جل رہی ہے...... اور موجودہ حکمران اُس آگ کی بھرپور حفاظت کر رہے ہیں...... اب پھر کالعدم تنظیموں پر کریک ڈاؤن کا فیصلہ ہے...... اب پھر دروازے ٹوٹیں گے...... گرفتاریاں، چھاپے اور تشدُّد...... نتیجہ کیا نکلے گا؟...... جی ہاں وہی نتیجہ جو پہلے نکلا تھا...... ملک میں تشدُّد کے واقعات اور بڑھ جائیں گے...... اور جن کو زندہ نہیں رہنے دیا جائے گا...... وہ خود موت کی تلاش میں نکل کھڑے ہوں گے...... اور ان لوگوں کے ہتھے چڑھ جائیں گے...... جو جہاد کا نام تو لیتے ہیں مگر جہاد کے تقدس اور اس کی حقیقت کو نہیں سمجھتے...... ہمیں الحمدللہ کوئی خوف نہیں...... اور نہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کا ڈر ہے...... ہم زمین پر اللہ تعالیٰ کی بڑی بڑی نشانیاں دیکھ رہے ہیں...... اور یہ نشانیاں اچھے حالات کی خبر دے رہی ہیں......

کل تک ٹرکی کا کیا حال تھا...... مگراب وہاں جہاد کے نعرے گونج رہے ہیں...... اور آج کی تازہ خبر کے مطابق ٹرکی نے اسرائیل سے سفارتی تعلقات ختم کرنے کی دھمکی دے دی ہے...... بے شک شریعت کی حدود میں کام کرنے والوں کی محنت کبھی ضائع نہیں جاتی...... ایک دن انشاء اللہ پاکستان کے حالات بھی بدل جائیں گے...... اور یہاں بھی اسلام اور جہاد جرم نہیں رہیں گے...... سیاستدانوں کو چاہئے تھا کہ...... وہ پرویز مشرف کی کالعدم کردہ تنظیموں کا جائزہ لیتے...... ان جماعتوں سے مذاکرات کرتے اور ان کے وجود کو تسلیم کرتے...... مگرانہوں نے ظالم کا راستہ اختیار کیا...... ظاہر بات ہے ظُلم بونے سے ظلم کی فصل ہی مضبوط ہوگی...... پنجاب میں ''فور شیڈول'' کی فہرست میں رکھے گئے بے گناہ افراد کی گرفتاریاں شروع ہو چکی ہیں...... کیا اِن لوگوں نے داتا دربار پر حملہ کیا ہے؟...... اگر نہیں کیا تو پھر ان کو گرفتار کرنے کا کیا قانونی اور اخلاقی جواز ہے؟...... اے حکمرانو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو...... اور اللہ تعالیٰ کے اولیاء کو نہ ستاؤ...... تم لوگوں کی حکومت اور زندگی میں کتنے دن باقی ہیں؟...... کوئی تو ایسا کام کر جاؤ جو آخرت کی ہمیشہ ہمیشہ والی زندگی میں کام آئے...... شرعی ترتیب سے دین کا کام کرنے والے ''ساتھی'' موجودہ صورتحال سے بالکل نہ گھبرائیں...... اللہ تعالیٰ کا شُکر ہے کہ...... آپ سب کا دامن مسلمانوں کے خون سے پاک ہے...... اور آپ دین اسلام کی خاطر ہر قربانی کا عزم کر چکے ہیں...... اور اپنی جان و مال کو جنت کے بدلے بیچ چکے ہیں...... دین کے راستے میں گرفتاری اللہ تعالیٰ کا عذاب نہیں بلکہ بسا اوقات انعام ہوتا ہے...... جب کوئی تمہارے ہاتھوں میں ہتھکڑی ڈالے تو اُس ہتھکڑی کو چوم لینا...... کوئی جیل لے جائے تو اُس جیل کو دین اور نماز و جہاد سے روشن کر دینا...... آپ نے مسلمانوں کے محبوب امام حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ کے واقعات پڑھے ہوں گے...... ان کا طریقہ کار یہ تھا کہ جب محاذ جنگ پر تشریف لے جاتے تو وہاں بھی تعلیم، تربیت...... اور عبادت و اصلاح کا کام جاری رکھتے...... فرض تو فرض ہوتا ہے ایک مسلمان کبھی اس سے غافل نہیں رہ سکتا...... اللہ تعالیٰ آپ سب کی حفاظت فرمائے...... آپ لوگ اس دور میں حضرت عبداللہ بن

مبارک رحمہ اللہ ، حضرت نورالدین زنگی رحمہ اللہ ، حضرت صلاح الدین ایوبی رحمہ اللہ ، حضرت بایزید یلدرم رحمہ اللہ ، حضرت سید احمد شہید رحمہ اللہ ...... اور حضرت شاہ اسماعیل شہید رحمہ اللہ کے مبارک نقش قدم پر ہیں...... آپ وہ لوگ ہیں جن کو اس زمانے میں جہاد کے شرعی محاذوں کا غُبار اللہ تعالیٰ نے نصیب فرمایا ہے...... آپ تو بروہی ، پاملہ ، ابوطلحہ ، غازی بابا ، ارسلان ، باہو ، آفاق اور کاشف کے ساتھی ہیں...... آپ تو عدنان ، اختر اور کامران کے دوست ہیں...... اور آپ عمران جیسے صف شکن فاتح کے رفیق ہیں...... ارے آپ لوگوں کو ڈرنے ، گھبرانے اور پریشان ہونے کی کیا ضرورت ہے؟...... آپ لوگوں کے مقبول چرچے زمین و آسمان میں گونج رہے ہیں...... ابھی رات کے تین بجے ہیں آپ کے کتنے ساتھی آنسوؤں سے اپنی جانمازوں کو...... اور کتنے ساتھی قربانیوں سے زمین کے سینے کو سیراب کر رہے ہیں...... یہ بیچارے حکمران کیا کر لیں گے؟...... شریعت کا تقاضہ ہے کہ ہم ان سے نہیں لڑتے...... مگر یہ بھی تو اسلام کا حکم ہے کہ ہم ان سے نہ ڈریں...... الحمدللہ ایک دریا پوری شان کے ساتھ...... اللہ تعالیٰ نے جاری فرمادیا ہے...... بس اس دریا کے پانی بنے رہو...... اور دریا کے پانی کی طرح آپس میں جُڑے رہو اور بغیر تھکے چلتے رہو...... چلتے دریاؤں پر ڈالی جانے والی گندگی خود مٹ جاتی ہے...... اسلام آباد کے پوش اور پُر اسرار علاقے اُن لوگوں سے بھر چکے ہیں جو اسلام کے خلاف کام کرتے ہیں...... ان میں سے کوئی اسرائیل سے تنخواہ لیتا ہے تو کوئی انڈیا سے...... یہ لوگ ہر حکمران کو اپنے گھیرے میں لے لیتے ہیں اور اسے جہاد، مدرسہ اور مسجد کے خلاف سبق پڑھاتے ہیں...... موجودہ حکمران بھی اسی طبقے کے گھیرے میں ہیں...... اور اپنا ملک جلانے کے لئے الٹے کام کر رہے ہیں...... ان الٹے کاموں پر انہیں امریکہ اور انڈیا سے شاباش اور تعاون بھی ملتا ہے...... یہ سب باتیں ٹھیک مگر یہ تو بتاؤ...... اللہ تعالیٰ کس کے ساتھ ہے؟...... اب تک آپ لوگوں کے کام کی حفاظت کس نے فرمائی ہے؟...... پرویز مشرف نے تین سے زائد بار آپ لوگوں کا نام و نشان تک مٹا دینے کے حتمی احکامات جاری کئے...... مگر وہ کون تھا جو آپ کی حفاظت کر رہا تھا...... اللہ، اللہ اور صرف اللہ...... اللہ تعالیٰ، رب عظیم...... عرش عظیم کا

مالک...... جو قوی ہے، قادر ہے، اور مقتدر ہے...... قربان ہو جاؤں اُس عظیم اور پیارے رب کی عظمت، محبت اور نصرت پر...... اللہ اکبر کبیرا...... کس طرح سے اُس نے اِس کام کو بچایا اور آگے بڑھایا...... بس ہم سب اللہ تعالیٰ سے جڑے رہیں...... اور اپنا رُخ آخرت کی طرف رکھیں...... اِس دنیا کی طرف نہیں...... اور اس موقع پر صرف اللہ تعالیٰ کو پکاریں...... یا ارحم الراحمین، یا ارحم الراحمین، یا ارحم الراحمین...... یا ذاالجلال و الاکرام، یا ذاالجلال والاکرام، یا ذاالجلال و الاکرام...... ہم ہر گناہ سے توبہ کریں...... دنیا کے عیش و عشرت کا ہر خیال دل سے نکال کر...... آخرت کی حسین وسعتوں میں کھو جائیں...... اور اپنے رب کے شکر اور اُس کی یاد میں ڈوب جائیں......

اللہ، اللہ ،اللہ......

اگر اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس کی توفیق عطاء فرمادی......تو پھر انشاء اللہ کامیابی ہماری ہوگی......

سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم......

آج کی مجلس کا اختتام حضرت شیخ احمد بن علی البونی رحمہ اللہ کے تلقین فرمودہ ایک عمل سے کرتے ہیں...... حضرت شیخ رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ...... یہ عمل حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو عطاء ہوا تھا اور آپ رضی اللہ عنہ جنگوں میں اس عمل کے ذریعہ دعاء مانگا کرتے تھے...... یہ عمل حفاظت، برکت اور نزول رحمت کا بہترین ذریعہ ہے...... اگر کسی پر جنات، جادو یا آسیب کا اثر ہو تو اس عمل کی برکت سے وہ بھی ختم ہو جاتا ہے...... یہ ایک مبارک دعاء ہے جو قرآن پاک کے ’’حروف مقطّعات‘‘ پر مشتمل ہے...... اگر صبح و شام تین تین بار اخلاص اور توجہ کے ساتھ اس کا معمول بنایا جائے تو انشاء اللہ عجیب فوائد نصیب ہوں گے...... (اول آخر درود شریف)

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ بِحَقِّ الٓمّٓ وَ الٓمّٓ وَالٓمّٓصٓ وَالٓمّٓرٰ وَالٓرٰ وَ کٓھٰیٰعٓصٓ وَطٰہٰ وَ طٰسٓمّٓ وَطٰسٓ وَ طٰسٓمّٓ وَ یٰسٓ وَ صٓ وَحٰمٓ وَحٰمٓ وَ حٰمٓعٓسٓقٓ وَ حٰمٓ وَحٰمٓ وَحٰمٓ وَحٰمٓ وَ قٓ وَ نٓ وَ یَامَنْ ھُوَ ھُوَ یَا مَنْ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ

اِغۡفِرۡلِیۡ وَانۡصُرۡنِیۡ اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیۡئٍ قَدِیۡرٌ

اللہ تعالیٰ ہم سب پر اور پوری امت مسلمہ پر رحم ورحمت فرمائے۔آمین یاارحم الراحمین......

اللھم صل علی سیدنا محمد کلماذکرہ الذاکرون و کلما غفل عن ذکرہ الغافلون و علی الہ وصحبہ وبارک وسلم تسلیما کثیر اکثیرا

☆☆☆

امام تفسیر حضرت مولانا محمد شریف مولویانی نوّر اللہ مرقدہ

اللہ تعالیٰ ہم سب کو ’’صبر جمیل‘‘ عطاء فرمائے...... ہمارے حضرتؒ بھی چلے گئے......

انا للہ وانا الیہ راجعون......

کیا یہ خبر سچی ہے؟...... سب لوگ یہی بتا رہے ہیں...... کوئی بتا رہا ہے کہ ہم خود نماز جنازہ میں شریک ہوئے...... کوئی بتا رہا ہے کہ میں نے مرقد مبارک پر حاضری دی ہے...... یہ سب لوگ سچ ہی کہہ رہے ہوں گے...... جی ہاں، بہت کڑوا سچ...... ہم سب کے لئے کڑوا مگر میرے حضرتؒ کے لئے میٹھا...... وہ تو معلوم نہیں کب سے سامان باندھے بیٹھے تھے...... موت کا تذکرہ یوں فرماتے تھے جیسے کوئی دلہن اپنے پیا کے گھر جانے کو بے چین ہو...... لوگ اُن کے جانے کی خبریں سنا رہے ہیں...... ستائیس رجب کے دن پونے چھ بجے محبوب حقیقی کا ذکر فرماتے فرماتے اُسی کے پاس چلے گئے...... اکتالیس سال بخاری شریف کا درس دیا اور اس سال بھی اپنا نصاب پورا پڑھایا...... اس سال ترمذی شریف کا درس بھی دیا...... اور عمومی وقت سے پہلے طلبہ کرام کو اجازت حدیث بھی عطاء فرمادی...... روزانہ صدقہ دینے کا معمول تھا، آخری دن بھی یہ معمول نہ چھوٹا...... اور بہت سے فضائل اور مناقب...... یہ ساری باتیں یہی سمجھا رہی ہیں کہ حضرت نوّر اللہ مرقدہ چلے گئے...... سعدی فقیر نہ تو اُن کے دیدار کے لئے جاسکا اور نہ اُن کے جنازے کو کندھا دے سکا...... اور نہ اُن کے مرقد پہ حاضر ہو سکا...... یہی سوچا کہ زیادہ سے زیادہ ایصال ثواب کی کوشش

کروں...... اور اُن کی باتوں اور یادوں کو الفاظ میں سمیٹوں......مگر کوئی کوشش کامیاب نہیں جارہی......کل بھی کاغذ، قلم اور آنسو لے کر بیٹھا رہا......اور آج بھی کئی گھنٹوں سے گُم سم بیٹھا ہوں......ایسا لگتا ہے کہ حضرت ؒ مسکراتے ہوئے سامنے آگئے ہیں......اور بس پھر میں اُن کی یادوں میں ڈوبتا چلا جاتا ہوں......ملاقات کا محبت بھرا دلکش انداز......حال احوال پوچھنے میں ایک عجیب سی میٹھی اپنائیت...... اولیاء سلف جیسی حقیقی تواضع......بادشاہوں سے بڑھ کر استغنا......اظہار بندگی ایسا کہ ’’عبدیت‘‘ کا معنیٰ سمجھ میں آجائے......پھر درس قرآن کی مجلس میں علوم اور معارف کی موسلا دھار بارش......ایمان افروز نصائح......اور انمول علمی نکتے......اور سب سے بڑھ کر خلوت کی ملاقات......اُن ملاقاتوں کی چاشنی تو شاید مر کر بھی نہ بھولے......ان ملاقاتوں میں بس تین ہی موضوع ہوتے تھے......

(۱) اللہ جلّ شانہ کی محبت، معرفت، ادب کا تذکرہ......

(۲) ذات نبوت ﷺ سے عشق ووفا کی باتیں......

(۳) ہر طرح کے حالات پر شُکر گزاری کی نصیحت......

واقعی ’’حضرت ؒ‘‘ ہم سب کے لئے اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا انعام تھے......اور اگر یہ کہا جائے تو مبالغہ نہ ہوگا کہ......حضرت ؒ اپنے زمانے میں اپنی مثال آپ تھے......اللہ تعالیٰ نے اُن کو دو چشموں کا وارث بنایا......ایک علم کا چشمہ جو انہیں اپنے والد صاحب ؒ اور اپنے علمی خاندان سے نصیب ہوا......مولویوں والا یہ خاندان علم دین کی آبرو ہے......اور حضرت ؒ نے اپنی مسند نشینی کے زمانے میں اس خاندان کے علمی رنگ کو مزید گہرا فرمایا......اور اس کے فیض کو دور دور تک پھیلایا......ایک بار خلوت کی ملاقات میں ارشاد فرمایا......لوگوں کی مخالفت سے پریشان اور اُداس نہ ہوا کرو......دیکھو! میری کتنی مخالفت بعض لوگوں نے کی......مگر میں نے کسی کو جواب نہ دیا، آج اللہ تعالیٰ کا یہ احسان ہے کہ بلوچستان کے چالیس مدرسوں کے مہتمم میرے شاگرد ہیں......آپ ؒ کا خاندان علوم وفنون میں ایک مثالی شہرت رکھتا ہے......مگر حضرت ؒ نے تین

علوم کوزیادہ توجہ دی......

(۱)علم تفسیر (۲)علم حدیث (۳)علم فرائض (میراث)

آپ کا دورۂ تفسیراور دورۂ حدیث بہت عجیب شان کا ہوتا تھا...... بندہ نے جب بھی آپ کے کسی درس میں شرکت کی تو ہمیشہ آپ کی علمی شان سے بے حد متاثر ہوا...... بیس پچیس سال کتابوں کی ورق گردانی سے ہم خود تو عالم نہیں بن سکے مگر الحمدللہ اس کی پہچان نصیب ہوگئی ہے کہ......کون عالم ہے اور کون صرف مدّعی...... حضرت ماشاء اللہ بہت راسخ العلم اور متبحّر عالم تھے......اور علم آپ کے رگ و پے میں سرایت کر چکا تھا......ابھی تین سال سے نظر کی کمزوری کا عارضہ لاحق تھا......مگر اس کے باوجود آپ تمام اسباق زبانی پڑھا رہے تھے......ایک ملاقات میں ارشاد فرمایا تھا...... جب سبق پڑھانے بیٹھتا ہوں تو جوان ہو جاتا ہوں......اور میری جوانی دیکھنے لائق ہوتی ہے......علم تفسیر کے ساتھ آپ کو عشق تھا...... آپ نے عربی میں تفسیر بدیع اور اردو میں تفسیر کوثری تصنیف فرمائی...... اللہ تعالیٰ ان تفاسیر کا فیض پورے عالم میں جاری فرمائے...... دوسرا چشمہ جس کا وارث اللہ تعالیٰ نے آپ کو بنایا وہ ''معرفت'' کا ہے......آپ قطب الاقطاب حضرت مولانا حماد اللہ ہالیجوی کے باقاعدہ خلیفہ مجاز تھے......حضرت ہالیجوی کے مقام کو سمجھنے کے لئے حضرات اکابر کے چند ملفوظات ملاحظہ فرمایئے:

(۱) شیخ الاسلام حضرت مدنی نے حضرت ہالیجوی سے فرمایا: حضرت! اگر آپ دارالعلوم دیوبند تشریف لے آئیں تو آپ کا ہم پر بے حد احسان ہوگا، ہم آپ سے روحانی فیض حاصل کرتے، آپ سے معرفت الٰہی اور تعلق باللہ کے اسباق سیکھتے۔

(۲) حضرت علامہ بنوری فرماتے ہیں:

حضرت ہالیجوی متقدمین صوفیاء کی صف کے فرد ہیں، تصوف میں اُن کا مقام بہت بلند ہے۔

(۳) حضرت امیر شریعت مولانا عطاء اللہ شاہ بخاری فرماتے ہیں:

حضرت ہالیجوی ؒ کے دل پر گناہ کا تصور بھی نہیں آتا تھا، حضرت کا قلب مبارک ہمیشہ ذاتِ الٰہی کی محبت میں مشغول رہتا تھا۔ (تذکرہ مشائخ سندھ ص ۵۲۱)

حضرت بنوری ؒ پابندی سے حضرت ہالیجوی ؒ کی خدمت میں حاضری دیتے تھے......اور اپنے جامعہ کے اساتذہ کو بھی اس کی ترغیب دیتے تھے...... ہمارے حضرتؒ نے حضرت ہالیجوی ؒ کے ہاتھوں میں اپنا ہاتھ دیا......اور پھر غلاموں کی طرح اُن کی اتباع کی......اور اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل کرنے کے لئے وہ محنتیں اور مجاہدے اٹھائے کہ اس زمانہ میں اُن کا تصور بھی محال ہے......خلوت کی ملاقاتوں میں آپ کبھی کبھار اپنے ''سفرِ معرفت'' کا تذکرہ چھیڑتے تو دل حیرت اور عقیدت میں ڈوب جاتا......فرماتے تھے کہ......میں زمین میں گڑھا کھود کر اس میں بیٹھ جاتا اور پھر گھنٹوں ذکر اللہ میں ڈوبا رہتا......حضرت ھالیجوی ؒ بہت بلند پایہ عالم بھی تھے......انہوں نے اپنے اس وفادار اور جانثار مرید پر خصوصی توجہ فرمائی......اور بالآخر سند کمال سے نوازہ......حضرت ؒ کو اپنے شیخ سے فنا درجے کا عشق تھا......شاید ہی کوئی مجلس اُن کے تذکرے سے خالی جاتی ہو......اور تو اور اگر سندھ سے کوئی طالب علم آجاتا تو اُس کا بھی بہت اکرام فرماتے کہ......یہ میرے شیخ اور حضرت کے علاقے کا ہے......ایک ملاقات میں ارشاد فرمایا......

جب میں نے تفسیر کوثری لکھی تو بعض مخالف علماء نے بھی اعتراف کیا کہ یہ حضرت ہالیجوی ؒ کا فیض ہے...... ویسے تو آپ سلاسل اربعہ میں کامل تھے......مگر زیادہ رجحان سلسلہ قادریہ کی طرف تھا......اور اسی سلسلہ کے اسباق کی تعلیم فرمایا کرتے تھے......اللہ تعالیٰ نے آپ کو بہت سی علمی، عملی اور روحانی خوبیوں سے وافر حصہ عطاء فرمایا تھا......آپ کو حدیث شریف کی ایک ''قُربی سند'' بھی نصیب ہوئی تھی......آپ نے اس مبارک سند کا فیض عرب وعجم کے اہل علم میں پھیلایا......آپ نے خدمتِ قرآن مجید کے لئے ایک نیا سلسلہ ''تفسیری'' قائم فرمایا......آپ اس سلسلہ کے بانی اور سرپرست تھے......آپ کا آبائی مدرسہ ''مولویاں والی بستی'' میں قائم تھا......آپ ؒ نے دین کی اشاعت کے لئے رحیم یار خان شہر کو عزت بخشی......اور اپنی موروثی جائیداد بیچ کر یہاں ایک

مقبول اور مستند دینی ادارہ قائم فرمایا...... آپ ﷫ فریضۂ جہاد فی سبیل اللہ سے بے پناہ محبت فرماتے تھے اور اپنی مجالس میں اپنے شوق شہادت کا والہانہ اظہار کرتے تھے...... حضرت ﷫ کا ہم پر بڑا احسان تھا کہ آپ نے ہماری جماعت کو روزِ قیام سے اپنی محبت اور سرپرستی سے نوازہ...... بہت سے اہم معاملات میں خصوصی رہنمائی فرمائی...... اور بہت سے مشکل مقامات پر اپنی توجہ اور دعاؤں سے سہارا دیا...... حضرتؒ کے تشریف لے جانے سے دل بہت غمگین اور بے چین ہے...... انا للہ وانا الیہ راجعون...... اللھم لاتحرمنا اجرہ ولا تفتنابعدہ......

برادر مکرّم حضرت مولانا محمد خلیل اللہ صاحب مدظلہ اور اُن کے بھائیوں...... اور رشتہ داروں کے غم کا ہمیں کچھ اندازہ ہے...... ہم اُن سے تعزیت کرتے ہیں...... اور وہ ہم سے تعزیت کریں...... اور سب مل کر حضرت ﷫ کے کام کو جاری رکھنے کی کوشش کریں......

القلم کے قارئین بھی...... امام التفسیر حضرت مولانا محمد شریف اللہ نور اللہ مرقدہ کے لئے ایصال ثواب اور دعاء کا اہتمام فرمائیں...... انشاء اللہ جب دل کا بوجھ ہلکا ہوا تو حضرت ﷫ کی بہت سی باتیں...... آپ سب تک پہنچانے کی کوشش کروں گا...... یا اللہ...... یا ارحم الراحمین...... ہمارے حضرت ﷫ کے درجات بلند فرما...... اُن کو فردوس اعلیٰ کا مقام نصیب فرما...... اُن کے دینی ادارے، دینی خدمات...... اور اہل واولاد کی حفاظت فرما...... اور ہمیں حضرت ﷫ کے فیوض سے محروم نہ فرما...... آمین یا ارحم الراحمین

اللھم صل علی سیدنا محمد النبی الامی والہ وبارک وسلم عدد کل معلوم لک دائما ابدا......

رب تعالیٰ کا فضل

اللہ تعالیٰ کا بے حد شُکر ہے......ہم ہر طرف اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کی خوشبو پھیلی ہوئی محسوس کر رہے ہیں......

الحمدللہ رب العالمین ، الحمدللہ رب العالمین

ابھی چند دن پہلے پاکستان کے چند شہروں میں قرآن پاک کی ’’آیات جہاد‘‘ کا دورہ تفسیر ہوا گوجرانوالہ، سکھر، پشاور، میر پور (آزاد کشمیر)......حویلی لکھّاں......الحمدللہ سینکڑوں افراد نے فیض اٹھایا......اور آج جس وقت میں یہ الفاظ لکھ رہا ہوں مُلک کے بارہ شہروں میں آیاتِ جہاد کا درس گونج رہا ہے......والحمدللہ رب العالمین......

سب سے زیادہ افراد کراچی کے درس میں شریک ہیں...... جبکہ بہاولپور، فیصل آباد، واہ کینٹ میں بھی سینکڑوں مسلمان قرآن پاک کا نور حاصل کر رہے ہیں...... اس کے علاوہ ٹنڈوالہ یار، کوئٹہ، نواب شاہ، سرگودھا، مانسہرہ، کوہاٹ، بنوں میں بھی آیاتِ جہاد کے دورے پوری شان سے جاری ہیں......جبکہ صوابی میں انتظامیہ کی طرف سے شدید رکاوٹ کے باوجود یہ دورہ رات دن کی محنت سے دو دن ہی میں مکمل کرلیا گیا......والحمدللہ رب العالمین......

مرد حضرات کے ساتھ ساتھ کئی مقامات پر خواتین اور طالبات بھی ان دوروں میں شرکت کر رہی ہیں...... کچھ عرصہ پہلے آپ نے ’’خمیری مسلمان‘‘ کے نام سے جس نومسلم بہن کے ایمان افروز حالات پڑھے تھے...... وہ بھی اس سال ’’ٹنڈو الہ یار‘‘ کے دورہ میں شریک ہیں...... والحمدللہ رب العالمین......

جہاد کو مانے بغیر نہ تو ایمان مکمل ہوتا ہے اور نہ ہی ہدایت کامل ہوتی ہے...... جہاد فی سبیل اللہ کا انکار کُفر ہے...... اور جہاد کے بارے میں الٹی بحثیں کرنا گمراہی ہے...... اُمتِ مسلمہ کو کفر اور گمراہی سے بچانے کے لیے جہاد کی دعوت بے حد ضروری ہے...... خصوصاً اس وقت تو پوری دنیا کے کفار جہاد کے خلاف متحد ہو کر تحریک چلا رہے ہیں...... اور کئی نام نہاد مسلمان بھی جہاد کی مخالفت کو اپنا مشن بنا چکے ہیں...... یہ سب لوگ قرآن پاک کے دشمن ہیں...... یہ قرآن پاک کی سینکڑوں آیات کو نعوذ باللہ غلط قرار دینے کی مذموم محنت کر رہے ہیں...... یہ لوگ اس بات کو ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ...... قرآنِ پاک نعوذ باللہ ہر زمانے میں رہنمائی نہیں کر سکتا...... ہمارے بہت سے مسلمان ان باتوں کی وجہ سے جہاد کے منکر بن رہے ہیں...... ایسے حالات میں آیاتِ جہاد کے دورے منعقد ہونا اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا فضل ہے...... ہم پر لازم ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں...... الحمدللہ جو مسلمان بھی آیاتِ جہاد کی ان مجالس میں شرکت کرتا ہے وہ اپنے دل میں نور اور روشنی محسوس کرتا ہے...... اُسے قرآن پاک کے بیان فرمودہ فریضہ جہاد سے محبت نصیب ہوتی ہے...... اور اُسے کسی بھی زمانے میں جہاد ناممکن نظر نہیں آتا......

الحمدلله رب العالمين، الحمدلله رب العالمين......

اللہ تعالیٰ کا فضل دیکھیں کہ...... آیاتِ جہاد کے یہ اسباق وہ علماء کرام پڑھا رہے ہیں جو خود ماشاءاللہ عملی مجاہد ہیں...... ان میں سے کئی تو ماضی میں محاذوں کے شہسوار رہے ہیں...... یہ لوگ جب جہاد کی آیات پڑھانے بیٹھتے ہیں تو...... اُن کے سامنے ناولوں اور کہانیوں والا جہاد نہیں ہوتا...... بلکہ وہ جہاد کے اصلی محاذوں کو سامنے رکھ کر بات کرتے ہیں...... یہ حضرات جب شہداء کا تذکرہ قرآن پاک کی آیات میں اٹھاتے ہیں تو اُن کے پیچھے اپنی جماعت کے سولہ سو سے زائد شہداء مسکرا رہے ہوتے ہیں...... یہ حضرات جب اللہ تعالیٰ کی نصرت والی آیات پڑھاتے ہیں تو اُن کے سامنے اسلام دشمن کفار کی لاشوں کے وہ انبار ہوتے ہیں...... جو حالیہ زمانے میں جہاد کا نتیجہ ہیں...... یہ حضرات جب جہاد کی محنتوں، مشقتوں اور زخموں کا تذکرہ کرتے ہیں تو انہیں اپنے

ہی قیدی اور زخمی ساتھیوں کی آہیں صاف سنائی دے رہی ہوتی ہیں...... تفسیر کے یہ اساتذہ...... قرآن پاک کے جہادی محاذوں کا تذکرہ کرتے ہوئے افسوس سے ہاتھ نہیں ملتے کہ...... کاش آج بھی کوئی محاذ ہوتا...... الحمدللہ ان کا دامن ماضی اور حال کے محاذوں سے بھرا ہوتا ہے...... وہ قرآن پاک سے بدر، اُحد، خندق، حنین اور بنی قریظہ کے تذکرے اٹھاتے ہیں تو...... اُنکی آنکھوں کے سامنے افغانستان، کشمیر، فلسطین اور عراق کے محاذ آجاتے ہیں...... خلاصہ یہ ہے کہ...... قرآن پاک کی آیاتِ جہاد پڑھانے اور پڑھنے والوں کے سامنے...... گذشتہ کل کی طرح آج کا منظر بھی ہوتا ہے...... اور عمل کی دعوت کے ساتھ عمل کا میدان بھی صاف نظر آتا ہے......

الحمدلله رب العالمين، الحمدلله رب العالمين......

آپ تھوڑا سا سوچیں...... ایک شخص دین کی باتیں کرتا ہے مگر جہاد کا نام تک نہیں لیتا...... پھر اُسے کچھ لوگ مجبور کرتے ہیں کہ جناب جہاد کی بات بھی کرو...... تب وہ خاص لوگوں کو جمع کر کے جہاد کی بات کرتا ہے...... اور صاف کہہ دیتا ہے کہ...... جہاد کا انکار تو کفر ہے...... مگر ہم یہ کہتے ہیں کہ...... ابھی جہاد کا وقت نہیں آیا...... بہت سے لوگ اُس کی یہ ظالمانہ بات مان لیتے ہیں...... استغفراللہ، استغفراللہ...... حضور اقدس ﷺ کی صحیح احادیث میں فرمایا گیا ہے کہ...... جہاد کبھی نہیں رُکے گا...... جہاد ہمیشہ جاری رہے گا...... مسلمانوں کی ایک جماعت تو ضرور جہاد میں لگی رہے گی اور یہ برحق جماعت ہوگی...... محدّثین کرام نے ان احادیث کی روشنی میں لکھا ہے کہ...... ایک دن کے لیے بھی روئے زمین پر جہاد نہیں رُکے گا...... اور یہ اسلام کے مسلسل اور برحق ہونے کی دلیل ہے...... جہاد کا عمل جاری رہے گا یہاں تک کہ اُمت مسلمہ کے مجاہدین کی آخری جماعت دجّال کو قتل کر دے گی...... تب دنیا سے کفر کا خاتمہ ہو جائے گا تو جہاد کی ضرورت نہیں رہے گی...... اللہ تعالیٰ کے نبی ﷺ فرماتے ہیں کہ...... جہاد ہمیشہ جاری رہے گا...... ایک تقریر کرنے والا کہتا ہے کہ...... آجکل جہاد کا وقت نہیں ہے...... آپ بتائیے کہ ہم کس کی بات مانیں گے؟...... اور یہ شخص اُمت مسلمہ کو کس طرف لے جا رہا ہے؟...... الحمدللہ ہم نے خود اپنی آنکھوں

سے دیکھ لیا ہے کہ...... آج بھی جہاد جاری ہے اور جہاد ممکن ہے...... آج بھی جہاد میں اللہ تعالیٰ کی نصرت نازل ہو رہی ہے...... آج بھی الحمدللہ شہداء کرام کے خون سے مُشک اور کستوری کی خوشبو آ رہی ہے...... مگر بعض لوگ بڑے بڑے مجمعوں سے دھوکے میں پڑ گئے ہیں اور وہ خود کو مسلمانوں کا خیر خواہ سمجھ رہے ہیں...... وہ سمجھتے ہیں کہ جہاد کرنے سے مسلمان ختم ہو جائیں گے اس لیے مسلمانوں کو بچانے کے لیے قرآن پاک کا انکار کر دو...... انا للہ وانا الیہ راجعون...... ارے اللہ کے بندو! مسلمان کی حفاظت اور ترقی اسلام کے تمام احکامات کو ماننے اور اُن پر عمل کرنے میں ہے...... آج کے کُفار تو کسی ایک محاذ پر بھی مسلمانوں کو ختم نہیں کر سکے...... اور نہ شکست دے سکے...... اگر اپنی حفاظت کے لیے قرآن پاک کا انکار کرو گے تو پھر...... ایسی زندگی کا کیا فائدہ؟...... آیاتِ جہاد کی مجالس میں یہی سبق پڑھایا جاتا ہے کہ...... ہر مسلمان پورے دین کو مانے...... پورے قرآن کو مانے...... اور اپنی جان بچانے کے لیے کفر اختیار نہ کرے...... بلکہ اپنی جان اور مال اسلام کے لیے قربان کرے...... الحمدللہ اب تک لاکھوں مسلمان اس پیغام کو سُن چکے ہیں اور اسلام کے تمام فرائض کو ماننے کا اعلان کر چکے ہیں......

الحمدلله رب العالمين، الحمدلله رب العالمين

اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا فضل ہوا کہ...... اُس نے آیاتِ جہاد کی طرف توجہ نصیب فرمائی...... سب سے پہلے افغانستان کے ایک مرکز میں سورۂ انفال کا مکمل درس دینے کی توفیق نصیب ہوئی...... پڑھانے والے کو بھی خوب لطف آیا اور پڑھنے والوں نے بھی ایمان کی روشنی محسوس کی...... اس دورے میں کئی علماء کرام بھی شریک تھے جو ان اسباق کو پڑھ کر بہت خوش اور بے حد حیران ہوئے...... ان اسباق میں ایسے ساتھی بھی شریک تھے جن کی لہو رنگ قبریں آج تاجکستان اور افغانستان کے دور دراز علاقوں میں مہک رہی ہیں......

پھر قسمت جیل میں لے گئی...... وہاں الحمدللہ کوٹ بھلوال کی بڑی بارک میں سورۂ انفال کا درس سینکڑوں قیدی مجاہدین کے سامنے ہوا...... پھر اللہ تعالیٰ کا فضل واپس پاکستان اُڑا لایا...... کراچی

میں حضرت لدھیانوی شہید کی مسجد میں سورۂ انفال کا دورہ ہوا جو ماشاء اللہ بہت کامیاب رہا...... کم وبیش تین سو علماء کرام اور سینکڑوں طلبہ اور طالبات نے اس میں شرکت کی ...... تقاضا بڑھا تو مالاکنڈ میں دوبارہ یہ دورہ رکھا گیا...... ان دونوں دوروں کی کیسٹیں دور دور تک پھیل گئیں ...... ابھی مدینہ منورہ سے کسی کا خط آیا ہے کہ...... میں نے کراچی والے دورے کی کیسٹیں سنی ہیں ...... کیا یورپ اور کیا امریکہ...... کیا عرب اور کیا عجم...... اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم نے ہر جگہ ان کیسٹوں کو پھیلا دیا...... اچانک خیال آیا کہ پورے قرآن پاک کی آیاتِ جہاد کا دورہ ہونا چاہیے...... الحمدللہ مردان اور کوہاٹ میں دوبار اس طرح کے دورے ہوئے ...... اُن دوروں کی برکت سے کئی ایسے ساتھی بھی تیار ہوگئے جو یہ دورے خود پڑھا سکیں...... اب ماشاء اللہ وہی ساتھی پڑھا رہے ہیں...... اور ہم اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کو دیکھ کر شُکر اور تشکّر میں جھوم رہے ہیں...... اس سال پاکستان کے سترہ شہروں میں یہ دورے منعقد ہوئے ...... اور الحمدللہ تین ہزار سے زائد مسلمان مرد وخواتین ان سے فیض یاب ہوئے......

الحمدلله رب العالمين، الحمدلله رب العالمين

آج مجھے خوشی اور شکر کے اس موقع پر وہ خوش نصیب افراد یاد آ رہے ہیں جنہوں نے...... بالکل ابتداء میں اس مبارک جماعت کا ہاتھ بٹایا...... ساتھ دیا اور پھر آخری دم تک ڈٹے رہے...... ان میں سے کئی الحمدللہ ابھی تک حیات ہیں اور اپنی پکی ہوئی آخرت کی اس کھیتی کو دیکھ کر خوش ہو رہے ہیں...... جبکہ کئی آج اس دنیا میں نہیں ہیں...... ماشاء اللہ ہر طرف خوشبو اور روشنی پھیل رہی ہے...... محاذوں کو دیکھو تو آباد ہیں...... شہادت گاہوں کو دیکھو تو کیسے کیسے کڑیل سپاہی خون میں نہا گئے...... اور کئی تو عشق کے ذرّوں میں بدل گئے...... سولہ سو سے زائد شہداء کرام،...... جیلوں کو دیکھو تو ان کی تلاوت اور تکبیروں سے آباد ہیں...... تربیت گاہوں کو دیکھو تو دن رات خوشبودار پسینوں میں ڈوبی ہوئی ہیں...... خدمتِ قرآن پاک کو دیکھو تو...... بہاریں ہی بہاریں ہیں...... ابھی صرف چند ماہ میں مدرسہ اویس قرنی ؒ سے چوبیس طلبہ نے قرآن پاک مکمل کیا...... قرآن

پاک سے بھاگے ہوئے یہ لوگ واپس قرآن پاک کی آغوش میں آئے...... عجیب رحمت والا منظر ہے...... تجوید، تلاوت، تفسیر...... اور دعوتِ قرآن کا کام زور شور سے جاری ہے...... دعوتِ جہاد کو دیکھو تو ماشاء اللہ پچھلی کئی صدیوں میں اسکی نظیر نہیں ملتی کہ...... صرف ایک جماعت نے اتنے لوگوں تک دعوتِ جہاد پہنچائی ہو...... اور یہ دعوت اُن حالات میں چلی کہ...... قدم قدم پر پابندیاں، گرفتاریاں، پریشانیاں، جھوٹا پروپیگنڈہ...... اور سازشیں ہیں...... مگر اللہ تعالیٰ کا فضل بہت بڑی نعمت ہے...... ابھی اسی سال الحمدللہ بیس سے زائد مساجد کی تعمیر مکمل ہوئی...... کل کے چٹیل پلاٹوں پر آج نور سے معمور مساجد مسکرا رہی ہیں...... جو بھی ان مساجد کو دیکھ کر آتا ہے ماشاء اللہ ماشاء اللہ پڑھتا آتا ہے...... دینی مدارس، نماز کی دعوت...... اور حرمین شریفین کے قافلے...... اور ان سب سے بڑھ کر...... اللہ تعالیٰ کا ذکر...... الحمدللہ ہر دن مرکز شریف اور کئی مقامات پر اللہ، اللہ، اللہ ہی کی صدا آتی ہے...... مسلمانوں کی رہنمائی کے لیے اخبار، رسالے، کتابیں...... اور انسانی خدمت کے نئے نئے اسلوب...... ماشاء اللہ آج ہر دن پانچ ہزار سے زائد افراد...... جماعت کے دسترخوان پر کھانا کھاتے ہیں...... اگر اللہ پاک کا فضل نہ ہوتو کون یہ سب کچھ کرسکتا ہے...... کتنے خوش نصیب تھے وہ لوگ...... اور کتنے خوش نصیب ہیں وہ لوگ...... جنہوں نے اس جماعت میں حصہ ڈالا...... میرے سامنے بہت سے مناظر آرہے ہیں اور بہت سے چہرے...... اللہ اکبر کبیرا...... کراچی ختم نبوت کے دفتر میں حضرت لدھیانوی شہید رحمۃ اللہ علیہ خوب مسکرا رہے تھے...... خوشی کے آثار نے اُن کے حُسن کو اور بڑھا دیا تھا...... مجھے اپنی تائید کی تحریر عطاء فرمائی...... اور ارشاد فرمایا یہ کام بہت چلے گا...... مگر لوگ مخالفت بھی بہت کریں گے...... آپ مخالفین کے پیچھے پڑنے کی بجائے کام میں لگے رہنا...... کام بہت چلے گا...... وہ حضرت قاری عرفان صاحب رحمۃ اللہ علیہ...... بالاکوٹ کے ایک کمرے میں پُرجلال انداز...... پریشان ہونے کی ضرورت نہیں اللہ تعالیٰ ایک ہے...... اور اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ ہے...... وہ حضرت شامزئی شہید رحمۃ اللہ علیہ جنہوں نے کراچی پریس کلب میں جماعت کا اعلان فرمایا...... وہ میرے محبوب اُستاذ

مفتی جمیل خان شہید...... اور بہت سے لوگ...... ابھی پچھلے ہفتے آپ نے حضرت مولانا شریف اللہ صاحب کے سانحہ ارتحال کی خبر پڑھی...... عجیب طرح سے تعاون فرمایا...... کسی بھی مرحلے پر حوصلہ ٹوٹنے نہیں دیتے تھے...... یہاں تک کہ روپوشی کی مشقت آئی تو فرمایا اس میں بڑی خیر ہے...... الحمدللہ ایک خیر تو اللہ تعالیٰ نے ''فتح الجوّاد'' کی صورت میں دکھا دی...... دوسری خیر وہ اپنے فضل سے آخرت کی کامیابی کی صورت میں عطاء فرما دیں تو غریب مسافر کے مزے ہو جائیں...... اللہ، اللہ...... عجیب جانباز ساتھی، رفقاء، اور جماعت کے خُدّام...... کِس کِس کا نام لوں کِس کِس کا تذکرہ کروں...... زیورات دینے والی خواتین...... ہاں آج وہ خوش ہونگی...... الحمدللہ ہر طرف صدقاتِ جاریہ کے انبار لگ گئے ہیں...... اور اپنے بیٹے وقف کرنے والی مائیں...... خوش قسمت عظیم مائیں...... ہاں سب سے زیادہ انہوں نے کمایا...... میں آج کے دوراتِ تفسیر کی مبارک باد انہیں ماؤں کو پیش کرتا ہوں...... آپ سب کو مبارک...... آپ سب کو سلام

اللھم صل علیٰ سیدنا محمد، وانزله المقعد المقرب عندک، واجزہ افضل ماجازیت احدامِن خلقک...... وبارک علیٰ سیدنا محمد واله و صحبه وسلّم تسلیما کثیرا کثیرا

☆☆☆

واہ ابا جی!............واہ ابا جی

اللہ تعالیٰ کا شکر ہے اُس نے مجھے اتنے پیارے ابّا جی دیئے...... الحمدللہ رب العالمین، الحمد للہ رب العالمین......

اب اللہ تعالیٰ نے میرے ابّا جی کو اپنے پاس بُلا لیا ہے...... انا للہ وانا الیہ راجعون......انا للہ وانا الیہ راجعون

اتنے پیارے ابّا جی کی جُدائی پر رونا تو منع نہیں ہے نا!......ساری زندگی ابّو جی کی برکت سے ہم ہنستے رہے اور اب سات دن سے اُن کی جدائی پر رو رہے ہیں...... مشہور صحابیہ حضرت خنساءؓ کے بھائی ''صخر'' انتقال فرما گئے...... حضرت خنساءؓ کو اپنے بھائی سے بہت محبت تھی...... وہ صخر کی قبر پر صبح شام جا کر زار زار روتیں اور دردناک اشعار پڑھتی تھیں......مثلاً

''جب سورج نکلتا ہے تو مجھے صخر کی یاد دلاتا ہے......اور جب سورج غروب ہوتا ہے تو مجھے صخر کی یاد رُلاتی ہے......''

آگے کچھ اشعار ہمارے حسب حال فرماتی ہیں:

الا یا صخرا ان ابکیت عینی
فقد اضحکتنی دھرا طویلا
دفعت بک الجلیل وانت حی
ومن ذا یدفع الخطب الجلیلا

''اے صخر! اگر تو نے اب میری آنکھوں کو رُلایا ہے تو کیا ہوا، ایک لمبے عرصے تک تو تم مجھے ہنساتے رہے، تم زندہ تھے تو تمہاری برکت سے ہم بڑے بڑے حوادث سے بچ جاتے تھے.....مگر

اب ان بڑی مصیبتوں کو کون (اپنی برکت سے) دور کرے گا۔"

آنسو بھی تو نعمت ہیں...... اور یہ وفاداری کی علامت ہیں...... حضرت خنساءؓ فرماتی ہیں

أعينيّ جودا وتجمدا　ألا تبكيان لضحر النّدى

اے میری آنکھو! خوب آنسو بہاؤ اور آنسو بہا بہا کر خشک ہو جاؤ کیا تم صخر جیسے سخی پر نہیں روؤ گی؟......

واہ ابّو جی واہ...... آپ تو بہت ہنساتے تھے اور بہت خوش رکھتے تھے...... اور اب رُلا بھی تو بہت رہے ہیں...... ہم ہی کیا آپ کے پیچھے آسمان بھی رویا ہے اور زمین بھی...... اور کتنے بڑے بڑے لوگ بچوں کی طرح پھوٹ پھوٹ کر رو رہے ہیں......

اے عزیزِ جان و دل گھر گھر ترا ماتم ہوا
روتے روتے کون تھا ایسا نہ جو بے دم ہوا
سب کو بے حد غم ہوا بیوی سے پھر بھی کم ہوا
کارخانہ ہی سب اُس کا درہم و برہم ہوا
شادو آباد اس قدر یا خانما برباد ہے
اک جہاں شیدا تھا اک دنیا تھی متوالی تری
فرد تھی جود وسخا میں ہمت عالی تری
خوشہ چیں سب تھے جُھکی ہی رہتی تھی ڈالی تری
سب نے دامن بھر لئے مٹھی رہی خالی تری
قرض کا بھی غم نہ تھا جب تجھ کو دیکھا شاد ہے
جو کوئی ناکام پہنچا کام اُس کا کر دیا
دامن مقصود اک دنیا کا تو نے بھر دیا
بے زروں کو زر دیا اور بے گھروں کو گھر دیا

دل تجھے اللہ نے بہتر سے بھی بہتر دیا

تیرے غم میں ہم تو کیا ہیں مجمع زُھّاد ہے

ابّا جی:..... ہمارے خاندان اور جماعت کے بادشاہ تھے...... وہ ہماری جماعت کے لئے مقبول دعاؤں کا پرسکون بادل تھے...... بادل ہٹ جائے، وہ بھی گرمی کے موسم میں تو دھوپ بہت بے قرار کرتی ہے۔

گئی یک بیک جو ہوا پلٹ نہیں دل کو میرے قرار ہے

کروں اس زیاں کا میں کیا بیاں مرا غم سے سینہ فگار ہے

سبھی جا وہ صدمہ سخت ہے کہوں کیسی گردش بخت ہے

نہ وہ تاج ہے نہ وہ تخت ہے نہ وہ شاہ ہے نہ دیار ہے

الحمدللہ ہم آج اللہ تعالیٰ کی تقدیر پر راضی ہیں..... اُس نے چالیس سال کی عمر تک یہ عظیم نعمت ہمارے مقدّر رکھی...... ہم موت سے نفرت کرنے والے لوگ نہیں بلکہ موت کے آئینے میں ''رُخِ یار'' دیکھنے والے کمزور سے مسلمان ہیں...... پوری زندگی ہی ہنگاموں، طوفانوں اور حوادث میں گزری ہے...... پھر ابّو جی کی جُدائی پر اتنا غم کیوں؟...... اللہ رب العزت کی قسم وہ ہمارے لئے اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت تھے...... اللہ تعالیٰ کی نعمت چھن جائے تو صدمہ ہونا یقینی بات ہے...... **انا للہ وانا الیه راجعون...... اللھم لاتحرمنا اجرہ ولا تفتنا بعدہ......**

آپ تھوڑا سا اندازہ لگائیں...... کتنے مشکل حالات میں ''فتح الجوّاد'' کا کام شروع ہوا...... شروع کرتے ہی اندازہ ہوا کہ یہ پتھر بہت بھاری ہے...... تب والدین نے رو رو کر دعائیں مانگیں...... الحمدللہ کام چل پڑا...... دو جلدیں مکمل ہوئیں تو ہمت نے جواب دے دیا...... پورا ایک سال کام بالکل بند رہا...... امیدوں نے دم توڑنا شروع کر دیا...... تب حضرت ابّا جی سے ملاقات نصیب ہوگئی...... بندہ نے عرض کیا تو فرمایا کہ بس اب انشاءاللہ شروع ہو جائے گا...... بندہ نے اُن کے سامنے رجسٹر اور قلم رکھ دیا کہ...... آپ ہی شروع فرما دیں...... انہوں نے قلم تھاما اور بہت

خوبصورت خط میں لکھا

''بسم اللہ الرحمن الرحیم، سورۃ الفتح''

ابّو جی کی ''بسم اللہ'' رنگ لائی...... اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے کام مکمل ہو گیا...... والحمدللہ رب العالمین......اب میں قرآن پاک کی تفسیر لکھنا چاہتا ہوں اور لکھ نہیں پا رہا...... مجھے نہ رونے کا حکم دینے والے بتائیں کہ......میں کس سے ''بسم اللہ'' لکھواؤں؟......انا للہ وانا الیہ راجعون، انا للہ وانا الیہ راجعون......

جا کہیو اُن سے نسیم سحر مرا چین گیا مری نیند گئی
تمہیں میری نہ مجھ کو تمہاری خبر مرا چین گیا مری نیند گئی
اے برق تجلّی بہر خدا ، نہ جلا مجھے ہجر میں شمع آسا
مری زیست ہے مثل چراغ سحر میرا چین گیا مری نیند گئی
یہی کہتا تھا رو رو کے آج ظفر مری آہ رسا میں ہوا نہ اثر
ترے ہجر میں موت نہ آئی مگر مرا چین گیا مری نیند گئی

اللہ تعالیٰ کا شکر ہے جس نے میرے ابّو جی کو ایمان کی دولت عطاء فرمائی......ہم نے آنکھ کھولی تو انہیں پابندی سے مسجد جاتے دیکھا...... رمضان المبارک آتا تو وہ اہتمام سے آخری عشرے کا اعتکاف فرماتے تھے......انہیں مسجد سے پیار تھا...... جب ہم نے گھر کے قریب مسجد بنالی تو ابّا جی کی خوشی دیدنی تھی......فرمایا تم لوگوں کی ساری زندگی کی خدمت ایک طرف اور یہ خدمت ایک طرف...... یہ خدمت سب پر بھاری ہے......ایمان قبول کرنے کے بعد پانچ فرائض سب سے مقدّم ہیں......نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ......اور جہاد...... اللہ تعالیٰ کا شکر ہے ابّا جی نماز کے پابند تھے......روزہ بہت شوق سے رکھتے تھے......فرض کے علاوہ نفل روزوں کا بھی اہتمام تھا......زکوٰۃ اُن پر اکثر واجب ہی نہیں ہوئی...... جو تھوڑا بہت مال ہوتا وہ تقسیم کرتے رہتے تھے...... ویسے الحمدللہ ہمارے گھر میں یکم رمضان المبارک زکوٰۃ نکالنے کا ہر کمرے میں اعلان ہوتا ہے...... حج

میرے ابّو جی کو اللہ تعالیٰ نے تین نصیب فرمائے...... فرماتے تھے کہ...... دل میں بڑی تمنا ہے کہ ایک اور حج تمہارے ساتھ کروں...... اور فریضۂ جہاد میں میرے ابّو جی کا بڑا شاندار حصہ تھا...... وہ طالبان سے پہلے والے جہاد میں بندہ کے ساتھ افغانستان تشریف لے گئے...... کمانڈر عبدالرشید شہید سے کافی دوستی ہوگئی...... اور ابّو جی نے خوب فائرنگ کا اجر پایا...... پھر طالبان کے زمانے میں اکابر علماء کرام کے ساتھ محاذوں تک تشریف لے گئے...... اور جب ہماری جماعت بنی تو ابّو جی کی جہادی خدمات نے عروج پایا...... عجیب بات یہ ہوئی کہ...... جس نے بھی ابّو جی کی خدمت کی اللہ تعالیٰ نے اسے شہادت کا مقام نصیب فرمایا...... آپ روز اول سے جماعت کے غیر اعلانیہ سرپرست رہے ہمیشہ جماعت کی تشکیل میں رہے...... جماعت کے لئے دعائیں فرماتے رہے...... جماعتی معاملات میں رہنمائی فرماتے رہے...... اور جماعت کے لئے بڑی بڑی قربانیاں پیش فرماتے رہے...... یوں میرے ابّو جی کے پانچوں فرائض الحمدللہ پورے ہوئے...... اور ابّو جی ''اللہ اکبر'' کہتے ہوئے ہم سے جُدا ہو گئے...... اناللہ وانا الیہ راجعون

اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے میرے ابّو جی کو صالح والدین عطاء فرمائے...... ہمارے دادا ابو صاحب نسبت بزرگ تھے...... رات کا اکثر حصہ مسجد میں اکیلے گزارتے تھے اور رزق حلال کا بہت اہتمام فرماتے تھے...... ہم نے انہیں جب دیکھا اکثر عبادت و ذکر میں دیکھا...... جبکہ دادی اماں بہت صالحہ خاتون تھیں...... زندگی کے آخر تک روزانہ دس پارے تلاوت کرنے اور کثرت سے نفل روزے رکھنے کا معمول تھا...... میرے ابّو جی اپنے والدین کے بڑے بیٹے اور اُن کی آنکھوں کے تارے تھے...... ابّو جی نے والدین کی بہت خدمت کی اور انہیں ہمیشہ ادب و احترام دیا...... اب کئی سال سے وہ پابندی کے ساتھ والدین کے لئے قربانی بھی کرتے تھے...... کچھ عرصہ پہلے ہم نے مساجد کی تعمیر کا کام شروع کیا...... ایک مجلس بُلائی گئی تاکہ...... اس مبارک کام کا آغاز ذکر، درود شریف اور دعاء سے کیا جائے...... میرے ابّو جی اس مجلس کے ''صدر'' تھے...... بندہ نے مختصر بیان کے بعد اعلان کیا کہ...... مہم کا آغاز اسی مجلس میں

شریک جماعت کے ساتھی اپنے مال سے کریں......اور اس کا مبارک افتتاح حضرت ابّا جی اپنے مال سے فرمائیں...... یہ کہہ کر میں نے رومال ابّو جی کے آگے پھیلا دیا......ابّو جی کے چہرے پر خوشی اور نور چمکنے لگا...... پندرہ ہزار روپے جیب سے نکالے......فرمایا پانچ پانچ ہزار میرے والدین کی طرف سے......اور پانچ ہزار میری طرف سے......

پھر مجلس کے تمام رفقاء نے چندہ جمع کرایا......ہم نے یہ تمام چندہ حضرت ابّا جی کے ہاتھ میں دیا کہ آپ......اپنے دستِ مبارک سے ''مجلس تعمیر مساجد'' کو عطاء فرمائیں......آج الحمدللہ تین سال سے کم عرصے میں کئی درجن مساجد تعمیر ہو چکی ہیں......واہ ابّا جی واہ......اللہ تعالیٰ آپ کو ایسی خوشیاں عطاء فرمائے کہ جن خوشیوں کے بعد بھی خوشیاں ہی خوشیاں ہوں......آپ کے احسانات اور برکات کے مناظر آج یاد آتے ہیں تو عجیب سی کمی کا احساس ہوتا ہے اور دل بے اختیار رونے لگتا ہے......انا للہ و انا الیہ راجعون

اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ......اللہ تعالیٰ نے حضرت ابّا جی کو بہادری کی صفت عطاء فرمائی......اُن کا بچپن اور جوانی دیہات میں گزرے تھے...... گاؤں دیہات کے لوگ اندھیروں، سایوں، جنوں، بھوتوں اور کتّوں سے نہیں ڈرتے...... میرے ابّو جی بہت ماہر شہسوار تھے......انہوں نے کافی عرصہ گھڑ سواری اور شتر سواری کی...... بندوق کا نشانہ بہت اچھا تھا......اور ہرن وغیرہ کے ساتھ مچھلی کے شکار کے ماہر تھے......شکار کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے اُن کے ہاتھ میں عجیب برکت رکھی تھی......ابّو جی کی یہ بہادری دین کے معاملے میں بہت کام آئی...... بہادر آدمی اکثر ذاتی انتقام نہیں لیتا......اور مسلمانوں کا بغض دل میں نہیں رکھتا......بعض عارفین نے بہادر کی یہ تعریف لکھی ہے کہ جو دوسرے کے حقوق ادا کرتا ہے اور اُن سے اپنے حقوق ادا کرنے کی توقع نہیں رکھتا...... الحمدللہ ابّو جی بالکل ایسے ہی تھے...... وہ پہلے عام سی زندگی گزار رہے تھے کہ اچانک اُن کی زندگی کا رُخ طوفانوں کی طرف مُڑ گیا......تب ہر کسی نے دیکھا کہ......ابّا جی نے نہایت ہمت اور بہادری سے ان طوفانوں کا مقابلہ کیا......اپنی اولاد کی دینی معاونت میں حضرت

ابّا جی کا جو کردار تھا اُس کی مثال اس زمانے میں ملنا بہت مشکل ہے...... اُن کے تمام بیٹے بھی اگر جہاد پر چلے جاتے تو وہ کبھی نہیں فرماتے تھے کہ...... بیٹا گھر کا کیا ہوگا؟...... تمہارے بوڑھے والدین کا کیا ہوگا؟...... وہ خوشی خوشی ہر کسی کو رخصت فرماتے اور بعض اوقات گھر میں اکیلے رہ جاتے...... اُن کا ایک بیٹا گرفتار ہوا...... وہ ثابت قدم رہے...... دوسرا بیٹا موت کے جبڑوں میں پنجے ڈالے کھڑا تھا تو ابّو جی دعاء دے رہے تھے...... دو چھوٹے بیٹے خوفناک محاصروں میں لڑ رہے تھے تو ابّو جی کو کسی نے پریشانی کے ہاتھ ملتے نہیں دیکھا......

بہت عجیب صفت ہے، بہت ہی عجیب...... ہمارا گھر طویل عرصہ تک پولیس اور ایجنسیوں کے گھیرے میں رہا...... اور گیارہ ماہ تک اس گھر کو سب جیل قرار دے دیا گیا...... کوئی اور ہوتا تو بیٹوں کو سمجھاتا کہ...... کچھ ہلکا ہاتھ رکھو...... ہمارے بڑھاپے کا خیال کرو...... مگر ابّا جی تو استقامت کی چٹان تھے...... ایک لمحہ پریشانی کا اظہار نہ فرمایا اور نہ اپنے کسی بیٹے کو عزیمت کے کسی کام سے روکا...... میں جہاں گرفتار ہوتا تو پہلی ملاقات میں ابّا جی کی زیارت ہوتی اور وہ صرف حوصلہ بڑھاتے اور محبت کے بوسے نچھاور فرماتے...... اور جب میں کسی قید سے چھوٹتا تو استقبال کے لئے سب سے آگے حضرت ابّا جی کھڑے ہوتے...... انہیں اپنی اولاد سے بہت پیار تھا...... مگر یہ پیار کبھی دین کے کسی کام کی رکاوٹ نہ بنا...... وہ ہمیں موت کے میدانوں میں دیکھتے تو خوش ہوتے اور اپنی عبادت اور دعاء بڑھا دیتے...... لیکن اگر ہم میں سے کوئی نماز میں، دین کے کام میں...... یا جہاد میں سستی کرتا تو ابّو جی کو بہت تکلیف ہوتی...... تب وہ دعاؤں میں لگ جاتے اور اصلاح کے لئے کوشش فرماتے...... وہ بہادر تھے دور دراز سفر سے نہیں گھبراتے تھے...... اور نہ حکومتی اہلکاروں سے ڈرتے تھے...... اُن کا کئی بار جرنیلوں سے سامنا ہوا...... جرنیلوں نے انہیں کہا کہ اپنے بیٹوں کو سمجھائیں تو...... ابّا جی جہاد اور جماعت کی وکالت فرماتے اور اپنے بیٹوں کی تائید کرتے...... دنیا کے کئی ممالک حضرت ابّا جی کا نام اپنی ''ہٹ لسٹ'' میں لکھ چکے تھے...... مگر ابّا جی کو پروا نہیں تھی...... پاکستان کے حکمرانوں نے کئی بار اُن کو علامتی نظر بند کر کے اُن کے حواس کا

جائزہ لیا تو الحمدللہ...... حضرت ابا جیؒ کو بہت پرسکون پایا...... سچی بات یہ ہے کہ...... حضرت ابا جی بہادری اور استقلال کے اُس خاموش اور گھنے جنگل جیسے تھے کہ...... جس جنگل میں مجاہدین شیروں کی طرح گرجتے برستے پھرتے تھے...... کئی بد دماغ افسروں نے دھمکی کے انداز میں اُن سے کہا کہ آپ ان مجاہدین کو سمجھائیں تو...... ابا جی فرماتے کہ میں دین کے کام سے کسی کو نہیں روک سکتا...... سات شعبان ۱۴۳۱ھ منگل کے دن دوپہر کے وقت عزم و بہادری کا یہ گھنا جنگل اچانک لڑکھڑایا...... اور دیکھتے ہی دیکھتے اپنے مالک حقیقی کے پاس چلا گیا...... **انا للہ وانا الیہ راجعون، انا للہ وانا الیہ راجعون**...... **یااللہ! پیچھے والوں پر رحم فرما**......

اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ...... اس نے میرے ابو جی کو دنیا بنانے میں نہیں لگایا...... حضرت ابا جی کے وصال کے بعد اُن کے ترکے کا سامان جمع کیا گیا تو...... سب سے قیمتی سامان وہ دنبے تھے جو ابا جی ہر سال قربانی کے لئے پالتے تھے...... کئی سال سے معمول تھا کہ...... دو یا تین دنبے منگوا لیتے اور پھر اُن کو بہت ناز سے پالتے...... ایک دنبہ تو ہر سال حضرت آقا مدنی ﷺ کی طرف سے قربانی کا ذبح فرماتے...... دو جانور اپنے والدین کی طرف سے...... اور ایک قربانی اپنی طرف سے پیش کرتے...... زیادہ قربانی کرنے پر بہت خوش ہوتے تھے...... پلے ہوئے دنبے اکثر الرحمت ٹرسٹ کو جمع کراتے...... اور جب ہم پوچھتے کہ ابو جی! مزید قربانی کرنی ہے؟ تو فرماتے کیوں نہیں...... میری طرف سے الرحمت ٹرسٹ میں جمع کرادو......

میرے ابو جی نے اپنے ترکے میں نہ مکان چھوڑا نہ گاڑی...... جی ہاں ایک سائیکل بھی نہیں...... پوری زندگی میں پانچ مرلے کا ایک مکان بنایا اور وہ بھی کافی عرصہ پہلے اپنے ایک بیٹے کو دے دیا...... چند کپڑے، کچھ کتابیں، مسنون دعاؤں کا ایک بنڈل...... اور اپنی ضرورت کا سامان......

اللہ تعالیٰ نے حضرت ابا جی کو جو ظاہری شوکت عطاء فرمائی تھی اُسے دیکھ کر لوگ آپ کو بہت مالدار سمجھتے تھے...... ویسے بھی حضرت ابا جی بہت باذوق تھے...... اُجلا لباس، بہترین چشمہ اور قیمتی قلم آپ کو پسند تھے...... جو پیسے جیب میں آتے وہ تقسیم کرتے رہتے تھے...... انداز ماشاء اللہ

بہت شاہانہ تھا...... مگر دنیا کی طرف ''رُخ'' نہیں تھا...... زندگی کا اکثر حصہ غربت میں گزارا مگر خوش رہے...... اُن دنوں ہمارا گھر ''جنکشن'' کے نام سے مشہور تھا...... یعنی ریلوے اسٹیشن کی طرح مہمانوں کا ہجوم رہتا تھا...... ابو جی نے ایک تنخواہ پر بارہ بچے پالے انہیں عالم و حافظ بنوایا...... اور اپنے کئی بھائیوں کی بھی کفالت کی...... پھر اللہ تعالیٰ نے انہیں کچھ وسعت عطاء فرمائی...... اتنی وسعت کہ وہ آسانی سے گزر بسر کر سکیں...... تب بھی وہ خوش اور شاکر رہے...... ہمیشہ فرماتے تھے کہ...... اللہ تعالیٰ نے مجھے میری اوقات سے زیادہ دیا ہے...... عجیب منظر تھا کہ دنیا کی کئی بڑے ممالک کی آنکھوں میں کھٹکنے والا بوڑھا مردمجاہد جب اپنی پیاری قبر میں جا سویا تو...... اُس کے ترکے کا تمام مال ایک گٹھڑی میں آسانی سے جمع کیا جا سکتا ہے...... جی ہاں دنیا میں ایک گٹھڑی...... اور آخرت کے لئے ماشاء اللہ صدقات جاریہ کے انبار...... یا اللہ اُن کے تمام صدقاتِ جاریہ کو قبول فرما...... اُن کی اولاد میں سے کوئی نہیں رویا کہ ابو جی ہمارے لئے کچھ نہیں چھوڑ گئے...... ہاں سب اس بات پر رو رہے ہیں کہ ابو جی ہمیں چھوڑ گئے...... انا للہ وانا الیہ راجعون...... انا للہ وانا الیہ راجعون

اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے میرے ابو جی کو اپنا ایک بیٹا اللہ تعالیٰ کے لئے ''وقف'' کرنے کی توفیق عطاء فرمائی...... یہ واقعہ وہ بار بار سناتے تھے اور بہت خوشی سے سناتے تھے...... فرماتے تھے کہ میں نے نذر مانی تھی کہ...... ایک بیٹا اللہ تعالیٰ کے لئے وقف کر دوں گا...... اُس وقت ہمارے گھر کی دوڑ اسکول کی طرف تھی...... ابا جی نے نذر پوری فرمائی اُن کا تیسرا بیٹا جب بارہ سال کا ہوا تو وہ اس کے لئے مدرسہ ڈھونڈنے نکلے...... اللہ تعالیٰ نے اُن کی نذر قبول فرمائی اور اُن کے بیٹے کو کراچی جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن پہنچا دیا...... حضرت ابا جی کی نیت میں ایسا اخلاص تھا کہ اُن کے فیصلے نے خاندان کا رُخ اور رنگ ہی بدل دیا...... اللہ تعالیٰ کی رحمت دیکھیں کہ اس بیٹے کے بعد ابّا جی کی تمام اولاد قرآن پاک کی حافظ اور عالم بنی...... آپ کے چار بیٹے اور چار بیٹیاں ماشاء اللہ حافظ اور پھر عالم ہوئے...... اور پوری اولاد الحمد للہ دینی رنگ

میں رنگی گئی...... ابّا جی اللہ تعالیٰ کی اس عنایت پر بہت شکر ادا فرماتے تھے...... اس شکر کی برکت سے اللہ تعالیٰ کی رحمت اور بڑھی اور آپ کے پوتوں، پوتیوں، نواسوں اور نواسیوں میں بھی کئی حافظ و عالم بن گئے...... اور کئی بن رہے ہیں...... ابّا جی نے اس پر بہت شکر ادا کیا تو اللہ تعالیٰ کی رحمت بڑھی...... اور ابّا جی اپنی زندگی کے آخری سالوں میں ایک دینی مدرسے کے مہتمم بلکہ مخلص خادم بنے رہے...... آپ نے اس چھوٹے سے مدرسے کو اپنے اخلاص، محنت اور عمدہ نظم ونسق سے بہت ترقی دی...... اور اپنے دل جان اور مال سے اس مدرسے کی خدمت کی...... آپ کی بڑی تمنا تھی کہ اس مدرسہ میں دورۂ حدیث شریف شروع ہو...... بالآخر اگلے سال کا طے ہوگیا، اشتہار بھی آگیا...... اساتذہ کا تقرر بھی ہوگیا...... مگر ابّا جی اچانک اپنے دفتر سے اٹھ کر آرام فرمانے چلے گئے...... انا للہ وانا الیہ راجعون...... انا للہ وانا الیہ راجعون

اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ...... اللہ تعالیٰ نے میرے ابّو جی کو مثالی ذہانت عطاء فرمائی...... آپ اردو اور فارسی ادب میں ماہر تھے...... اور شعر و شاعری کا اچھا ذوق رکھتے تھے...... یہ ابّو جی کی ذہانت ہی تھی کہ انہوں نے دین کے راستے کو پہچان لیا اور پھر اس پر تمام کشتیاں جلا کر چل پڑے...... ذہانت کی ایک عجیب چمک آپ کی آنکھوں میں صاف نظر آتی تھی...... طالب علمی کے زمانے میں ایک بار بندہ اپنے چند ہم سبق ساتھیوں کو چھٹیوں میں گھر لایا...... اُن طلبہ کی ابّو جی سے ملاقات ہوئی تو تھوڑی ہی دیر میں وہ ابّا جی کے ساتھ گھُل مل گئے...... یہ حضرت ابّا جی کی خاص صفت تھی...... مجلس جب خوشگوار ہوئی تو ایک طالب علم نے میری طرف اشارہ کر کے ابّو جی سے کہا...... چچا جی! آپ نے اس کو ذہانت کا کون سا نسخہ کھلایا تھا، ہمیں بھی بتا دیں تاکہ ہم بھی وہ استعمال کریں...... ابّا جی مسکرائے اور فرمایا بیٹا! اب دیر ہوگئی ہے...... وہ نسخہ اسے نہیں کھلایا تھا بلکہ خود میں نے کھایا تھا...... سات دن ہوگئے مجھے ایسی بہت سی مجلسیں یاد آرہی ہیں جن میں ہم خوب ہنسے تھے...... مگر اب ان مجلسوں کی یاد ہنسانے کی بجائے رُلانے پر اُتری ہوئی ہے انا للہ وانا الیہ راجعون

اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ...... اللہ تعالیٰ نے میرے ابّو جی کو ایک خاص ’’محبوبیت‘‘ عطاء فرمائی...... جو بھی آپ سے ایک بار مل لیتا آپ سے محبت کرنے لگتا...... اپنوں کا تو کیا پوچھنا دور دور کے لوگ ابّا جی کو اپنا غمگسار سمجھتے تھے...... میرے دادا ابّو کے نو بیٹے اور دو بیٹیاں تھیں...... مگر سب یہی بتاتے ہیں کہ اُن کو زیادہ محبت میرے ابّو جی سے تھی...... خود اپنے گھر میں ابّو جی کا ایک الگ مقام تھا...... اسے ’’مقام محبت‘‘ کا نام ہی دیا جا سکتا ہے...... ہم بھائیوں، بہنوں میں سے کسی سے پوچھا جائے کہ تمہیں اپنی اولاد سے زیادہ محبت ہے یا والدین سے...... الحمدللہ جواب دینے میں کوئی پریشانی نہیں ہوگی کہ والدین سے زیادہ محبت ہے...... اور پھر اگر ہم اپنی اولاد سے پوچھیں کہ...... تمہیں ہم زیادہ اچھے لگتے ہیں یا دادا ابّو...... تو چھوٹے چھوٹے بچے صاف کہتے کہ دادا ابّو...... اور سب سے زیادہ عجیب معاملہ یہ کہ...... ابّا جی کو اپنی بیٹیوں سے بہت محبت تھی...... مگر ساتھ ساتھ اُن کی تمام بہویں بھی اُن کی سگی بیٹیوں کی طرح تھیں...... اُن کی کوئی بھی بہو اپنے خاوند کی شکایت ابّا جی سے لگا کر اپنا مسئلہ حل کرا سکتی تھی...... بندہ نے بڑے بڑے اللہ والے مشائخ کو دیکھا کہ وہ بھی حضرت ابّا جی سے محبت فرماتے تھے...... مگر ابّا جی کو سب سے زیادہ محبت مجاہدین نے دی...... بیماری سے کچھ عرصہ پہلے تک تو حضرت ابّا جی مجاہدین کے جھرمٹ میں اُن کے دوستوں کی طرح تشریف رکھتے تھے...... آپ جیسے ہی اپنے معمولات سے فارغ ہوتے آپ کے گرد مجاہدین کا جمگھٹا بن جاتا...... ان میں سے ہر ایک آپ کو ’’ابّا جی‘‘ کہتا تھا اور آپ کی محبت کا فیض پاتا تھا...... یہ صورتحال بہت سے لوگوں کو حسد میں بھی مبتلا کر دیتی تھی...... اور کئی لوگ اس طرح کی محبوبیت پانے کے لئے جعلی حرکتیں بھی کرتے تھے...... مگر کہاں؟...... محبت اور محبوبیت تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے نصیب ہوتی ہے...... اللہ تعالیٰ نے حضرت ابّا جی کو یہ نعمت اپنے فضل سے نصیب فرمائی...... اسی لئے جب اُن کے انتقال کی خبر آئی تو ہر کوئی اپنی جگہ جام ہو کر رہ گیا...... کسی کو سمجھ نہیں آرہی تھی کہ وہ کیا کرے اور کون کس سے تعزیت کرے...... انا للہ وانا الیہ راجعون...... انا للہ وانا الیہ راجعون

اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ...... اللہ تعالیٰ نے حضرت ابا جی کو ''فتح الجوّاد'' کی چاروں جلدوں کے افتتاح کی سعادت اور خوشی بخشی...... اللہ تعالیٰ اس مبارک عمل کو اُن کے لئے آخرت کی خوشی کا ذریعہ بھی بنائے...... ''فتح الجوّاد'' جیسے ہی شروع ہوئی دل میں یہ خیال پختہ ہوتا گیا کہ...... اس کا افتتاح حضرت ابا جی سے کرانا ہے...... میرے ابّو جی نہ تو عالم دین تھے اور نہ شیخ طریقت...... ہمیشہ فرماتے تھے...... میں گناہ گار آدمی ہوں بس اللہ تعالیٰ نے میری لاج رکھی ہوئی ہے...... مگر اس انمول کتاب کے افتتاح کے لئے میری نظریں ابا جی کے علاوہ کسی کی طرف نہیں اٹھیں...... حافظ شیرازؒ نے کتنا خوبصورت شعر کہا ہے

مرا در خانہ سروے ہست کہ اندر سایۂ قدّش

فروغ از سروبستانی و شمشادِ چمن دارم

ترجمہ: ''میرے گھر میں ایسا سرو (کا درخت) ہے جس کے قد کے سایہ میں مجھے

باغ کے سرو اور چمن کے شمشاد سے بے نیازی ہے۔''

دراصل میرے دل میں ایک کسک تھی کہ میری وجہ سے میرے والدین نے بہت دُکھ جھیلے ہیں...... چھ سال تو وہ میری قید سے غمگین رہے...... اور رہائی کے بعد بھی کبھی چند دن مسلسل اُن کے قدموں میں بیٹھنا نصیب نہ ہوا

مرا در منزل جاناں چہ امن و عیش چوں ہر دم

جرس فریاد می دارد کہ بر بندید محملھا

دل میں تمنا تھی کہ میرے والدین کوئی بڑی دینی خوشی دیکھیں...... کیونکہ انہوں نے اپنی اولاد کو دنیا میں نہیں لگایا...... الحمد للہ فتح الجوّاد کی جلد اول مکمل ہوئی...... کوہاٹ میں افتتاح کا اعلان ہوا، بندہ نے جس ساتھی کو بھی بتایا کہ افتتاح ''ابّو جی'' کریں گے تو وہ خوشی سے سرشار ہو گیا...... کیونکہ ابا جی تو سب کے روحانی ابا جی تھے...... الحمد للہ افتتاح ہوا اور ماشاء اللہ بہت خوب ہوا...... افتتاح کے کچھ دن بعد حضرت ابا جی کی زیارت ہوئی تو انہیں بہت خوش پایا...... فرما رہے تھے کہ......

عجیب لمحہ تھا مجھے لگا کہ آج خوشی سے جان نکل جائے گی...... حضرت ابّا جی کے ان تاثرات نے میرے بہت سے غموں کو دور کر دیا...... سبحان اللہ...... لوگ دنیا کی رنگینیوں اور شادی کی دعوتوں سے خوش ہوتے ہیں جبکہ ابّا جی کو دین کے کام سے اتنی خوشی نصیب ہوئی...... الحمدللہ چاروں جلدیں مکمل ہوئیں اور چاروں کا افتتاح حضرت ابّا جی نے فرمایا...... اب ارادہ تھا کہ پورے قرآن پاک کا حاشیہ لکھنے کی سعادت حاصل کی جائے...... دیکھیں کیا بنتا ہے...... میرے ابّو جی تو اب افتتاح نہیں کر سکیں گے......

انا للہ وانا الیہ راجعون...... انا للہ وانا الیہ راجعون

اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابّا جی کو مثالی تواضع نصیب فرمائی...... آپ نے اپنی اولاد تک کو کبھی نہیں فرمایا کہ...... میرا ادب کرو...... عجیب مٹے ہوئے انسان تھے...... حالانکہ بہادر، گھڑ سوار، شکاری اور ہزاروں افراد کے استاذ تھے...... ایسے لوگوں میں کچھ نہ کچھ اکڑ پیدا ہو جاتی ہے...... مگر حضرت ابّا جی تواضع کا پیکر تھے...... اللہ تعالیٰ نے اُن کی تواضع قبول فرمائی اور اُن کو خوب شان، عزت اور رفعت عطاء فرمائی...... بعض لوگوں نے حضرت ابّا جی کو بہت ستایا مگر مجال ہے کہ آپ نے کبھی اُن سے انتقام لینے کی بات تک کی ہو...... چھ جوان بیٹوں کا باپ اپنے مخالفین کے ساتھ کیا کچھ نہیں کر سکتا...... مگر ابّا جی کے دل میں تکبّر اور انا پرستی کا شاید خانہ ہی نہ تھا...... اُن کا بڑے سے بڑا مخالف ملنے آجاتا تو ماضی کی ہر تلخی کو فوراً بُھلا کر اُسے گلے لگا لیتے...... معلوم نہیں اُن کے ان اخلاق کریمانہ نے کتنے لوگوں کو دین سے جہاد سے اور جماعت سے جوڑے رکھا...... اُن کے چلے جانے کے بعد اِس معاملہ میں جو خلا پیدا ہوا ہے اُس کا پُر ہونا بظاہر کافی مشکل نظر آتا ہے......

انا للہ وانا الیہ راجعون...... اللھم لاتحرمنا اجرہ ولا تفتنا بعدہ......

اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ...... اللہ تعالیٰ نے میرے ابّو جی کے آخری لمحات آسان فرمائے...... اور آخری وقت اُن کی زبان پر اپنا نام مبارک جاری فرمایا...... الحمدللہ ابّا جی کی نماز جنازہ میں بہت

سے علماء، مجاہدین اور صلحاء نے شرکت کی...... دیکھنے والے بتاتے ہیں کہ چہرے پر دلکش مسکراہٹ تھی...... حضرت ابّا جی کو کسی کے انتظار میں تکلیف نہیں اٹھانی پڑی...... جھٹ پٹ غسل فرمایا...... کفن اوڑھا اور مدرسہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ سے ملحق پلاٹ میں جا لیٹے...... ابھی نئے گھر کا دروازہ بند ہوا ہی تھا کہ...... ہر طرف سے ایصال ثواب کے پھول برسنے لگے...... بلا مبالغہ دو دن میں قرآن پاک کے ہزاروں ختم ہوئے...... بہت سے لوگوں نے ایصال ثواب کیلئے عمرے اور طواف کئے...... لاہور کے ایک بڑے روحانی اور مقبول گھرانے سے پیغام آیا کہ...... صرف اُن کے گھر سے قرآن پاک کے گیارہ ختمات اور دو لاکھ بار درود شریف کا ایصال ثواب ہوا ہے...... حضرت ابّا جی کی میراث تیسرے دن شریعت کے مطابق تقسیم ہوگئی...... غیر شرعی اور ہندوانہ رسومات سے الحمد للہ حفاظت رہی...... نہ تیجا، نہ ساتواں، نہ رسم پگڑی اور نہ کچھ اور...... اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو جو ترتیب عطاء فرمائی ہے اس میں...... صبر کی قوت خود بخود آتی چلی جاتی ہے...... پہلے غسل دو، پھر کفن دو، پھر نماز جنازہ ادا کرو...... پھر تدفین کرو...... پھر میراث تقسیم کرو...... وغیرہ وغیرہ...... انسان اپنے کسی قریبی محبوب کے انتقال کے بعد جب ان مراحل کو طے کرتا ہے تو...... دل میں صبر کی کیفیت آجاتی ہے...... مگر جو نہ غسل دے سکا، نہ کفن پہنا سکا...... نہ اُسے نماز جنازہ میں شرکت کا موقع ملا...... اور نہ اُس نے قبر میں اُترتے دیکھا...... وہ اپنے غم کا کیا کرے...... انتقال کے دوسرے روز مغرب سے کچھ پہلے میں ایک مسجد میں بیٹھا ہوا تھا...... حضرت ابّا جی کی یاد اس قدر شدّت سے آئی کہ آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا گیا...... لوگوں سے اپنے آنسو چھپا کر روتا رہا...... پھر اذان ہونے لگی...... سوچا کہ قبولیت اور جنت کے دروازے کُھل گئے ہیں تو اذان کے جواب کے ساتھ ساتھ حضرت ابّا جی کی مغفرت، راحت اور رفع درجات کی دعاء بھی جاری ہوئی...... مگر دل کا بوجھ ہلکا نہ ہوا...... امام صاحب نے اللہ اکبر کہہ کر نماز شروع کر دی...... اور سورہ فاتحہ کے بعد اُن کی زبان پر یہ آیت جاری ہوگئیں......

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ یُّقْتَلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ بَلْ اَحْیَآءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ

وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْأَمْوَالِ وَالْأَنفُسِ وَالثَّمَرَاتِ وَبَشِّرِ الصَّابِرِينَ الَّذِينَ إِذَا أَصَابَتْهُم مُّصِيبَةٌ قَالُوا إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ ○ أُولَٰئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوَاتٌ مِّن رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُونَ

(البقرہ)

ترجمہ: اور جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں مارے جائیں انہیں مرا ہوا نہ کہا کرو بلکہ وہ تو زندہ ہیں لیکن تم نہیں سمجھتے، اور ہم تمہیں کچھ خوف اور بھوک اور مالوں اور جانوں اور پھلوں کے نقصان سے ضرور آزمائیں گے اور صبر کرنے والوں کو خوشخبری دے دو، وہ لوگ کہ جب انہیں کوئی مصیبت پہنچتی ہے تو کہتے ہیں ’’انا للہ وانا الیہ راجعون‘‘ ہم تو اللہ تعالیٰ کے ہیں اور ہم اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں یہ لوگ ہیں جن پر اُن کے رب کی طرف سے مہربانیاں ہیں اور رحمت، اور یہی ہدایت پانے والے ہیں۔‘‘

اللہ اکبر کبیرا...... قرآن پاک نے بہت سی باتیں سمجھا دیں...... یا اللہ حضرت ابّا جی کی مغفرت فرما، اُن کی قبر کو جنت کا باغ بنا، آخرت کی تمام منزلوں میں اُن کو آسانی اور کامیابی عطاء فرما، اُنہیں بغیر حساب و کتاب جنت الفردوس عطاء فرما...... آمین یا ارحم الراحمین......

بہت سی باتیں لکھنی تھیں جو رہ گئیں...... بس دو جملوں پر بات ختم کرتا ہوں

واہ ابّا جی واہ...... الحمد للہ رب العالمین

آہ ابّا جی آہ...... انا للہ وانا الیہ راجعون

اللھم صل علی سیدنا و مولانا محمد و انزلہ المقعد المقرب عندک وعلی الہ وصحبہ وسلم تسلیما کثیرا

استقبال

اللہ تعالیٰ رحم فرمائے...... پاکستان میں ہر طرف لاشیں ہی لاشیں ہیں......کبھی دھماکے، کبھی بمباری اور اب سیلاب......لوگ گرمی سے تڑپ رہے تھے اور ہر ایک بارش مانگ رہا تھا...... پھر بارش آئی تو اپنے ساتھ ہزاروں مصیبتیں لے کر آئی......آج اس وقت بھی دریائے کابل میں لاوارث لاشیں بہہ رہی ہیں...... نہ اُنہیں کوئی نکالنے والا ہے اور نہ دفنانے والا......نوشہرہ کے علاقے میں لوگ اپنی میتّوں کو لے کر پھر رہے ہیں مگر دفن کرنے کی جگہ نہیں مل رہی...... جی ہاں قبرستان پانی سے بھر چکے ہیں...... ہزاروں لوگ سیلاب میں بہہ گئے......اور لاکھوں ایک دم سے بے گھر ہو گئے......اللہ تعالیٰ تو بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں ہے...... یہ تو ہمارے اعمال کی بہت تھوڑی سی سزا ہے...... اگر پوری سزا مل جائے تو شاید کوئی بھی نہ بچے...... کیا کسی نے عبرت پکڑی؟...... کسی نے ان دردناک حالات کو دیکھ کر گناہ چھوڑے؟...... تاجروں نے ہر چیز کی قیمت بڑھا دی...... کیا اُن کو موت یاد نہ آئی؟...... گھروں میں اُسی طرح گانے بجانے اور فلموں کی آوازیں آرہی ہیں...... کمپیوٹر اور موبائل کی سکرین اب بھی نوجوانوں کے ایمان کو کھا رہی ہے...... نہ توبہ، نہ استغفار، نہ رونے والی آنکھیں اور نہ اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والے دل...... اللہ تعالیٰ کے عذاب کو کیا چیز روکے؟...... ہمارے ملک میں اگر اچھے حکمران آجائیں تو یہ مُلک عذاب سے بچ جائے...... مگر اچھے حکمران کہاں سے آئیں؟...... ہمارے مُلک میں اگر حرام خوری اور حرام کاری رُک جائے تو یہ مُلک عذاب سے بچ جائے......کبھی زلزلے، کبھی طوفان، کبھی سیلاب، کبھی دھماکے، کبھی آپریشن کبھی ڈرون حملے......اور کبھی آپس کی جنگیں...... یا اللہ رحم

فرما...... کچھ لوگ تو ہمت کریں اور اپنے دلوں کو مسلمان بنالیں...... کچھ لوگ تو آگے بڑھیں اور توبہ کے دروازے کو مضبوطی سے تھام لیں...... یقیناً اس مُلک میں کچھ لوگ تو ایسے موجود ہیں جن کی برکت سے پورے ملک پر عمومی عذاب نہیں آرہا...... کیا ہی اچھا ہو کہ ہم بھی دعاء، محنت اور آہ وزاری کر کے خود کو انہیں مقبول لوگوں میں شامل کرالیں...... اور اس کے لئے ایک بہترین موقع آرہا ہے...... جی ہاں رمضان المبارک کا عظیم برکتوں والا مہینہ آرہا ہے...... اس مہینے میں ایسے لوگ بھی بخشے جاتے ہیں جو اپنے اعمال کی وجہ سے جہنم کے مستحق بن چکے ہوتے ہیں...... بس چند دن ہی رہ گئے...... کتنا اچھا ہو کہ اس رمضان المبارک میں ہم سب کی مغفرت ہو جائے...... اور ہم سب اللہ تعالیٰ کے مقبول بندے بن جائیں...... آیئے ابھی سے رمضان المبارک کی تیاری شروع کر دیتے ہیں......

(۱) آج ہی سے اس دعاء کا اہتمام کہ...... یا اللہ! اس سال ہمیں قبولیت، رحمت اور مغفرت والا رمضان المبارک نصیب فرما...... یہ دعاء، بہت توجہ، اخلاص اور آہ وزاری سے کی جائے...... ارے بھائیو! بہت زبردست موقع آرہا ہے...... اللہ کرے ہم سب اس سے فائدہ اٹھا سکیں......

(۲) ابھی سے اپنی عبادت میں کچھ اضافہ کر دیں...... ایک ہزار بار درود شریف کا معمول ہے تو سو، دوسو بڑھا دیں...... فجر کی نماز جماعت سے نہیں پڑھتے تو فوراً شروع کر دیں...... نماز سے کچھ پہلے مسجد جا کر چند نوافل ادا کر کے...... اللہ پاک کا قُرب اور محبت محسوس کریں کہ...... میرے مالک نے مجھے اپنے گھر بلایا ہے...... اور اپنے سامنے چند سجدوں کا موقع دیا ہے...... **سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم**......

(۳) اگر کسی پر قرضہ ہے تو وہ ابھی سے سچی نیت کر لے کہ...... یا اللہ! میرے پاس جیسے ہی مال آئے گا میں فوراً یہ قرضہ ادا کروں گا...... اُس مال سے نہ تو اپنی تجارت بڑھاؤں گا اور نہ عیش وعشرت کی چیزیں خریدوں گا...... میں انشاء اللہ پوری ایمانداری سے قرضہ ادا کروں

گا……

(۴) دل میں جن مسلمانوں کے لئے بغض، عداوت اور کینہ ہے……آج ہی مسجد میں جا کر دو رکعت نماز ادا کر کے اُن سب کو معاف کر دیں……اس طرح سے دل انشاء اللہ شیشے کی طرح پاک، شفاف ہو جائے گا……قرآن پاک نے ہمیں اسی لئے یہ دعاء سکھلائی ہے ……اس دعاء کا بھی خوب اہتمام کیا کریں

رَبَّنَا اغْفِرْلَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِیْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِیْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِیْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَآ اِنَّکَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ. (الحشر ۱۰)

ترجمہ: اے ہمارے رب ہمیں اور ہمارے ان بھائیوں کو بخش دے جو ہم سے پہلے ایمان لائے ہیں اور ہمارے دلوں میں ایمانداروں کی طرف سے کینہ قائم نہ ہونے پائے اے ہمارے رب بے شک تو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

ہر مسلمان مرد اور عورت کو چاہئے کہ روزانہ کم از کم ایک یا تین بار اس دعاء کا التزام کریں…… آج ہم مسلمانوں کی باہمی نفرتوں اور کدورتوں نے ہمیں اجتماعی طور پر بے جان اور کمزور کر رکھا ہے……

(۵) دل میں جس مسلمان کے لئے حسد ہو اُس کے لئے خوب توجہ سے ترقی کی دعاء کریں…… جس کے مال پر حسد ہو دعاء کریں کہ یا اللہ اس کو مزید مالِ حلال عطاء فرما……جس کی عزت و مقام پر حسد ہو اُس کے لئے دعاء کریں کہ یا اللہ اس کو اور زیادہ عزت اور مقام عطاء فرما……یاد رکھیں حسد ایک آگ ہے جو دل میں لگتی ہے اور انسان کی تمام نیکیوں کو جلا کر راکھ کر دیتی ہے……اللہ پاک کی مرضی وہ جس کو جو چاہے عطاء فرمائے……ہم کون ہوتے ہیں کسی کی نعمت پر جلنے والے……مگر شیطان دل میں حسد کی آگ لگا کر بھاگ جاتا ہے……اور اس آگ کا نقصان خود حسد کرنے والا اٹھاتا ہے……ارے اللہ کے بندو! رمضان المبارک آ رہا ہے……کسی بھی نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر اللہ پاک سے عرض کر

دو......

یا اللہ! میں آپ کی تقدیر پر راضی ہوں......آپ مالک ہیں مختار ہیں جس کو چاہیں مال دیں، جس کو چاہیں گاڑی دیں، جس کو چاہیں عزت دیں، جس کو چاہیں حُسن دیں......یا اللہ آپ ''حق'' ہیں اور آپ کا ہر حکم ''برحق'' ہے...... یا اللہ میں کسی سے حسد نہیں کرتا...... میرے دل کو حسد کی آگ سے پاک فرما...... یہ دعاء کرتے ہوئے دو چار آنسو بھی بہا دیں تو......بہت اُمید ہے کہ دل ٹھنڈا ہو جائے اور آگ بجھ جائے...... ورنہ میرے بھائیو! اور بہنو! کتنا بڑا عذاب ہے کہ ہم دوسروں کی نعمتیں دیکھ کر خواہ مخواہ گُھٹ گھٹ کر مرتے رہیں اور وہ ان نعمتوں کے مزے لوٹتے رہیں...... یاد رکھو! اگر ہمارے دل سے حسد نکل گیا تو پھر انشاء اللہ ہم دنیا و آخرت کی نعمتوں کے مزے لوٹیں گے......

(۶) ابھی سے فضائل رمضان المبارک کی احادیث مبارکہ پڑھنا شروع کر دیں...... اس موضوع پر آسان اور مفید کتاب تو حضرت شیخ الحدیثؒ کا رسالہ ''فضائل رمضان'' ہے...... آپ یقین کریں کہ اسے پڑھتے ہی روح میں عجیب قوت آجاتی ہے......اور انسان کی روح رمضان المبارک کی برکتوں کا سفر کر آتی ہے...... آخر اتنا عظیم الشان مہینہ آرہا ہے......جہنم سے نجات کا مہینہ......اس مہینے کے بارے میں ابھی سے معلومات لیں گے تو آغاز اچھا ہوگا...... جب کسی عمل کا آغاز اچھا ہو تو انشاء اللہ اُس کا اختتام بھی اچھا ہوتا ہے......

(۷) جو مسلمان انٹرنیٹ استعمال کرتے ہیں......وہ عموماً تین طرح کے ہیں......

ایک تو وہ نوجوان جو خالص دینی کام کے لئے اس دلدل میں کشتی چلاتے ہیں اور بھرپوری محنت کر کے......خود کو غفلت میں ڈوبنے سے بچاتے ہیں...... یہ لوگ تو بہت مبارک اور قابل رشک مسلمان ہیں......اللہ تعالیٰ ان کے عمل میں خوب برکت عطاء فرمائے...... ایسے لوگ تو اپنا کام کرتے رہیں......دوسرے وہ لوگ جو کھولتے تو دینی کاموں کے لئے ہیں مگر پھر......پھسلتے جاتے

ہیں، بھٹکتے جاتے ہیں ...... اور وہ اپنے ساتھ شیطان کو مفتی بنا کر بٹھا لیتے ہیں کہ اس چیز میں یہ فائدہ ہے، اور اُس چیز میں وہ فائدہ...... اور فلاں کام تو مباح ہے، چلو مباح نہیں تو صرف مکروہ ہے حرام تو نہیں...... چلو تھوڑا سا گناہ ہے مگر میں نے اس لڑکی کو نماز کی دعوت تو دی ہے وغیرہ وغیرہ...... ایسے لوگ اگر اپنے ایمان کی سلامتی چاہتے ہیں تو...... ابھی سے اپنے کمپیوٹر کو بند کر کے رکھ دیں...... موبائل چیٹنگ سے توبہ کر لیں...... ورنہ رمضان المبارک ضائع ہونے کا سخت خطرہ ہے...... تیسرے وہ لوگ جو کمپیوٹر پر کھلم کھلا گناہ کرتے ہیں...... اور موبائل کو بھی ناجائز استعمال کرتے ہیں...... ایسے لوگ تو فوراً یہ کام چھوڑ دیں...... اللہ پاک کی خاطر، اللہ پاک کی خاطر...... دیکھو! بھائیو! اور بہنو! رمضان المبارک آ رہا ہے...... ہم سب اپنے محبوب حقیقی کی محبت میں گم ہو جائیں...... اُسی کو منائیں، اُسی کو راضی کریں اور اُسی سے باتیں کریں......

(۸) وہ لوگ جو والدین کی نافرمانی کرتے ہیں، بوڑھے والدین کی بے ادبی کرتے ہیں...... والدین کے حقوق ادا نہیں کرتے...... وہ رمضان المبارک آنے سے پہلے اس معاملے کو درست کر کے رمضان المبارک میں داخل ہوں...... والدین اللہ تعالیٰ کی ایسی نعمت ہے جس کا کوئی نعم البدل نہیں...... والدین رحمتوں اور دعاؤں کا خزانہ ہیں...... اگر رمضان المبارک کو حاصل کرنا ہے تو پھر والدین کی دعاؤں کو تلاش کرو......

(۹) جب شعبان کی اُنتیس (۲۹) تاریخ ہو تو...... مغرب سے کافی پہلے مسجد جا بیٹھیں اور قرآن پاک کی تلاوت میں مصروف ہو جائیں...... تاکہ جب قرآن پاک کا مہینہ رمضان المبارک شروع ہو تو اُس کی پہلی گھڑیاں...... ہمیں اللہ تعالیٰ کے گھر میں اللہ تعالیٰ کا کلام پڑھتے ہوئے پائیں...... پھر اگر اُس دن چاند نظر آ جائے تو بہت اچھا...... اور اگر نظر نہ آئے تو اگلے دن پھر اسی طرح بن ٹھن کر خوب اچھے کپڑے، خوشبو، مسواک اور دل کے شوق کے ساتھ رمضان المبارک کے استقبال کے لئے...... مسجد آ بیٹھیں...... خواتین یہ عمل اپنے گھر میں اپنے مصلّے پر کر کے پورا فائدہ حاصل کر سکتی ہیں...... اور ایک بات یاد

رکھیں کہ......جس طرح رمضان المبارک کا استقبال کریں......اسی طرح اُنتیس اور تیس رمضان المبارک کو مسجد میں تلاوت کرتے ہوئے اُسے الوداع کہیں......

(۱۰) رمضان المبارک کے خاص اعمال روزہ، تراویح، تلاوت، قیام اللیل، جہاد، لوگوں کو افطار کرانا، غریبوں کی مدد کرنا، صدقہ، خیرات، اعتکاف......ذکراذکار، نوافل اور درود شریف کی کثرت......نظر اور زبان کی حفاظت......جسم کی کمزوری روح کی تقویت......شب قدر کی تلاش......آخری عشرے کی راتوں میں زیادہ عبادت......صلہ رحمی......

دعاء کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان تمام مقبول اعمال میں سے مجھے اور آپ کو وافر حصہ عطاء فرمائے......اور ہم سب کو قبولیت، رحمت اور مغفرت والا رمضان المبارک نصیب فرمائے......

حضرت ابّا جی ؒ رمضان المبارک کا بہت اہتمام فرماتے تھے......اس رمضان المبارک میں اللہ تعالیٰ اُنہیں وہاں کی خاص نعمتیں، راحتیں اور خوشیاں نصیب فرمائے......آمین یاارحم الراحمین......

اللھم صل علی سیدنا محمد بقدر قیامه و صیامه و عبادته وعلی آله وصحبه وسلم تسلیما کثیرا

وقت دعاء

اللہ تعالیٰ اس رمضان المبارک کی ’’رحمتیں‘‘ پوری اُمتِ مسلمہ کو نصیب فرمائے...... خصوصاً اُن مسلمانوں کو جو کسی بھی مصیبت میں مبتلا ہیں...... بارش، سیلاب، ہجرت، اسارت، مظلومیت اور غُربت...... ہم مسلمانوں کو ناشکری، دنیا پرستی اور نا اتفاقی نے کھا رکھا ہے...... اسی لئے ہر مصیبت اور آفت نے ہمارے گھر کا دروازہ دیکھ لیا ہے...... مصیبتوں کے ان لمحات میں رحمتوں کا مہینہ رمضان المبارک آرہا ہے تو دل کو تسلّی ملتی ہے کہ...... ایمان والوں کو مایوس نہیں ہونا چاہئے......

آیئے پہلے اپنے اُن مسلمانوں کے لئے دعاء کر لیں جو...... آج بارش اور سیلاب کی وجہ سے تکلیف میں ہیں...... جو مسلمان بارش یا سیلاب میں ڈوب گئے...... اور وہ حالت ایمان پر تھے تو انہیں...... ماشاء اللہ شہادت کی موت نصیب ہوئی...... محبوب آقا مدنی ﷺ نے واضح الفاظ میں اُن مسلمانوں کو ’’شہید‘‘ قرار دیا ہے جو ڈوب کر مرتے ہیں...... موت تو ہر کسی کو آنی ہے...... کوئی طوفان یا سیلاب کسی کو اُس کے وقت سے پہلے مار نہیں سکتا...... اور جب وقت آجائے تو کوئی ٹیکنالوجی موت سے بچا نہیں سکتی...... شہادت کا اجر بڑی نعمت ہے...... مبارک ہو اُن مسلمانوں کو جنہیں اللہ تعالیٰ نے یہ نعمت نصیب فرما دی...... ڈوب کر چلے جانے والے تو اس فانی دنیا سے چلے گئے...... اگر کسی میّت کی مغفرت ہو چکی ہو تو پھر اُس کی لاش پانی میں تیرتی رہے تب بھی کوئی فرق نہیں پڑتا...... اور اگر خدانخواستہ مغفرت نہ ہوئی تو لاش کو جتنی بھی ٹھنڈک یا عزت دی جائے مرنے والے کو اس کا کوئی فائدہ نہیں پہنچتا...... خیر جن مسلمانوں کا وقت آچکا تھا وہ تو چلے گئے، اللہ تعالیٰ اُن سب کی مغفرت فرمائے...... اور انہیں شہادت کا اجر نصیب فرمائے اور اُن کے

پسماندگان کو صبر جمیل عطاء فرمائے...... مگر جو لوگ زندہ ہیں اور سیلاب میں گھر چکے ہیں وہ بہت بڑی پریشانی میں ہیں...... باپردہ عورتوں کے ساتھ اپنے گھر سے نکل کر دربدر کی ٹھوکریں کھانا بہت بڑا امتحان ہے...... اس سیلاب میں اب تک ساڑھے چھ لاکھ مکانات تباہ ہو چکے ہیں...... مکانوں کی اتنی تباہی 2005ء کے زلزلے میں بھی نہیں ہوئی تھی...... اُس وقت مرنے والوں کی تعداد زیادہ تھی اور اس بار مصیبت زدہ لوگوں کی تعداد زیادہ ہے...... زندہ انسان کو تو بہرحال کھانے، پینے...... اور دیگر ضروریات کی حاجت ہوتی ہے...... بہت سے لوگ سیلاب کے عین درمیان میں پھنسے ہوئے زندگی اور موت کی کشمکش میں ہیں...... ایسا وقت بہت مشکل ہوتا ہے...... حالتِ امن میں بیٹھنے والا کوئی انسان اس کا تصور بھی نہیں کرسکتا...... اس سیلاب نے بڑے بڑے مالداروں کو فقیر اور مضبوط گھروں والوں کو بے گھر کر دیا ہے...... ان حالات میں ریلیف کا کام بھی اپنی طاقت اور استطاعت کے مطابق جاری ہے...... مگر اصل کام یہ ہے کہ ہم اپنے مصیبت زدہ بھائیوں کے غم اور تکلیف کو اپنی تکلیف سمجھیں...... اُن کے لئے رو رو کر دعاؤں کا اہتمام کریں...... خود سارے گناہ چھوڑ کر توبہ استغفار کریں...... کیونکہ جب ایک مسلمان گناہ چھوڑ کر توبہ استغفار کرتا ہے تو اُس کی برکت سے بہت سی مصیبتیں ٹل جاتی ہیں...... ہم اس وقت فضول سیاسی بحثوں میں نہ الجھیں...... ہمارے اکثر سیاستدان انسانی جذبوں سے عاری ایک الگ طرح کی مخلوق ہیں...... اُن کو کیا پرواہ کہ کون مر رہا ہے اور کون جل رہا ہے...... اُن کو بس حکومت چاہئے، اقتدار چاہئے، پیسہ چاہئے اور عیاشی چاہئے...... یہ لوگ ملک میں ہوں یا باہر ہوں ملکی خزانے کو خالی کرتے رہتے ہیں...... ایسے دردناک حالات میں ہم ان کے بیانات اور ان کے طرز عمل میں نہ الجھیں...... بارش اور سیلاب کا یہ سلسلہ اور بھی پھیل سکتا ہے...... اور ہم بھی اس کا لقمہ بن سکتے ہیں...... چاروں طرف عبرت کے نمونے بکھرے پڑے ہیں ہم ان سے سبق لیں اور اپنی زندگی کا رخ دین اور آخرت کی طرف موڑ دیں...... ہم سیلاب اور لاشوں سے جہاد کا مسئلہ بھی سمجھنے کی کوشش کریں کہ...... موت جہاد سے نہیں آتی...... اور اپنے گھروں میں بیٹھے رہنے

سے بہت بہتر ہے کہ ہم جہاد فی سبیل اللہ کی محنت میں نکلیں اور اپنی زندگی کے اوقات کو قیمتی بنالیں...... سیلاب زدگان کے ساتھ ہمیں اپنی استطاعت کے مطابق تعاون کرنا چاہیے...... اور ساتھ ساتھ ریلیف کے کاموں میں بد دینی اور خیانت سے لازماً بچنا چاہیے...... ریلیف کے یورپی اداروں نے خدمت کے اس مقدّس کام کو بھی فحاشی، بے حیائی، تصویر بازی اور دنیا پرستی سے آلودہ کر دیا ہے...... ایسا نہ ہو کہ جانیں بچاتے بچاتے ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھیں...... رمضان المبارک میں اب صرف دو دن باقی ہیں...... بعض روایات میں آیا ہے کہ رسول نبی کریم ﷺ نے رمضان المبارک میں چار کاموں...... کی کثرت کی ترغیب ارشاد فرمائی ہے...... آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس ماہ میں چار کاموں کی کثرت کروان میں سے دو کام ایسے ہیں کہ ان کے ذریعہ تم اپنے پروردگار کو راضی کرو گے اور دو کام ایسے ہیں جن سے تم بے نیاز نہیں ہو سکتے ہو...... وہ دو کام جن سے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل ہو گی

(۱)　"لا الہ الا اللہ" کا ورد رکھنا

(۲)　اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرتے رہنا...... یعنی استغفار کرنا...... اور وہ دو چیزیں جن سے تم بے نیاز نہیں رہ سکتے ہو یہ ہیں

(۱)　جنت کا سوال کرنا

(۲)　جہنم سے پناہ مانگنا...... (الترغیب والترہیب)

رمضان المبارک میں روزانہ اگر پچیس سو مرتبہ "لا الہ الا اللہ" کا معمول بنالیں تو...... اُنتیس دن میں ستّر ہزار کلمے کا نصاب بھی پورا ہو جائے گا...... بلکہ کچھ تعداد زیادہ ہو جائے گی...... بہت سے اللہ والوں نے ستّر ہزار کلمے کو مغفرت کے لئے بہت مؤثر عمل قرار دیا ہے...... اور رمضان المبارک میں تو ہر عمل کا اجر ویسے ہی ستّر گنا بڑھ جاتا ہے...... ضروری نہیں کہ آپ باقاعدہ مصلے پر بیٹھ کر پڑھیں...... چلتے پھرتے، کھانا پکاتے، کپڑے دھوتے...... ہر وقت زبان پر ذکر اور درود شریف جاری رکھنے کی عادت ڈالنی چاہیے...... اسی طرح استغفار روزانہ تین سو کا معمول ہو

جائے...... حضرت گنگوہی ؒ فرماتے ہیں کہ کسی چیز کی کثرت تین سو سے شروع ہوتی ہے...... اور جنت کے سوال اور جہنم سے پناہ کی دعاء بھی تین سو بار ہو جائے......

لَا اِلٰـهَ اِلَّااللّٰهُ، اَسْتَغْـفِرُاللّٰهَ، اَللّٰهُـمَّ اِنِّی اَسْئَلُکَ الْجَنَّةَ وَاَعُوْذُبِکَ مِنَ النَّارِ

ویسے رمضان المبارک میں زیادہ توجہ قرآن پاک کی طرف دینی چاہئے...... قرآن پاک کی زیادہ سے زیادہ تلاوت کریں...... بھولے ہوئے حافظ زیادہ وقت قرآن پاک کو یاد کریں...... روزانہ قرآن پاک کی چند آیات کا ترجمہ اور تفسیر بھی ''فتح الجوّاد'' سے دیکھ لیا کریں...... اور تراویح میں قرآن پاک سننے اور سنانے کا خاص اہتمام کریں...... بارش اور سیلاب کے علاوہ بھی بہت سے مسلمان دنیا بھر میں ''تکلیف زدہ'' ہیں...... ان دنوں ہمارے پڑوس مقبوضہ کشمیر میں ظلم کا خوفناک بازار گرم ہے...... روزانہ نہتے شہریوں کو شہید کیا جا رہا ہے...... اور مسلمانوں کو مساجد میں نماز تک ادا نہیں کرنے دی جا رہی...... اہل کشمیر کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں...... اور اُدھر غزہ کے مسلمان کتنے عرصہ سے محاصرے میں ہیں...... اُن کے خوبصورت بچے دودھ اور بسکٹ تک سے محروم ہو کر سوکھ رہے ہیں...... اور اُن کے گھروں میں بھوک اور خوف کی ریت اڑ رہی ہے...... اہل فلسطین کو بھی اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں...... بہت سے اہل ہمت مسلمان کفار کی جیلوں میں قید ہیں...... سری نگر سے لیکر راجھستان تک...... اور بگرام سے لے کر خوست تک...... اور بہت دور گوانتا ناموبے تک...... اور اُدھر عراق میں ابوغریب اور نا معلوم کتنی جیلیں...... رمضان المبارک آرہا ہے اپنے اسیر بھائیوں کو یاد رکھیں...... ابھی یہ الفاظ لکھتے ہوئے میری آنکھوں کے سامنے کئی منوّر چہرے چمک اٹھے...... کس کس کا نام لوں، کس کس کو یاد کروں...... بہت سے اُمت مسلمہ کے سالار...... اور بہت سے اس امت کے جگر گوشے...... اب تو اُن میں سے کئی بوڑھے ہو گئے...... اور کئی بیمار...... دنیا میں مسلمانوں کا کوئی ایک ملک بھی ایسا نہیں جہاں دین آزاد ہو، جہاد آزاد ہو...... اور اُس ملک کی حکومت اسیر اور مظلوم مسلمانوں کے متعلق سوچتی ہو...... رمضان

المبارک آرہا ہے دعاء کریں کہ حالات اچھے ہوجائیں...... ہم مسلمانوں کے لئے رحمت اور خلافت کا فیصلہ آسمان سے اتر آئے...... ویسے ناشکری کی کوئی بات نہیں...... ہم مظلوم ہوکر بھی الحمدللہ اس دنیا کی سب سے بڑی قوت ہیں...... ساری دنیا کے کافر اور منافق خود تسلیم کر رہے ہیں کہ...... اسلام بہت بڑی قوت ہے، جہاد بہت بڑی طاقت ہے...... والحمدللہ رب العالمین

اللھم صل علی سیدنا محمد عددمافی علم اللہ عزّوجلّ صلوٰۃ دائمۃ بدوام ملک اللہ عزّوجلّ وبارک وسلم تسلیما کثیرا

☆......☆......☆

پھر کوئی ڈر نہیں

اللہ، اللہ، اللہ، رمضان المبارک آ چکا ہے...... اور اب تیزی سے جا رہا ہے...... ہمارے تو آج پانچ روزے پورے ہوئے جبکہ عرب ممالک میں چھ روزے ہو چکے ہیں...... کبھی ایسا بھی ہو گا کہ سب مسلمان ایک چاند پر رمضان اور عید منائیں گے؟...... جی ہاں جب پوری دنیا میں اسلامی خلافت قائم ہو جائے گی تو ایسا ضرور ہو گا...... فی الحال تو ہم سب گزارہ چلائیں...... ہم اگر اس طرح کے مسائل میں شدّت کریں گے تو مسلمانوں میں اور زیادہ ٹوٹ پھوٹ ہو جائے گی...... بس جہاں حکومت کی چلتی ہے وہاں رؤیت ہلال کمیٹی کے اعلان کو مان لیا کریں...... اور جہاں علماء کی مقامی کمیٹیاں فیصلہ کرتی ہیں وہاں اکثر علماء کے فیصلے پر عمل کر لیا کریں...... ذہنی ٹینشن لینے کی ضرورت نہیں...... اس طرح کی رنگارنگی سے بھی لطف اندوز ہوا کریں...... جب ہمارا کچھ بھی سیدھا نہیں تو چاند کا مسئلہ کیسے سیدھا ہو سکتا ہے؟...... ہمارے حکمرانوں نے اللہ تعالیٰ کی مقرر فرمودہ ہر ''حد'' کو توڑا ہے تو اللہ تعالیٰ کی ایک مخلوق ''پانی'' نے بھی ہر حد کو توڑ دیا ہے...... ش، ش، ش، کیسے بڑے بڑے شہر ڈوب گئے...... اور بقول حکمرانوں کے پاکستان پچاس سال پیچھے چلا گیا......

تھوڑا سا دس پندرہ سال پہلے والے پاکستان کو یاد کریں...... اور پھر آج کے ٹوٹے، پھوٹے، ڈوبے پاکستان کو دیکھیں...... اللہ، اللہ، اللہ...... حکمرانوں نے کسی کے سمجھانے کی پرواہ نہیں کی...... اللہ والوں نے بار بار وارننگ دی مگر...... کسی نے نہیں سنی...... ہم نے ایک بدبودار

نعرہ لگایا اور یہ نعرہ لگا کر اپنے مسلمان پڑوسیوں کو خاک وخون میں نہلا دیا......سب سے پہلے پاکستان...... پھر زلزلے نے بھی اعلان کر دیا کہ......سب سے پہلے پاکستان...... دیکھتے ہی دیکھتے ایک لاکھ افراد لقمۂ اجل بن گئے...... بدامنی نے بھی اعلان کر دیا کہ......سب سے پہلے پاکستان......اور پھر پاکستان میں ہر کسی کا امن چھن گیا......اور اب بارشوں اور سیلاب نے یہی اعلان کر کے جنگ کا نقارہ بجا دیا ہے......سب سے پہلے پاکستان......

اللّٰہ، اللّٰہ، اللّٰہ...... حکمرانوں نے کیسا عظیم جُرم کیا...... صدیوں بعد زمین کے ایک چپّے پر اسلامی حکومت قائم ہوئی تھی...... اس حکومت میں عدالتی فیصلے قرآن پاک کرتا تھا...... ہمارے حکمرانوں نے ڈالروں کے لالچ میں...... اور تباہی کے خوف سے کہ ہمارا آملیٹ نہ بن جائے......اسلامی امارت کو ختم کرا دیا...... اللّٰہ، اللّٰہ، اللّٰہ...... عجیب حالات تھے...... یاد آتے ہیں تو دل ڈوبنے لگتا ہے......مسلمانوں کی زمین اور فوجی اڈے کافروں کو دے دیئے گئے...... ایک اسلامی مُلک کافروں کی جنگ کا مورچہ بن گیا...... کافروں کا مورچہ، توبہ توبہ کافروں کا مورچہ...... اس مورچے میں بیٹھ کر کافروں نے کتنے مسلمانوں کو شہید کیا......کوئی ہے جو گنتی کرے؟...... ہزاروں لاکھوں مسلمان اس طرح سے پناہ کی تلاش میں پھر رہے تھے جس طرح انسان نہ ہوں بے قیمت جانوروں کے گلّے ہوں...... کتنے معصوم بچوں نے اپنی ماؤں کی گود میں دم توڑ دیا......اُن بے چاریوں کے جسم میں دودھ ہوتا تو پلاتیں......قندھار کے چند مہمان مجاہدین رورو کر، چیخ چیخ کر افغانوں سے کہہ رہے تھے!......اللّٰہ کے لئے ہماری عورتوں سے شادیاں کر لینا مگر ان کو کافروں کے ہاتھ نہ لگنے دینا...... آسمان سے کارپٹ بمباری اور زمین پر سازش کی بو...... ہمارا مُلک پہلے تھوڑا اور پھر پورا بکتا چلا گیا...... چھ سو مسلمانوں کو پکڑ کر دور افتادہ دریاؤں کے کنارے شہید کر دیا گیا...... نہ جنازہ، نہ کفن......بس تصویریں کھینچ کر امریکہ کو بھیجی گئیں...... اور ان لاشوں پر انعامات وصول کیے گئے...... کئی ہزار افراد کو پکڑ کر امریکہ کے ہاتھ فروخت کر دیا گیا...... ہاں انسانوں کی تجارت کا ایک بھیانک دور ہمارے مُلک نے دیکھا...... اُس وقت

مُلک کے اندر کوئی شورش نہیں تھی...... مگر حکمرانوں پر انعامات پانے، ڈالر کمانے اور امریکہ کو خوش کرنے کا بھوت سوار تھا...... اور امریکہ کے منہ سے ایک ہی آواز آتی تھی...... ڈو مور ڈو مور...... تب خود شدّت پسندی کو کھڑا کیا جاتا اور پھر اُسے گرا کر انعامات وصول کئے جاتے...... اور یوں دیکھتے ہی دیکھتے پورا مُلک دھماکوں اور آپریشنوں سے لہولہان ہو گیا...... اللہ، اللہ، اللہ...... مسلمان خود مسلمان کا قاتل...... مسلمان خود مسلمان کو بیچنے والا...... اور مسلمان خود مسلمان کا دشمن...... دریاؤں میں سیلاب نہ آئے تو پھر کیا آئے؟...... گوانتا نا موبے کے قیدی جب قنوت نازلہ میں چیخیں اٹھاتے ہیں تو کیوبا کا سمندر بھی سانس لینا بھول جاتا ہے...... کتنے مظلوموں نے سیکورٹی والوں کو اللہ تعالیٰ کا واسطہ دیا...... جواب ملا ہم نے مُلک بچانا ہے...... قرآن پاک کا واسطہ دیا، جواب ملا ہم نے مُلک بچانا ہے...... اور آج سب چیخ رہے ہیں کہ ہمارا مُلک ڈوب گیا، ہمارا مُلک ڈوب گیا...... بلاؤ نہ امریکہ کو کہ...... وہ سیلاب کو روک دے...... ان سیلابوں نے تو زمین کی جڑیں تک ہلا دی ہیں...... اور اب ایک اور خوفناک زلزلے کا خطرہ ہے...... ہر دن نیا ظلم اور ہر رات نیا ستم...... حضرت ملاّ برادر جیسے پاکستان کے دوست کو پکڑ کر حکمرانوں نے عذاب الٰہی کو دعوت دی...... اور اب اس رمضان میں جیش محمد ﷺ اور دیگر اسلامی تنظیموں پر کریک ڈاؤن کی تیاری تھی...... اللہ پاک کے لئے قربانیاں دینے والے...... رات دن قرآن پاک پڑھنے والے...... صبح شام ذکر اللہ میں مست...... اِن مجاہدین کو ہر آئے دن جیلوں اور عقوبت خانوں میں ستایا جاتا ہے...... اور جب بھی کوئی بڑا کافر مُلک میں آتا ہے...... یا ہمارے حکمران کسی کافر مُلک جاتے ہیں تو محض عزت اور تماشے کے لئے اہل ایمان کو ستایا جاتا ہے...... حکمران فخر سے بتاتے ہیں کہ...... ہم نے اتنے مسلمان مجاہدین مارے اور اتنے پکڑے...... صحافی فخر سے بتاتے ہیں کہ ہم نے قرآن، جہاد اور مدرسے کے خلاف کتنا کام کیا...... لسانی لیڈر فخر سے بتاتے ہیں کہ...... ہم نے قوم کے اتنے افراد کو اسلام سے ہٹا کر لسانیت پرستی پر لگا دیا ہے...... ان حالات میں اگر پانی بے قابو ہو کر شہروں میں گُھس آیا ہے تو اس کا کیا قصور ہے؟...... وہ مزید کتنے

مظالم دیکھے؟اور مزید کتنے گناہوں کو جھیلے؟......اچھا تھوڑی دیر اپنی بات کو یہاں روکتے ہیں...... ایک سوال!......ظلم تو حکمرانوں نے کیا جبکہ مصیبت عوام جھیل رہے ہیں......سیلاب میں نہ پرویز مشرف ڈوبا...... اور نہ موجودہ حکمران...... اُن کے اونچے بنگلے محفوظ ہیں...... جبکہ غریب کی جھونپڑی بہہ گئی...... عذاب آنا تھا تو حکمرانوں پر آتا......مگر وہ مزے میں تھے اور ہیں...... سیلاب اگر زیادہ آگیا تو وہ لندن، واشنگٹن، دوبئ بھاگ جائیں گے...... جواب بالکل واضح ہے...... بڑے عذاب میں تو حکمران ہی جکڑے جا چکے ہیں......مسلمانوں کے خلاف کافروں کی مدد کرنا......سیلاب سے بڑا عذاب ہے......مسلمانوں کو قتل کرنا اور اُن کے خون کا وبال سر پر اٹھانا...... زلزلے سے بڑا عذاب ہے...... اپنے دورِ حکومت میں صدی کا سب سے آفت زدہ زمانہ پانا ایک مستقل عذاب ہے......کافر حکمرانوں کے سامنے دن رات گڑگڑانا اور ان کے مطالبات پر گردن جھکانا......طوفان سے بڑا عذاب ہے......حکومت ہونے کے باوجود قرآن پاک کو نافذ نہ کرنے کا گناہ اٹھانا......ایک سخت ترین عذاب ہے......دن رات اپنی حکومت کے زوال سے ڈرتے رہنا اور ہر طرف سے ملامتوں کو اٹھانا ایک دردناک عذاب ہے......ارے بھائیو! ہم اور آپ تو اگر ایمان پر ہیں تو ربّ تعالیٰ کی قسم مزے میں ہیں......ہمیں نہ ہیلری کا ڈر نہ اوبامہ کا خوف...... اور نہ مسلمانوں کے خون سے ہمارے ہاتھ رنگین...... اور نہ ہم اپنی زمین کو ڈالروں کے بدلے بیچنے والے......اور نہ ہم کسی کافر کے سامنے جوابدہ اور نہ کسی منافق کے سامنے......ان حکمرانوں کا تو بُرا حال ہے......دن رات وبال ہی وبال، عذاب ہی عذاب...... ویسے عوام کی بڑی تعداد بھی تو انہیں کو منتخب کرتی ہے...... پاکستان کا عمومی ماحول بھی...... بے دینی کی زد میں ہے...... اور قوم پرست لسانی تنظیموں نے تو مُلک کی لٹیا ہی ڈبو رکھی ہے...... اللّٰہ، اللّٰہ، اللّٰہ...... رمضان المبارک شروع ہو چکا ہے......دن رات عجیب مناظر ہیں......وہ جو فرض نمازوں میں سستی کرتے تھے......اب ماشاء اللہ تہجد بھی نہیں چھوڑتے...... ویسے رمضان المبارک میں تہجد سے محروم ہونا عجیب سا نہیں لگتا؟...... سحری کھانے کے لئے تو اٹھنا ہی

ہوتا ہے...... تہجد تو عاشقوں کی نماز ہے...... اور تہجد میں دعائیں زیادہ قبول ہوتی ہیں...... کتنے لوگوں کو دیکھا کہ ماشاء اللہ اب باقاعدگی سے مسجد میں جارہے ہیں...... اللہ، اللہ، اللہ...... مساجد میں رش دیکھ کر تو اتنی خوشی ہوتی ہے کہ بیان سے باہر ہے...... ہر عبادت میں الگ سرور، الگ مزہ...... اور اجر کے خزانے...... پہلے بھی ''سبحان اللہ'' پڑھتے تھے...... مگر اب پڑھتے ہیں تو اس میں ستر گنا زیادہ وزن اور نور آجاتا ہے...... ایک سو روپے صدقہ کئے تو سیدھے سات ہزار بن گئے...... اور پھر جہاد کے اجر کو شامل کریں تو کوئی معاملہ کروڑوں سے نیچے رکتا ہی نہیں...... ویسے یاد رکھیں کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت اس سے بھی زیادہ وسیع ہے...... صرف زمین کے نظام شمسی میں ایسے بڑے بلیک ہول موجود ہیں کہ...... اگر امریکہ، روس سمیت ساری زمین کو اس میں ڈال دیں تو یوں غائب ہو جائے جیسے بڑے مین ہول میں ایک چھوٹی سی گیند...... یہ تو ایک زمین ہے...... جبکہ قرآن پاک میں سات زمینوں کا تذکرہ ہے...... اور سات آسمان...... جن کے قریب بھی ابھی تک کوئی سائنسدان نہیں پہنچ پایا...... اتنا عظیم ربّ جس نے یہ کائنات پیدا فرمائی...... روزے دار مسلمان سے محبت فرماتا ہے اور ارشاد فرماتا ہے کہ...... روزے کا بدلہ میں خود دوں گا...... ش، ش، ش...... بس مجھے اور آپ کو کوشش کرنی چاہئے کہ...... رمضان المبارک میں کوئی گھڑی ضائع نہ کریں...... اگر کوئی بیمار ہو جائے تو...... وہ بھی لیٹا لیٹا دعائیں کرتا رہے اور آنسو بہاتا رہے...... ارے بھائیو! اور بہنو!...... رمضان المبارک کی دعاؤں پر تو عرش کے فرشتے آمین کہتے ہیں...... خوب دعائیں اور خوب آہ وزاری...... اور دعاؤں میں یہ بھی کہہ دیں کہ...... یا اللہ حکمرانوں کے مظالم سے ہم بری ہیں...... ہم آپ کے اور آپ کے دین کے وفادار ہیں...... اور ہم اسلام اور قرآن پاک کے ہر حکم کو مانتے ہیں...... اور یا اللہ! ہم آپ کے فرض کردہ حکم جہاد کے منکر بھی نہیں ہیں...... ارے بھائیو! آپ نے کسی ناجائز عاشق کو فون پر بات کرتے دیکھا ہے؟...... گھنٹوں، گھنٹوں کھوئے رہتے ہیں...... اور پتہ نہیں کیا کیا بکتے رہتے ہیں...... ارے بھائیو! اور بہنو! ایمان والے تو اللہ تعالیٰ سے بہت والہانہ محبت کرتے ہیں...... پھر دعاؤں میں کھو

کیوں نہیں جاتے؟...... مانگتے جاؤ، مانگتے جاؤ.....محتاج اور ضرورت مند بھکاری سے بھی زیادہ عاجزی اور آہ وزاری...... مانگتے جاؤ، مانگتے جاؤ...... ہر گناہ کی معافی مانگ لو......اگر میری اور آپ کی ''معافی'' اور مغفرت ہوگئی تو پھر کوئی ڈر نہیں، سیلاب میں ڈوب جائیں یا زلزلے میں دب جائیں......ارے تب تو ہم اپنے مالک اور محبوب کے پاس چلے جائیں گے......وہاں نہ کوئی غم نہ خوف......نہ کمر کا درد اور نہ دل کی بے چینی......نہ کوئی ظلم......اور نہ کوئی اندیشہ......سکون ہی سکون......مزے ہی مزے......رمضان المبارک گزر رہا ہے...... یا اللہ القلم پڑھنے والے تمام مرد اور خواتین کی مغفرت فرما......دیکھیں میں نے آپ کے لئے دعاء مانگ لی......اب آپ بھی میرے لئے یہی دعاء مانگ لیں...... پورا رمضان میں بھی مانگتا رہوں......اور آپ بھی مانگتے رہیں......ش،ش،ش...... کتنی مبارک گھڑیاں ہیں......اور کیسا مبارک مہینہ......غم کے دور میں برکتوں اور خوشیوں کا مہینہ...... یا اللہ! ہمیں اس کی قدر کرنے کی توفیق نصیب فرما......آمین یا ارحم الراحمین

اللھم صل علی سیدنا محمد بعدد کل معلوم لک دائما ابدا وعلی الہ وصحبہ وسلم تسلیما کثیرا کثیرا

قوت کا راز

اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ سب کو اپنے پیارے ’’دین اسلام‘‘ کی سمجھ عطاء فرمائے......

روزے کی اہمیت

حضرت شیخ الحدیث نور اللہ مرقدہ تحریر فرماتے ہیں:

ایک حدیث میں ہے کہ اگر لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ ’’رمضان‘‘ کیا چیز ہے تو میری اُمت یہ تمنّا کرے کہ سارا سال رمضان ہی ہو جائے...... ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ ’’رمضان المبارک‘‘ کے روزے اور ہر مہینے میں تین روزے رکھنا دل کے کھوٹ اور وساوس کو دُور کرتا ہے، آخر کوئی بات تو ہے کہ صحابہ کرام ؓ رمضان کے مہینے میں جہاد کے سفر میں باوجود نبی کریم ﷺ کے بار بار افطار کی اجازت فرما دینے کے روزہ کا اہتمام فرماتے حتیٰ کہ حضور ﷺ کو حکماً منع فرمانا پڑا...... مسلم شریف کی ایک حدیث میں ہے کہ صحابہ کرامؓ ایک غزوہ کے سفر میں ایک منزل پر اُترے گرمی نہایت سخت تھی اور غربت کی وجہ سے اس قدر کپڑا بھی سب کے پاس نہ تھا کہ دھوپ کی گرمی سے بچاؤ کر لیں، بہت سے لوگ اپنے ہاتھ سے آفتاب کی شعاع سے بچتے تھے، اس حالت میں بھی بہت سے روزے دار تھے، جن سے کھڑے ہو سکنے کا تحمل نہ ہوا اور گر گئے، صحابہ کرامؓ کی ایک جماعت گویا ہمیشہ تمام سال روزے دار ہی رہتی تھی۔ (فضائل رمضان)

حضرت ہجویری ؒ لکھتے ہیں:

’’صرف کھانے اور پینے سے رُکے رہنا تو بچوں اور بوڑھی عورتوں کا روزہ ہے، جب کہ روزہ دراصل خواہشات، لہو، لعب اور غیبت سے بچنے کا نام ہے‘‘ (کشف المحجوب)

رمضان المبارک کا اتنا عظیم اور قیمتی مہینہ تیزی سے گزر رہا ہے...... ہم سب اپنے اوقات کو قیمتی بنائیں اور یہ یاد رکھیں کہ رمضان المبارک کی ہر گھڑی رمضان المبارک ہے...... رات ہو یا دن...... صبح ہو یا شام رحمت ہی رحمت ہے اور برکت ہی برکت ہے...... چلتے پھرتے اٹھتے بیٹھتے یہ بات یاد رکھیں کہ ہم رمضان المبارک میں ہیں...... چنانچہ خوب نیکیاں کریں، گناہوں سے بچیں...... اور اپنے وقت کو فضول کاموں اور باتوں میں ضائع نہ کریں...... گپ شپ تو پھر بھی ہوتی رہے گی ابھی تو رمضان المبارک ہے اس میں خوب تلاوت، خوب ذکر، خوب دعاء، خوب نوافل، خوب خیرات، خوب درود شریف اور خوب عبادات کا اہتمام کریں......

اعتکاف، عشق کی آبرو

رمضان المبارک کے آخری عشرے کا اعتکاف بہت اہم اور عاشقانہ عبادت ہے...... حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:

''اعتکاف کا بہت زیادہ ثواب ہے اور اس کی فضیلت اس سے زیادہ کیا ہوگی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ اس کا اہتمام فرماتے تھے...... معتکف کی مثال اس شخص کی سی ہے کہ کسی کے دَر پر جا پڑے کہ جب تک میری درخواست قبول نہ ہو میں یہیں پڑا رہوں گا۔

نکل جائے دم تیرے قدموں کے نیچے
یہی دل کی حسرت یہی آرزو ہے

(فضائل رمضان تسہیل)

صاحب مراقی الفلاح رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اعتکاف اگر اخلاص کے ساتھ ہو تو افضل ترین اعمال میں سے ہے، اس کی خصوصیتیں شمار سے باہر ہیں کہ اس میں دل کو دنیا و مافیھا سے یکسو کر لینا ہے اور نفس کو مولیٰ کے سپرد کر دینا ہے اور آقا کی چوکھٹ پر پڑ جانا ہے۔

پھر جی میں ہے کہ در پہ کسی کے پڑا رہوں
سر زیرِ بارِ منّتِ درباں کئے ہوئے

(فضائل رمضان)

اس سال مسلمانوں پر کافی سخت حالات آئے ہوئے ہیں...... ان حالات میں اعتکاف کی ضرورت بڑھ جاتی ہے...... تا کہ کئی لوگ سب کو چھوڑ کر اللہ تعالیٰ کے حضور آ پڑیں اور عید کا چاند نظر آنے تک ہر کسی سے کٹ کر صرف اللہ تعالیٰ سے جُڑے رہیں...... اور اُس کے گھر کی چوکھٹ پر پڑے رہیں...... خواتین تو اپنے گھروں میں اعتکاف کا اہتمام کریں جبکہ مرد حضرات مسجد کے اعتکاف کی فکر کریں...... بہاولپور کی جامع مسجد عثمانؓ و علیؓ میں اس سال بھی عاشقانہ اعتکاف ہو گا...... آپ سب کی خدمت میں صلائے عام ہے...... جو بھی تشریف لائے مرحبا!...... ایک بار پھر گزارش ہے کہ اس سال اعتکاف کی زیادہ کوشش اور فکر کریں...... انشاء اللہ بہت فائدہ ہو گا......

مال سے جنّت خریدی

حضرت شیخ الحدیثؒ تحریر فرماتے ہیں:

روح البیان میں بروایت ابن عمرؓ نبی کریم ﷺ کا ارشاد نقل کیا ہے کہ میری اُمّت میں ہر وقت پانچ سو برگزیدہ (یعنی اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ) بندے اور چالیس ابدال رہتے ہیں، جب کوئی شخص ان میں سے مرجاتا ہے تو فوراً دوسرا اس کی جگہ لے لیتا ہے، صحابہؓ نے عرض کیا ان لوگوں کے خصوصی اعمال کیا ہیں؟ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ظلم کرنے والوں سے درگزر کرتے ہیں اور بُرائی کا معاملہ کرنے والوں سے (بھی) احسان کا برتاؤ کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے عطاء فرمائے ہوئے رزق میں لوگوں کے ساتھ ہمدردی اور غم خواری کا برتاؤ کرتے ہیں، ایک دوسری حدیث میں نقل کیا ہے کہ جو شخص بھوکے کو روٹی کھلائے یا ننگے کو کپڑا پہنائے یا مُسافر کو شب باشی کی جگہ دے حق تعالیٰ شانہ قیامت کے ہُولوں (یعنی خوفناکیوں) سے اس کو پناہ دیتے ہیں، یحییٰ برمکیؒ، حضرت سفیان ثوریؒ پر ہر ماہ ایک ہزار درہم خرچ کرتے تھے تو حضرت سفیان ثوریؒ سجدے میں اُن کے لئے دعاء کرتے تھے کہ یا اللہ یحییٰ نے میری دنیا کی کفایت کی تو اپنے لطف

سے اس کی آخرت کی کفایت فرما...... جب یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ہوا تو لوگوں نے خواب میں اُن سے پوچھا کہ کیا گُزری؟ انہوں نے کہا سُفیان رحمۃ اللہ علیہ کی دعاء کی بدولت مغفرت ہوئی (فضائل رمضان)

معلوم ہوا کہ

☆ اپنے دل کو مسلمانوں کے بغض اور کینے سے صاف رکھنا اور مسلمانوں پر ظلم نہ کرنا یہ اللہ تعالیٰ کے اولیاء اور ابدال کا طریقہ ہے...... ہر مسلمان کو چاہئے کہ یہ کیفیت حاصل کرنے کی دعاء اور کوشش کرے

☆ اپنے مال سے غریبوں کی خیر خواہی کرتے رہنا چاہئے، مال جمع کرنا کمال نہیں ہے...... بلکہ اپنے مال سے جنت خریدنا بہت بڑی حکمت اور عقلمندی ہے...... اور اللہ تعالیٰ جسے یہ حکمت اور عقلمندی عطاء فرمادے تو اُسے بہت بڑی خیر نصیب ہو جاتی ہے......

☆ رمضان المبارک میں خصوصی طور پر مسلمان سے اچھا برتاؤ کرنا چاہئے...... اور اپنے مال کو زیادہ سے زیادہ دینی کاموں پر اور غرباء و مساکین پر خرچ کرنا چاہئے......

ایک مفید خط اور واقعہ

میرے ایک کرم فرما بزرگ، عالم دین...... ضلع لودھراں کے رہنے والے ہیں...... آزادی کے دنوں میں اُن سے خوب ملاقاتیں رہتی تھیں...... اب بھی کبھی کبھار خط لکھتے رہتے ہیں...... حال ہی میں اُن کا ایک خط آیا ہے...... اس میں انہوں نے حضرت مولانا شاہ محمد الیاس رحمۃ اللہ علیہ کا ایک واقعہ تحریر فرمایا ہے...... قارئین پہلے وہ واقعہ ملاحظہ فرمالیں پھر آخر میں چند باتیں عرض کی جائیں گی......

’’مولانا منظور احمد نعمانی نور اللہ مرقدہ نے رئیس التبلیغ مولانا محمد الیاس رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات جمع فرمائے ہیں۔ فرمایا کہ بمبئی کے اردو روزنامہ الہلال کے ایڈیٹر حافظ علی بہادر خاں بی اے حضرت کے مرض الوفات میں ایک دن حضرت کی زیارت کے لئے تشریف لائے حضرت نے انتہائی ضعف و ناتوانی میں تقریباً آدھ گھنٹہ دعوت تبلیغ فرمائی اور وہ حافظ صاحب اس گفتگو اور دعوت سے

بہت متاثر ہوئے اور بمبئی پہنچ کر انہوں نے الہلال کی چند اشاعتوں میں حضرت کی شخصیت اور دینی دعوت کے متعلق اپنے تاثرات لکھے حضرت کی دعوت اصلاح و تبلیغ کی عظمت اہمیت سنجیدگی کا اعتراف اس طرح کیا کہ جس کی توقع آج کل کے کسی ایڈیٹر اور لیڈر سے نہیں کی جاسکتی۔ الہلال کے وہ پرچے مجھے ایک جگہ سے مل گئے، جنہیں پڑھ کر مجھے بے حد خوشی ہوئی۔ اور میں نے ارادہ کیا کہ میں حضرت کو بھی یہ سناؤں گا چنانچہ میں وہ پرچے ہاتھ میں لے کر مناسب وقت کی امید کے ساتھ حاضر خدمت ہوا۔ کہ ہاتھ میں پرچے دیکھ کر حضرت خود ہی فرمائیں گے کہ یہ ہاتھ میں کیا ہے۔ تو مجھے عرض کرنے اور مضامین سنانے کا موقعہ مل جائے گا، لیکن میری توقع اور آرزو کے خلاف حضرت نے کچھ پوچھا ہی نہیں، دیر تک انتظار کے بعد جب میرا پیمانہ صبر لبریز ہو گیا تو میں نے خود ہی عرض کیا کہ حضرت فلاں دن بمبئی کے حافظ علی بہادر خاں صاحب جو تشریف لائے تھے وہ الحمدللہ ہماری دعوت سے بہت ہی متاثر ہو کر گئے اور انہوں نے اپنے اخبار میں ہمارے کام کے متعلق چند مضامین لکھے ہیں جن میں کام کی عظمت اور اہمیت کا انہوں نے بہت اعتراف کیا ہے۔ اگر ارشاد ہو تو ایک آدھ مضمون سنا دوں؟ فرمایا مولوی صاحب جو کام ہو چکا اس کا ذکر کیا کرنا ہے۔ اس میں یہ فکر کرو کہ جو کچھ ہم نے کرنا تھا اس میں کیا کمی رہ گئی اور جو کچھ کیا جا چکا اس میں کتنی اور کیسی کوتاہیاں ہوئیں۔ اخلاص میں کتنی کمی واقع ہوئی عظمت امر الٰہی میں کتنا قصور واقع ہوا آداب عمل کے تفقد اور اتباع اسوۂ نبوی کی کوشش میں کتنا نقصان ہوا۔ مولوی صاحب اس فکر اور سوچ کے بغیر پچھلے کام کا ذکر و مذاکرہ اور اس پر خوش ہونا، تو بس ایسا ہی ہے جیسے راستہ چلنے والا مسافر کھڑا ہو کر پیچھے کی جانب مڑ کر دیکھنے لگے اور خوش ہونے لگے۔ پچھلے کام کی صرف کوتاہیاں تلاش کرو اور ان کی تلافی کی فکر کرو اور آئندہ کے لئے سوچو کہ کیا کرنا چاہئے، بلکہ اس پر غور کرو کہ ایسے کتنے لاکھ اور کتنے کروڑ باقی رہ گئے جن کو ہم دعوت الی اللہ پہنچا بھی نہیں سکے اور کتنے ہیں جو واقفیت اور اعتراف کے بعد بھی ہماری کوششوں کی کمی کی وجہ سے عمل پر نہیں پڑے۔‘‘ (انتھیٰ)

حضرت مولانا محمد الیاس ؒ:..... اس اُمت کے محسنین اور مجدّدین میں سے تھے...... اللہ تعالیٰ نے

آپ کے دل میں دین کا درد ڈالا، پھر آپ کو دین کے کام کا ایک طریقہ الہام فرمایا......اور پھر آپ کے کام کو قبولیت اور ترقی سے نوازہ...... اللہ تعالیٰ تبلیغ کے کام کو مزید قبولیت اور ترقی عطاء فرمائے......اور اسے کھیل کود، کرکٹ، شوبز اور انکار جہاد کے فتنوں سے بچائے......اور اس عظیم کام کو حضرت مولانا محمد الیاس صاحب ؒ کے بیان کردہ اصولوں کے مطابق چلانے کی موجودہ قیادت کو توفیق عطاء فرمائے......ہم نے اوپر جو واقعہ پڑھا ہے اس سے کئی اسباق ملتے ہیں مثلاً

(ا) حضرت مولانا الیاس ؒ کام کی کارگزاری بیان کرنے کے خلاف نہیں تھے......کارگزاری کا تو اُن کے ہاں بہت اہتمام تھا...... اور ماضی کی کارگزاری کے بغیر کوئی کام ترقی بھی نہیں کر سکتا......مگر یہاں کارگزاری نہیں تھی بلکہ...... ایک نیم سیاسی اخبار کی طرف سے خراج تحسین تھا......اور حضرت مولاناؒ اپنے کام کو مروّجہ سیاست......اور عام صحافت سے بہت دور رکھنا چاہتے تھے......اور چونکہ طبیعت میں تنقید کا مزاج نہیں تھا تو اس لئے ایک خاص حکمت سے اپنی جماعت کی توجہ اخبارات اور صحافت سے ہٹا دی......اور ماشاء اللہ مولانا کی اس حکمت عملی کا جماعت کا بہت فائدہ ہوا...... عام صحافی اور کالم نویس حضرات اپنی رائے اور ترجیحات بدلتے رہتے ہیں...... آج وہ کسی کے حق میں کچھ لکھتے ہیں کل اُسی کے سر پر جوتے بھی برساتے تھے......اور یہ صحافی حضرات کسی بھی کام کی تائید کرنے کی کم سے کم قیمت یہ وصول کرتے ہیں کہ...... اُس کام کے بارے میں طرح طرح کے مشورے جھاڑنے شروع کر دیتے ہیں...... حضرت مولانا محمد الیاسؒ اپنے دینی کام کو ان فتنوں سے بچانا چاہتے تھے...... چنانچہ انہوں نے اخبار کی طرف توجہ ہی نہیں فرمائی۔ بلکہ اوروں کو بھی پڑھنے سے منع فرمایا......اب کوئی تعریف لکھے یا مذمّت اُس کا اُن کے دینی کام پر کوئی اثر نہیں پڑتا...... الحمدللہ اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ہماری جماعت کا بھی یہی طرز عمل رہا...... بہت سے صحافی حضرات نے اپنی خدمات پیش کیں......اور کئی لوگوں کی طرف سے میڈیا پر آنے کا کافی دباؤ رہا...... مگر الحمدللہ مناسب دوری رہی...... جس کا بہت فائدہ اللہ تعالیٰ نے نصیب فرمایا...... اللہ کرے آئندہ بھی جماعت اپنی اس حکمت عملی پر گامزن رہے......

(۲) حضرت مولانا محمد الیاس رحمہ اللہ کا ایک خاص عمل...... اپنی غلطیوں کا مراقبہ تھا...... یہ وہ عمل ہے کہ جس نے اُن کی جماعت کو بہت سے عظیم فتنوں سے بچا رکھا ہے...... تکبّر اور عُجب سے جماعتوں کی جڑیں اکھڑ جاتی ہیں...... اور طرح طرح کے اختلافات اور فتنے جنم لیتے ہیں...... لیکن اگر نظر اپنی غلطیوں اور کوتاہیوں پر ہو تو انسان ہمیشہ استغفار کرتا ہے...... اور یہ قرآن پاک کا اعلان ہے کہ استغفار سے قوت بڑھتی ہے...... جہاد کا عظیم دینی کام کرنے والوں کے لئے لازمی ہے کہ وہ اس اصول کو اپنائیں......

یا اللہ ہم سب کی غلطیاں اور کوتاہیاں معاف فرما...... اور ہماری توبہ کو قبول فرما...... آمین یا ارحم الراحمین

اللھم صل علیٰ سیدنا محمد صاحب الفرق والفرقان و جامع الورق من سماء القرآن وعلی اٰل محمد و سلّم تسلیما کثیرا

☆......☆......☆

مرہم

اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ سب کو اپنی ’’معرفت‘‘ نصیب فرمائے...... آج اپنی بات کا آغاز ’’ذکر اللہ‘‘ کے ایک واقعہ سے کرتے ہیں...... حضرت سہل بن عبداللہ تستری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ایک مرید سے فرمایا کہ تم اس بات کی کوشش کرو کہ سارا دن ’’یا اللہ، یا اللہ، یا اللہ‘‘ کہتے ہوئے گزارا کرو...... مُرید نے عمل کیا یہاں تک کہ یہ مبارک ذکر اُس کی عادت بن گئی تو آپ نے فرمایا اب راتوں کو بھی یہی ذکر شروع کر دو...... اُس نے ایسا ہی کیا یہاں تک کہ جب سو جاتا تو خواب میں یہی ذکر جاری رہتا...... جب یہ حالت اُس کی طبیعت ثانیہ بن گئی تو حضرت نے فرمایا کہ اب اس سے رُک جاؤ اور اللہ تعالیٰ کی یاد میں مشغول ہو جاؤ...... یعنی زبان سے ذکر بند، اب دل اور دماغ سے ہر وقت اللہ تعالیٰ کو یاد کیا کرو...... وہ شخص حکم کے مطابق یادِ الٰہی میں مشغول ہو گیا، یہاں تک کہ ہر وقت اسی یاد میں ڈوبا رہتا...... ایک دن وہ اپنے گھر میں بیٹھا تھا کہ ایک لکڑی اُس کے سر پر گری جس سے سر پھٹ گیا اور خون بہنے لگا...... دیکھنے والوں نے دیکھا کہ اُس کے خون کے جو قطرے زمین پر گرے ان میں ’’اللہ، اللہ، اللہ‘‘ لکھا ہوا ظاہر ہوتا تھا...... (کشف المحجوب)

ماشاء اللہ رمضان المبارک کے انوارات ہر طرف خوب چمک رہے ہیں...... مگر کچھ لوگ ابھی تک پریشان ہیں کہ ہمارا کیا بنے گا؟...... ہم ایمان کامل چاہتے ہیں مگر ہمارا ایمان مضبوط نہیں ہوتا...... ہم اخلاص چاہتے ہیں مگر پھر بھی ریا کاری ہو جاتی ہے...... ہم بہت نیک بننا چاہتے ہیں مگر پھر بھی گناہ ہو جاتے ہیں...... ہم ہر وقت اپنے محبوب حقیقی کی فرمانبرداری میں لگے رہنا چاہتے ہیں مگر نفس اور شیطان ہمیں بہکا دیتا ہے...... کیا ہم بدنصیب ہیں؟ کیا ہم شقی اور محروم

ہیں؟...... کیا ہم جہنّمی ہیں؟...... یہ خیالات بہت سے لوگوں کو رُلاتے ہیں اور تڑپاتے ہیں...... کبھی انہیں خیال آتا ہے کہ ہم منافق ہوگئے ہیں تب وہ سرخ آنسوؤں سے روتے ہیں اور سجدوں میں گرکر بار بار ''کلمۂ توحید'' پڑھتے ہیں...... جو مسلمان اس طرح کی کیفیت میں مبتلا ہیں وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اُس واقعہ میں غور کریں جو بعض بزرگوں نے اپنی کتابوں میں لکھا ہے......

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ایک بار اللہ تعالیٰ سے عرض کیا...... یا اللہ جل شانہ میں آپ کو کہاں تلاش کروں؟...... ارشاد فرمایا...... ہمیں ٹوٹے ہوئے دلوں میں تلاش کرو......

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا یا اللہ! کوئی بھی دل میرے دل سے زیادہ ٹوٹا ہوا نہیں ہے...... اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا...... پس میں بھی تیرے ٹوٹے ہوئے دل میں ہوں...... (کشف المحجوب)

یعنی وہ دل جو اللہ تعالیٰ کے خوف سے کانپتے رہتے ہیں...... اور کبھی کبھی اپنی حالت سے مایوس ہوجاتے ہیں...... مگر پھر بھی اللہ تعالیٰ سے ہی جڑے رہتے ہیں...... انہیں ظاہری طور پر کوئی کامیابی نظر نہیں آتی...... اور نہ اپنی حالت پر اطمینان ہوتا ہے...... ایسے ٹوٹے ہوئے، خوف سے لرزتے ہوئے دلوں میں...... اللہ تعالیٰ کی محبت اور معرفت کا نور ٹھاٹھیں مارتا ہے...... ارے ظاہری نتائج تو کئی انبیاء علیہم السلام کو بھی نظر نہیں آئے...... سالہا سال کی محنت سے کوئی ایک آدھ آدمی مسلمان ہوا...... حضرت نوح علیہ السلام ساڑھے نوسو سال کی سخت محنت کے بعد صرف ایک کشتی بھر سکے...... مگر یہ سب حضرات اعلیٰ درجے کے کامیاب تھے...... مشہور عالم و بزرگ حضرت ذوالنون مصری رحمہ اللہ کو تو اُن کے علاقے کے لوگوں تک نے تسلیم نہ کیا...... جب اُن کے انتقال کے بعد طرح طرح کی کرامتیں ظاہر ہوئیں تو مصر کے لوگ اپنے اُن مظالم پر رو رہے تھے جو انہوں نے...... اللہ تعالیٰ کے اس مقرّب ولی پر ڈھائے تھے...... حضرات صحابہ کرامؓ میں سے کتنے تھے جو اس بات پر روتے تھے کہ کہیں ہم منافق تو نہیں ہوگئے...... ہاں یہ ٹوٹے ہوئے، لرزتے ہوئے دل بڑے کام کے ہیں...... ان دلوں کو اپنے محبوب اور مالک کی رضا کی فکر ہے...... اور انہیں اپنی حالت پر ناز اور فخر نہیں...... اور انہیں ہر وقت اللہ تعالیٰ کا خوف اور اپنی آخرت کا غم

نصیب رہتا ہے...... رمضان المبارک کے انوارات ماشاء اللہ ہر طرف صاف نظر آرہے ہیں...... ارے! ہے کوئی دنیا میں جو مسلمانوں کا مقابلہ کر سکے؟...... ماشاء اللہ ہر طرف قرآن پاک کے حافظ ہی حافظ نظر آرہے ہیں...... یہودیوں میں سے کتنے ہیں جن کو تورات یاد ہے؟...... عیسائیوں میں سے کتنے ہیں جو انجیل یا بائبل کے حافظ ہیں؟...... ہندوؤں کا تو کوئی مذہب اور عقیدہ ہی نہیں...... پھر بھی گیتا اور رامائن کا ایک حافظ بھی نہیں ملے گا...... مگر یہاں مسلمانوں میں ماشاء اللہ ایک سے ایک بڑھ کر حافظ...... مرد تو مرد عورتیں بھی مکمل حافظ...... بچے بھی حافظ اور بوڑھے بھی حافظ...... پچھلے سال میں نے ایک نابینا بزرگ دیکھے...... خود اپنے سہارے چل نہیں سکتے تھے مگر جب قرآن پاک پڑھتے تو یوں لگتا کہ کوئی شہسوار اپنے گھوڑے کو پوری شان سے دوڑا رہا ہے...... کئی کئی پارے پڑھ جاتے مجال ہے کہ...... کوئی زیر زبر کی غلطی بھی ہو جائے...... مسلمانوں کے خاتمے کی باتیں کرنے والے ذرا رمضان المبارک میں گلی کوچوں کا چکر لگائیں...... ایک ایک مسجد میں کئی کئی حافظ قرآن پاک سنا رہے ہیں...... کہیں تین دن میں ختم، کہیں سات راتوں میں...... اور کہیں کچھ اور ترتیب...... اب آخری عشرہ شروع ہوگا تو بعض جگہ ایک رات میں پورا قرآن پاک مکمل کیا جاتا ہے...... سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم...... آج رات کئی ملکوں میں رمضان المبارک کا آخری عشرہ شروع ہو چکا ہے...... جبکہ ہمارے ہاں انشاء اللہ کل سے شروع ہوگا...... دیکھنا اللہ تعالیٰ کے کتنے وفادار عاشق سب کو چھوڑ کر...... دس دن رات کے لئے اللہ تعالیٰ کے در پر آپڑیں گے...... ہے دنیا میں کسی کے پاس وفاداری کی ایسی مثال؟...... یورپ میں عیسائی اپنے چرچ فروخت کر رہے ہیں...... اور یہاں ماشاء اللہ مسجدوں پر مسجدیں تعمیر ہو رہی ہیں اور اب آخری عشرے میں یہ مسجدیں چوبیس گھنٹے آباد رہیں گی...... پاگل ہیں وہ لوگ جو سمجھتے ہیں کہ اسلام ختم ہو رہا ہے...... اور مسلمان صرف نام کے مسلمان رہ گئے ہیں...... نہیں ایسا ہرگز نہیں...... الحمدللہ مسلمانوں میں اب بھی دم خم ہے...... افغانستان جاگ رہا ہے...... کشمیر گونج رہا ہے...... فلسطین شیروں کی طرح دھاڑ رہا

ہے...... اور عراق واپس جانے والے امریکی فوجیوں پر قہقہے لگا رہا ہے...... اللہ اکبر کبیرا...... کتنے مجاہدین روزے کی حالت میں شہید ہوئے...... کتنوں نے روزے کی حالت میں جہاد کی ٹریننگ لی...... اور کتنوں نے خشک ہونٹوں کے باوجود گرجدار آواز میں جہاد کی دعوت پہنچائی...... یہ برگر خور کافرانسی قوم کا مقابلہ کس طرح کر سکتے ہیں...... جس قوم کی عورتوں تک میں شہادت کا جذبہ موجزن ہے...... رمضان المبارک کے عجیب انوارات ہر طرف برس رہے ہیں...... ماشاء اللہ بعض لوگ تو بالکل اسلاف کی یاد تازہ کرتے ہیں...... روزانہ ایک قرآن پاک ختم کرنا...... ہزاروں بار درود شریف پڑھنا...... صبح و شام دین کی محنت میں لگے رہنا...... روزانہ سینکڑوں رکعت نوافل ادا کرنا...... عجیب عجیب واقعات ہیں...... ماشاء اللہ ہر کوئی بڑھ چڑھ کر اجر کما رہا ہے...... پاکستان میں آج کل لوگوں کے مالی حالات اچھے نہیں ہیں مگر...... ہر طرف سخاوت ہی سخاوت نظر آ رہی ہے...... اور کئی لوگوں نے تو ماشاء اللہ رمضان المبارک کو خوب پالیا ہے...... چند دن پہلے مجھے کسی کام سے افطار کے فوراً بعد باہر نکلنا پڑا...... ایک بڑا روڈ جو ہر وقت ٹریفک سے اٹا رہتا ہے...... بالکل سنسان پڑا ہوا تھا...... حالانکہ عام دنوں میں یہاں کئی پولیس والے مل کر بھی ٹریفک کو قابو نہیں کر سکتے تھے...... میں نے خوب اچھی طرح دائیں بائیں دیکھا...... نہ کوئی گاڑی اور نہ کوئی بس...... یہ منظر دیکھ کر اتنی خوشی ہوئی کہ...... دل جھومنے لگا...... اللہ، اللہ، اللہ...... یہ ہے مسلمانوں پر اسلام کی گرفت...... اور رمضان المبارک کا کنٹرول...... جی ہاں اسلام زندہ ہے اور اپنے ماننے والوں کے نزدیک بہت محبوب ہے...... روزے کے حکم کی تعمیل میں سڑکیں ویران ہیں...... مزدور اینٹیں اٹھا رہے ہیں مگر روزے سے ہیں...... بے حیا، کمینی عورتیں رنگ برنگے کپڑے پہن کر نکلتی ہیں مگر مسلمانوں کی نظریں اُن کی طرف نہیں اٹھتیں...... گھروں کی فرتجیں کھانے پینے کی چیزوں سے بھری پڑی ہیں...... مگر سات سال کا روزے دار بچہ بھی اُن کی طرف نگاہ اٹھا کر نہیں دیکھتا...... کیا امریکہ اور کیا یورپ، کیا عرب اور کیا عجم ہر جگہ مسلمانوں کے چہروں پر ایک خاص نور ہے...... ایک خاص شرافت...... ہر سخی مسلمان کا ہاتھ اپنی جیب کی طرف ہے......

جب کہ غریب مسلمانوں کا دل اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہے...... سبحان اللہ...... راتوں کو تراویح کا پرسکون شور...... سحری کے وقت کی خوشبودار گہما گہمی...... اور افطار کے وقت کا نورانی منظر...... واہ رمضان واہ...... ہر طرف رمضان المبارک کے انوارات چمک رہے ہیں...... اللہ تعالیٰ اس رمضان المبارک میں میری اور آپ کی مغفرت فرما دیں...... آئیں! آج ہم سب اس بات کی فکر کریں کہ رمضان المبارک کے بعد بھی ہم...... انشاء اللہ اچھے مسلمان بنے رہیں گے...... اور انشاء اللہ مرتے دم تک...... اپنے مالک وخالق...... اور محبوب حقیقی کے ساتھ جڑے رہیں گے......

اللھم صل علیٰ سیدنا محمد بقدر علمه و کماله وقیامه و صیامه و علیٰ اله وصحبه وبارک وسلم تسلیما کثیر ا کثیرا

☆......☆......☆

حسرتیں اپنی جگہ!

اللہ تعالیٰ نے اس زمانے میں جن بڑے کافروں کو مسلمانوں کے ہاتھوں سے ذلّت ناک شکست سے دوچار فرمایا...... ان میں سے ایک ’’ٹونی بلیئر‘‘ بھی ہے...... تیز طرّار انگریز، برطانیہ کا سابق وزیر اعظم اور اسلام کا بدترین دشمن...... ٹونی بلیئر ...... الحمدللہ اس زمانے کا قیصر ہو یا کسریٰ، ابوجہل ہو یا کعب بن اشرف...... ابولہب ہو یا عُقبہ...... عبداللہ بن اُبیّ ہو یا ابو عامر فاسق...... سب کا منہ بری طرح کالا ہوا...... آپ کو یاد ہے؟ سانپ کی طرح پھنکارتا صدر بُش...... کتے کی طرح بھونکتا ٹونی بلیئر...... بھیڑئیے کی طرح دانت نکالتا ٹومی فرینکس...... خنزیر کی طرح اکڑتا ایڈوانی...... اور ابن اُبیّ کی طرح پیچ وتاب کھاتا پرویز مشرّف...... اللہ تعالیٰ نے ان سب کو ناکام اور ذلیل فرما دیا...... اب وہ کالی حسرتوں کے کنوؤں میں پڑے سسک رہے ہیں...... اللہ اکبر کبیرا...... ان سب کے دماغوں میں صیہونی سوچ تھی...... ان سب کے پاس بے پناہ ظاہری طاقت تھی اور اسلام کا مکمل خاتمہ ان سب کا ارمان تھا...... مگر ایک ایک کر کے یہ سب ناکام ہوتے گئے...... بہت سے نام میں نے چھوڑ دیئے...... وہ نام بہت بجتے تھے...... آج اُن کو کوئی پوچھتا ہی نہیں...... یاد ہے کسی کو خونی کالی ماتا؟...... کونڈا لیزا رائس...... چند نہتے اور بے سرو سامان مجاہدین نے ان سب کے غرور کو توڑ دیا...... اور ان سب کو ایسا رُسوا کیا کہ یہ ہیرو سے زیرو ہو گئے...... کیا اب میں مجاہدین کے نام بھی گنواؤں؟...... اخلاص کے ساتھ جہاد کرنے والے کس مجاہد کی قدر و قیمت کم ہوئی؟...... اور کس کے مقام میں کوئی کمی آئی؟...... چلیں چھوڑیں...... کسی کا

نام نہیں لکھتا...... اللہ تعالیٰ اُن سب کو سلامت رکھے اور اُن کے عمل کو قبول فرمائے...... بات تو ''ٹونی بلیئر'' سے شروع ہوئی تھی...... دراصل اُس نے اپنی سوانح حیات لکھ ڈالی ہے...... ویسے سچ بتائیں کافی عرصہ سے تو آپ نے اُس کا نام بھی نہیں سنا ہوگا...... وہ برطانیہ کا مقبول ترین وزیر اعظم تھا جو یکے بعد دیگرے تین بار وزیر اعظم منتخب ہوا...... مگر پھر؟...... مسلمانوں سے جنگ میں شکست کھانے کی وجہ سے خود اُس کی پارٹی نے اُسے ''وزارت عظمیٰ'' کے عہدے سے ہٹا دیا...... اور پھر اس سال تو اُس کی پارٹی بھی انتخابات ہار گئی...... اور سب نے یہی کیا کہ ''ٹونی'' کی پالیسیاں پارٹی کو لے ڈوبیں...... ''ٹونی'' کی رگوں میں اسلام دشمنی کا خون معلوم نہیں کہاں سے آیا...... ویسے سمجھدار لوگ کہتے ہیں کہ اس زمانے میں ''انگریز'' اسلام کا اصل دشمن ہے...... گیارہ ستمبر کے حملوں کے بعد...... مسلمانوں کے خلاف جنگ شروع ہوئی تو ''ٹونی'' آنکھیں بند کر کے اس جنگ میں کود پڑا...... اور سیدھا بش کی گود میں جا گرا...... اخبارات والے اُسے بش کا پوڈل...... یعنی کتا لکھتے تھے...... پھر جب بُش نے عراق کا رخ کیا تو ٹونی اس کے ساتھ اس دلدل میں جا گرا...... ان دونوں کو امید تھی کہ وہ اپنی طاقت سے مسلمانوں کو کمزور کر دیں گے...... مگر ہزاروں فوجی مروا کر بھی کچھ ہاتھ نہ آیا...... مسلمان تو الحمدللہ پہلے سے زیادہ طاقتور ہو گئے...... جبکہ بش اور ٹونی کو اب کوئی پوچھتا بھی نہیں...... جی ہاں دونوں تاریخ کی کالک بن گئے...... بُش تو کافی عرصہ سے چپ بیٹھا ہوا ہے...... جیسے اُسے جوتا سونگھ گیا ہو مگر ٹونی کو معلوم نہیں کیا سوجھی کہ اُس نے کتاب لکھ ڈالی ہے...... اور اپنی اس کتاب میں ''ریڈیکل اسلام'' کو دنیا کے لئے سب سے بڑا خطرہ قرار دیا ہے...... مگر نہایت بے بسی کے ساتھ یہ بھی لکھ دیا ہے...... کہ مجھے معلوم نہیں...... ہم اس خطرے سے کیسے نمٹ سکتے ہیں؟......

واہ میرے اللہ واہ...... آپ ہی سلطنت کے مالک ہیں، جس کو چاہتے ہیں حکمرانی دیتے ہیں...... اور جس سے چاہتے ہیں حکمرانی چھین لیتے ہیں...... آپ جس کو چاہتے ہیں عزت دیتے ہیں...... اور جس سے چاہتے ہیں عزت چھین لیتے ہیں...... آپ ہی کے ہاتھ میں سب بھلائی

ہے...... اور آپ ہر چیز پر قادر ہیں...... ٹونی بلیئر ...... جو پورے برطانیہ میں جھوٹا، پوڈل اور شکست خوردہ لیڈر مشہور ہے...... اسلام کے خلاف اپنی آخری کوشش کے طور پر ایک بار پھر بولا ہے...... مگر جب منہ میں دانت نہ رہیں تو پوپلے کتے کی بھونک سے کیا بنتا ہے...... اسلام اللہ تعالیٰ کا محبوب دین ہے...... اور اسلام دنیا میں غالب ہونے کے لئے آیا ہے...... صدیوں کی کوششوں کے بعد کفار نے مسلمانوں سے خلافت چھین لی...... مسلمانوں کے پاس کوئی ایک مرکز نہ رہا...... مسلمان قومیتوں اور زبانوں میں بٹ گئے ...... چھوٹے چھوٹے مُلک اور کمزور جزیرے...... مسلمانوں کے حکمران کافروں کے غلام بن گئے...... اور مسلمانوں کا سرمایہ کافروں کے قبضے میں چلا گیا...... یہ وہ حالات تھے جن میں کسی بھی قوم کو ایک جھٹکے سے ختم کیا جا سکتا ہے...... گیارہ ستمبر کے بعد دنیا بھر کے دشمنان اسلام نے فیصلہ کیا کہ...... اب آخری جھٹکا دے دینا چاہئے...... آخر ہمارے مقابلے میں آئے گا کون؟...... حکمران تو سب ہمارے ساتھ ہیں...... اور اُن کے مسلّح دستے بھی ہمارے معاون ہیں...... ملکوں کی سرحدیں بند ہیں...... ساری دنیا کے سمندر ہمارے قبضے میں ہیں...... اور فضائی طاقت میں تو کسی کے پاس ہمارا جواب ہی نہیں ...... یہ تمام باتیں سوچ کر حملہ شروع کر دیا گیا...... اور جنگ کو دنیا کے دو حصوں میں پھیلا دیا گیا...... خوفناک بحری بیڑے میزائلوں کی بارش کر رہے تھے...... آسمان پر جنگی طیاروں کا شور تھا...... اور زمین پر بڑے بڑے ٹینک دوڑ رہے تھے...... یوں لگتا تھا کہ...... اب مسلمانوں کا کچھ نہیں بچے گا...... ڈیزی کٹر بموں کی کارپٹ بمباری...... اور کروز میزائلوں کا ہولناک سیلاب...... خوب آگ بھڑکی ...... ہر طرف دھول ہی دھول پھیل گئی...... مگر جب دھول چھٹی تو اُس کے اندر اسلام مسکرا رہا تھا...... افغانستان میں بھی...... اور عراق میں بھی...... کشمیر میں بھی اور غزہ میں بھی ...... یا اللہ آپ کی شان ...... مجھے ایک اخبار نویس کا کالم یاد ہے...... اُس نے فخر سے لکھا تھا کہ بس اب چند دنوں کی بات ہے...... دنیا میں مجاہدین نام کی کوئی چیز دیکھنے اور سننے کو نہ ملے گی...... تب ہم نے دھڑکتے دل اور کانپتے ہاتھوں سے...... صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی طاقت کے بھروسے پر لکھا تھا

کہ...... ہرگز نہیں ...... اب انشاء اللہ اسلام اور جہاد پہلے سے زیادہ ابھریں گے...... تب بہت سے اپنے بھی بغلوں میں منہ چھپا کر ہنستے تھے کہ...... آخر اس ہولناک طاقت کے سامنے کون ٹھہر سکتا ہے؟...... مگر قرآن پاک دکھا رہا تھا کہ...... دور دور تک پھیلی ہوئی خوفناک آگ کے درمیان...... حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام مسکرا رہے ہیں...... مسلمان بھی تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ملّت پر ہیں...... ان کو ایٹم یا ہائیڈروجن کی آگ کس طرح سے جلا سکتی ہے...... الحمدللہ ...... اللہ تعالیٰ کی نصرت زمین پر اتری...... دریائے آمو میں کفار کا خون...... اور دجلہ اور فرات میں اُن کی لاشیں تیرنے لگیں...... فدائیوں کے دستے ایسی شان سے اٹھے کہ قرون اولیٰ کی خوشبو ہر طرف مہکنے لگی...... مجاہدین کے لشکر اس طرح منظّم ہوئے کہ سرحدوں کا فرق مٹ گیا...... اور تب کفر کی شطرنج پر بڑے بڑے مہرے ایک کے بعد ایک منہ کے بل گرتے چلے گئے...... اور آج یہ حالت آچکی ہے کہ...... انڈیا میں اسرائیل کے سفیر ''مارک سوفیر'' نے حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ کے مزار پر حاضری دی ہے...... اور مسلمانوں کو اپنا بھائی قرار دیا ہے...... میدان جنگ میں ہارنے والے بزدل آخر میں اسی طرح کی چالوں پر اُترتے ہیں...... مسلمان خواجہ معین الدین چشتیؒ کے جذبہ جہاد سے واقف ہیں...... حضرات صوفیاء کرام ہمیشہ سے جہاد کے حامی بلکہ خود مجاہد رہے ہیں...... ''صوفی ازم'' کا جو مطلب آج کل بیان کیا جارہا ہے اس سے وہ مسلمان...... کبھی دھوکا نہیں کھا سکتے جو قرآن پاک کو سمجھتے ہیں...... حضرات صوفیاء کرام کے بڑے بڑے مشائخ میدان جہاد کے...... شہسوار تھے اور ان میں سے کئی ایک کو شہادت بھی نصیب ہوئی...... سلام ہو غزہ کے اہل عزیمت پر...... جن کی بہادری اور قربانی نے یہودیوں کو پینترے بدلنے پر مجبور کر دیا ہے...... ٹونی بلیئر نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ...... گیارہ ستمبر کا دن ''ریڈیکل اسلام'' کے لئے بڑی تبدیلی کا دن تھا کہ...... اس کے بعد عالمی طاقتوں نے اس خطرے کو محسوس کیا...... اور اب اسلام کے خلاف جنگ کا آغاز ہو چکا ہے...... اور یہ جنگ ریڈیکل مسلمانوں کے خاتمے تک جاری رہے گی...... ٹونی بلیئر کی حسرتیں اپنی جگہ...... مگر مسلمان تو اس سال گیارہ

ستمبر کو عید منا رہے ہیں......تمام اہل اسلام کو......عید مبارک

اللھم صل علیٰ سیدنا محمد صاحب السیف والجہاد نبی الرّحمۃ و الملاحم وعلی آلہ و صحبہ و بارک وسلم تسلیما کثیرا کثیرا......

شُکر ہے بلا ٹلی

اللہ تعالیٰ ہم سب کو دنیا اور آخرت میں ''عافیت'' نصیب فرمائے...... یاد رکھیں! شہادت کی موت بھی بہت بڑی ''عافیت'' ہے...... رسول کریم ﷺ کو اپنے چچا حضرت سیدنا عبّاس ؓ سے بہت محبت تھی...... ویسے بھی چچا والد کی جگہ ہوتے ہیں...... اور پھر حضرت عباس ؓ!...... ماشاء اللہ بہت عظیم المرتبۃ اور اونچی شان والے بزرگ تھے...... اور اس سے بڑھ کر مقام اور سعادت کیا ہوگی کہ دو جہانوں کے سردار حضرت امام الانبیاء ﷺ کے محبوب، مقرّب اور معتمد صحابی اور محترم چچا ہیں...... بڑے اونچے بہادر اور شاعر تھے...... حضرت آقا مدنی ﷺ کی شان مبارک میں بھی قصیدے کہے...... حضرت سیدنا عباس ؓ بن عبدالمطلب نے ایک بار حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں عرض کیا...... مجھے کوئی ایسی چیز سکھائیں جو میں اللہ تعالیٰ سے مانگا کروں...... حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا...... آپ اللہ تعالیٰ سے ''عافیت'' مانگا کریں...... چند دن گزرنے کے بعد حضرت عباس ؓ پھر تشریف لائے اور عرض کیا...... یارسول اللہ ﷺ! مجھے کوئی چیز سکھا دیں جو میں اللہ تعالیٰ سے مانگا کروں...... حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا:

یا عباس ؓ! یا عم رسول اللہ، سلوا اللہ العافیۃ فی الدنیا والآخرۃ

ترجمہ: اے عباس! اے رسول اللہ ﷺ کے چچا! آپ اللہ تعالیٰ سے دنیا آخرت

میں ’’عافیت‘‘ کا سوال کیا کریں۔(رواہ الترمذی)

سبحان اللہ! جواب میں کتنی محبت ہے اور کتنی مٹھاس......اور کتنی زیادہ خیر خواہی......

’’عافیت‘‘ کے معنی، بہت وسیع ہیں......اور یہ اللہ تعالیٰ کی وہ نعمت ہے جس کے ہم سب بہت زیادہ محتاج ہیں......آئیں مل کر دعاء کریں

اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْئَلُکَ الْعَافِیَۃَ فِی الدُّنْیَا وَ الْآخِرَۃِ

یا اللہ ہمیں دنیا اور آخرت میں عافیت نصیب فرما......

ابھی آپ نے دیکھا کہ گیارہ ستمبر کے دن کتنی بڑی ’’عافیت‘‘ ہوگئی......اللہ اکبر کبیرا......

بہت بڑی عافیت، بہت ہی بڑی خیر ہوگئی کہ...... ہم ایک دردناک امتحان سے بچ گئے...... سچی بات ہے کہ......آنکھوں سے نیند ہی اڑ گئی تھی......اور جسم غصّے سے کانپنے لگتا تھا...... ایک حقیر اور منحوس پادری کی یہ ہمت کہ......وہ کھلے عام قرآن پاک کی بے حرمتی کرے...... رمضان المبارک کا اختتام تھا......اور عید کی آمد آمد تھی......مگر ساری خوشیاں اور دعائیں غمناک ہچکیوں میں ڈھل رہی تھیں......ساری دُنیا کے مسلمان یوں تڑپ رہے تھے جیسے......مچھلی کو پانی سے باہر پھینک دیا گیا ہو...... یا اللہ اپنی قوت اور حکم سے اس ظلم کو روک دیجئے......استغفر اللہ ایسا بھیانک ظلم کہ مسلمان تو کیا کافر بھی کانپ اٹھے......افغانستان میں تعینات امریکی جنرل نے کہا کہ اگر قرآن پاک کی بے حرمتی ہوئی تو ہم امریکیوں کی جانیں خطرے میں پڑ جائیں گی......نیٹو کے سربراہ نے کہا!......اگر قرآن پاک کے ساتھ امریکی پادری نے چھیڑ چھاڑ کی تو ہمارا پورا مشن برباد ہو جائے گا......صدر اُبامہ نے کہا!......اگر یہ واقعہ ہوا تو دنیا بھر کا امن خطرے میں پڑ جائے گا...... ہمارے حکمران تو کچھ نہ بولے......اُن کی اس بے حسی کا درد ابھی تک ہمارے دلوں میں ہے......مگر باقی ساری دنیا چیخ پڑی...... بھارت کے وزیر داخلہ نے امریکی حکومت سے اپیل کی کہ وہ طاقت استعمال کر کے...... پادری ٹیری جونز کو اس حرکت سے روکے......اگر یہ حرکت ہوئی تو ہندوستان میں بھی امن خطرے میں پڑ جائے گا...... ہر طرف عجیب سا شور مچ گیا...... وہ

مسلمان جو اپنی مغفرت کی دعائیں مانگ رہے تھے...... اب قرآن پاک کی حُرمت کی دعائیں مانگنے میں جڑ گئے...... ربّا! اس بڑے امتحان سے بچالے......اور ہماری جانوں کوقرآن عظیم کی حُرمت کے لئے قبول فرمالے...... واقعی بہت مشکل لمحات تھے...... اتنے مشکل کہ شاید زندگی میں اس سے زیادہ مشکل لمحات نہ دیکھے ہوں...... لالچی اور حریص صحافی......اس موقع پر زیادہ سے زیادہ پیسہ بنانے کے چکر میں اس خبر کو خوب اچھال رہے تھے...... ساری دنیا کے حکمران پادری کی مذمت کر رہے تھے......مگر پادری گدھے کی طرح بضد تھا کہ...... وہ دنیا کے امن کو ضرور آگ میں جھونکے گا......اہل اسلام کبھی دعاء کے لئے ہاتھ اٹھاتے، کبھی سجدے میں گر جاتے...... کبھی اپنے آپ کو نوچتے......اور کبھی یہ سوچتے کہ خدانخواستہ ایسا ہوگیا تو اس ظلم کا یوں بدلہ لیں گے......مگر نہیں نہیں...... یا اللہ یہ ظلم ہو ہی نہ...... آپ ہی ہماری نصرت فرما دیں اور ہمیں یہ منحوس لمحہ دیکھنے سے بچالیں...... اسی کشمکش میں دس ستمبر کا دن آ گیا...... بہت سے مسلمانوں نے رمضان المبارک کے ہاتھ چومے اور عید کی نماز کے لئے نکل کھڑے ہوئے......عرب ممالک، افغانستان اور پاکستان کے کئی علاقوں میں عید دس ستمبر کو ہوگئی......عید کے خطبوں میں غم کے بادل تھے اور دعاؤں میں فلک رسا آہیں تھیں...... کس کو عید مبارک کہیں......اور کس سے عید مبارک لیں......قرآن پاک پر نظر پڑتی تو آنکھیں بھیگ جاتیں...... اور شرم سے جھک جاتیں...... ایک ناپاک پادری میڈیا کے زور پر پوری اُمتِ مسلمہ کو تڑپا رہا تھا...... مگر جیسے ہی عید کی دعائیں ختم ہوئیں...... آسمان سے نصرت اور عافیت نازل ہوئی اور پادری نے اعلان کردیا کہ وہ یہ ظالمانہ حرکت نہیں کرے گا...... **الحمدللہ، الحمدللہ ثم الحمدللہ**......

شُکر ہے اللہ تعالیٰ کا جس نے ہم سب کو اتنے دردناک امتحان سے بچالیا...... اور الحمدللہ اُمتِ مسلمہ کی دھاک پوری دنیا پر بٹھا دی...... اے مسلمانو! اللہ تعالیٰ نے کتنا بڑا احسان کیا ہے...... ورنہ ہماری زندگیوں میں یہ ظلم ہوتا تو زندگی ہمارے لئے کتنی مشکل ہو جاتی...... پادری

ٹیری جونز نے پریس کانفرنس میں بتایا کہ...... میں خدا سے دعاء کر رہا تھا کہ اگر خدا چاہتا ہے کہ میں قرآن پاک کی بے حرمتی نہ کروں تو وہ مجھے اشارہ دے...... اب یہ اشارہ مجھے مل چکا ہے...... اور نیویارک کے مرکزی امام نے مجھے یقین دہانی کرائی ہے کہ...... نائن الیون کے واقعہ والی جگہ مسجد تعمیر نہیں کی جائے گی...... اُدھر نیویارک کے امام نے اعلان کیا ہے کہ...... انہوں نے پادری کو ایسی کوئی یقین دہانی نہیں کرائی...... بہرحال ایک عذاب اور طوفان ٹل گیا...... اس پر اللہ تعالیٰ کا جتنا شکر ادا کیا جائے وہ کم ہے......

پادری ٹیری جونز کو چاہئے کہ...... پوری دنیا کے سامنے معافی مانگے اور اسلام قبول کر لے...... کیونکہ بقول اُس کے...... خدا نہیں چاہتا کہ قرآن پاک کی بے حرمتی کی جائے...... معلوم ہوا کہ قرآن پاک اللہ تعالیٰ کی سچی کتاب ہے...... اور اللہ تعالیٰ اس کتاب کا محافظ ہے...... اتنی عظیم نشانی دیکھنے کے باوجود اگر ٹیری جونز مسلمان نہیں ہوتا تو یقیناً وہ بہت بُری موت مرے گا...... اور لوگ اُس کی موت سے عبرت حاصل کریں گے انشاء اللہ...... اس المناک موقع پر دنیا بھر کے مسلمانوں نے قرآن پاک کے ساتھ جس محبت اور تعلق کا اظہار کیا ہے...... وہ قابل تحسین ہے...... اے مسلمانو! قرآن پاک بہت ہی عظیم الشان نعمت ہے...... ہم سب اپنے عہد اور عزم کی تجدید کریں کہ انشاء اللہ ہم...... قرآن پاک کی بھرپور قدر کریں گے اور قرآن پاک سے اپنے تعلق کو اور زیادہ مضبوط بنائیں گے...... دینی مدارس میں داخلے شروع ہیں...... اپنے بچوں کو اسکولوں سے نکالیں اور پہلے قرآن پاک کی مکمل تعلیم دیں...... اپنے گھروں کا جائزہ لیں کہ ہمارے گھر میں کوئی ایسا فرد تو نہیں جسے قرآن پاک صحیح تلفظ سے پڑھنا نہ آتا ہو...... جن لوگوں نے اپنے اسکول اور کالج کھول رکھے ہیں وہ اپنے مسلمان ہونے کا حق ادا کریں...... اور اسکول کے ہر بچے کو قرآن پاک پڑھنا سکھائیں...... نماز اور چند سورتیں بھی یاد کرائیں...... اور اُن کے دلوں میں قرآن پاک کی عظمت اور ادب واحترام کا بیج بوئیں...... حقیقی مسلمان کبھی بھی قرآن پاک سے نہیں کٹ سکتا...... جن کو اللہ تعالیٰ نے ذہین بچے دیئے ہیں وہ اُن کو قرآن پاک حفظ

کرائیں......اور پھر اُس کا ترجمہ اور تفسیر پڑھائیں...... گھروں میں خواتین کو سورۂ نور کی تفسیر پڑھائی جائے......تاکہ انہیں حیا کا مقام اور اُس کی اہمیت معلوم ہو......جن مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ نے مال دیا ہے وہ اپنے مال سے قرآن پاک کی خدمت کریں...... یاد رکھیں! اگر ہم قرآن پاک سے جُڑ گئے تو سیدھے اللہ تعالیٰ سے جُڑ جائیں گے......قرآن پاک پر ایمان لانا......قرآن پاک کے پیغام کو سمجھنا......قرآن پاک کی تلاوت کرنا، قرآن پاک کو یاد کرنا......قرآن پاک کے احکامات پر عمل کرنا......قرآن پاک کی طرف لوگوں کو بلانا......قرآن پاک ساری دنیا تک پہنچانا......قرآن پاک کو دنیا پر غالب اور نافذ کرنا...... یہ ہم سب مسلمانوں کے ذمّہ سعادت والے کام ہیں...... اللہ تعالیٰ سب کو عافیت عطاء فرمائے......اور ہمیں قرآن پاک سے وہ تعلق عطاء فرمائے...... جو تعلق ہمارے لئے دارین کی فلاح کا ذریعہ بن جائے......آمین یا ارحم الراحمین

اللھم صل علیٰ سیدنا محمد النبی الامی صاحب الفرق و الفرقان و جامع الورق ومنزله من سماء القرآن وعلی آل محمد و اصحابه و بارک وسلم تسلیما کثیرا

☆☆☆